محافلِ جنّت

ترجمہ

حادی الارواح الیٰ بلاد الافراح

(نظرثانی شدہ صحیح ایڈیشن)

تألیف

علامہ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ
(متوفی ۷۲۸ھ)



ترجمہ

مولانا محمد فاروق حسن زئی



الکشاف پبلیکیشنز
دوکان نمبر ۳۔ حاجی ادریس مینشن رتن تلاؤ کراتشي

محافلِ جنّت

ترجمہ

حادی الارواح الیٰ بلاد الافراح

(نظرثانی شدہ صحیح ایڈیشن)

تالیف

علامہ ابن القیم الجوزی

مترجم

مولانا محمد فاروق حسن زئی

فاضل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

ناشر



الکشاف پبلیکیشنز

دوکان نمبر ۳۔ حاجی ادریس مینشن رتن تلاؤ کراتشي

الهاتف : ۷۷۷۳۲۹۳

نام کتاب — محافل جنت
مولف — حافظ ابن قیم الجوزیہ علیہ الرحمہ
ترجمہ — مولانا محمد فاروق حسن زئی
کمپوزنگ — کمپیو گرافکس
مطبع
قیمت

○---ناشر---○

الکشاف پبلیکیشنز
۳-۴ حاجی ادریس مینشن رتن تلاؤ، کراچی
فون: ۷۷۳۲۹۳

دیگر ملنے کے پتے

○ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن
○ صدیقی ٹرسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی
○ دارالاشاعت اردو بازار کراچی
○ مکتبہ برہان اردو بازار کراچی
○ ادارہ القرآن لسبیلہ چوک کراچی
○ کتب خانہ مظہر گلشن اقبال کراچی
○ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
○ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
○ ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انار کلی لاہور
○ مکتبہ مکہ مکی مسجد علامہ اقبال روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست ابواب و مضامین

محافل جنت

صفحہ	ابواب و مضامین
۱۵۳	**بیسواں باب** اہل جنت کا اللہ عزوجل سے جنت کی طلب اور شفاعت
۱۶۱	**اکیسواں باب** جنت کے نام اور اس کے معانی اور اشتقاق
۱۷۳	**بائیسواں باب** جنتوں کی تعداد کا بیان اس کی دو قسمیں ہیں (۱) سونے کی دو جنتیں (۲) چاندی کی دو جنتیں
۱۷۹	**تیئسواں باب** اللہ تعالیٰ نے دوسری جنتوں پر فضیلت ظاہر کرنے کیلئے بعض جنتوں کو خاص اپنے دست مبارک سے پیدا فرمایا اور اس میں درخت لگائے۔
۱۸۴	**چوبیسواں باب** جنت کے داروغے اور ان کے سردار کا نام
۱۸۶	**پچیسواں باب** سب سے پہلے جنت کا دروازہ کون کھٹکھٹائے گا؟
۱۸۸	**چھبیسواں باب** وہ امت جو سب امتوں سے پہلے جنت میں داخل ہوگی۔
۱۹۰	**ستائیسواں باب** اس امت کے وہ لوگ جو پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی صفات کا بیان

صفحہ	ابواب و مضامین

کلمات تشکر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

چونکہ میں پہلے جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا طالب علم رہا ہوں جس کی برکت سے عربی زبان سے تھوڑی بہت واقفیت ہے۔ علامہ ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "حادی الارواح الی بلاد الافراح" پڑھنے کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ جنت کے موضوع پر اس نوع کی لکھی گئیں کتابیں شائد نہ ہوں۔ اور یہ کہ اس کتاب کا اردو ترجمہ ہو جائے تاکہ عام مسلمان بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔ اس کا تذکرہ میں نے اپنے عزیز بھائی مولانا محمد فاروق صاحب حسن زئی فاضل جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے کیا۔ جنہوں نے میری یہ استدعا قبول فرماکر ترجمہ شروع فرمایا اور الحمد للہ یہ مشکل ترین کام عزیزم نے اپنی گوناں گوں مصروفیات کے باوجود انجام دیا جس کیلئے میں عزیزم مولانا صاحب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

اللہ رب العزت سے میری دعا ہے کہ اس کتاب سے پوری انسانیت کو نفع عطا فرمادیں اور ہم سب کیلئے اور ہمارے مرحومین کیلئے ذریعہ نجات بنائیں۔ آمین ثم آمین۔

حافظ الحق حسن زئی

کلمات تبرک

حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی صاحب

استاذ حدیث، و رئیس التخصص بجامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا ومصلیا۔ اما بعد بندہ نے حضرت مولانا محمد فاروق حسن زئی کی کتاب "محافل جنت" متعدد مواقع سے دیکھی یہ کتاب امام ابن قیم الجوزیہ علیہ الرحمۃ کی کتاب "حادی الارواح" کا ترجمہ ہے حادی الارواح جنت کے اوصاف واقعات اور جنت کے متعلق مختلف مباحث پر سب سے زیادہ محقق اور ضخیم کتاب ہے اور اس موضوع کی احادیث کا احاطہ کرتی ہے۔ امام ابن قیم الجوزیہ کی دوسری کتب کی طرح یہ کتاب بھی نافع اور مفید ہے اس کتاب کو پڑھ کر ان اعمال کی ترغیب ملتی ہے۔ جو انسان کو جنت کا مستحق بنا دیتی ہیں اس بناء پر یہ کتاب عوام و خواص سب کیلئے یکساں مفید ہے۔

کتاب عربی میں تھی مولانا محمد فاروق حسن زئی صاحب نے اس کا بہترین انداز میں ترجمہ کیا ہے اب اس کتاب سے اردو خواں حضرات بھی فائدہ اٹھا سکیں گے یہ خدمت یقیناً ایسی خدمت ہے کہ جو اہل علم کیلئے قابل غبطہ ہے اور مترجم صاحب کیلئے ذخیرہ آخرت ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ بندہ دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبولیت سے نوازے اور اپنے بندوں کیلئے اسے نافع بنادے اور مترجم کیلئے دنیا اور آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنادے۔ آمین

نظام الدین شامزئی

استاذ حدیث

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۲۹/۲/۱۴۱۶ھ

مقدمہ طبع ثالث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ اما بعد: حق تعالیٰ عزوجل کا عظیم فضل و احسان ہے کہ اس کی ابدی نعمت' لازوال راحت اور اس کے مخصوص بندوں کی جائے انعام و اکرام جنت کے موضوع پر علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ کی لکھی ہوئی کتاب "حادی الارواح" کے ترجمہ "محافل جنت" کا یہ تیسرا ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ چونکہ طبع اول کے اختتام کے بعد طبع ثانی میں قدرے تاخیر ہوئی تھی جسکی وجہ سے طبع ثانی بہت کم عرصے میں ہاتھوں ہاتھ تقسیم ہوئی اس لئے طبع ثالث کی بہت جلد نوبت آئی۔ والحمد للہ علی ذالک۔

ذیل میں چند امور کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں جو کہ سابقہ ایڈیشنوں میں نہیں کی گئی تھی۔

۱۔ اکثر اردو تراجم میں مد نظر عام اردو خواں مسلمانوں کا استفادہ ہوتا ہے اور انہیں حضرات کے استفادہ کیلئے عربی کتابوں کے ترجمے کئے جاتے ہیں۔ علماء کو تراجم کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لئے ترجمہ کی زبان انتہائی سیدھی سادی اختیار کی گئی ہے اور حتی الامکان لفاظی سے احتراز کیا گیا ہے۔

حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"دو باتیں مجھے بہت ناپسند ہیں۔ ایک تو تقریر میں لغت بولنا' دوسرے تحریر میں سکتہ لکھنا۔ تقریر سے مقصود افہام ہوتا ہے اور یہاں ابہام ہو جاتا ہے"

(تحفۃ العلماء ج ا ص ۴۷۳)

البتہ علامہ ابن قیمؒ کی علمی تحقیقات اور فنی اصطلاحات اپنی جگہ ہیں جس کو عوامی معیار پر لانا ممکن ہی نہیں ہے۔

۲۔ کتاب میں بعض ابواب میں کچھ اشعار بغیر ترجمہ بھی آپ دیکھیں گے' ان اشعار کا ترجمہ اس لئے ترک کر دیا گیا کہ وہ جاہلی شعراء کے فحش اشعار ہیں جن میں عورتوں کے اعضاء مستورہ کی تعریفیں ہیں۔ علامہ ابن قیمؒ نے صرف لغوی تائید میں پیش کئے ہیں۔ اس لئے ایک عام کتاب خواں کی ذہنیت لے کر مطالعہ کرنے والے کیلئے ان کا ترجمہ مفید نہیں۔

۳۔ بسا اوقات ایک مضمون کی ایک ہی حدیث اسناد کی مختلف طرق سے مروی ہوتی ہے تو علامہ ابن قیمؒ اس حدیث کو تمام طرق اسناد سے مکرر ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ ان جیسی حدیثوں میں ایک دو مرتبہ ذکر کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ ہاں اگر حدیث کے مضمون یا الفاظ میں جہاں تھوڑا سا بھی فرق تھا تو اسے ترک نہیں کیا گیا۔

آخیر میں اہل علم کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس بارے میں اپنے مفید مشوروں سے نوازے۔ "جزاکم اللہ خیرا"

حق تعالیٰ اس سعی حقیر کو شرف قبولیت عطا فرما کر نجات کا ذریعہ بنائے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

کتبہ

محمد فاروق بن ملک داد حسن زئی

۱۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

۲۲ر ستمبر ۱۹۹۷ء

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ ھ) کے شاگردوں اور مستفیدین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ حافظ ابن قیم امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور انہیں سولہ سال امام صاحب کی مصاحبت حاصل رہی۔

نام ونسب و ولادت

نام شمس الدین محمد' ابو عبداللہ کنیت والد کا نام ابوبکر بن ایوب تھا ۷ صفر المظفر ۶۹۱ ھ کو دمشق میں "زرع" نامی بستی میں پیدا ہوئے آپ کے والد ابوبکر بن ایوب مدرسہ جوزیہ کے قیم (نگران ناظم) تھے اس لئے ابن قیم کہلائے۔

ابتدائی تعلیم

حافظ ابن قیم نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی بعد ازاں جملہ علوم اسلامیہ یعنی تفسیر' حدیث' فقہ' اصول فقہ' تاریخ' رجال' ادب' معانی لغت' اور صرف و نحو کی تعلیم ہر صاحب فن استاد سے حاصل کی آپ کے اساتذہ میں شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی (۷۲۸ ھ) کا نام بھی ملتا ہے ان کی شاگردی میں حافظ ابن قیم نے سولہ سال گزارے اور تمام علوم اسلامیہ میں دسترس حاصل کی حافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ ھ) لکھتے ہیں کہ

> "جب حافظ ابن تیمیہ ۷۱۲ ھ میں مصر سے واپس آئے تو حافظ ابن قیم نے ان کی ایسی صحبت اور رفاقت اختیار کی کہ ان کے انتقال تک ساتھ نہ چھوڑا۔"

علمی مرتبہ

حافظ ابن قیم کا علمی مرتبہ بہت بلند تھا تمام علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ حاصل تھی اور تمام علوم اسلامیہ پر ان کی گہری نظر تھی علم تفسیر میں ان کی ژرف نگاہی مسلم تھی۔ حافظ شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ حافظ ابن قیم کو تفسیر و رجال و حدیث کی طرف بڑی توجہ تھی وہ فقہ کے مطالعہ میں بھی مشغول رہتے تھے اور اس کے مسائل کو بڑی شرح و بسط سے لکھتے تھے نحو کی تدریس اور اصول فقہ اور اصول حدیث میں اچھی مہارت تھی حافظ ابن رجب الحنبلی لکھتے ہیں کہ

حافظ ابن قیم کو تمام علوم اسلامیہ میں دخل تھا لیکن تفسیر میں ان کی نظیر نہیں ملتی تھی اصول دین میں بھی وہ درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے حدیث' فقہ حدیث اور دقائق استنباط میں ان کا کوئی ہمسر نہیں تھا علم سلوک اور اہل تصوف کے ارشادات و دقائق پر وسیع نظر تھی میں نے قرآن و سنت کے معانی اور حقائق ایمانی کا ان سے بڑا عالم نہیں پایا وہ معصوم تو نہ تھے لیکن میں نے ان خصوصیات میں ان جیسا آدمی نہیں دیکھا۔

خصائص

حافظ ابن قیم گوناگوں خصائص کے مالک تھے نرم مزاج قوی الخلاق اور اپنے استاد ابن تیمیہ سے انہوں نے علم' اخلاص' اور ایمان کی دولت حاصل کی تھی۔ لیکن مزاج میں تیزی نہیں تھی حافظ ابن کثیر جو ان کے مخلص دوست اور رفیق درس تھے بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابن قیم بڑی خوبیوں کے آدمی تھے محبت سب سے' حسد کسی سے بھی نہیں نہ کبھی کسی کے درپے آزار ہوئے نہ کسی کی عیب چینی کی میں اکثر ان کے ساتھ رہا وہ مجھ سے محبت کا برتاؤ کرتے تھے مجھے نہیں معلوم کہ ہمارے زمانہ میں کوئی شخص ان سے زیادہ عبادت گزار رہا ہو ان کی نماز بڑی طویل ہوتی تھی' رکوع اور سجدے خاصے لمبے ہوتے تھے بہت سے دوست اور ساتھی اس پر کبھی کبھی انہیں ملامت بھی کرتے تھے لیکن انہوں نے کبھی جواب نہیں دیا اور نہ اس معمول کو

ترک کیا۔ انتہی کلامہ

حافظ ابن قیم اپنی مذہبی جوش کے باوجود نہایت خلیق اور متواضع تھے ان میں اپنے استاد (شیخ الاسلام ابن تیمیہ) کی سی حدت اور شدت نہیں تھی مخالفین کے ساتھ وہ اچھی طرح پیش آتے تھے اس وصف میں وہ اپنے استاد سے بالکل ممتاز تھے اس لئے مخالفین بھی ان کی قدر ومنزلت کرتے تھے۔

زہد و عبادت

حافظ ابن قیم زہد و عبادت میں اپنی مثال آپ تھے دن رات درس و تدریس ذکر و اذکار اور تلاوت قرآن مجید میں بسر کرتے' تواضع 'انکساری' اور حسن خلق میں ممتاز مقام کے حامل تھے حافظ ابن رجب (م ۷۹۵ ھ) لکھتے ہیں کہ حافظ ابن قیم کثیر العبادات اور بڑے شب بیدار تھے ان کی نماز بڑی طویل ہوتی تھی وہ ہر وقت ذکر و مشاغل میں لگے رہتے اور ان میں محبت الٰہی اور انابت کی ایک خاص کیفیت تھی ان کے چہرے پر بارگاہ خداوندی کی طرف فقرو احتیاج اور عجزو انکساری کا نور نظر آتا تھا اس کیفیت میں میں نے ان کو منفرد پایا۔

ابتلاء و آزمائش

حافظ ابن قیم بھی اپنے استاد شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کی طرح ابتلاء و آزمائش اور مجاہدات کی منازل سے گزرے ان کو بہت ایذائیں دی گئیں اونٹ پر سوار کر کے شہر میں تشہیر کی گئی درے مارے گئے اور اپنے استاد ابن تیمیہ کے ساتھ جیل بھی گئے۔ آپ کا جرم یہ تھا کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لئے شد رحال کے قائل نہ تھے حافظ ابن قیم کی رہائی اس وقت عمل میں آئی جب جیل میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا انتقال ہوا۔ حافظ ابن قیم ایام اسیری میں تلاوت قرآن مجید اور اس کے معانی اور مطالب میں مشغول رہے حافظ ابن رجب لکھتے ہیں۔

"ففتح علیہ من ذالک کثیر و حصل لہ جانب عظیم من

الاذواق والمواجید الصحیحتہ و تسلط بسبب ذالک علیٰ الکلام فی علوم اہل المعارف والدخول فی غواضہم و تصانیفہ ممتلئتہ بذالک"

یعنی اس سے ان کو بڑا نفع حاصل ہوا ان کو اذواق اور مواجید صحیحہ کا ایسا حصہ ملا جس سے اہل معارف کے علوم اور ان کے غوامض و دقائق کا سمجھنا ان کے لئے آسان ہو گیا ان کی تصنیفات ان مضامین سے لبریز ہیں۔

پروفیسر ابو زہرہ مصری (م۔۱۹۶۰ء) لکھتے ہیں کہ

جب امام ابن تیمیہ کو طلاق اور شد رحال کے مسائل کے بارے میں فتووں کی بنا پر آخری مرتبہ قید کیا گیا تو آپ کے شاگردوں کو بھی نشانہ ستم بنایا گیا۔ آپ کے بعض شاگردوں کو سزا بھی دی گئی۔ بعض بھاگ نکلے اور بعض کو عرصہ دراز تک قید و بند کی صعوبتوں میں ڈال دیا گیا۔ حافظ ابن قیم اسی گروہ میں شامل تھے اور آپ کے سوا دوسرے شاگردوں کو رہائی ملی۔ لیکن ابن قیم امام ابن تیمیہ کے انتقال پر رہا ہوئے۔

حافظ ابن قیم امام ابن تیمیہ کے صحیح جانشین اور ان کے علوم کے مرتب و حامل اور ناشر تھے

حافظ ابن قیم شیخ الاسلام کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ ۱۶ سال آپ نے استاد کی مصاحبت میں گزارے' جیل میں بھی ان کے ساتھی رہے اس لئے آپ صحیح طور پر علوم ابن تیمیہ کے حامل مرتب اور ناشر تھے حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ

ابن قیم نے امام ابن تیمیہ سے علم حاصل کیا۔ رات دن طلب علم کی دھن تھی لہٰذا متعدد علوم و فنون میں یگانہ روزگار بن گئے۔

پروفیسر ابو زہرہ مصری لکھتے ہیں کہ

ابن قیم صحیح معنوں میں علوم ابن تیمیہ کے حامل تھے۔ آپ نے استاد کے علوم کو بڑھانے پھیلانے اور اس کی توسیع و اشاعت میں غیر معمولی حصہ لیا۔ اسی کی طرف انہوں نے

دعوت دی اسی کا دفاع کیا اور اسی کی تائید کے لئے تحقیق و تنقیح کی پوری کوشش کی۔ جس چیز کی نشر و اشاعت پر انہوں نے زیادہ توجہ دی وہ فقہ ابن تیمیہ تھی۔ مسئلہ طلاق پر انہوں نے ابن تیمیہ کے افکار و آراء کی خوب پشت پناہی کی۔ ابن قیم ہر لحاظ سے ابن تیمیہ کے وفادار جانشین تھے۔ آپ نے اپنے استاد کے طرز نگارش کو اپنایا اور آپ نے اپنے استاد کے فتاویٰ اور اصول کی پوری حمایت کی۔

حافظ ابن قیم کا مسلک

حافظ ابن قیم تقلید شخصی کے خلاف تھے مسلک میں آپ کا میلان اپنے شیخ (امام ابن تیمیہ) کی طرح امام احمد بن حنبل کی طرف تھا اصول اور عقائد میں ضرور حنبلی مذہب تھے۔ لیکن فروع میں آزاد تھے۔

علامہ عبدالحی بن العماد (م ۱۰۸۹ھ) نے آپ کو مجتہد المطلق لکھا ہے اجتہاد کی تمام شرائط آپ میں پوری تھیں اس لئے آپ کو کسی امام کی تقلید کی ضرورت نہ تھی لیکن بایں ہمہ آپ نے تمام عمر کسی مسئلہ میں بھی شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے اختلاف نہیں کیا بلکہ تائید و حمایت میں اپنی عمر بسر کر دی۔

پروفیسر محمد ابو زہرہ مصری لکھتے ہیں

"فانہ کان القائم علیٰ ترکتہ شیخہ من بعدہ من حیث التحریر و المجادلتہ والمناظرۃ و قد تلقی علم ابن تیمیہ واتبع بہ و نشرہ و دعا الیہ و جادلہ عنہ و حامیٰ علیہ و قد کان اخص نشرہ ما دعاالیہ الیٰ فقہہ فقد ناصر آرائہ فی الطلاق و حرر عبارات فی فتاویہ و جمع کثیراً من اصولہ"

حافظ ابن قیم اپنے استاد کی وفات کے بعد تحریر، مجادلہ، اور مناظرہ کے اعتبار سے اپنے شیخ کے علمی ترکہ کے وارث تھے آپ نے ابن تیمیہ کے جملہ علوم کی تحصیل و تکمیل اور نشر و اشاعت کی آپ نے ابن تیمیہ کے اقوال کی

تائید و حمایت کی اور لوگوں کو ان میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی طلاق کے مسئلہ میں انہوں نے ابن تیمیہ کے عقیدہ کی تصدیق کی اور فتاویٰ ابن تیمیہ کی حمایت میں عبارات تحریر کیں۔ بعینہ آپ نے اصول ابن تیمیہ کی تدوین کی۔

تدریس و تصنیف

حافظ ابن قیم کافی عرصہ تک مدرسہ جوزیہ میں درس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور اس کے ساتھ مدرسہ جوزیہ کی امامت بھی ان کے سپرد تھی جو وقت بچتا وہ تصنیف و تالیف میں بسر ہوتا۔ حافظ ابن قیم کو کتابوں کی خریداری کا بڑا شغف تھا اور اس شوق کا نتیجہ تھا کہ آپ نے ایک بڑا کتب خانہ بنالیا تھا جس میں بہت سی کتابیں ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲) لکھتے ہیں۔

"و کان یجمع الکتب فحصل منها مالا یحصیٰ حتیٰ کان اولاده یبیعون منها بعد موته دهراً طویلا"

(کتب اندوزی کا بے پناہ شوق تھا۔ چنانچہ لاتعداد کتابیں جمع کیں اور آپ کی اولاد آپ کی وفات کے بعد مدتوں انہیں فروخت کرتی رہی)

وفات

۲۳ رجب ۷۵۱ھ چہار شنبہ کے دن انتقال کیا۔ اور باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

حافظ ابن قیم کی علمی خدمات

حافظ ابن قیم کی تصنیفات کا تذکرہ کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ان کی امتیازی خصوصیات کا ذکر کیا جائے۔ عام طور پر یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ جس مصنف کی تصانیف کی تعداد

زیادہ ہو اس میں تحقیق و تدقیق کا پہلو نہیں ہوتا مگر حافظ ابن قیم کی تصانیف میں یہ چیز نہیں ہے۔ ان میں کمیت کے ساتھ کیفیت کی بھی کمی نہیں مشہور علوم متداولہ پر آپ کی کئی کتابیں ہیں اور ایک ایک کتاب کئی جلدوں میں ہے آپ نے ہر کتاب کو پورے دلائل کے ساتھ لکھا ہے۔ قرآن مجید کی آیات میں تدبر' احادیث اور روایات پر کامل غور' دلائل کی ترتیب زور بیان اور زبان میں ادب کی چاشنی ان کی تصانیف میں موجود ہے۔ علم حدیث اور لغت کے متعلق ایسے دقائق بیان کئے ہیں جو مطولات میں نہیں ملتے۔ مختصر عبارت میں طویل مطالب اور اس کے ضمن میں دیگر فوائد جو ایک صاحب ذوق کو فریفتہ کر دیں آپ کی خاص خوبی یہ ہے کہ آپ کے نظریات و تصورات براہ راست کتاب و سنت سے کشیدہ ہوئے اور ان میں عربیت کا صحیح ذوق رچا ہوا ہے۔ آپ کی جملہ تصانیف فی الحقیقت تفقہ فی الدین کا خزانہ ہیں جن کو اس خزانہ کی چابی ہاتھ آگئی وہ دولت علم سے مالا مال ہو گئے۔ حافظ صاحب نے اپنی تصانیف میں اطلاقات کتاب و سنت' انوار مشکواۃ نبوت' افکار و تصورات صحابہ کرام' اور ائمہ تابعین کا جہاں کہیں علوم موضوعہ اور فنون مخترعہ سے تصادم ہوا وہاں ہر جگہ کتاب و سنت کی حمایت میں ڈٹ کر مقابلہ کیا اور کتاب و سنت کے پرچم کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا ہی ذوق' دینی بصیرت اور دین اسلام میں ڈوبا ہوا اور سمویا ہوا ذہن عطا فرمایا تھا کہ آپ پر فلسفہ یونان اور عقل و رائے کے نئے انداز و اسلوب جدید معانی و معارف اور ادبی و فنی قواعد کتاب و سنت کے مقابلہ میں قطعاً اثر انداز نہ ہو سکے۔ بلکہ آپ نے تمام علوم و فنون کو کتاب و سنت کی تصریحات سے ہم آہنگ کیا۔

حافظ ابن قیم کی تصانیف کے بارے میں علمائے کرام کے تاثرات

حافظ ابن قیم کی تصانیف گوناگوں خصائص کی حامل تھیں اس لئے علماء کرام نے ان کے بارے میں عمدہ تاثرات کا اظہار کیا ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں۔

"حافظ ابن قیم کی تصانیف حسن ترتیب اور تالیفی سلیقہ میں اپنے شیخ حافظ ابن تیمیہ کی تصانیف سے بھی ممتاز ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی کتابوں میں تصوف کی حلاوت عبارت کی سلاست اور دل آویزی زیادہ پائی جاتی ہے۔ یہ غالباً ان کے مزاج کا نتیجہ ہے جس میں جلال سے زیادہ جمال ہے"۔ (تاریخ دعوت و عزیمت ج ۲ ص ۳۸)

مولانا محمد یوسف کوکن عمری لکھتے ہیں۔

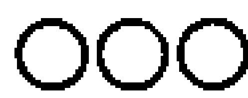
"حافظ ابن قیم کی تقریر اور تحریر دونوں مرتب' مربوط اور حشو زوائد سے پاک ہوتی تھی اور ان کی اور امام ابن تیمیہ کی تصانیف میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ حافظ ابن قیم کی تصانیف میں تکرار نہیں امام ابن تیمیہ کی تصانیف کا یہ حال نہیں ہے۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ امام ابن تیمیہ کو حافظ ابن قیم کی طرح سکون اور اطمینان سے لکھنا نصیب نہ ہوا۔ وہ جو کچھ لکھتے تھے قلم برداشتہ لکھتے تھے۔ وہ تھوڑے سے وقت میں مضامین اور خیالات کا ایک دریا بہا دیتے تھے اور اس میں اکثر ضمنی باتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیتے تھے۔ ان دونوں کی تصانیف پڑھنے سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا علم بہت وسیع اور گہرا تھا اور ان کی تحقیق و تدقیق بہت زبردست تھی"۔

اہم تصانیف

حافظ ابن قیم جملہ علوم اسلامیہ میں کامل دستگاہ رکھتے تھے اس لئے آپ نے تمام علوم اسلامیہ یعنی تفسیر' حدیث' فقہ الحدیث' فقہ' اصول فقہ' تاریخ' ادب' شعر' انساب' اور علم الکلام وغیرہ موضوعات پر ستر سے زیادہ بہترین اور عمدہ تحقیقی و علمی کتابیں تصنیف کیں۔ ذیل میں بعض کتابوں کی فہرست نقل کی جاتی ہے۔

(۱) اعلام الموقعین عن رب العالمین
(۲) الطرق الحکمیہ فی السیاسیہ الشرعیہ
(۳) اغاثۃ اللہفان فی مکائد الشیطان
(۴) تحفۃ المودود فی احکام المولود
(۵) احکام اھل الذمہ
(۶) الفروسیہ
(۷) تہذیب سنن ابی داؤد وایضاح علله ومشکلاتہ
(۸) زاد المعاد فی ھدی خیر العباد
(۹) اجتماع الجیوش الاسلامیہ علی غزو المعطلہ والجہمیہ
(۱۰) الصواعق المرسلہ علی الجہمیہ والمعطلہ
(۱۱) شفاء العلیل فی مسائل القدر والقضاء والحکمہ والتعلیل
(۱۲) ہدایہ الحیاری من الیہود والنصاری
(۱۳) حادی الارواح الی بلاد الافراح
(۱۴) کتاب الروح
(۱۵) مدارج السالکین فی شرح منازل السائرین
(۱۶) عدۃ الصابرین وذخیرہ الشاکرین
(۱۷) الداء والدواء
(۱۸) الوابل الصیب من الکلم الطیب
(۱۹) التبیان فی اقسام القرآن
(۲۰) بدائع الفوائد
(۲۱) الفوائد
(۲۲) جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام
(۲۳) روضۃ المحبین
(۲۴) طریق الہجرتین وباب السعادتین
(۲۵) مفتاح دار السعادہ

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی نافع کتب تصنیف کیں
(از: تاریخ دعوت و عزیمت ص ۳۴۴)
تالیف: مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی (مترجم)



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"خطبہ کتاب"

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے جنت فردوس کو اپنے مومن بندوں کی مہمانی کے لئے بنایا' اور اس تک پہنچانے والے (نیک) اعمال کو آسان بنایا' مومن بندوں نے نیک اعمال کو ہی مشغلہ بنایا اور اللہ نے اس کے (جنت کے) راستے ان کے لئے آسان کر دیئے اور وہ جنت کے مسخر کئے ہوئے راستے پر چلنے لگے اللہ تعالیٰ نے جنت کو ان کے پیدا کرنے سے پہلے ان کے لئے بنایا اور ان کو وہاں ٹھہرایا (یعنی حضرت آدم کو) اور پھر جنت کو مشکلات سے ڈھانپ دیا اور مومنین کو آزمائش کے واسطے دارالامتحان کی طرف بھیجا کہ ان میں سے کونسا بہتر عمل کرنے والا ہے اور روز قیامت کو جنت میں داخلے کا دن مقرر کیا اب اس کے آگے صرف اس فانی دنیا کی زندگی حائل ہے اور اللہ رب العزت نے جنت میں ایسی نعمتیں ودیعت فرمائی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے اور جنت کی نعمتوں کو ان کے سامنے ایسے واضح کیا کہ انہوں نے بصیرت کی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا جو ظاہری آنکھوں سے زیادہ موثر ہیں اور اللہ نے خوشخبری دی مومنوں کو جنت کی ان نعمتوں کے بارے میں جو اس نے ان کے لئے تیار کر رکھی ہیں اپنے رسول کی زبان سے اس جنت کی جو انسانوں کی بہتری ہے بہترین انسان کی زبان سے خوشخبری دی اور اللہ نے اس خوشخبری کو ان کے لئے یہ بتا کر مکمل کر دیا کہ وہ اس جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں وہاں سے کہیں اور جانا نہ چاہیں گے۔

اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے اور جس نے

فرشتوں کو پیغام رساں بنایا اور پیغمبروں کو خوشخبری دینے اور ڈرانے کے لئے بھیجا تاکہ ان پیغمبروں کے بعد اللہ کے سامنے لوگوں کی کوئی حجت باقی نہ رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بے مقصد پیدا نہیں فرمایا اور نہ ان کو بیکار چھوڑا اور نہ ان کو ڈھیل دے کر غافل بنایا بلکہ ان کو ایک بہت بڑے کام کے لئے پیدا فرمایا ہے اور ان کو بہت بڑے معاملے کے لئے تیار کیا ہے اور انہی کے لئے دونوں جہانوں کو آباد کیا۔ جنت کی یہ نعمتیں اس شخص کے حصے میں آئیں گی جس نے داعی (رسول اللہ ﷺ) کی دعوت قبول کی اور جس نے اپنے رب کریم کے سوا کسی اور کو بطور متبادل کے نہ چاہا۔ اور جہنم اس شخص کے لئے ہے جس نے نہ داعی کی دعوت قبول کی اور نہ اس پر کوئی توجہ دی اور نہ اس سے کوئی امید وابستہ کی اور حمد و ثناء کا مستحق اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں سے تھوڑے سے عمل پر راضی ہو جاتا ہے اور ان کی بہت ساری لغزشوں سے درگزر فرماتا ہے اور ان پر نعمتوں کا دریا بہا دیتا ہے اور اس نے رحمت کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور اپنی کتاب میں اس بات کی ضمانت دی ہے کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب رہے گی اور اس نے دارالسلام (جنت) کی طرف اپنے بندوں کو دعوت دی پھر ان پر حجت قائم کرنے کے لئے اور عدل و انصاف کرتے ہوئے سب کو عام دعوت دی اور جس کو چاہا اپنے انعام و احسان اور فضل سے ہدایت اور توفیق سے مالا مال کیا بس یہی اس کا عدل ہے اور اس کی حکمت ہے اور وہی غالب ہے حکمت والا ہے اور یہ اس کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطاء فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ گواہی اس کے بندے اس کے بندے کے بیٹے اور اس کی بندی کے بیٹے کی گواہی ہے جو ہر وقت اس کے فضل و رحمت کا محتاج ہے اور جسے اس کی درگزر اور بخشش کے بغیر نہ جنت پاکر کامیابی کی کوئی امید ہے اور نہ جہنم سے خلاصی کی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اس کی وحی کے امین اور اس کی مخلوق میں سب سے بہتر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) عالمین کے لئے مقتدا ہیں سالکین کے لئے محبت اور تمام بندوں پر اتمام حجت ہیں اللہ

تعالیٰ نے آپ کو ایمان کا منادی دارالسلام کا داعی اور مخلوق کا ہادی بنا کر بھیجا اپنی کتاب کی تلاوت کرنے والا اپنی (اللہ کی) خوشنودی کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا نیکی کا حکم کرنے والا' برائی سے منع کرنے والا بنا کر اس وقت بھیجا جب کہ بعثت رسل کا سلسلہ تھم گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے واضح اور مضبوط راستے کی طرف رہنمائی فرمائی اور بندوں پر آپ کی اطاعت و محبت اور عزت و توقیر اور آپ کے حقوق کا ادا کرنا فرض کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کے علاوہ جنت کی طرف کے تمام راستے بند کر دیئے کسی شخص کے لئے آپ ہی کے راستے سے دروازہ کھل سکتا ہے اس کے علاوہ لوگ جس راستے سے آکر دروازہ کھلوانا چاہیں گے کبھی بھی ان کے لئے نہیں کھولا جائے گا جب تک وہ آپ کی اتباع میں داخل ہونے والے نہ بنیں اور آپ کے طریقوں پر نہ چلیں پس پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کا سینہ کھولا اور آپ کا بوجھ ہلکا کیا اور آپ کے ذکر کو بلند کیا اور آپ کے حکم کی مخالفت کرنے والوں پر ذلت اور خواری مسلط کر دی' آپ نے اللہ اور اس کی جنت کی طرف خفیہ اور علانیہ دعوت دی اور رات دن امت میں اس کا اعلان کیا یہاں تک کہ اسلام کی صبح طلوع ہوئی اور ایمان کا سورج روشن ہوا رحمٰن کا بول بالا ہوا' شیطان کی دعوت باطل اور آپ کی رسالت کے نور سے زمین کے ظلمت کدے روشن ہوئے اور متفرق دل آپس میں جڑ گئے' زمانے کا حلیہ بدل گیا اندھیرا روشنی میں تبدیل ہوا اور ہر متذبذب شخص کو ہدایت ملی پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ اپنے دین کو مکمل فرمایا اور اپنی نعمت پوری کی اور اپنی مخلوق پر رحمت پھیلائی اور اپنے رب کے پیغامات آپ نے پہنچا دیئے اور اس کے بندوں کو نصیحت کی تو آپ کو دنیا میں رہنے اور اپنے ساتھ ملنے کے درمیان اختیار دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوق و محبت میں اپنے رب کی ملاقات کو پسند کیا اور رفیق اعلیٰ اور مقام ارفع کی طرف منتقل ہونے کو ترجیح دی اور اپنی امت کو واضح روشن شریعت اور صاف راستے پر چھوڑا پھر آپ کے نقش قدم پر آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نعمتوں والی جنتوں کی طرف چلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے اعراض کرنے والے واصل جہنم ہوئے۔

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ.(سورة انفال ٤٢)

تاکہ مرے جس کو مرنا ہے قیام حجت کے بعد اور جیوے جس کو جینا ہے قیام حجت کے بعد اور بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کرے اس کے فرشتے اور پیغمبر اور نیک بندے آپ پر درود و سلام بھیجیں جس طرح آپ نے اللہ کی توحید بیان کی اور اس کی بندگی کی ہم نے آپ کے ذریعے اللہ کو پہچانا اور آپ نے اس کی طرف دعوت دی۔

امابعد

بیشک اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو بیکار پیدا نہیں کیا اور نہ ان کو یوں ہی چھوڑا بلکہ ان کو ایک عظیم کام اور ایک بہت بڑے مقصد کے لئے پیدا کیا' اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات کے بوجھ کو آسمانوں زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو کسی نے اس کے اٹھانے کو قبول نہیں کیا۔ اور اس سے ڈر گئے اور کہا کہ اے ہمارے رب اگر یہ آپ کا حکم ہے تو بسر و چشم قبول ہے اور اگر یہ آپ کی طرف سے اختیار ہے تو ہم اس سے آپ کی عافیت ہی چاہتے ہیں اور اس کے بدلے میں اور کچھ نہیں چاہتے لیکن انسان نے اپنے عجز و کمزوری جہل اور ظلم کے باوجود اس کے اس بار گراں کو اٹھالیا' پھر اکثر لوگوں نے سخت مشقت کی وجہ سے اس امانت کو اپنے پشتوں سے پھینک دیا اور چوپاؤں کے طرح دنیا پر ٹوٹ پڑے۔ یہ لوگ اپنے پیدا کرنے والے کی معرفت اور اس کے حق کے بارے میں نہیں سوچتے اور نہ یہ دیکھتے ہیں کہ ان کے پیدا کرنے سے کیا مقصد ہے اور اس دنیا میں ان کو کیوں بھیجا گیا جو کہ آخرت کا راستہ اور جائے عبرت ہے اور اس فانی دنیا میں تھوڑی سی گزربسر اور باقی رہنے والی آخرت کی طرف جلدی کوچ کرنے کو نہیں سوچتے حس ان پر بادشاہی کرتا ہے اور عقل کا داعی ان سے غائب ہو چکا ہے دھوکوں بے بنیاد امیدوں اور غفلت نے ان کو گھیر لیا ہے لمبی لمبی امیدوں نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور ان کے دلوں پر برے عمل کا زنگ چڑھ گیا ہے اور اس میں لگے ہوئے ہیں کہ دنیا کی لذت اور خواہشات نفس کو کیسے حاصل کریں اور جب آخرت کے مقابلے میں ان کو دنیا کا نفع نظر آتا ہے تو اس کی طرف کود پڑتے ہیں اور جب ان کو دنیا ملے تو اللہ کی رضامندی اور ثواب پر اس کو

ترجیح دیتے ہیں۔

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غَافِلُوْنَ۔ (سورۃ الروم ۷)

جانتے ہیں اوپر اوپر سے دنیا کے جینے کو اور وہ لوگ آخرت کی خبر نہیں رکھتے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوْا اللّٰهَ فَاَنْسَاهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔ (سورۃ الحشر)

اور مت ہوان جیسے جنہوں نے بھلا دیا اللہ کو پھر اللہ نے بھلا دیئے ان کو ان کے جی وہ لوگ وہی نافرمان ہیں۔

ان چند گنی چنی گھڑیوں میں غفلت برتنے پر صد افسوس ہے کیونکہ اس کا ہر سانس بہت قیمتی ہے کہ ایک مرتبہ نکل جائے تو پھر اس کی طرف ہرگز نہیں لوٹے گا رات دن کی گردش نے ان کو جلد رواں دواں کر لیا ہے اور یہ جانتے نہیں کہ یہ کس طرف اٹھایا جائے گا اور اس کو ڈاک سے بھی تیز چلایا جاتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ یہ کس طرف منتقل کیا جا رہا ہے پھر جب اس پر موت آتی ہے تو اپنی ذات کی بربادی اور لذتوں کے ختم ہونے پر اس کی پریشانی بڑھ جاتی ہے اور یہ پریشانی اس وجہ سے نہیں بڑھتی کہ انہوں نے گناہ کئے کوتاہیاں کیں اور آگے زندگی کے لئے کچھ نہیں بھیجا اور جب کوئی گناہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے عفو اور درگزر کرنے پر اعتماد کر کے ٹال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہے کہ اللہ غفور رحیم ہیں گویا کہ ان کو یہ بتایا ہی نہیں گیا ہے کہ اللہ کا عذاب بھی دردناک عذاب ہے۔

فصل

اور جن لوگوں کو توفیق ملی ہے جب ان کو اپنے مقصد تخلیق اور مقصد ایجاد کا پتہ چلا تو وہ اس طرف متوجہ ہوئے اور جب جنت کو پہچان لیا تو اس کی طرف تیزی سے دوڑے اور جب صراط المستقیم ان کے سامنے واضح ہوئی تو اس پر استقامت اختیار کی اور ان نعمتوں کے فروخت کو عظیم نقصان سمجھے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا ہے جو ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی ختم نہیں ہوں گی اور یہ دنیا تو پریشان کن خواب کی طرح ہے یا خواب میں آنے والا خیال ہے بدمزگی سے مکدر ہے تنگی سے

بھری ہوئی ہے اگر آج تھوڑا ہنسائے گی تو کل زیادہ رلائے گی اور اگر ایک دن خوش کرے گی تو کئی مہینے غمگین کرے گی خبردار اس کی لذتوں سے رک جاؤ اس دنیا کے غم خوشیوں کے دو گناہ کرنے کا باعث ہے خواہشات کے چھوڑنے کی ابتداء ڈراؤنی ہے اور انجام دلچسپ ہے ھائے تعجب ہے عقلمند کی صورت میں بے وقوف اور عقلمند کے چڑے میں پاگل شخص پر جو فانی اور گھٹیا دنیا کو باقی رہنے والی آخرت پر ترجیح دیتا ہے ایسی جنت جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے کو مصیبتوں سے بھری ہوئی تنگ جیل خانے کے مقابلے میں فروخت کرتا ہے اور عمدہ مکانات ہمیشہ رہنے والے باغات کو جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں ایسے تنگ اصطبلوں کے مقابلے میں فروخت کرتا ہے جس کے لئے تباہی اور خرابی ہے اور اسی طرح یاقوت اور مرجان کے مانند کنواری پیار کرنے والیاں ہم عمر عورتوں کو ایسی عورتوں کے مقابلے میں فروخت کرتا ہے جو میلی کچیلی بداخلاق مستی نکالنے والیاں چھپی یاری کرنے والیاں ہیں اور اسی طرح خیموں کے اندر بند حوروں کو بدکار اور رسوائے زمانہ عورتوں کے عوض میں اور لذیذ شراب کی نہروں کو دین و دنیا اور عقل بگاڑنے والی شراب کے عوض میں اور اسی طرح عزت والی رحیم ذات کے دیدار کی لذت کو بدصورت مذموم چہرے کے دیدار پر قربان کرتا ہے۔ گانے اور فواحش کے سننے کو کلام رحمٰن کے سننے پر اور سرکش شیاطین کی مجلسوں میں بیٹھنے کو قیامت کے دن زبرجد یاقوت اور مرجان کے منبروں کے بیٹھنے پر ترجیح دیتا ہے حالانکہ ایک پکارنے والا لے کہ پکارے گا کہ اے جنتیو! نعمتیں تمہارے لئے ہیں مایوس نہ ہونا تم زندہ رہو گے کبھی مرو گے نہیں ہمیشہ رہو گے کبھی نہیں نکالے جاؤ گے اور نوجوان رہو گے تمہارے اوپر کبھی بوڑھاپا نہیں آئے گا۔ شاعر کہتا ہے

وقف الهوٰي بي حيث انت فليس لي   متأخر عنه ولا متقدم

احد الملامة في هواك لذيذة   حباً لذكرك فليلمني اللوم

تیری محبت مجھے وہاں رکوا لیتی ہے جہاں آپ ہوتے ہیں' میرے لئے نہ اس سے آگے جانے کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ پیچھے' تیری یاد کی محبت کی وجہ سے تیرے عشق کی ملامت میں لذت محسوس کرتا ہوں۔ پس ملامت کرنے والے مجھے ملامت کرتے پھریں۔

اور اس معاملے کا نقصان اور خسارہ قیامت کے دن ظاہر ہو گا اور اس کے فروخت کرنے والے کی بیوقوفی حسرت اور ندامت کے دن واضح ہوگی جس دن پرہیز گاروں کو رحمٰن کے پاس مہمان بنا کر اکھٹا کیا جائے گا اور مجرم دوزخ کی طرف پیاسے ہنکائے جائیں گے اور ایک پکارنے والا مخلوق کے روبرو پکارے گا۔ کیا یہ اس شخص کا مقام ہے جو مخلوق میں معزز تھا' پھر جب اس کو یہ معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے کیسی اکرام کی چیزیں تیار کی تھیں اور کس طرح فضل اور احسان ذخیرہ کیا تھا اور اس کے لئے کیسے آنکھوں کے ٹھنڈک کے وہ اسباب چھپا کر رکھے تھے جس پر کسی کی نگاہ نہیں پڑی اور نہ اس کے بارے میں کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے تو اس وقت یہ جان لے گا کہ اس نے کیا ہی قیمتی سرمایہ ضائع کیا اور یہ کہ اب اس کی زندگی میں کوئی خیر نہیں ہے اور اب یہ گری پڑی چیز کی طرح شمار ہونے لگا ہے اور یہ جان لے گا کہ جنتی لوگ تو بڑی بادشاہت کے مالک بن گئے جس پر نہ آفات آسکتی ہیں اور نہ اس پر زوال آئے گا اور برتر ذات کے پڑوس میں ہمیشہ رہنے والے اور نعمتوں کی کامیابی سے مالا مال ہوئے اور جنت کے باغیچوں میں بوس و کنار کرتے ہیں اور اپنی مسہریوں پر عرش کے نیچے بیٹھتے ہیں اور ان بچھونوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہیں جن کا استر ریشم کا ہے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور میووں کے مختلف قسموں سے مزے لے رہے ہیں' اور لئے پھرتے ہیں ان کے پاس لڑکے سدا آبخورے اور کوزے اور پیالہ نتھری شراب کا جس میں نہ سر دکھے اور نہ بکواس کرنے لگے اور میوہ جونسا پسند کرلیں اور گوشت اڑتے جانوروں کا جس قسم کو جی چاہے اور عورتیں گوری بڑی آنکھوں والیاں جیسے موتی کے دانے اپنے غلاف کے اندر یہ بدلہ ہے ان اعمال کا جو کرتے تھے "الایہ" اور لئے پھریں گے ان کے پاس رکابیاں سونے کی اور آبخورے اور وہاں ہے جو دل چاہے اور جس سے آنکھیں آرام پائیں (اور ان سے یہ کہا جائے گا) تم ان میں ہمیشہ رہو گے خدا کی قسم اس پر مندے ہوئے بازار میں آواز لگائی جائے گی۔ نہ جنت کی طرف چلنے اور نہ اس کا سودا کیا مگر بندوں میں سے بہت کم تعجب ہے جنت کے طالب پر کہ کیسے سو گیا اور اس کو پیغام نکاح دینے والے نے مہر کی سخاوت کیسے نہیں کی؟ اور اس کی خبروں کو سننے کے بعد اس کو دنیا کی زندگی کیسی

زندگی کیسی اچھی لگی؟ اور ان کنواری لڑکیوں کو گلے لگائے بغیر اس کے شوق رکھنے والوں کو کیسے قرار آگیا؟ اور اس کے بغیر شوق رکھنے والوں کی آنکھیں کیسی ٹھنڈی ہوگئیں اور یقین رکھنے والوں کے دلوں کو کیسے صبر آگیا؟ اور بہت سے جاننے والوں کے دل اس سے کس طرح پھر گئے اور اعراض کرنے والوں کے دلوں نے اس کے بدلے میں کس چیز کو ترجیح دی۔

جنت کی تعریف میں اشعار

وما ذاك إلا غيرة أن ينــالها سوى كفئها والرب بالخلق أعلم

وہ (جنت) ایک غیرت ہے، جس کو اس کا مستحق ہی حاصل کر سکتا ہے۔ اور رب اپنی مخلوق سے بخوبی واقف ہیں (کہ کون جنت کا مستحق ہے)

وإن حجبت عنا بكل كريهة وحفت بما يؤذى النفوس ويؤلم

اگرچہ وہ ہم سے ایسی مشکلات اور ایسی چیزوں سے ڈھانپ لی گئی ہے جو دلوں کو ایذاء اور تکلیف دیتی ہیں۔

فلله ما في حشوها من مسرة وأصناف لذات بها يتنعم

اللہ ہی کے لئے ہے کہ اس میں کیا ہی مسرتیں اور لذتوں کی قسمیں ہیں جس سے لطف اٹھایا جاتا ہے۔

ولله برد العيش بين خيامها وروضاتها والثغر في الروض يبسم

اللہ ہی کے لئے ہے کہ اس کے خیموں اور باغوں کے درمیان کیسی خوشگوار زندگی ہوگی اور دانت (یعنی حوریں) جو باغ میں مسکرائے

ولله واديها الذي هو موعد المز يد لوفد الحب لو كنت منهم

اللہ ہی کے لئے ہے اس کی وہ وادی جو محبوب وفد کے لئے اس کے دیدار کی جگہ مقرر ہے، کاش کہ آپ بھی (ان دیدار کرنے والوں) میں سے ہوتے

بذيالك الوادي يهيم صبابة محب يرى أن الصبابة مغنم

اس وادی میں محب عشق کی وجہ سے سرگردان ہوگا جو عشق کو غنیمت سمجھتا ہے۔

وللّٰہ أفراح المحبین عندما یخاطبہم من فوقہم ویسلم

اللہ ہی کے لئے ہے اس وقت محبین کی خوشیوں کا کیا عالم ہو گا جب اللہ تعالیٰ اوپر سے ان سے مخاطب ہوں گے اور سلام کریں گے۔

وللّٰہ أبصار تری اللہ جہرۃ فلا الضیم یغشاہا ولا ہی تسأم

اللہ ہی کے لئے ہے کہ آنکھیں کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گی' نہ ذلت ان پر چھائے گی اور نہ وہ اکتائیں گی۔

فیا نظرۃ أہدت إلی الوجہ نضرۃ أمن بعدہا یسلو المحب المتیم

پس وہ کیسا دیدار ہو گا جو چہرے کو تروتازگی بخشے گا آیا اس سے دور رہ کر محب مشتاق کو تسلی مل سکتی ہے

وللّٰہ کم من خیرۃ إن تبسمت أضاء لہا نور من الفجر أعظم

اللہ ہی کے لئے ہے کہ وہاں کتنی ہی خوبصورت حوریں ہیں اگر وہ ہنسیں تو اس سے ایسا نور چمکے گا جس کی روشنی چاند اور سورج سے بڑھ کر ہو گی۔

فیالذۃ الأبصار إن ہی أقبلت ویالذۃ الأسماع حین تکلم

ان آنکھوں کو کیسی لذت محسوس ہو گی جس کے سامنے وہ آئیں گی اور کانوں کی لذت کا کیا کہنا جس وقت وہ (حور) بات کرینگیں

ویاخجلۃ الغصن الرطیب إذا انثنت ویاخجلۃ الفجرین حین تبسم

کیا ہی اچھا منظر ہو گا کہ جب وہ (حور) جھکے تو سبز ٹہنی اس سے شرمائے اور جب وہ مسکرائے تو چاند و سورج اس سے شرمائیں۔

فإن کنت ذا قلب علیل بحبہا فلم یبق إلا وصلہا لک مرہم

اگر آپ اس کی محبت میں بیمار دل رکھتے ہیں تو اس کا وصال ہی تیرے لئے مرہم ہے

ولا سیما فی لثمہا عند ضمہا وقد صار منہا تحت جیدک معصم

اور خاص طور پر اس کے منہ میں (تیرا علاج ہے) سینے سے لگاتے وقت جبکہ تیری گردن کے نیچے اس کی کلائی ہو گی۔

تراه إذا أبدت له حسن وجهها يلذ به قبل الوصال وينعم
جب اس کے چہرے کا حسن تیرے سامنے ظاہر ہو گا تو وصال سے پہلے آپ اس سے لذت حاصل کریں گے اور نعمت پائیں گے

تفكه منها العين عند اجتلائها فواكه شتى طلعها ليس يعدم
اس کو دیکھتے وقت آپ اس کی آنکھوں سے ایسے مختلف میووں کا مزہ اٹھائیں گے جس کے شگوفے کبھی ختم نہیں ہوں گے۔

عناقيد من كرم وتفاح جنة ورمان أغصان به القلب مغرم
انگور کے گچھے اور جنت کے سیب اور انار اور ٹہنیاں جس کے ساتھ دل لگا ہوا مشتاق ہے۔

وللورد ما قد ألبسته خدودها وللخمر ما قد ضمه الريق والفم
وہ کیا ہی اچھا گلابی رنگ ہو گا جو وہ اپنے رخساروں کو پہنا چکی ہوں گی اور وہ کیا ہی اچھی شراب ہوگی جس کو اس کے لعاب اور منہ نے جمع کیا ہو گا۔

تقسم منها الحسن في جمع واحد فيا عجبا من واحد يتقسم
وہ اپنا حسن ایک جماعت پر تقسیم کرتی ہے۔ عجب ہے اس ایک سے جو اس طرح تقسیم ہوتا ہے

لها فرق شتى من الحسن أجمعت بجملتها إن السلو محرم
اس کے حسن کی مختلف قسمیں ہیں جن سب کو اس نے جمع کیا ہے، تسلی قابل احترام چیز ہے

تذكر بالرحمن من هو ناظر فينطق بالتسبيح لا يتلعثم
اس سے دیکھنے والے کو رحمٰن یاد آتا ہے پس وہ دیکھنے والا رحمٰن کی ایسی تسبیح میں لگتا ہے کہ اس میں کوئی سستی نہیں ہوتی۔

إذا قابلت جيش الهموم بوجهها تولى على أعقابه الجيش يهزم
جب اس کا چہرہ غموں کے لشکر کے سامنے آئے گا تو وہ شکست خوردہ پیچھے ہٹے گا۔

فيا خاطب الحسناء إن كنت راغبا فهذا زمان المهر فهو المقدم
اے وہاں کی حسین حور کو پیغام دینے والے اگر آپ کو رغبت ہے تو اس کے مہر کا زمانہ یہی ہے جو پہلے ادا کیا جاتا ہے۔

ولما جری ماء الشباب بغصنہا تیقن حقاً أنہ لیس یہرم
جب شباب کا پانی اس کی ٹہنی میں چلے گا تو آپ یقین کر لیں گے کہ پھر بڑھاپا نہیں ہو گا۔

وکن مبغضا للخائنات لحبہا فتحظی بہا من دونہن وتنعم
اس کی محبت کی وجہ سے خائن عورتوں سے بغض رکھ اور دوسری عورتوں کو چھوڑ اسی کو اپنا حصہ بنالے اور نعمت پالے۔

وکن أیما ممن سواہا فإنہا لمثلک فی جنات عدن تأیم
اور اسکے علاوہ عورتوں سے بے نکاح رہ اس لئے کہ وہ تجھ جیسوں کے لئے ہمیشہ رہنے والے باغات میں بے نکاح ہیں۔

وصم یومک الأدنی لعلک فی غد تفوز بعید الفطر والناس صوم
آج کے دن روزہ رکھ تاکہ کل تو عید الفطر سے کامیاب ہو جائے اور لوگ روزے سے ہوں

وأقدم ولا تقنع بعیش منغص فما فاز باللذات من لیس یقدم
آگے بڑھ اور اس گھٹیا زندگی پر قناعت مت کر اس لئے وہ آدمی لذتیں حاصل نہیں کر سکتا جو آگے نہیں بڑھتا۔

وإن ضاقت الدنیا علیک بأسرہا ولم یک فیہا منزل لک یعلم
اگرچہ پوری دنیا آپ پر تنگ ہو جائے اور اس میں تیرے لئے کوئی ٹھکانا معلوم نہ ہو۔

فحی علی جنات عدن فإنہا منازلنا الأولی وفیہا المخیم
پس ہمیشہ رہنے والے باغات کی طرف جلدی توجہ کر کہ وہ ہمارے اصلی گھر ہیں اور اسی میں ثبات ہے

ولکننا سبی العدو فہل تری نعود إلی أوطاننا ونسلم
لیکن دشمن (شیطان) نے ہمیں قید کر لیا آپ کا کیا خیال ہے کہ ہم اپنے وطن میں صحیح سالم لوٹ سکیں گے۔

وقد زعموا أن الغریب إذا نأی وشطت بہ أوطانہ فہو مغرم
اور انہوں نے گمان کر رکھا ہے کہ مسافر جب دور ہو جاتا ہے اور اپنے وطن سے تجاوز کر جاتا ہے تو وہ تاوان میں رہتا ہے۔

وأی اغتراب فوق غربتنا التی لها أضحت الأعداء فینا تحکم

اور اس سے بڑھ کر ہماری کیا غربت و ذلت ہوگی کہ دشمن ہم میں فیصلہ کرنے لگا ہے۔

وحی علی السوق الذی فیہ یلتقی الہ بون ذاک السوق للقوم یعلم

اور ایسے بازار کی طرف توجہ کر کہ محبت کرنے والے (اہل جنت) اس میں آپس میں ملاقات کریں گے وہ جگہ (ان کی ملاقات) کی جگہ معلوم ہے۔

فما شئت خذ منہ بلا ثمن لہ فقد أسلف التجار فیہ وأسلموا

پس جو کچھ آپ چاہیں بلا قیمت اس سے لے لیں کیونکہ تاجروں نے اس میں تاوان اٹھایا ہے اور بیع سلم کیا ہے۔

وحی علی یوم المزید الذی بہ زیارۃ رب العرش فالیوم موسم

یوم المزید کی طرف آگے بڑھ اور جلدی کر جس میں رب عرش کا دیدار ہو گا پس اس کا دن معلوم ہے۔

وحی علی واد هنالک أفیح وتربتہ من إذفر المسک أعظم

اور ایسی وادی کی طرف چل جہاں زیادہ خوشبو ہے اور اس کی مٹی خالص مشک سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔

منابر من نور هناک وفضۃ ومن خالص القیان لا تنقصم

وہاں نور کے بنے ہوئے بہت خوشبودار ممبر ہیں اور اس کی مٹی خالص مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔

وکثبان مسک قد جعلن مقاعدا لمن دون أصحاب المنابر یعلم

اور مشک کے ٹیلے جو ممبروں والوں سے کم درجہ کے لوگوں کے لئے نشستیں مقرر کی گئی ہیں۔

فبینا هو فی عیشهم وسرورهم وأرزاقهم تجری علیهم وتقسم

اس وقت کہ وہ اپنے عیش اور خوشیوں میں مشغول ہوں گے اور ان کی روزی ان پر تقسیم کی جائے گی،

إذا هم بنور ساطع أشرقت له بأقطارها الجنات لا يتوهم

اس وقت وہ ایسے بلند نور کے پاس ہوں گے جس نے جنتوں کے اطراف کو ایسا روشن کیا ہو گا جس کا وہم و گمان نہیں کیا جا سکتا۔

تجلى لهم رب السموات جهرة فيضحك فوق العرش ثم يكلم

آسمانوں کے رب روبرو ان کے سامنے تجلی فرمائیں گے' عرش کے اوپر مسکرائیں گے اور پھر بات کریں گے۔

سلام عليكم يسمعون جميعهم بآذانهم تسليمه إذ يسلم

(فرمائیں گے) تم پر سلام ہو اور جب وہ سلام کریں گے تو سب اس کو اپنے کانوں سے سنیں گے۔

يقول سلوني ما اشتهيتم فكل ما تريدون عندي أنني أنا أرحم

ارشاد ہو گا جو چاہو مانگو جو کچھ چاہتے ہو سب میرے پاس موجود ہے اور میں سب سے زیادہ رحیم ہوں۔

فقالوا جميعاً نحن نسألك الرضا فأنت الذي تولى الجميل وترحم

سب عرض کریں گے کہ ہم تیری رضا تجھ سے مانگتے ہیں آپ ہی وہ ذات ہیں جو نعمت دیتے ہیں اور رحم فرماتے ہیں۔

فيعطيهم هذا ويشهد جمعهم عليه تعالى الله فالله أكرم

پس اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رضامندی دیں گے اور ان سب کو اس پر گواہ بنائیں گے اللہ تعالیٰ برتر ذات ہیں اور سب سے زیادہ کریم ہیں۔

فيا بائعا هذا ببخس معجل كأنك لا تدري ، بلى سوف تعلم

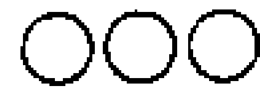
اے اس (جنت) کو گھٹیا اور معجل چیز کے بدلے میں بیچنے والے گویا کہ آپ نہیں جانتے' کیوں نہیں عنقریب جان لو گے

فإن كنت لا تدري فتلك مصيبة وإن كنت تدري فالمصيبة أعظم

اگر آپ نہیں جانتے تو وہ ایک مصیبت ہے' اور اگر آپ جانتے ہیں تو پھر بہت بڑی مصیبت ہے۔

میں نے اس کتاب کے مضامین کے جمع کرنے ترتیب اور ابواب و فصول کے عنوانات مقرر کرنے میں انتہائی کوشش سے کام لیا ہے جس کی وجہ سے یہ کتاب ایک غمزدہ شخص کے لئے باعث تسلی بن چکی ہے اور شوق رکھنے والے شخص کے لئے جنت کی دلہنوں کے مہر کا ذریعہ ہے مقصود کی طرف دلوں کو حرکت میں لانے والی ہے اور شہنشاہ مقدس کے جوار رحمت کی طرف دلوں کی حدی خوان ہے۔ پڑھنے والے کے لئے نفع بخش ہے اور جنت کی طرف شوق دلاتی ہے اپنے ہم نشین کو اکتاتی نہیں اور اس سے مانوس انسان پریشان نہیں ہوتا اور یہ ایسے فوائد عجیبہ پر مشتمل ہے جس کی ایک طالب انسان جستجو کرتا ہے جو اس کو دوسری کتابوں میں نہیں مل سکتی باوجود یہ کہ وہ کتابیں احادیث مرفوعہ اور آثار موقوفہ اور آیتوں میں ودیعت شدہ رازوں عجیب نکتوں اور بہت ساری مشکلات کی توضیحات اور اسماء و صفات کے اصول کی تنبیہات پر مشتمل ہوتی ہیں جب دیکھنے والا اس میں دیکھتا ہے تو اس کا ایمان بڑھتا ہی رہتا ہے اور جنت اس کے سامنے اس طرح عیاں ہو جاتی ہے گویا کہ وہ اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کر رہا ہے اور یہ کتاب جنت کے باغیچوں کے طرف پختہ ارادوں کو تقویت دینے والی ہے اور جنت کے بالاخانوں میں مبارک زندگی کے لئے بلند ہمتوں کا باعث ہے اور میں نے اس کا نام "حادی الارواح الی بلاد الافراح" (جنت کی طرف روحوں کی حدی خواں) رکھا ہے یہ ایسا نام ہے جو اپنے مسمی کے مطابق ہے اور ایسا لفظ ہے جو اپنے معنی کے موافق ہے اور اللہ ہی جانتا ہے کہ اس کے جمع اور تالیف سے میرا کیا مقصد ہے اور وہی ہر ایک کے دل اور زبان سے باخبر ہے نیت اور عمل پر مطلع ہے اور میرا سب سے بڑا مقصد اس سے اہل سنت والجماعت کو ان نعمتوں کی خوشخبری دینا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنت میں تیار کی ہیں کیونکہ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتوں اور دنیا و آخرت میں خوشخبری کے مستحق ہیں اور یہی لوگ پیغمبر کے حامی اور اس کی جماعت ہیں اور جو لوگ پیغمبر کی سنت سے نکل گئے تو وہ پیغمبر کے دشمن اور دشمن کے ہم جماعت ہیں اور یہ لوگ پیغمبر علیہ السلام کی سنت کی حمایت و نصرت میں کسی ملامتی کی پرواہ نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی پیغمبر علیہ السلام کی صحیح حدیث کو کسی مخلوق کی وجہ سے

چھوڑتے ہیں اور ان کے دلوں میں سنت کی اتنی عظمت ہے کہ کیا مجال ہے کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کی سنت پر فقہی رائے' جدلی بحث' صوفیانہ خیال' اور تناقض کلامی' فلسفی قیاس' اور سیاسی فیصلے کو مقدم کریں اور جس نے سنت پر کسی چیز کو مقدم کیا تو حق اور ہدایت کے راستے اس پر بند ہو جاتے ہیں۔ قارئین کرام اس کی غنیمت آپ کے لئے ہے اور تاوان مولف پر ہے اور اس کی صفائی آپ کے لئے اور کدورت مولف کے لئے یہ ایک تھوڑی سی حقیر پونجی ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے اور یہ مولف کے افکار ہیں جو آپ کے سامنے پھیلائے جاتے ہیں' اگر یہ کسی شریف آدمی کے ہاتھ لگے تو وہ یا تو دستور کے موافق رکھ لے گا یا اچھے طریقے سے چھوڑ دے گا اور اگر شریف آدمی کے بغیر کسی اور کے ہاتھ لگے تو اللہ ہی مددگار ہے' اس میں جو صحیح باتیں ہیں وہ اکیلے احسان کرنے والی ذات کی جانب سے ہیں اور جو غلط باتیں ہیں وہ میرے اور شیطان کی طرف سے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اس سے بری ہیں اور میں نے اس کتاب کو ستر بابوں میں تقسیم کیا ہے۔ (جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے)



پہلا باب

"جنت اب موجود ہے"

ہمیشہ سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تابعین اور تبع تابعین' اہل سنت والحدیث فقہاء اسلام اہل تصوف اور اہل زہد سب کے سب اس عقیدے اور اس بات کے ثابت کرنے پر متفق چلے آرہے ہیں کہ جنت اب موجود ہے اور یہ حضرات اس کے ثابت کرنے میں کتاب وسنت اور اول سے لے کر آخر تک تمام پیغمبروں کے اخبار صادقہ سے دلیل لیتے ہیں کہ ان سب پیغمبروں نے اپنی امتوں کو اس کی دعوت اور اس کی خبر دی اور یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ معتزلہ اور قدریہ پیدا ہوئے اور اب یعنی فی الحال جنت کے وجود سے انکار کر بیٹھے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ جنت کو قیامت کے دن پیدا کریں گے اور اس عقیدے پر ان کو اس فاسد قاعدے نے انہیں ابھارا جس پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے افعال کے بارے میں اپنی شریعت گڑھ لی تھی اور وہ اس طرح کے عقائد وافکار کہ اللہ تعالیٰ کے لئے فلاں کام کرنا مناسب ہے اور فلاں مناسب نہیں" اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے افعال کو مخلوق کے افعال پر قیاس کیا پس وہ اس وجہ سے بندوں کے افعال سے اللہ تعالیٰ کے افعال کی تشبیہ دینے لگے اور جہمیت ان میں راسخ ہوگئی اور یہ عقیدہ ان میں اتنا راسخ ہوگیا کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی صفات کی تعطیل کرنے لگے اور کہنے لگے کہ قیامت کے دن یوم الجزاء سے پہلے جنت کو پیدا کرنا عبث ہے کیونکہ بہت زمانہ وہ معطل پڑی رہے گی اور کوئی رہنے والا اس میں نہیں ہوگا۔ اس کے لئے بطور دلیل کہتے ہیں کہ جب کوئی بادشاہ محل تیار کرتا ہے اور اس میں رنگ برنگ کھانے اور سامان آرائش مہیا کرتا ہے لیکن پھر اس کو معطل کر دیتا ہے اور لوگوں کو اس میں داخل ہونے نہ دے تو اس بادشاہ کا فعل حکمت پر مبنی نہ ہوگا اور عقلاء کو اس پر اعتراض کا موقع ہاتھ آئے گا۔ تو یہ لوگ اپنے باطل خیالات اور فاسد عقلوں سے اللہ تعالیٰ پر قدغن لگانے و تنقید کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کے افعال کو اپنے افعال سے تشبیہ دی اور ان نصوص کی تردید کرنے لگے جو اللہ تعالیٰ

کے بارے میں ان کی گھڑی ہوئی باطل شریعت کے خلاف تھیں اور یا ان میں تحریف کرنے لگے اور اس بارے میں اپنے مخالفین کو بدعتی اور گمراہ قرار دینے لگے اور اس میں ایسے لوازمات کا التزام کر گئے جس سے عقلاء کو ان پر ہنسی آئی اسی وجہ سے سلف اپنے عقائد میں ذکر کرتے ہیں کہ "جنت اور جہنم اب بھی موجود ہیں" اور مقالات کے مصنفین ذکر کرتے رہتے ہیں کہ اہل سنت والحدیث کا مقالہ ہے متفقہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

اہل سنت والجماعت کے عقائد

ابوالحسن اشعری علیہ الرحمہ اپنی کتاب "مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین" میں فرماتے ہیں تمام وہ امور جن کے متعلق اصحاب حدیث اور اہلسنّت کا ایمان ہے منجملہ ان میں سے اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں کا اقرار کرنا ہے اور تمام ان چیزوں کا اقرار کرنا ہے جو اللہ کی طرف سے آئی ہیں اور وہ جس کو ثقہ معتمد راویوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ ایک ہے اکیلے ہیں نہ بیوی ہے نہ اولاد

(۲) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

(۳) جنت اور جہنم حق ہیں۔

(۴) قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

(۵) اور قبروں میں پڑے ہوؤں کو اٹھایا جائے گا۔

(۶) اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہیں۔

جیسا کہ ارشاد ہے۔

الرحمن علی العرش استوی ۔ وہ بڑا مہربان عرش پر قائم ہوا۔

(۷) اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں بغیر کیف کے، جیسا کہ ارشاد ہے۔

خلقت بیدی () بل یداہ مبسوطتٰن ۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا اور جیسے کہ ارشاد ہے بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ (سورہ المائدہ)

(۸) اللہ تعالیٰ کی بلا کیف دو آنکھیں ہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

تجری باعیننا (سورۃ القمر) بہتی تھی (کشتی نوح) ہماری آنکھوں کے سامنے۔

(۹) اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

اور باقی رہے گا منہ تیرے رب کا بزرگی اور عظمت والے کا۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ کے اسماء کے بارے میں معتزلہ اور خوارج کی طرح یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ اس سے غیر ہیں۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ عالم ہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

انزلہ بعلمہ ( ) اللہ نے نازل فرمایا (اس قرآن کو) اپنے علم کے مطابق۔

اور اسی طرح ارشاد ہے۔

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ (سورۃ فاطر ۱۱) اور نہ پیٹ رہتا ہے کسی مادہ کو اور نہ وہ جنتی ہے بن خبر اس کے۔

(۱۲) اہل سنت والجماعۃ اللہ تعالیٰ کے لئے صفت سمع اور بصر ثابت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس کی نفی نہیں کرتے جیسے کہ معتزلہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے قوت ثابت کرتے ہیں جیسے کہ ارشاد ہے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً (سورۃ فصلت ۱۵) کیا دیکھتے نہیں کہ اللہ جس نے ان کو بنایا وہ زیادہ ہیں ان سے زور میں۔

(۱۳) زمین میں خیر اور شر اللہ ہی کی مشیت سے ہیں اور تمام چیزیں اللہ ہی کی چاہت سے وجود میں آتی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ (الدھر) ترجمہ اور تم جب ہی چاہو کہ چاہے اللہ اور جیسے کہ مسلمان کہا کرتے ہیں جو اللہ چاہیں گے وہ ہو گا جو اللہ نہیں چاہتے وہ نہیں ہو گا۔

(۱۴) کسی میں کوئی طاقت نہیں کہ اللہ کے کرنے سے پہلے کچھ کرے یا اس کے علم سے باہر ہو جائے یا ایسا کام کرے جو اللہ کو منظور نہ ہو۔

(۱۵) اس کے علاوہ کوئی خالق نہیں (۱۶) بندوں کے افعال کے خالق اللہ ہیں۔ (۱۷) بندے کسی چیز کے پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (۱۸) مومنوں کو طاعات کی توفیق اللہ نے دی ہے اور کافروں کو رسوا کیا ہے مومنوں پر مہربانی کی نظر کرم فرمائی ان کی اصلاح فرمائی اور ہدایت دی اور کافروں پر نہ مہربانی کی نہ اصلاح فرمائی اور نہ ان کو ہدایت دی' اگر ان کی اصلاح فرماتے تو وہ صالحین بن جاتے اگر ہدایت دیتے تو وہ ہدایت یافتہ ہو جاتے۔ (۱۹) اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہیں کہ کافروں کی اصلاح اور ان پر مہربانی کر کے مومن بنا دیں لیکن اللہ نے اپنے علم کے مطابق ان کے کافر ہی رہنے کا ارادہ کیا اور ان کو گمراہ کیا اور دلوں پر مہر لگا دی۔ خیر اور شر اسی کے فیصلے سے آتے ہیں' اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی قضاء اور تقدیر پر ایمان لاتے ہیں کہ خیر اور شر نرم گوشہ حالت اسی کی طرف سے ہے۔ (۲۰) لوگ اپنے لئے نہ نفع کے اختیار مند ہیں اور نہ نقصان کے مگر جو کچھ اللہ چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ ہر وقت اللہ ہی کی طرف اپنے ضرورتوں اور محتاجگی پیش کرتے ہیں۔ (۲۱) قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے بات قرآن کریم کو مخلوق کہنے میں توقف کرنے اور الفاظ کو مخلوق قرار دینے میں ہے پس جس نے قرآن کے الفاظ کو مخلوق قرار دیا یا اس مسئلے میں توقف کر کے نہ الفاظ قرآن کو مخلوق قرار دیا اور نہ غیر مخلوق تو ایسا شخص اہلسنت کے ہاں بدعتی ہے۔ (۲۲) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آنکھوں سے دکھائی دیں گے جس طرح کہ چودھویں رات کا چاند دکھائی دیتا ہے مومن اس کو دیکھ سکیں گے اور کافر نہیں دیکھ سکیں گے اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے روک لئے جائیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ (سورة المطففين ١٥)

(ترجمہ) کیوں نہیں وہ اپنے رب سے اس دن روک دیئے جائیں گے۔

موسیٰ علیہ السلام نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی دعا کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کی طرف تجلی کی اور اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور اس کو بتا دیا کہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں

کر سکیں گے بلکہ آخرت میں کریں گے۔ (۲۳) اہل قبلہ میں سے کسی ایک کو گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے کافر قرار نہیں دیا جائے گا زنا چوری اور ان جیسے دوسرے کبیرہ گناہوں کے ارتکاب سے بلکہ یہ لوگ کبائر کے ارتکاب کے باوجود بھی مومن ہوتے ہیں اہل سنت کے ہاں ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے اور اس پر کہ خیر اور شر نرم گرم حالت اللہ کی طرف سے ہے اور یہ کہ جو کچھ ان کو نہیں ملنا ہے کبھی نہیں ملے گا اور جو کچھ پہنچنے والا ہے ٹل نہیں سکتا اسلام یہ ہے کہ آدمی اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جس طرح حدیث جبریل میں وارد ہوا ہے ان کے ہاں اسلام ایمان سے غیر ہے۔ (۲۴) اللہ تعالیٰ دلوں کے پھیرنے والے ہیں (۲۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کی سفارش کریں گے۔ (۲۶) عذاب قبر حق ہے۔ (۲۷) حوض کوثر حق ہے۔ (۲۸) پل صراط حق ہے۔ (۲۹) موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا حق ہے۔ (۳۰) اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے حساب لینا حق ہے۔ (۳۱) اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا حق ہے۔ (۳۲) ایمان قول اور عمل کے مجموعے کا نام ہے بڑھتا ہے اور گھٹتا ہے۔ (۳۳) اس کو نہ مخلوق کہتے ہیں اور نہ غیر مخلوق۔ (۳۴) اللہ تعالیٰ کی صفات اس کے عین ہیں۔ (۳۵) کبیرہ گناہ کرنے والوں پر جہنم کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی موحد کے لئے جنت کا فیصلہ کیا جائے گا بلکہ اللہ جہاں چاہتے ہیں وہاں ان کو دیکھیں گے ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے چاہے ان کو بخش دے چاہے عذاب دے۔ (۳۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات صحیحہ کے مطابق موحدین کی ایک جماعت کو اللہ جہنم سے نکال لیں گے۔ (۳۷) دین میں جنگ و جدال اور تقدیر کے بارے میں جھگڑنا بری بات ہے بلکہ جب اس بارے میں ثقہ عادل راویوں کے آثار پہنچ جائیں تو پھر یہ نہیں کہتے کہ یہ کیسے ہوا اس طرح کیوں نہیں ہوا اس لئے کہ یہ بدعت ہے۔ (۳۸) اللہ تعالیٰ شر کا حکم نہیں دیتے بلکہ شر سے منع فرماتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ شرک کرنے سے راضی نہیں ہوتے اگرچہ اس کے تقرب کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔ (۳۹) اہل سنت اپنے اسلاف (صحابہ کرام) کے حق کا اقرار کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لئے چن لیا تھا ان

کے فضائل کو جزء ایمان سمجھتے ہیں اور ان کے آپس کے مشاجرات اور اختلافات بیان کرنے سے رکتے ہیں اور مرتبے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مقدم کرتے ہیں پھر حضرت عمر کو پھر حضرت عثمان کو اور پھر حضرت علی کا مرتبہ مانتے ہیں اور پھر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ حضرات ہدایت یافتہ خلفاء راشدین ہیں انبیاء کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ (۴۰) اور ان احادیث کی تصدیق کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان تک پہنچی ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

ان اللہ ینزل من السماء الدنیا فیقول هل من مستغفر . (الحدیث)	بے شک اللہ تعالیٰ آسمان دنیا سے نزول فرماتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا۔

(۴۱) قرآن اور سنت پر فیصلہ کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فان تنازعتم في شيء فردوده الي الله والرسول . (سورة النساء ۵۹)	پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے۔

(۴۲) اہل سنت سلف میں سے ائمہ دین کی اتباع کو جائز سمجھتے ہیں ہاں خلاف شرع کاموں میں ان کی اتباع نہیں کی جائے گی۔ (۴۳) اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن صفت اتیان سے متصف ہوں گے جیسا کہ ارشاد ہے۔

وجاء ربك والملك صفاً صفاً (سورة الفجر ۲۲)	اور آئے تیرا رب اور فرشتے آئیں قطار قطار

(۴۴) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جیسے چاہیں گے اپنے بندوں سے قریب ہوں گے جیسا کہ ارشاد ہے۔

ونحن اقرب اليه من حبل الوريد (سورة ق ۱۶)	اور ہم اس سے نزدیک ہیں دھڑکتی رگ سے زیادہ

(۴۵) عیدین اور جمعے کی نماز کو ہر امام کے اقتداء میں پڑھنا جائز سمجھتے ہیں خواہ امام نیک ہو یا فاسق۔ (۴۶) سفر اور حضر میں موزوں پر مسح کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ (۴۷) اور جب سے اللہ تعالیٰ

نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اس وقت سے لے کر اس آخری جماعت تک جو دجال سے لڑے گی مشرکوں کے ساتھ جہاد کو ثابت کرتے ہیں۔ اس کے بعد مسلمان حکمرانوں کی اصلاح کی دعا کو جائز سمجھتے ہیں اور یہ کہ تلوار لے کر ان کی بغاوت نہ کی جائے اور فتنے میں قتال نہ کریں۔ (۴۸) خروج دجال کی تصدیق کرتے ہیں اور یہ کہ عیسےٰ علیہ السلام اس کو قتل کریں گے اور معراج پر ایمان رکھتے ہیں۔ (۴۹) مسلمان مردوں کو صدقے اور دعا کا ثواب پہنچتا ہے جادوگر دنیا میں موجود ہیں اور جادوگر کافر ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے ثابت ہوتا ہے اور یہ کہ جادو دنیا میں رہے گا۔ (۵۰) اہل قبلہ میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اس پر جنازے کی نماز پڑھی جائے گی خواہ نیک ہو یا فاسق' اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جنت اور جہنم اب پیدا شدہ ہیں۔ اور مرنا اسی طرح جس کو قتل کیا جاتا ہے تو اس کی موت مقررہ وقت پر ہی ہوئی ہے۔ (۵۱) ارزاق کا فیصلہ اللہ کی جانب سے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کو رزق دیتا ہے حلال ہو یا حرام۔ (۵۲) شیطان انسان کو وسوسے اور شک میں ڈالتا ہے اور چونڈیاں لگاتا ہے۔ (۵۳) اور اللہ تعالیٰ کبھی کبھار صالحین کے ہاتھوں کچھ نشانیاں ظاہر کر کے مخصوص فرماتے ہیں۔ (۵۴) سنت قرآن کو منسوخ نہیں کرتی۔ (۵۵) کفار کے بچوں کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے چاہے ان کو عذاب دے یا جو کچھ کرنا چاہے۔ (۵۶) اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال سے باخبر ہیں اور اللہ ہی نے یہ بات لکھی ہے کہ یوں ہو گا۔ (۵۷) تمام امور اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ (۵۸) اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر صبر کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ کے اوامر پر عمل اور نواہی سے بچنا چاہئے عمل میں اخلاص اور مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنی چاہئے۔ کبائر' زنا' جھوٹی گواہی فسق و فجور تکبر لوگوں کی عیب جوئی اور عجب سے بچنا چاہئے۔ (۵۹) ہر داعی بدعت سے کنارہ کشی اور قرآن کریم کی تلاوت اور کتب احادیث کا پڑھنا اور علم فقہ میں غور و فکر' تواضع' عاجزی بہترین اخلاق' نیکی' اذیت سے بچنا' غیبت اور چغلی اور کھانے پینے کی چیزوں کے پیچھے لگنے کو ترک کرنا یہ سب ایسے کام ہیں جن کا اہل سنت حکم کرتے چلے آ رہے ہیں اور عمل میں لا رہے ہیں اور یہ سب ہم نے انہیں کے اقوال پیش کئے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہم چلتے ہیں اور اسی نے ہمیں توفیق دی ہے اور وہ ہمارے لئے کافی ہیں اور وہ بہترین کارساز ہیں اور اسی سے ہم امداد مانگتے

اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنا ہے یہاں اہل سنت والجماعۃ کے عقائد کا بیان کرنا مقصود تھا اس بات پر کہ جنت اور جہنم اب پیدا شدہ ہیں تاکہ یہ کتاب ان لوگوں کے پہچان کی بنیاد بن سکے جو بشارت جنت کے مستحق ہیں۔

فی الحال جنت کی موجودگی پر قرآن و سنت کے دلائل

ولقدراه نزلة اخرى عند سدرة المنتهٰى. عندها جنة الماوى

(نبی کریم علیہ السلام نے (جبریل) کو اترتے ہوئے دیکھا ایک بار اور بھی

نبی کریم علیہ الصلواۃ والسلام نے سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھا اور اس کے پاس "جنت الماوی" (آرام سے رہنے کی جنت) کو دیکھا جیسا کہ واقعہ معراج کے بارے میں صحیحین کی حدیث میں وارد ہے آخر تک حدیث اس طرح ہے:

ثم انطلق جبريل حتى انتهى الي سدرة المنتهى فغشيها الوان لا ادرى ما هي؟ قال: ثم دخلت الجنة فاذا فيها جنابذة اللولؤ واذا ترابها المسك

ترجمہ: پھر جبریل سدرۃ المنتہیٰ تک گئے تو اس پر ایسے رنگ چھائے ہوئے تھے جس کو میں نہیں جانتا تھا فرمایا پھر میں داخل ہوا جنت میں وہاں میں نے موتیوں کے قبوں (گنبدوں) کو دیکھا اور جنت کی مٹی مشک تھی۔

وفى الصحيحين عن حديث عبدالله بن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان احدكم اذامات عرض عليه مقعده بالغداة والعشى، ان كان من اهل الجنة فمن اهل الجنة، وان كان من اهل النار فمن اهل النار، فيقال هذامقعدك حتى يبعثك الله يوم

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو (قبر کے اندر) صبح و شام اس کا ٹھکانا اس کے سامنے لایا جاتا ہے اور وہ جنتی ہوتا ہے تو جنت میں اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور اگر وہ دوزخی ہوتا ہے تو دوزخ میں

القيامة

، وفى المسند وصحيح الحاكم و ابن حبان وغيرهم من حديث

اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے کہ یہ ہے تیرا ٹھکانا اس کا انتظار کر یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھے اٹھائے۔

عن البراء بن عازب قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في جنازة رجل من الأنصار○ فذكر الحديث بطوله-

وفيه، فينادى مناد من السماء إن صدق عبدى فافرشوه من الجنة وألبسوه من الجنة وافتحو بابًا الي الجنة، قال فيأتيه من روحها طيبها."

(في المسندو صحيح الحاكم وابن حبان وغيرهم)

براء بن عازب ﷺ راوی ہے کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری شخص کے جنازے میں نکلے آگے پوری حدیث بیان کی جس میں ہے کہ پھر آسمان سے پکارنے والا (یعنی اللہ تعالیٰ یا اس کے حکم سے فرشتہ) پکار کر کہتا ہے میرے بندے نے سچ کہا تو اس کے لئے جنت کا فرش بچھا دو اور اس کو جنت کی پوشاک پہناؤ اور اس کے واسطے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو چنانچہ جنت کی طرف دروازہ کھول لیا جاتا ہے آپ نے فرمایا اس جنت کے دروازے سے اس کے پاس جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں۔

وفى الصحيحين من حديث

عن انس ابن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان العبد اذا وضع في قبره وتولى عنه اصحابه إنه ليسمع قرع نعالهم قال، فيأتيه ملكان فيقعدانه فيقولان ما كنت تقول في هذا الرجل؟ قال: فاما المئومن

حضرت انس ﷺ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے عزیز واحباب واپس آتے ہیں تو (وہ مردہ) ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے اس کے پاس (قبر میں) دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھا کر پوچھتے ہیں

فيقول اشهدانه عبدالله ورسوله : فيقول اشهدانه عبدالله ورسوله : فقال : فيقولان له انظر الى مقعدك من النار، قدا بدلك الله به مقعدا في الجنة قال نبي صلى الله عليه وسلم فيراهما جميعا.

کہ تم اس شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتے ہو اس کے جواب میں بندہ مومن کہتا ہے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ بلاشبہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تم اپنا ٹھکانا دوزخ میں دیکھو جس کے بدلے میں خدا تعالیٰ نے تمہیں جنت میں جگہ دیدی چنانچہ وہ مردہ دونوں مقامات کو دیکھتا ہے۔

(۵) وفي صحيح أبي عوانة الأسفرائيني و سنن أبي داؤد من حديث البراء من عازب الطويل في قبض الروح "ثم يفتح له باب من الجنة وباب من النار، فيقال هذا كان منزلك لو عصيت تعالٰى أبدلك الله به هذا ماذا راى ما في الجنة قال : رب عجل قيام الساعة كيما ارجع اهلى ومالي فيقال : اُسكن"

ترجمہ :۔ حضرت براء سے قبض روح کے بارے میں طویل حدیث مروی ہے کہ پھر اس کے لئے ایک دروازہ جنت کا اور ایک دروازہ جہنم کا کھول دیا جاتا ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے تو یہ آپ کا ٹھکانا تھا اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنت دیدی پھر جب وہ جنت کی نعمتوں کو دیکھے گا تو (خوشی میں) کہے گا اے پروردگار جلدی قیامت قائم فرمائیں تاکہ میں اپنے اہل اور اپنے مال کی طرف لوٹ جاؤں پس اسے کہا جائے گا ٹھہر جا۔

وفي مسند البزاز وغيره من حديث ابى سعيد قال، شهدنا مع النبي صلى الله عليه وسلم جنازة : فقال رسول الله

ترجمہ : ابو سعید خدری راوی ہیں کہ ہم ایک جنازے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا

صلى الله عليه وسلم ايها الناس، ان هذه الأمة تبتلى في قبورها، فاذا دفن الانسان وتفرق عنه اصحابه جاءه ملك في يده مطراق فأقعده فقال. ماتقول في هذا الرجل؟ يعني محمداً صلى الله عليه وسلم. فان كان مؤمناً قال شهدان الا اله الا الله وأن محمداً عبده ورسوله فيقولون له صدقت لم يفتح له باب الي النار فيقولون هذا كان منزلك لو كفرت بربك فاما اذا امنت به وهذا منزلك، فيفتح له باب الي الجنة فيريدان ينهض الي الجنة فيقولون له اسكن" وذكر الحديث.

اے لوگوں اس جماعت کو اپنی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے جب انسان کو دفن کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے جدا ہوتے ہیں تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہوتا ہے چنانچہ وہ مردے کو بٹھا کر پوچھتا ہے کہ اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتے ہو اگر وہ مردہ مومن ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں فرشتے کہتے ہیں کہ آپ نے سچ کہا پھر اس کے سامنے جہنم کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اگر آپ اپنے رب کی نافرمانی کرتے تو یہ آپ کا ٹھکانا ہوتا لیکن آپ اسی پر ایمان لائے ایمان لایا تو اب یہ آپ کا ٹھکانا ہے چنانچہ اس کے سامنے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ یہ اٹھنے کی کوشش کرتا ہے فرشتے اس سے کہتے ہیں ٹھہر جا۔

وفي صحيح مسلم عن عائشة قالت خسفت الشمس في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت الحديث الى ان قالت : ثم

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راویہ ہیں کہ نبی کریم علیہ اسلام کی زندگی میں سورج گرہن ہوا (آگے عائشہ رضی اللہ عنہا نے

قام.فخطب الناس فأثنى على الله عما هو أهله ثم قال: ان الشمس والقمر آيتان من ايات الله لا يخسفان لموته احد ولا حياته فاذا رأيتموهما فافزعوا الي الصلاة.

یہاں تک حدیث بیان کی) پھر آپ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں نہ تو کسی کی موت کی وجہ سے انہیں گرہن لگتا ہے اور نہ کسی کی پیدائش کی وجہ سے چنانچہ جب تم اس کو دیکھو تو اللہ سے ڈرتے ہوئے نماز پڑھو۔

وفی صحیحین واللفظ للبخاری

عن عبدالله بن عباس قال: انخسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر الحديث وما فيه فقال، ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله لا يخسفان لموت احد ولا لحياته فاذا رأيتم ذالك فاذكرو الله فقالو: يا رسول الله رأيناك تناولت شيا في مقامك ثم رأيناك تكعكعت، فقال .انى رأيت الجنة وتناولت عنقودًا ولو أصبة لأكلتم منه ما بقيت الدنيا، ورأيت النار فلم أر منظرًا كاليوم قط افظع، ورأيت اكثر اهلها النساء قالو: بم يارسول الله قال "بكفرهن" قيل ايكفرن بالله؟ قال، يكفرن العشير، ويكفرن الاحسان" لو احسنت الي احداهن الدهر كله ثم

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا (آگے تک حدیث بیان کی) آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند خدا کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں' یہ نہ کسی کے مرنے کی وجہ سے گرہن ہوتے ہیں اور نہ کسی کی پیدا ہونے کی وجہ سے جب تم یہ دیکھو کہ (یہ گرہن میں آ گئے ہیں) تو خدا کی یاد میں مشغول ہو جاؤ صحابہ کرام نے عرض کیا "یا رسول اللہ (نماز کے دوران) ہم نے دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ سے کسی چیز کے لینے کا ارادہ کیا پھر ہم نے آپ کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا' آپ نے فرمایا جب تم نے مجھے کسی چیز کے لینے کے لئے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا تھا تو اس وقت میں

رأت منك شياً قالت ما رأيت منك خيراً قط.

نے جنت دیکھی تھی اور اس میں سے خوشہ انگور لینے کا ارادہ کیا تھا اگر میں خوشہ انگور لے لیتا تو بلاشبہ تم اسے رہتی دنیا تک کھاتے اور (جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا تھا اس وقت) میں نے دوزخ دیکھی تھی چنانچہ آج کے دن کی طرح کسی دن میں نے ایسی ہولناک جگہ کبھی نہیں دیکھی اور دوزخ میں، میں نے زیادہ عورتیں ہی دیکھی ہیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کس وجہ سے؟ آپ نے فرمایا ان کے کفر کی وجہ سے، صحابہ نے عرض کیا کہ عورتیں اللہ کے کفر میں مبتلا ہیں، فرمایا نہیں بلکہ وہ شوہروں کی نعمتوں اور احسان کا کفران کرتی ہیں چنانچہ تم ان میں کسی کے ساتھ مدتوں تک بھلائی کرتے رہو مگر جب کبھی وہ کسی چیز کو اپنی مرضی کے خلاف پائے گی تو یہی کہے گی کہ میں نے کبھی بھی تمہارے یہاں بھلائی نہیں دیکھی۔

وفي صحيح مسلم من حديث انس بن مالك قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم ، اذ أقيمت الصلوة ، فقال ، يا أيها الناس انى امامكم فلا تسبقونى بالركوع

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نماز کھڑی ہوتے وقت آپ نے فرمایا اے لوگو میں تمہارا امام ہوں لہٰذا نہ مجھ سے سجدے میں آگے بڑھو اور نہ رکوع میں اور نہ مجھ سے پہلے سر اٹھاؤ

ولا بالسجود ولا ترفعوا رؤسكم فانی أراكم من امامی ومن خلفی و أيم الذى نفسى بيده لو رأيتم ما رأيت لضحكتم قليلاً و لبكيتم كثيراً قالوا و ما رأيت يا رسول الله قال ، رأيت الجنة والنار."

بلاشبہ میں اپنے سامنے کی چیزیں اور پیچھے کی چیز دیکھتا ہوں (بطور معجزہ) اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم وہ دیکھ لیتے جو میں نے دیکھا ہے تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے کیا دیکھا آپ نے فرمایا جنت اور جہنم۔

یہ حدیث صراحتاً" اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ روحیں قیامت آنے سے پہلے جنت میں داخل ہوں گی اسی طرح حدیث کعب بن مالک میں بھی مروی ہے۔

وفي المئوطاء والسنن منْ حديث كعب من مالك قال ، قال ، رسول الله صلى الله عليه وسلم "انما نسمة المئومن طير يعلق في شجر الجنة حتي يرجعها الله الي جسده يوم القيامة

ترجمہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک مومن کی روح ایک پرندہ (یعنی پرند کے پیٹ میں) ہوتا ہے جو جنت کے درخت میں سے کھاتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اس کے جسم میں دوبارہ لوٹا دے۔

وفي صحيح البخارى عن اسماء بنت ابى بكر عن النبي صلى الله عليه وسلم في صلوة الحسنوف قال قددنت مني الجنة حتي لو احترائت عليها لحتتكم بقطاف من قطافها ، و دنت من النار حتي قلت اى رب وأنا معهم ، فاذا إمرأة حبست أنه قال اتدشهاهرة قلت

ترجمہ: صحیح بخاری میں اسماء بنت بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہے صلوۃ خسوف کے بارے میں کہ آپ نے فرمایا جنت میرے اتنی قریب ہوئی کہ اگر میں جرات کرکے آگے بڑھتا تو تمہارے پاس اس کے خوشوں میں سے ایک خوشہ لاتا" اور

ماشان هذه؟ قالوا حسبتها حتي ماتت جوعًا لا اطعمتها ولا أرسلتها تأكل.

جہنم میرے قریب ہوئی حتیٰ کہ میں نے کہا اے میرے رب میں ان کے ساتھ ہوں ؟ وہاں ایک عورت قید کی گئی تھی میں نے کہا یہ کون ہے انہوں نے کہا اس نے بلی قید کر رکھی تھی یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی نہ خود اس کو کھلاتی اور نہ اس کو کھانے چھوڑتی۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم ان ارواح الشهداء في حواصل طير خضر تعلق في ثمر الجنة، أو شجر الجنة.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں رہتی ہیں اور جنت کے درختوں کے پھل کھاتی ہیں۔

وفي صحيح مسلم والسنن، والمسند من حديث ابى هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال، لما خلق الله تعالى الجنة والنار أرسل جبريل الي الجنة فقال اذهب فانظر اليها والي ما اعددت لأهلها فيها. فذهب فنظر اليها والى ما أعدا الله

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا تو جبریل علیہ السلام سے فرمایا جاؤ جنت کو دیکھو چنانچہ وہ گئے اور جنت کو دیکھا اور اس تمام سامان پر نظر ڈالی جو خدا نے جنتیوں کے لئے تیار کیا اور پھر واپس آکر کہا اے پروردگار تیری عزت کی قسم جو شخص اس جنت کا حال سنے گا وہ اس میں داخل ہونے کی خواہش کرے گا پھر خداوند تعالیٰ نے بہشت کے چاروں طرف شرعی تکالیف کا احاطہ قائم کیا اور اس کے بعد جبرئیل سے فرمایا جبریل جاؤ اور جنت

لأهلها فيها فرجع فقال و عزتك لا يسمع بها أحداً إلا دخلها فأمر بالجنة فحفت بالمكاره ، فقال فارجع فانظر اليها والي ما اعددت لاهلها فيها فقال فنظر اليها ثم رجع فقال ، وعزتك لقد خشيت أن لا يدخلها احد قال ، ثم ارسله الي النار فقال اذهب فانظر اليها والى ما اعددت لأهلها فيها قال فنظر اليها فاذا هي يركب بعضها بعضاً ثم رجع فقال: وعزتك و جلالك لا يدخلها احدٌ سمع بها. فأمر بها فحفت بالشهوات ثم قال: اذهب فانظر اليها فرجع فقال، وعزتك لقد خشيت ان لا ينجو منها احد الا دخلها قال الترمذي ، هذا حديث حسن صحيح،

کو دوبارہ دیکھو چنانچہ جبرئیل گئے اور جنت کو دوبارہ دیکھ کر واپس آئے اور عرض کیا پروردگار تیری عزت کی قسم مجھ کو اندیشہ ہے کہ اب شاید کوئی بھی جنت کے اندر داخل ہونے کی خواہش نہ کرے گا اس کے بعد رسول اللہ نے فرمایا کہ جب خداوند تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا تو فرمایا اے جبریل جاؤ دوزخ کو دیکھو چنانچہ وہ گئے اور دوزخ کو دیکھ کر واپس آئے اور عرض کیا پروردگار تیری عزت کی قسم جو شخص دوزخ کا حال سنے گا وہ کبھی اس میں داخل ہونے کی خواہش نہ کرے گا اس کے بعد خداوند تعالیٰ نے دوزخ کے گرد خواہشات نفسانی اور شہوات کا احاطہ لگایا اور پھر فرمایا جبریل جاؤ اب دوزخ کو دیکھو چنانچہ جبریل گئے اور دوزخ کو دوبارہ دیکھ کر واپس آئے اور عرض کیا پروردگار تیری عزت کی قسم مجھ کو اندیشہ ہے کہ شاید کوئی شخص اس میں داخل ہونے سے نجات پائے۔

وفي الصحيحين من حديث أبي سعيد الخدري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم : اختصمت الجنة والنار

ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ کا آپس میں جھگڑا ہوا جنت

فقالت الجنة، یا رب مالها انما یدخلها ضعفاء الناس وسقطتهم؟ وقالت النار یا رب مالها یدخلها الجبارون والمتکبرون؟ فقال : أنت أصیب بك من اشاء وانت عذابی أصیب بك من أشاء لکل واحدة منکما ملئو."

نے کہا مجھ کو کیا میرے اندر تو حقیر و ذلیل لوگ' جو بھولے بھالے اور فریب میں آجانے والے ہیں داخل ہوں گے جہنم نے کہا اے میرے رب مجھ کو کیا ہے میرے اندر تو سرکش اور متکبر لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سن کر جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے (یعنی رحمت خداوندی کا محل مظہر) میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہوں تیرے ذریعہ رحم کرتا ہوں اور دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے میں اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں تیرے ذریعہ عذاب دیتا ہوں اور تم دونوں میں سے ہر ایک کو بھردوں گا۔

وفي الصحیحین من حدیث ابن عمر عن النبي صلی اللہ علیه وسلم أنه قال "اشتکت النار الی ربها فقالت یارب اکل بعضی بعضاً فاذن لها بنفسین ' نفس فی الشتاء ونفس فی الصیف۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم نے یہ کہہ کر شکایت کی کہ اے میرے رب میرے بعض نے بعض کو کھایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دیدی ایک سانس سردی میں اور دوسرا سانس گرمی میں۔

وروی اللیث بن سعد عن معاویة بن صالح عبدا للہ بن بشیر

عبداللہ بن بشیر کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت اور جہنم پر کوئی

ورفع الحديث قال " ما من يوم الا والجنة والنار يسألان تقول الجنة: يا رب قد طاب ثمری و اطردت انهاری واشتقت الي أوليائی فعجل الي باهلی وتقول النار اشتد حری وبعد قعری وعظم جمری فعجل عليّ بأهلی.

دن نہیں گزرتا مگر جس میں دونوں اپنے رب سے نہ پوچھتے ہیں جنت کہتی ہے اے میرے پروردگار میرے میوے پک چکے ہیں اور نہریں بھر گئی ہیں اور جنتی میرے شوق میں ہیں ان کو جلدی لے آ۔ جہنم کہتی ہے میری گرمی بڑھ گئی ہے میری گہرائی میں اضافہ ہوا ہے اور میری چنگاری بڑی ہوگئی ہے لہٰذا میرے اہل (جہنمیوں) کو جلد لے آ۔

وفي صحيح البخاری من حديث أنس عن النبی صلی الله عليه وسلم أنه قال بينما أنا أسير في الجنة واذا بنهر في الجنة حافتاه قباب الدر المجوف قال: قلت ما هذا يا جبريل ؟ قال : هذا الكوثر الذی اعطاه ربك، فضرب الملك بيده فاذا اطينة المسك الأذفر"

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں پھر رہا تھا (یعنی معراج کی رات میں) کہ میرا گزر ایک نہر پر ہوا جس کی دونوں طرف خالی موتیوں کے گنبد تھے میں نے پوچھا جبریل یہ کیا ہے انہوں نے کہا وہ کوثر جس کو آپ کے پروردگار نے آپ کو بخشا ہے میں نے دیکھا تو اس کی مٹی نہایت تیز خوشبودار ہے۔

وفي صحيح مسلم من حديث جابر بن عبدالله قال سمعت رسول الله صلی الله عليه يقول: دخلت الجنة فرأيت فيها قصراً و داراً فقلت،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے میں (معراج میں) جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ایک محل اور ایک گھر دیکھا میں

لمن هذا ؟ فقيل لرجل من قريش فرجوت ان اكون أنا هو ، فقيل لعمر بن الخطاب فلو لا غيرتك يا ابا حفص لدخلته قال، فبكى عمر وقال أويغار عليك يا رسول الله

نے پوچھا یہ کس کا ہے کہا گیا کہ یہ قریشی شخص کا ہے میں اس امید میں تھا یہ میں ہی ہوں گا پس کہا گیا کہ یہ عمر بن خطاب کا ہے اے ابو حفص (حضرت عمر کی کنیت ہے) آپ کی غیرت (مانع) نہ ہوتی تو میں اس میں داخل ہو جاتا (یہ سن کر) حضرت عمر رونے لگے اور کہا اے اللہ کے رسول آپ پر مجھے غیرت آتی ہے ؟۔

عنقریب حضرت بلال ﷺ کی حدیث اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ "بلال میں جب بھی جنت میں داخل ہوتا ہوں تو آپ کی قدم کی آہٹ اپنے آگے سے سنتا ہوں آگے آجائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اگر کوئی یہ کہے کہ فی الحال جنت کی موجودگی پر آدم علیہ السلام کے قصے سے کیوں دلیل نہ پکڑی جائے کیونکہ یہ بات تو سب مانتے ہیں کہ آدم علیہ السلام جنت میں داخل کئے گئے اور پھر درخت کے کھانے پر نکالے گئے وغیرہ وغیرہ حالانکہ اس سے استدلال نہایت ہی ظاہر ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ عام لوگوں کے ہاں اس سے استدلال اگرچہ ظاہر ہے لیکن لوگوں کے اختلاف کی وجہ سے غایت ہی پوشیدگی میں ہے کہ آیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جس جنت میں ٹھہرایا تھا وہ وہی جنت تھی جس میں قیامت کے دن مومن لوگ داخل ہوں گے یا زمین کے بلند حصے میں کوئی اور جنت تھی؟ دونوں قولوں کے قائلین اور ان کے استدلات اور ایک دوسرے پر تردیدات کے بارے میں ہم بحث کریں گے۔ (اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے)

○○○

دوسرا باب

اس جنت کے متعلق لوگوں کا اختلاف جس جنت میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ٹھہرایا تھا آیا وہ جنت خلد تھی یا زمین کے کسی اونچے مقام پر کوئی دوسری جنت تھی؟

آدم علیہ السلام کے متعلق حق تعالیٰ کے اس حکم **"اُسکن اَنتَ و زوجک الجنتہ"** (سورۃ البقرۃ ۳۵، سورۃ الاعراف ۱۹) کے تفسیر میں منذر بن سعید ﷫ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ جس جنت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ٹھہرایا تھا وہ وہی جنت تھی جس میں قیامت کے دن مومن حضرات داخل ہوں گے جب کہ دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ وہ جنت خلد نہیں تھی بلکہ دوسری جنت تھی جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے لئے بنائی تھی اور ان کو وہاں ٹھہرایا تھا منذر بن سعید فرماتے ہیں کہ قول ثانی ایسا ہے کہ جس کے دلائل و شواہد بہت ہیں جو اس قول کو ثابت کرتے ہیں، اس آیت کی تفسیر میں ابوالحسن الماوردی ﷫ فرماتے ہیں کہ جس جنت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ٹہرایا تھا اس میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ (۱) وہ جنت خلد تھی۔ (۲) وہ ایک دوسری جنت تھی جو اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا علیہما السلام کے لئے بطور امتحان گاہ بنائی تھی جنت خلد نہیں تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے حسنات کا نعم البدل قرار دیا ہے پھر اس قول ثانی میں بھی اختلاف ہے کہ وہ جنت کہاں تھی (۱) حسن ﷫ کا قول یہ ہے کہ وہ آسمان میں تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کو جنت سے نکلنے کے بعد آسمان سے اتارا تھا۔ (۲) ابن بحر کا قول یہ ہے کہ وہ زمین میں تھی۔

اس جنت میں اختلاف کہ آدم علیہ سلام جس میں ٹہرے تھے وہ جنت خلد تھی یا زمین

کے کسی بلند و بالا مقام پر کوئی جگہ تھی؟

ابن خطیب اپنی مشہور تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ذکر شدہ جنت کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ زمین میں تھی یا آسمان میں؟ اگر آسمان میں تھی تو پھر وہ جنت تھی جو جنت خلد اور دارا ثواب ہے یا کوئی دوسری جنت تھی؟ اس میں چند اقوال ہیں (۱) ابوالقاسم بلخی اور ابو مسلم اصبہانی ﷺ دونوں اس بات کے قائل ہیں کہ یہ زمین میں تھی رہی یہ بات کہ قرآن میں لفظ "اھباط" آیا ہے تو "اھباط" کا اطلاق زمین کے ایک حصے سے دوسرے حصے کی طرف انتقال پر بھی کیا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ (اھبطوا مصرا) یعنی زمین مصر کی طرف منتقل ہو جاؤ۔

(۲) جبائی کا قول یہ ہے کہ وہ جنت ساتویں آسمان میں تھی۔

(۳) تیسرا قول ہمارے جمہور اصحاب کا ہے کہ یہ جنت وہی دارا ثواب والی تھی' ابوالقاسم الراغب اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں جس جنت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو ٹھہرایا تھا اس میں اختلاف کیا گیا بعض متکلمین کا کہنا ہے کہ وہ ایک باغ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے امتحان کے لئے بنایا تھا وہ جنت الماویٰ نہیں تھی' پھر دونوں قولوں پر انہوں نے استدلات پیش کئے اور اس اختلاف کو ابو عیسیٰ الرمانی نے بھی اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے اور اس بات کو ترجیح دی ہے کہ وہ جنت خلد تھی پھر فرمایا کہ ہم نے جس مذہب کو اختیار کیا ہے یہ حسن' عمرو' واصل' ابی علی' اور ہمارے شیخ ابو بکر اور ہمارے اکثر اصحاب کا قول ہے' اور مفسرین کا بھی یہی قول ہے اور ابن خطیب نے اس مسئلے میں توقف اختیار کر کے ایک چوتھا قول ذکر کیا ہے۔

(۴) فرمایا کہ یہ سب اقوال ممکن ہیں کیونکہ اس مسئلے میں ادلہ متعارض ہیں لہٰذا اس میں توقف کرنا اور کسی ایک جانب کو قطعی نہ ماننا واجب ہے منذر بن سعید فرماتے ہیں کہ یہ قول کہ وہ جنت زمین میں تھی جنت الخلد نہیں تھی امام ابو حنیفہ اور اس کے اصحاب کا ہے اور فرمایا کہ میں نے ایک قوم دیکھی جو جنت آدم علیہ السلام میں ہماری مخالفت پر تلی ہوئی ہے اور اپنے مذہب کی تصویب کر رہی ہے حالانکہ ان کے پاس دعوؤں اور بے بنیاد امنگوں کے علاوہ کوئی دلیل نہیں اور نہ دلیل میں کتاب و سنت کو پیش کر سکے اور نہ ہی کسی صحابی یا تابعی یا تبع تابعی کا اثر پیش

کرسکے' نہ موصولاً اور سمجھ نہ آیا' اور ہم نے ان پر یہ بات ظاہر کردی ہے کہ فقیہ عراق اور جنہوں نے اس کے قول کو لیا ہے کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کی جنت جنت الخلد نہیں تھی حالانکہ یہ دفتران کے علوم سے بھرے پڑے ہیں کسی ایک کے ہاں بھی شاذ لوگوں میں سے نہیں ہیں بلکہ مخالفین کے رؤساء میں سے ہیں۔ میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں ابو حنیفہ کے مذہب کی تائید کر رہا ہوں بلکہ میں اس مذہب کی تائید کروں گا جس پر قرآن و سنت کے دلائل قائم ہو چکے ہوں۔ یہ ابن زید مالکی ہیں جو اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ میں نے نافع سے جنت کے متعلق سوال کیا کہ آیا وہ اب پیدا شدہ ہے؟ تو فرمایا کہ اس مسئلے میں بولنے سے چپ رہنا ہی افضل ہے اور یہ ابن عیینہ ﷺ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس قول۔

اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْھَا وَلَاتَعْرٰی "تجھ کو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں اور نہ ننگا"
(سورۃ طٰہٰ ۱۱۸)

کے متعلق فرماتے ہیں (تجوع فیھا) یعنی زمین میں' ابن نافع امام ہیں اور ابن عیینہ بھی امام ہیں وہ لوگ نہ ان جیسے اماموں کو پیش کر سکتے ہیں اور نہ اس شخص کو جس کا قول ان کے مخالف ہو۔ یہ ابن قتیبہ ہیں جو کتاب المعارف میں حضرت آدم اور ان کی بیوی کی پیدائش کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زمین میں چھوڑ دیا اور ان کو حکم دیا کہ اپنی اولاد کو بڑھاتے رہو اور زمین کو بھر دو اور سمندروں کی مچھلیوں آسمان کے پرندوں' چوپایوں' زمین کی گھاس اور اس کے درختوں اور پھلوں پر غلبہ حاصل کرو اور پھر آدم علیہ السلام کو خبر دی گئی کہ آپ کی پیدائش زمین میں ہوئی اور موت بھی اسی میں آئے گی پھر آگے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے فردوس کو بنایا اور اس کو چار نہروں پر تقسیم فرمایا سیحون' جیحون' فرات' دجلہ پھر سانپ کا ذکر کر کے فرمایا کہ وہ خشکی کا سب سے بڑا جانور تھا اس نے حوا علیہا السلام سے کہا اگر تم دونوں اس درخت کو کھالو گے تو کبھی نہیں مرو گے اور اس بحث کے بعد' فرمایا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو جنت عدن کے مشرق سے اس زمین کی طرف نکالا جہاں سے ان کی خمیر لی گئی تھی) پھر آپ نے ابن وہب کے حوالے سے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت عدن سے زمین ہند کی شرقی جانب میں اتارا گیا تھا اور قابیل اپنے مقتول بھائی کو اٹھا کر شرق عدن میں

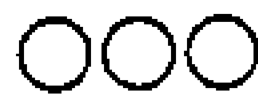
یمن کی وادی میں لایا اور وہاں سپرد خاک کیا اور فرمایا کہ ابو صالح ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے قول "اهبطوا" کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہی ہے جس طرح محاورہ ہے "هبط فلان ارض کذا وکذا (فلاں شخص فلاں زمین میں اترا)"

منذر بن سعید ﷺ نے فرمایا یہ وہب بن منبہ ہیں جو بیان کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین میں پیدا کئے گئے اور اس میں زندگی بسر کی اور زمین ہی میں ان کے لئے فردوس بنائی گئی اور وہ مقام عدن میں تھی اور اسی نہر سے جس کو فردوس آدم کہا جاتا تھا چار نہریں نکالی گئیں اور یہ نہریں زمین میں باقی رہیں اس بارے میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے پس اے عقلمندو عبرت حاصل کرو اور خبردی کہ جس سانپ نے حضرت آدم سے بات کی وہ خشکی کا سب سے بڑا جانور تھا یہ نہیں فرمایا کہ وہ آسمان کا سب سے بڑا جانور تھا۔

وہ لوگ کہتے ہیں کہ جنت زمین میں نہیں تھی بلکہ وہ ساتویں آسمان کے اوپر تھی' پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو جنت عدن کے مشرق سے نکالا حالانکہ جنت الماویٰ میں نہ مشرق ہے نہ مغرب کیونکہ وہاں سورج ہی نہیں ہے۔ جس سے ان کی خمیرلی گئی تھی' یعنی حضرت آدم کو اس فردوس سے نکالا جو ان کے لئے زمین ہند کی شرقی جانب مقام عدن میں نصب کی گئی تھی' ان سب خبروں کو ابن قتیبہ نے نقل کیا ہے جس سے زمین یمن اور عدن کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور اس بات کی خبردی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے فردوس مقام عدن میں نصب کی تھی' اور پھر یہ کہہ کر اس کو اور موکد بنایا کہ مذکورہ چار نہریں اسی نہر سے لی گئی ہیں جس کو فردوس آدم کہا جاتا تھا۔

ابن منذر فرماتے ہیں کہ ابن قتیبہ وہب ابن منبہ کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا موت کے وقت حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں اس جنت کے میوے کھانے کی چاہت پیدا ہوئی جس کو وہ اپنے گمان کے مطابق ساتویں آسمان کے اوپر سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ زمین میں تھی۔ چنانچہ ان کی اولاد میوے کی تلاش میں نکلی اور وہاں فرشتے ان کی روح لینے کے لئے پہنچے ابن قتیبہ نے جو نقل کیا ہے اگر حق اور صحیح ہو تو کیا آپ کے ہاں حضرت آدم کے بیٹے پاگل تھے کہ زمین میں جنت الخلد کے میوے باپ کے

لئے ڈھونڈ رہے تھے ابن منذر نے فرمایا کہ ہم بھی ان کے علاوہ کچھ اور نہیں کہتے' کیونکہ اگر وہ جنت الخلد ہوتی تو حضرت آدم علیہ السلام اس میں ہمیشہ رہتے' اور ہم نے قرآن سے دلائل پیش کئے ہیں اور ہمارے مخالفین قطعی دعویٰ کر کے اس پر دلیل پیش نہ کر سکے یہ بعض ان لوگوں کے اقوال تھے جنہوں نے اس مسئلے میں اختلاف نقل کیا اگر اللہ نے چاہا تو ہم فریقین کے دلائل مالھم ماعلیہم کے ساتھ بیان کریں گے۔



تیسرا باب

ان لوگوں کے دلائل کا بیان جنہوں نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اس جنت الخلد میں تھے جس میں قیامت کے دن مومن لوگ داخل ہوں گے۔

اس بارے میں ہمارا قول وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے یعنی فطرت پر خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں اور اس بارے میں ان کے دلوں میں کوئی کھٹک نہیں ہے اور اکثر لوگ ان میں نزاع کے قائل ہی نہیں ہیں۔

و(۱) روی مسلم في صحیحه من حدیث ابی مالك عن ابی حازم عن ابی هریرة وأبی مالك عن ربعی عن حذیفة قالا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم "یجمع الله تعالٰی الناس، فیقوم المؤمنون حتی تزلف لهم الجنة فیأتون أدم علیه السلام فیقولون یأبانا استفتح لنا الجنة فیقول : وهل أخرجکم من الجنة الا خطیئة ابیکم.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) لوگوں کو جمع کرے گا پھر مومن ایک مقام پر کھڑے ہوں گے اور جنت ان کے قریب لے جائی جائے گی پھر لوگ آدم کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے ہمارے باپ ہمارے لئے جنت کھول دو حضرت آدم کہیں گے تم کو جنت سے تمہارے باپ کے گناہ نے ہی تو نکالا ہے۔

ان لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قیامت کے دن جنتی جس جنت کا دروازہ کھولنے کو کہیں گے یہ بعینہ وہی جنت تھی جس سے حضرت آدم علیہ السلام نکالے گئے تھے۔

(۲) صحیحین کی وہ حدیث جس میں حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام کا مناظرہ ہے اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول مذکور ہے "آخرجتنا و نفسک من الجنۃ" (آپ

نے ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے نکالا) تو اگر یہ جنت زمین میں ہوتی تو یہ لوگ باغوں سے نکلتے اور جنت سے نہ نکلتے۔

(۳) اور اسی طرح حضرت آدم کا قیامت کے دن مومنوں سے یہ فرمانا بھی دلیل ہے۔

هل اخرجكم من الجنة الا خطيئة ابيكم؟

حالانکہ آدم علیہ السلام کی خطاء نے تو ان کو دنیا کی جنتوں سے نکالا تھا۔

وقلنا یادم اسکن أنت و زوجك الجنة و کلا منها رغدا حیث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظالمين. فازلهما الشيطان عنها فأخرجهما مما كانا فيه وقلنا اهبطوا بعضكم لبعض عدو ولكم في الأرض مستقر ومتاع الى حين.

(سورة البقرة ۳۵، ۳۶)

اور ہم نے کہا اے آدم رہا کر تو اور تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں جو چاہو جہاں کہیں سے چاہو اور اس درخت کے پاس مت جانا پھر تم ظالم ہو جاؤ گے پھر شیطان نے ان کو ہلا دیا اس جگہ سے پھر نکالا ان کو اس عزت و راحت سے کہ جس میں تھے اور ہم نے کہا تم سب اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک۔

یہ آیت اس بات پر دال ہے کہ آدم علیہ السلام کا اترنا جنت ہی سے تھا زمین کی طرف' اس کی دو وجہیں ہیں۔ (۱) اهبطوا" کے بعد "ولكم في الارض مستقر کا متصل ذکر" اس بات پر دلیل ہے کہ یہ لوگ اس سے پہلے زمین پر نہیں تھے پھر سورۃ اعراف میں اس کو اور موکد بنا کر فرمایا۔

قال فيها تحيون وفيها، تموتون ومنها تخرجون. (سورة الأعراف ۲۵)

فرمایا اسی میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں تم مرو گے اور اسی سے تم نکالے جاؤ گے۔

اگر یہ جنت زمین میں ہوتی تو ان کی زندگی اسی میں ہوتی نکالنے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے جنت آدم کی ایسی صفات بیان کی ہیں جو جنت الخلد کے علاوہ کسی اور میں ہو ہی نہیں سکتی۔
مثلاً فرمایا
ان لك الا تجوع فیها و لا تعری و انك تجھ کو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں اور نہ
لَا تَظْمَؤُ فِیْهَا وَلَا تَضْحٰی ننگا اور یہ کہ نہ پیاس کھینچے تو اس میں اور نہ
(سورة طه ۱۱۸، ۱۱۹) دھوپ۔
یہ صفت دنیا میں کبھی نہیں ہو سکتی کیونکہ آدمی کتنی ہی اچھی اور خوشگوار زندگی میں ہو ان حالات میں سے کوئی حالت اس کو ضرور پیش آتی ہے۔ یہاں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بھوک اور پیاس کے درمیان ننگا ہونے اور دھوپ کے درمیان تقابل کیا کیونکہ بھوک باطن کی ذلت ہے، اور ننگا ہونا ظاہر کی ذلت ہے۔ پیاس باطن کی گرمی ہے اور دھوپ ظاہر کی گرمی ہے اللہ تعالیٰ نے جنت کے رہنے والوں سے ظاہر اور باطن کی ذلت اور ظاہر و باطن کی گرمی کی نفی فرمائی ہے اور یہ تقابل اس سے بہت بہتر ہے کہ بھوک کا مقابل پیاس ٹھہراتے اور ننگے ہونے کا دھوپ یہ جنت الخلد کے رہائش پذیر لوگوں کی صفت تھی۔
(۶) اگر یہ جنت دنیا میں ہوتی تو حضرت آدم ابلیس کے جھوٹ کو سمجھ لیتے جب اس نے یوں کہا
هل أدلك علی شجرة الخلد و ملك لا میں بتاؤں تجھ کو درخت سدا زندہ رہنے کا یبلی۔ (سورة طه ۱۲۰) اور بادشاہی جو پرانی نہ ہو۔
کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام سمجھتے تھے کہ دنیا فنا ہونے والی ہے اور اس کی بادشاہی پرانی ہو جاتی ہے۔
(۷) سورۃ بقرہ میں تو یہ بات بہت ظاہر ہے کہ وہ جنت آسمان کے اوپر ہے جس سے آدم علیہ السلام نکالے گئے تھے۔ چنانچہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:
و اذقلنا للملائکه اسجدو لادم اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ
فسجدوا الا ابلیس أبی واستکبر کرو آدم کو تو سب سجدہ میں گر پڑے مگر

وکان من الکافرین. وقلنا یادم اسکن انت وزوجك الجنة وكلا منها رغداً حیث شئتما، ولاتقربا هذه الشجرة فتکونا من الظالمین. فازلهما الشیطان عنها فاخرجهما مما کانا فیه وقلنا اهبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الأرض مستقرٌ ومتاعٌ الٰی حین. فتلقی ادم من ربه کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم

شیطان اس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور تھا وہ کافروں میں۔ اور ہم نے کہا اے آدم رہا کر تو اور تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں جو چاہو جہاں کہیں سے چاہو اور پاس مت جانا اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے ظالم پھر ہلا دیا ان کو شیطان نے اس جگہ سے پھر نکالا ان کو اس عزت و راحت سے کہ جس میں تھے اور ہم نے کہا تم سب اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہوگے اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے چند باتیں پھر متوجہ ہو گیا اللہ اس پر بیشک وہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

یہ ہے حضرت آدم اور حوا علیہم السلام اور ابلیس کا جنت سے نکلنا' اسی وجہ سے تو ضمیر (اھبطوا میں) جمع لائی گئی بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ خطاب آدم اور حواء اور سانپ کے لئے تھا یہ قول بہت ضعیف ہے کیونکہ حضرت آدم کے قصے میں سانپ کا کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ اس کے سیاق میں کوئی ایسی چیز ہے جو اس پر دلالت کرتی ہو۔ بعض نے کہا کہ خطاب صرف آدم اور حوا علیہم السلام ہی کو ہے لیکن ضمیر جمع کی لائی گئی جیسا کہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہم السلام کے لئے جمع کی ضمیر لائی گئی ہے "وکنا لحکمھم شاہدین" حالانکہ وہ دو تھے ایک قول یہ ہے کہ ضمیر کا مرجع آدم حواء اور ان کی اولاد ہیں پہلے قول کے علاوہ باقی سب اقوال ضعیف ہیں کیونکہ یہ ایسے اقوال ہیں جن پر کوئی دلیل نہیں ہے تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ ابلیس اس خطاب میں داخل اور جنت سے نکلنے والوں میں شامل تھا جب یہ بات ثابت ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے "ہباط" کو دوبارہ ذکر فرمایا

"وقلنا اهبطوا منها جميعا فاما ياتينكم مني هدًى فمن تبع هداى فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون"

اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ دوسرا "اھباط" پہلے والے سے جدا ہے کیونکہ یہ دوسرا اھباط آسمان سے زمین کی طرف تھا اور پہلا اہباط جنت سے تھا وہ جنت جس سے آدم علیہ السلام پہلی بار نکالے گئے تھے اس وقت وہ ساتویں آسمان کے اوپر جنت الخلد تھی' زمخشری نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول "اهبطوا منها جميعا" یہ خطاب صرف اور صرف حضرت آدم اور حوا علیہم السلام کو تھا ان کی اولاد کے لگاتار پیدا ہونے کی وجہ سے لفظ جمع سے تعبیر فرمایا جس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلیل ہے۔

"قال اهبطا منها جميعا بعضكم لبعض عدو" (سورۃ طہ ۱۲۳)

فرمایا اترو یہاں سے دونوں اکٹھے رہو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے

اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی دلالت کرتا ہے۔

فمن تبع هداى فلا خوف عليهم ولاهم يحزنون. والذين كفروا وكذبوا باياتنا اولئك اصحاب النار هم فيها خلدون.
(سورۃ البقرۃ ۳۸، ۳۹)

جو چلا میری ہدایت پر نہ خوف ہو گا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلایا ہماری نشانیوں کو وہ ہیں دوزخ میں جانے والے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

یہ ایسا حکم ہے جو سب لوگوں کے لئے عام ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول "بعضكم لبعض عدو" کا معنی ہے لوگوں کا آپس میں دشمنی' دوری اور ایک دوسرے کو گمراہ کرنا' آیت کی یہ تفسیر جس نے اختیار کی ہے یہ بہت ہی ضعیف ہے کیونکہ جس عداوت کو اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے اس سے وہ عداوت مراد ہے جو حضرت آدم اور ابلیس اور ان دونوں کی اولاد کے درمیان ہوگی جیسا کہ ارشاد ہے۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا
(سورۃ فاطر ٦)

تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم بھی سمجھ رکھو اس کو دشمن۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے شیطان کی عداوت سے بچانے کے لئے قرآن کریم میں بڑی تاکید سے بار بار انسان اور شیطان کی دشمنی کا ذکر کیا ہے حضرت آدم کی بیوی اس لئے پیدا فرمائیں تاکہ وہ اس کے پاس آرام پائیں اور ان میں پیار اور محبت پیدا کی پس پیار اور محبت شوہر اور اس کی بیوی کے درمیان ہوگی اور عداوت انسان اور شیطان کی درمیان ہوگی۔

حضرت آدم ان کی بیوی اور شیطان کا تذکرہ گذر چکا وہ تین افراد تھے تو پھر جمع کی ضمیر چھوڑ کر بعض مذکور کی طرف ضمیر کیوں لوٹائی باوجود یہ کہ یہ بات طریقہ کلام کے مخالف ہے جب کہ لفظا اور معنیٰ بھی ضمیر جمع کا تقاضہ کر رہے ہیں اس کے جواب میں زمخشری کچھ نہیں کر سکے؟

باقی سورۃ طہ میں جو اللہ تعالیٰ کا یہ قول مذکور ہے "قال اھبطا منھا جمیعا بعضکم لبعض عدو" (سورۃ طہ ۱۲۳) تو اس میں (اھبطا) کی ضمیر یا تو حضرت آدم اور حواء کی طرف لوٹے گی یا حضرت آدم اور ابلیس کی طرف بیوی کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ وہ آدم کے تابع تھی۔ اس تقدیر پر عداوت مخاطبین اہباط کے لئے ہوگی جو کہ حضرت آدم اور ابلیس ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے پہلی تقدیر پر آیت دو باتوں کو شامل ہوگی۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حوا علیہم السلام کو اترنے کا حکم دیا۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حوا علیہم السلام اور ابلیس علیہ اللعنۃ کے درمیان دشمنی کی خبر دی ہے اسی وجہ سے دوسری ضمیر جمع کی لائی ہے اور پہلی مفرد کی اور ابلیس کا اس عداوت میں داخل ہونا ضروری اور قطعی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ان ھذا عدو لك ولزوجك. یہ دشمن تیرا ہے اور تیرے جوڑے کا۔

اور اولاد آدم کو مخاطب کر کے فرمایا۔

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا (فاطر ٦) تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم بھی سمجھ رکھو اس کو دشمن۔

آپ غور فرمائیں کہ جہاں عداوت کا ذکر ہے وہاں تثنیہ کی ضمیر کو چھوڑ کر کیسے جمع کی ضمیر لائی گئی؟! اہباط کو کبھی صیغہ جمع سے ذکر کیا کبھی تثنیہ کے صیغہ سے اور کبھی مفرد سے جیسا کہ

سورۃ اعراف میں ہے "قال اھبط منہا" اور اسی طرح سورۃ ص میں یہ واحد کی ضمیر صرف ابلیس کے لئے استعمال ہوئی ہے اور حضرت آدم اور ان کی بیوی کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے کیونکہ قصے کا مدار ہی ان پر ہے اور جہاں تثنیہ کی ضمیر استعمال کی گئی ہے تو اس سے مراد یا تو حضرت آدم اور ان کی بیوی ہوں گے کیونکہ ان ہی دونوں نے درخت کھا کر معصیت پر اقدام کیا' یا ضمیر تثنیہ کا مرجع حضرت آدم اور ابلیس ہوتے ہیں کیونکہ یہ دونوں ثقلین کے باپ اور اپنی ذریت کی اصل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کے حالات اور معاملے اور انجام کار کا ذکر فرما کر دونوں کو اپنی اپنی اولاد کے لئے عبرت کا سامان بنایا' جس کے بارے میں دو اقوال ذکر کر لئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ کے قول "اھبطا منہا جمعیا" میں ضمیر تثنیہ کا مرجع حضرت آدم اور ابلیس ہیں دلیل اس کی یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کے معصیت کا ذکر کیا تو وہاں اکیلے حضرت آدم کا ذکر کیا آپ کی بیوی کا ذکر نہیں کیا' چنانچہ ارشاد ہے۔

﴿وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَى قَالَ اهْبِطَا منها جَمِيْعًا﴾ (سورۃ طہ ۱۲۱ ۱۲۳)

اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا پھر نواز دیا اس کو اس کے رب نے پھر متوجہ ہوا اس پر اور راہ پر لایا اور فرمایا اترو یہاں سے دونوں اکٹھے۔

یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ اس میں مخاطب بالاھباط حضرت آدم اور وہ جس نے ان کے لئے معصیت مزین کر کے دکھائی (یعنی ابلیس) ہیں اور حضرت آدم کی بیوی اس میں تبعا داخل ہیں کیونکہ یہاں مقصود انسانوں اور جنوں کو اس بات کی خبر دینی ہے کہ ان کے آباء پر کیا گزری اور اللہ کی معصیت کا ان پر کیا وبال پڑا یہاں دونوں کے اس مقصد کے حصول میں ان کے ابوین کا تذکرہ زیادہ بلیغ ہے بنسبت صرف ابوالبشر علیہ السلام کے ذکر کے۔

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ حضرت آدم کے ساتھ ان کی بیوی نے بھی کھایا اور حضرت آدم کے اترنے اور جنت سے نکالنے کی خبر سے بھی ان کی بیوی کا حکم معلوم ہوا اور وہ بھی اس طرف مائل ہوئی تھیں جس طرف آدم علیہ السلام مائل ہوئے تھے۔

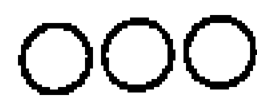
(۸) اس قصے کے تمام مقامات میں جنت معرف باللام معرفہ ذکر کی گئی ہے جیسا کہ ارشاد ہے'

اسکن انت وزوجک الجنتہ (سورۃ البقرہ ۳۵) اور اس جیسی دوسری آیات میں بھی یہاں مخاطب حضرات اسی جنت الخلد کا ہی تصور کرتے ہیں جس کا رحمان نے اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے ان کے بن دیکھے اب غلبے کی وجہ سے یہ اسمیت سے نکل کر علم بنا جیسے مدینہ، نجم، بیت، کتاب، اس وجہ سے جہاں بھی جنت کا لفظ معرف باللام آجائے تو اس سے وہ جنت مراد ہوگی جو مومنوں کے دلوں میں معلوم اور ذہنوں میں معہود ہے اور جہاں دوسری جنت کا ذکر ہوتا ہے تو اس کو نکرہ یا مقید بالا ضافت ذکر کیا جاتا ہے یا سیاق کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ جنت زمین کی ہے نکرے کی مثال "جنتین من اعناب" (سورۃ الکہف ۳۹) تیسری کی مثال (یعنی اضافت) **انا بلونہم کما بلونا اصحاب الجنتہ** (سورۃ القلم ۱۷)

(۹) آدم علیہ السلام کی جنت جنت الماویٰ تھی، دلیل اس پر وہ حدیث ہے جو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نقل کی ہے "کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا تو ان کو جنت کے پھلوں کا توشہ دیا اور ہر چیز کا بنانا سکھایا تمہارے یہ پھل جنت کے پھل ہیں صرف اس میں تغیر آتا ہے اور اس میں تغیر نہیں آتا۔

(۱۰) اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت لی ہے کہ اگر آدم علیہ السلام توبہ کریں تو میں ان کو دوبارہ جنت میں لوٹاؤں گا جیسا کہ نہال نے سعید بن جبیر اور ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "فتلقیٰ ادم من ربہ کلمات فتاب علیہ" (سورۃ البقرہ ۳۷) کی تفسیر میں حدیث نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے میرے رب کیا آپ نے مجھے اپنے دست مبارک سے پیدا نہیں کیا فرمایا کیوں نہیں عرض کیا اے میرے رب کیا آپ نے اپنی روح مجھ میں نہیں ڈالی، فرمایا کیوں نہیں عرض کیا اے میرے رب کیا آپ کی رحمت آپ کے غضب پر غالب نہیں فرمایا کیوں نہیں عرض کیا مجھے خبر دے کہ اگر میں توبہ کروں اور اپنی اصلاح کر لوں تو آپ مجھے جنت میں لوٹائیں گے فرمایا کیوں نہیں لوٹاؤں گا۔

یہ بعض وہ دلائل تھے جن سے قائلین جنت الخلد نے استدلال کیا ہے اب ہم دوسرے فریق کے دلائل ذکر کریں گے۔



چوتھا باب

ان دلائل کا بیان جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنت آدم جنت الخلد نہیں تھی بلکہ وہ زمین کی جنت تھی۔

اس قول کے اثبات کے لئے بہت سارے دلائل ہیں جن میں سے بعض کو ہم یہاں ذکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام پیغمبروں کی زبان سے یہ خبر دی ہے کہ جنت الخلد میں دخول قیامت ہی کے دن ہو گا ابھی اس میں دخول کا وقت نہیں آیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اپنی کتاب میں جنت الخلد کی صفات بیان فرمائی ہیں تو پھر یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کی صفات بیان کریں پھر وہ چیز اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ صفات پر نہ اترے' ان حضرات کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس جنت کی صفات میں بیان کیا جو متقون کے لئے تیار کی گئی ہے کہ وہ "دارالمقامہ" ہے (آبادی کا گھر) جو اس میں داخل ہو گا اس میں آباد رہے گا حالانکہ حضرت آدم جس جنت میں داخل ہوئے تھے اس میں آباد نہیں رہے تھے' اس طرح اس کی صفات میں بیان کیا ہے کہ وہ "جنت الخلد" ہے یعنی ہمیشہ رہنے کا مقام) حضرت آدم علیہ السلام تو جنت میں ہمیشہ نہیں رہے تھے' اور بیان کیا ہے کہ وہ ثواب اور بدلے کا گھر ہے امرنہی اور مکلف ہونے کی جگہ نہیں اور مطلق سلامتی کا گھر ہے ابتلاء وامتحان کی جگہ نہیں حالانکہ اس میں تو حضرت آدم علیہ السلام کا بہت بڑا امتحان لیا گیا' وہ خوف اور غم کا گھر نہیں ہے حالانکہ ہمارے ماں باپ کو تو اس میں بڑا خوف اور غم لاحق ہوا' اللہ تعالیٰ نے اس کا نام "دارالسلام" (سلامتی کا گھر) رکھا ہے اور ہمارے ماں باپ تو اس میں فتنے سے سالم نہیں رہے تھے "دارالقرار" بھی اس کا نام ہے حالانکہ آدم اور حوا علیہم السلام کو وہاں قرار نصیب نہیں ہوا جنت میں داخل ہونے والے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وماھم منھا بمخرجین" (یہ لوگ وہاں سے نہیں نکالے جائیں گے) حضرت آدم اور حوا کو وہاں سے نکالا گیا اسی طرح ان کے متعلق ارشاد ہے "لایمسھم فیھا نصب" (نہیں پہنچے گی ان کو جنت میں مشقت) جب کہ حضرت آدم علیہ

السلام اس میں خوفزدہ ہو کر بھاگے اور اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑنے لگے یہ تو بعینہ مشقت ہے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اہل جنت وہاں بکواس اور گناہ کی بات نہیں سنیں گے جب کہ حضرت آدم نے ابلیس کی بکواس اور گناہ کی بات سنی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اہل جنت جنت میں بکواس اور جھوٹ نہیں سنیں گے حالانکہ حضرت آدم علیہ اسلام نے ابلیس کے جھوٹ کو سنا اللہ تعالیٰ نے جنت کا نام "مقعد صدق" (سچی بیٹھک) رکھا ہے۔ حالانکہ ابلیس علیہ اللعنۃ نے وہاں جھوٹ بھی بولا اور جھوٹ پر قسم بھی کھائی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

انی جاعل فی الارض خلیفۃ (سورۃ البقرہ ۳۰) میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک نائب۔

یوں نہیں فرمایا انی جاعل فی جنت المأویٰ

فرشتوں نے کہا

أتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفك الدماء (سورۃ البقرہ ۳۰) قائم کرتا ہے تو زمین میں جو فساد کرے اس میں اور خون بہائے۔

مذکورہ احوال کا جنت الماویٰ میں پیش آنا محال ہے۔

(۳) ابلیس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اس نے حضرت آدم سے کہا "ھل ادلك علیٰ شجرۃ الخلد و ملك لایبلیٰ" (کیا میں آپ کو ہمیشہ کا درخت اور نہ پرانی ہونی والی بادشاہی نہ بتاؤں) اگر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو جنت الخلد میں ٹھہرایا ہوتا اور ایسی بادشاہی میں جو کبھی پرانی نہ ہو تو حضرت آدم نے شیطان کو یہ جواب کیوں نہیں دیا کہ آپ مجھے کیسی جنت الخلد بتا رہے ہیں جب کہ میں اس میں موجود ہوں اور وہ مجھے دی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے بھی آدم علیہ السلام کو یہ خبر نہیں دی کہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے اگر آدم علیہ السلام جانتے کہ یہ دار الخلد ہے تو کبھی بھی شیطان کی نصیحت اور بات کی طرف مائل نہ ہوتے چونکہ وہ دار الخلود میں نہیں تھا اسی لئے تو شیطان نے ان کو خلود کی لالچ دی۔

(۴) اگر حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت الخلد میں ٹھہرایا ہوتا جو کہ پاکیزہ گھر ہے

اور اس میں پاکیزہ لوگ ہی داخل ہوتے ہیں تو ابلیس پلید مذموم راندہ درگاہ وہاں کیسے پہنچا اور وسوسہ ڈالا؟ اور یہ وسوسہ یا تو اس نے دل میں ڈالا ہوگا یا کانوں میں دونوں تقدیروں پر یہ لعین دارالمتقین میں کیسے پہنچا؟

اور اسی طرح جب شیطان سے کہا گیا کہ اترو تجھے اس میں تکبر کرنے کا حق نہیں ہے تو پھر اس کے لئے یہ کہاں گنجائش تھی کہ وہ راندہ درگاہ ہونے کے بعد ساتویں آسمان کے اوپر جنت الماوی میں چڑھ جاتا؟

پھر یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول

فمایکون لک ان تتکبر فیھا (سورۃ الاعراف ۱۳) ترجمہ "تیرے لئے اس میں تکبر کا کوئی حق نہیں کے مخالف ہوگا۔"

اگر تم یہ کہو کہ اس وسوسے کی صورت یہ تھی کہ ابلیس زمین پر تھا حضرت آدم اور حوا آسمانوں پر تھے علیین میں تو یہ عرف اور عقل دونوں کے خلاف ہے۔

اگر تم یہ کہو کہ اس نے سانپ کے پیٹ میں اندر پہنچ کر وسوسہ ڈالا یہ قول بہت ہی زیادہ باطل ہے کیونکہ وہ راندہ درگاہ ہونے کے بعد کیسے جنت میں جا سکتا ہے اگرچہ سانپ کے پیٹ میں کیوں نہ ہو؟

اگر تم یہ کہتے ہو کہ شیطان نے ان کے دلوں میں گھس کر وسوسہ ڈالا یہ بات بھی ممنوع ہے کیونکہ اللہ نے خبر دی ہے کہ شیطان نے ان دونوں سے بالمشافہ بات کی جیسا کہ ارشاد ہے۔

مانھا کما ربکما عن ھذہ الشجرۃ۔

یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ شیطان اس وقت درخت اور ان دونوں کا مشاہدہ کر رہا تھا پھر چونکہ آدم علیہ السلام جنت سے باہر تھے تب تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا "الم انھکما عن تلکما الشجرۃ" یوں نہیں فرمایا "عن ھذہ الشجرۃ" اسی لئے تو شیطان نے ان کو ہمیشہ رہنے کا لالچ دے کر اسم اشارہ حاضر کا استعمال کیا کیونکہ وہ درخت ان کے سامنے تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا "الم انھکما عن تلکما الشجرۃ" جب ان دونوں کے وہاں

سے نکالنے کا ارادہ کیا تو اسم اشارہ بعید اور غائب کا لائے گویا کہ جنت ان کے لئے باقی نہیں رہی حتی کہ اس درخت کا مشاہدہ بھی جس سے یہ منع کئے گئے تھے' (۵) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا "الیہ یصعد الکلام الطیب" (اس کی طرف پاک کلمے چڑھتے ہیں) اور لعین کا وسوسہ تو اخبث الکلام تھا لہذا وہ اس مقدس مقام کی طرف نہیں چڑھ سکتا منذر نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے "آدم علیہ السلام نام فی جنتہ" (آدم علیہ السلام اپنی جنت میں سوگئے) حالانکہ نص اور مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جنت الخلد میں نیند نہیں ہوگی۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا "اینام اھل الجنتہ" (کیا اہل جنت سوتے ہیں) آپ نے فرمایا نہیں نیند موت کا بھائی ہے اور نیند وفات ہے قرآن کریم اس پر گواہ ہے وفات احوال کی تبدیلی کا نام ہے جب کہ دارالسلام تبدیلی احوال سے محفوظ ہے سویا ہوا آدمی مردہ ہے یا مردے کے مشابہ ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں' جس حدیث کی طرف انہوں نے موقوف ہونے کا اشارہ کیا ہے وہ مجاہد نے ابن ابی نجیح سے موقوفا روایت کیا ہے فرمایا "خلقت حواء من قصیری آدم و ھو نائم" (حوا حضرت آدم علیہ السلام کی پسلیوں سے اس حال میں پیدا ہوئی کہ وہ سو رہے تھے) اسباط سدی سے نقل کر کہ کہتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں ٹھہرایا تو جوڑا نہ ہونے کی وجہ سے ان کو وحشت ہوتی تھی ایک مرتبہ جب وہ سونے کے بعد بیدار ہوئے تو اس کے سرہانے ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے پسلی سے پیدا فرمایا تھا آدم علیہ السلام نے اس سے پوچھا آپ کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں عورت ہوں حضرت آدم نے فرمایا آپ کو کیوں پیدا کیا گیا وہ کہنے لگی اس لئے پیدا کی گئی ہوں تاکہ آپ کو مجھ سے آرام ملے ابن اسحاق ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر اونگھ طاری کی پھر اس کے بائیں طرف کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لے لی اور اس جگہ کو گوشت سے بھر دیا حضرت آدم سو رہے تھے اور اپنی نیند سے اس وقت تک بیدار نہ ہوئے جب تک اللہ تعالیٰ نے اس کی پسلی سے اس کی بیوی حواء کو پیدا نہیں کیا تاکہ اس کی پیدائش سے حضرت آدم کو آرام ملے جب حضرت آدم علیہ السلام سے اونگھ ختم ہوئی تو اپنے

پہلو میں اس کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ میرا گوشت میرا خون اور میری روح ہے اس کے بعد حضرت آدم کو اس سے آرام ملا۔

قائلین جنت الارض کا کہنا ہے کہ اس میں کسی کا نزاع نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین میں پیدا کیا تھا۔ اور ایک مقام پر بھی اس کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ پیدائش کے بعد ان کو آسمانوں میں منتقل کر دیا تھا ورنہ اس کا تذکرہ ضرور ہوتا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی اور حضرت آدم پر عظیم احسان تھا اور روح و بدن کا معراج ہوتا زمین سے لے کر آسمانوں کے اوپر تک اسی طرح ان حضرات کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو کیسے منتقل کر کے آسمان کے اوپر ٹھہرایا جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اس کی خبر دی تھی کہ میں زمین میں نائب پیدا کرنے والا ہوں۔

(۶) اس مسئلے میں ہمارے پاس اس کے سوا کچھ نہیں مگر یہ کہ ابلیس نے جب آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو آسمان سے اتارا یہ ایک تکوینی بات تھی جس کے خلاف واقع ہونا ممکن نہیں تھا پھر اس کے بعد آدم علیہ السلام کو جنت میں داخل کیا گیا اس کا کوئی ذکر نہیں کہ ابلیس کو سجدے کا حکم حضرت آدم کی پیدائش سے متصل تھا اگر یہ جنت آسمانوں کے اوپر ہوتی تو وہاں ابلیس کے چڑھنے کا کوئی راستہ نہیں ہوتا جب کہ اس کو وہاں سے نکالا گیا تھا اور آپ لوگوں نے جو فرضیات فرض کئے ہیں یہ خواہ مخواہ کے تکلفات ہیں جیسا کہ کسی نے کہا کہ ابلیس عارضی طور پر چڑھا ہوگا یا جیسا کہ کسی نے کہا کہ سانپ نے اس کو داخل کیا تھا یا اس کے پیٹ میں گھس گیا تھا یا یہ کہ زمین سے ابلیس کا وسوسہ آسمانوں کے اوپر پہنچا وغیرہ وغیرہ' بخلاف ہمارے اس قول کے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے آسمانوں سے اتارا تو اس کی حضرت آدم سے سخت دشمنی پیدا ہوئی اور جب ان کو جنت میں ٹھہرایا تو ان کے دشمن نے ان سے حسد کیا اور اپنے دھوکے اور فریب سے ان کے نکالنے میں خوب کوشش کی۔

(۷) وہ آیتیں اور حدیثیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جنت آدم جنت الخلد نہیں تھی جس کا اللہ تعالیٰ نے متقی لوگوں سے وعدہ کیا ہے۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو

پیدا کیا تو ان کو بتادیا کہ آپ کی عمر کے ختم ہونے کا ایک وقت مقرر ہے اور یہ کہ آپ کو بقاء کے لئے پیدا نہیں کیا گیا جیسا کہ امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ کی حدیث نقل کی ہے۔

عن ابی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لما خلق الله آدم علیه السلام ونفخ فیه الروح عطس فقال الحمدلله فحمدالله باذنه. فقال ربه یرحمك الله یا آدم. اذهب الی اولئك الملائکه الی ملأ منهم جلوس فقال. السلام علیکم قالو، وعلیك السلام الخ ثم رجع الی ربه فقال هذه تحیتك وتحیة بنیك بینهم فقال الله له ویداه مقبوضتان. اختر ایهما شئت فقال اخترت یمین ربی وکلتا یدیه یمین مبارکة ثم بسطها فاذا فیها آدم وذریة فقال رب ماهولاء. قال هولاء ذریتك فاذا کل انسان مکتوب عن عینیه عمره فاذا فیها رجل أضوؤهم قال یارب من هذا؟ قال هذا ابنك داؤد قد کتب له عمر اربعین سنة قال یارب زده فی عمره قال ذالك الذی کتبت له. قال ای رب فانی قد جعلت له من عمری ستین سنة قال الخ.

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں روح پھونکی ان کو چھینک آئی الحمد اللہ کہا اللہ کی توفیق سے اس کی حمد کی اس کے رب نے کہا اے آدم اللہ تجھ پر رحم کرے ان فرشتوں کی طرف جاؤ وہاں فرشتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی ان کو سلام کہہ اس نے السلام علیکم کہا فرشتوں نے کہا تجھ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو پھر اپنے رب کی طرف لوٹا پس فرمایا یہ تیرا جواب ہے اور تیرے بیٹوں کا جواب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اس حال میں کہ اس کے دونوں ہاتھ بند تھے" ان دونوں میں سے جس کو چاہے تو پسند کرے آدم نے کہا میں نے اپنے رب کا داہنا ہاتھ پسند کیا اور میرے رب کے دونوں ہاتھ بابرکت ہیں پھر اس کو کھولا اس میں آدم اور اس کی اولاد تھی کہا اے میرے رب یہ کون ہیں فرمایا یہ تیری اولاد ہیں ناگہاں ہر انسان کی دونوں آنکھوں کے درمیان اس کی

وذالك قال: ثم أسكن الجنة ماشاء الله ثم أهبط منها فكان آدم عليه السلام يعد لنفسه فقال: فأتاه ملك الموت فقال له آدم وقد عجلت قد كتبت لي الف سنة قال بلى ولكنك جعلت لابنك داؤد ستين سنة فجحد فجحدت ذريته

ونسى فنسى ذريته قال فمن يومئذ أمر با الكتاب والشهود قال: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه وقدروى من غيروجه عن ابى هريرة

عمر لکھی ہوئی تھی ان میں ایک آدمی بہت روشن تھا فرمایا اے پروردگار یہ کون ہے فرمایا یہ تیرا بیٹا داؤد ہے میں نے اس کی عمر چالیس برس لکھی ہے کہا اے میرے پروردگار اس کی عمر زیادہ کر فرمایا یہ میں نے اس کے لئے لکھدی ہے آدم نے کہا میرے پروردگار میں نے اپنی عمر سے اس کو ساٹھ سال دے دیئے ہیں فرمایا تیری مرضی ہے پھر آدم جنت میں ٹھہرے جب تک اللہ نے چاہا پھر جنت سے اتارے گئے اور آدم اپنی عمر شمار کرتے رہتے تھے ملک الموت ان کے پاس آیا آدم نے کہا تو نے جلدی کی ہے میری عمر ہزار برس لکھی گئی تھی فرشتے نے کہا کیوں نہیں لیکن تو نے ساٹھ برس اپنے بیٹے داؤد کو دیئے تھے آدم نے انکار کردیا پس اس کی اولاد بھی انکار کرتی ہے آدم بھول گئے تھے اس کی اولاد بھی بھولتی ہے آپ نے فرمایا اس روز سے لکھنے اور گواہ بنانے کا حکم دیا گیا۔

یہ حدیث اس میں صریح ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اس دارالبقاء میں پیدا نہیں کئے گئے تھے کہ جس میں داخل ہونے والے پر موت نہیں آتی بلکہ ان کو دارالفناء میں پیدا کیا گیا تھا جس کے باشندگان کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقرر کرلیا ہے اور پیدائش کے بعد اسی میں ٹھہرائے گئے تھے۔

اعتراض

جب حضرت آدم علیہ السلام کو یہ معلوم تھا کہ ان کی عمر کے ختم ہونے کا ایک وقت مقرر ہے اور اس جنت میں وہ ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آئے تو ان کو ابلیس کے دھوکے کا کیسے پتہ نہیں چلا جب ابلیس نے کہا "کیا میں سدا زندہ رہنے کا درخت نہ بتاؤں" "یا تم دونوں ہمیشہ زندہ رہو گے""؟

اس کا جواب دو طرح سے دیا گیا ہے۔ (۱) خلد دوام اور بقاء کو مستلزم نہیں بلکہ اس سے مکث طویل مراد ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

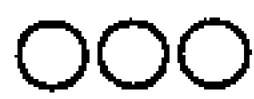
(۲) ابلیس نے جب قسم کھائی اور آدم کو دھوکہ دیا اور ہمیشہ رہنے کی لالچ دی تو حضرت آدم اپنی مقرر شدہ عمر بھول گئے۔ یہ بات سب جانتے ہیں جس میں کوئی مسلمان اختلاف نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اس زمین کی خاک سے پیدا کیا اور خبر دی کہ آدم کو اس نے چنی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے پیدا کیا پس کہا گیا کہ وہ صلصلہ خشک مٹی ہے اور کسی نے کہا کہ صلصلہ وہ ہے جب بو بدل دیا جائے یہ عرب کے محاورے کے مطابق ہے چنانچہ کہتے ہیں "صل اللحم" جب وہ سڑ جائے "حماء" کالے بدبودار گارے کو کہتے ہیں "المسنون" سنی ہوئی یہ سب اس مٹی کے حالات ہیں جو حضرت آدم کا پہلا مبداء تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کے بارے میں مختلف احوال کی خبر دی کہ پہلے نطفہ ہوتا ہے پھر جما ہوا خون پھر گوشت کا لوتھڑا' اللہ تعالیٰ نے اس بات کی کبھی خبر نہیں دی کہ حضرت آدم کو زمین سے اٹھا کر آسمانوں کے اوپر لے گئے' پیدائش سے پہلے اور نہ پیدائش کے بعد لہٰذا حضرت آدم کے اوپر چڑھنے پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔

یہ بات بھی سب جانتے ہیں کہ آسمانوں کے اوپر زمین کی بدبودار مٹی کی کوئی جگہ نہیں ہے بلکہ اس کا محل یہ زمین ہے جو کہ متغیر اور فاسد چیزوں کا گڑھ ہے یہ ایسا معاملہ ہے جس میں عقلمندوں کو کبھی کوئی شک نہیں رہا۔

(۸) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

و اما الذین سیعدوا ففی الجنة خلدین فیھا مادامت السموت و الأرض الا ماشاء ربك عطاءً غیر مجذوذ. (سورۃ ھود ۱۰۸)	اور جو لوگ نیک بخت ہیں سو جنت میں ہیں ہمیشہ رہیں اس میں جب تک رہے آسمان اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب بخشش ہے بے انتہا۔

اس آیت میں حق تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ جنت الخلد کی عطاء بے انتہا ہے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبریں دی ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے ان کو زمین سے پیدا کیا۔ (۲) زمین میں خلیفہ بنایا۔ (۳) اور ابلیس جب سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے راندہ درگاہ ہوا آسمان سے تو اس نے وسوسہ وہاں ڈالا جہاں حضرت آدم ٹھہرائے گئے تھے۔ (۴) فرشتوں سے بھی یہ کہا کہ میں زمین میں خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں۔ (۵) جنت الخلد امتحانات اور تکالیف پر ثواب اور بدلے کا مقام ہے۔ (۶) وہاں نہ بکواس ہوگی اور نہ گناہ کی بات اور نہ جھوٹ۔ (۷) جو اس میں داخل ہوگا نہ نکلے گا اس سے اور نہ غمگین ہوگا نہ خوفزدہ ہوگا نہ سوئے گا۔ (۸) اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ نے کافروں پر حرام قرار دی ہے۔ (۹) اور ابلیس تو رئیس الکفار ہے جب یہ مقدمات جوڑ لئے جائیں اور ایک منصف آدمی اس میں غور کرے تو اس کے سامنے دلیل کا پہاڑ رونما ہوگا اور وہ اس کی طرف تیزی سے چل چلے گا اور خود کو تقلید کی پستی سے بچا کر اپنے اوپر احسان کرے گا۔ اور حق اس کے سامنے واضح ہوگا اللہ ہی توفیق دینے والے ہیں یہ بعض وہ دلائل تھے جو اس جماعت نے اپنے قول پر پیش کئے۔



پانچواں باب

قائلین جنت الخلد کے دلائل کے جوابات کا بیان

(۱) تمہارا یہ کہنا کہ "ہمارا قول اس فطرت کے موافق ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا کیا" تو بات یہ ہے کہ مسئلہ سماعی ہے جس کا پتہ اخبار الرسل سے چلا ہے لہٰذا ہم اور آپ اس مسئلے کو قرآن سے حاصل کریں گے نہ کہ عقل اور فطرت سے' اس میں اس قول کی پیروی کی جائے گی جس پر کتاب و سنت دلالت کریں ہم آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تم اپنے مدعا (جنت الخلد) پر کسی ایک صحابی یا تابعی کی حدیث یا صحیح اثر یا حسن پیش کرو ہرگز نہیں پیش کر سکو گے حالانکہ ہم نے آپ کو سلف کے اقوال پیش کئے جو اس کے خلاف پر دلالت کر رہے ہیں ہاں صرف یہ کہ جب اس قصے میں جنت مطلق کا لفظ وارد ہوا اور پھر اطلاق کی وجہ بعض اوصاف میں جنت الخلد سے موافق ہوئی تو بہت سارے لوگوں کے اوہام اس طرف گئے کہ یہ بعینہٖ وہی جنت الخلد تھی' اگر فطرت سے تمہاری مراد یہی ہے تو یہ تمہیں کچھ فائدہ نہیں دے گی اور اگر اس سے تمہاری مراد یہ ہے کہ اللہ نے اس فطرت پر ایسا پیدا کیا جس طرح کہ سب لوگوں کی فطرت ہے کہ عدل اچھا ہے اور ظلم برا ہے اور اس کے علاوہ دوسرے فطری امور تو یہ دعویٰ باطل ہے کیونکہ جب ہم نے اپنی فطرت پر نظر کی تو اس پر ہمارا علم وہ نہیں تھا جو واجبات کے وجوب اور محال کے محال سمجھنے پر تھا۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اور آدم علیہ السلام کے قول "**هل اخرجكم منها الا خطيئة ابيكم**" سے تمہارا استدلال' یہ حدیث تو حضرت آدم کو غلطی کے قبح سے موخر ہونے پر دلالت کرتی ہے جو دنیا میں ان سے صادر ہوئی تھی اور اس غلطی کی وجہ سے ان کو جنت سے نکالا گیا تھا جیسا کہ دوسرے الفاظ میں ہے "مجھے اس درخت کے کھانے سے منع کیا گیا تھا میں نے اس کو کھایا" اب اس میں کونسی چیز ہے جو جنت الخلد ہونے پر دلالت کرتی ہو خواہ دلالت مطابقی ہو یا تضمنی ہو یا التزامی؟ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کا قول "**اخرجتنا ونفسك**

من الجنۃ" اس میں تو یہ نہیں فرمایا کہ "اخرجتنا من جنۃ الخلد"۔
(۳) تمہارا یہ استدلال کہ اگر جنت الخلد تسلیم نہ کی جائے تو یہ لوگ زمین کے باغوں سے نکلے ہوں گے جو اس جنت کی جنس ہو گا؟ جنت کا اطلاق اگرچہ ان باغوں پر بھی ہوتا ہے لیکن جنت الخلد اور جنت آدم کے درمیان تفاوت اللہ ہی جانتے ہیں وہ تو جنت الخلد کی نسبت سے جیل خانے کی مانند ہے اور زمین میں ہونے کی وجہ سے زمین سے اشتراک تفاوت کی نفی نہیں کرتا کیونکہ زمین کی چیزوں میں بہت بڑا تفاوت ہوتا ہی ہے۔
(۴) اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وقلنا اھبطو" سے تمہارا استدلال کہ جنت سے نکالنے کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ "ہبوط" آسمان سے زمین کی طرف اترنے کو مستلزم نہیں ہاں اونچے مکان سے نیچے کی طرف اترنے کو مستلزم ہے اور اس کا توانکار نہیں کیونکہ یہ جنت زمین کے اونچے مقام پر تھی تو ان سے کہا گیا اس سے نیچے کی طرف اترو اور ہم نے یہ بتا دیا ہے کہ یہ معاملہ حضرت آدم اور ان کی بیوی اور ان دونوں کے دشمن (ابلیس) تینوں کا تھا اگر یہ جنت آسمان میں ہوتی تو پھر شیطان کو کیسے قدرت ہوئی ان پر جب کہ سجدے سے انکار کی وجہ سے اس کو اتارا گیا تھا' اور آیت تمہارے خلاف بڑی ظاہر دلیل ہے اور تمہارے خواہ مخواہ کے تکلفات اور مفروضات سے تمہیں کچھ فائدہ نہیں ملے گا اور (سورۃ البقرہ ۳۶) ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین۔ والی آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ لوگ پہلے زمین میں نہیں تھے کیونکہ "ارض" اسم جنس ہے اور یہ لوگ زمین کے اس اونچے اور خوشگوار مقام پر تھے جس میں ان کو بھوک' پیاس' گرمی' سردی نہیں لگتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا زمین کے اس مقام کی طرف اترو جس میں یہ حالتیں تمہیں پیش آئیں گی اور زمین کے اسی حصے میں تمہارا جینا مرنا اور قبروں سے نکلنا ہو گا۔
(۵) تمہارا اس سے استدلال کہ جنت آدم کی اللہ تعالیٰ نے ایسی صفات بیان فرمائی ہیں جو دنیا میں نہیں ہو سکتی سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صفات اس زمین کی نہیں ہو سکتی جس میں وہ اتارے گئے تھے۔
(۶) اور تمہارا یہ استدلال کہ حضرت آدم جانتے تھے کہ دنیا فانی ہے تو اگر یہ جنت زمین میں

ہوتی تو حضرت آدم ابلیس کے قول "ھل ادلک علی شجرۃ الخلد وملک لایبلی (سورۃ طہ ۱۲) میں جھوٹ کو سمجھ لیتے اس کے دو جوابات ہیں۔

(۱) یہ لفظ خلد پر دلالت کرتا ہے یہ اس دوام سے عام ہے جس میں انقطاع نہ ہو کیونکہ یہ لغت میں "مکث طویل" کو کہتے ہیں۔ اور ہر چیز کا مکث اس کے حساب سے ہوتا ہے عرب کا محاورہ بھی اسی سے ہے۔ "رجل مخلد اذا اسن و کبر"

الا دماد اھامدا دفعت عنہ الریاح خو الد سحم

اس کی نظیر آیت کے اندر پہلے زمانے والے پر قدیم کا طلاق ہے' چنانچہ ارشاد ہے "کالعرجون القدیم" "وانک لفی ضلالک القدیم" اور بعض گنہگاروں مثلاً قاتل کے عذاب پر اللہ تعالیٰ نے خلود فی النار کا اطلاق کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کرنے والے پر بھی اس کا طلاق کیا ہے۔

(۲) دنیا کے انقطاع اور آخرت کے آنے کا علم وحی سے حاصل ہوتا ہے اور حضرت آدم اس وقت نبی نہیں بنے تھے جس سے یہ جان لیتے' ہاں حضرت آدم پر جو وحی اتری اور کچھ صحیفے بھی نازل ہوئے جیسا کہ حضرت ابوذر کی حدیث میں ہے سب کے سب زمین کی طرف اتارنے کے بعد ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

قال اِھْبِطَا منھا جمیعا بعضکم لبعض عدو فاما یَأْتِیَنَّکُمْ منی ھدی فمن تبع ھدای فلایضل ولایشقی (سورۃ طہ ۱۲۳)

اور اسی طرح سورۃ بقرہ میں ارشاد ہے "قلنا اھبطو منھا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدی (سورۃ البقرہ ۳۸)

(۷) تمہارا استدلال کہ جب جنت معرف باللام ہو تو اس سے جنت الخلد مراد نہیں ہوتی جیسا کہ ارشاد ہے "انا بلونا ھم کما بلونا اصحاب الجنتہ اذاقسموا لیصرمنھا مصبحین (سورۃ القلم ۱۷)

اور (۸) تمہارا یہ استدلال کہ سیاق یہاں دلالت کرتا ہے کہ یہ زمین کی جنت تھی (جواب) ہم کہتے ہیں کہ جو دلائل ہم نے ذکر کئے سب اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جنت آدم زمین میں

تھی اس وجہ سے ہم نے اس کے سبب کی طرف رجوع کیا کیونکہ صحیح دلیل کی دلالت کو معطل بنانا جائز نہیں ہے۔

(۹) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کہ "اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ اسلام کو جنت سے نکالا اور ان کو پھلوں کا توشہ دیا" جس پر قرآن دلالت کرتا ہے اس میں اس سے بڑھ کر کوئی زیادتی نہیں سوائے "تزوده منها" کے اور یہ جنت الخلد ہونے کا تقاضا نہیں کرتا۔

(۱۰) تمہارا استدلال کہ دنیا کے پھل متغیر ہوتے ہیں اور وہاں کے پھلوں میں تغیر نہیں آتا

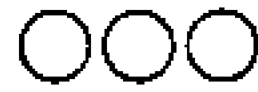
(جواب) یہ بات تمہیں کہاں سے ملی کہ جس جنت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو ٹھہرایا تھا اس کے پھلوں میں تغیر آتا تھا اور یہاں کے پھل بھی متغیر ہوتے ہیں؟ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث میں ہے "لولا بنو اسرائیل لم یخنز اللحم" (اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت نہ سڑتا) اور اللہ تعالیٰ نے اس عالم کے اندر حضرت عزیر علیہ السلام کے کھانے کو سو سال باقی رکھا اور کوئی تغیر اس میں نہیں آیا۔

(۱۱) تمہارا اس سے استدلال کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اس کی ضمانت دی تھی کہ اگر وہ توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ لوٹائیں گے اس جنت میں؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ معاملہ اسی طرح ہے لیکن معلوم نہیں کہ یہ ضمانت بعینہ اسی جنت کی طرف لوٹانے کو شامل ہے بلکہ جب ان کو جنت الخلد میں لوٹائیں گے تب ضمانت صحیح طرح پوری ہوگی اور لفظ "عود" سے بعینہ رجوع الی حالتہ الاولیٰ (پہلی حالت کی طرف لوٹنا) لازم نہیں آتا نہ باعتبار زمانہ اور نہ مکان کے اور نہ مثال کی طرف جیسا کہ قوم شعیب نے ان سے کہا۔

قد افترینا علی اللہ کذبا ان عدنا فی ملتکم بعد اذ نجنا اللہ منها وما یکون لنا ان نعود فیها الا ان یشاء اللہ ربنا۔ (سورۃ الاعراف ۸۹)	بیشک ہم نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹا اگر لوٹ آئیں تمہارے دین میں بعد اس کے کہ نجات دے چکا ہم کو اللہ اس سے اور ہمارا کام نہیں کہ لوٹ آئیں اس میں مگر یہ چاہے اللہ۔

اور اللہ تعالیٰ نے ظہار کرنے والے شخص کو عائد (لوٹنے والا) قرار دیا دوسری مرتبہ وطئی کے ارادے سے یا نفس وطی سے یا رکنے سے اور ان میں سے ہر ایک پہلے کا غیر ہے یہ وہ جوابات تھے جو اس جماعت نے اپنے مخالفین کو دیئے۔



چھٹا باب

(قائلین جنت الخلد کی طرف سے اپنے مخالفین کے دلائل کے جوابات کا بیان)

(۱) آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جنت الخلد میں داخلہ قیامت کے دن ہو گا ابھی اس میں داخل ہونے کا وقت نہیں آیا یہ کہنا تو مطلق دخول جو کہ استقرار اور دوام کے لئے ہو گا صحیح اور حق ہے "لیکن عارضی دخول تو قبل از قیامت بھی ہو سکتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج کے موقع پر جنت میں داخل ہوئے تھے اور شہید مومنوں کی روحیں برزخ کے اندر جنت میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جس کے داخل ہونے کی خبر دی ہے وہ دخول خاص قیامت کے دن ہمیشگی کے لئے ہو گا اس سے یہ بات کہاں سے ثابت ہوئی کہ مطلق دخول دنیا میں نہیں ہو سکتا اس سے تمہارے اس استدلال کا جواب نکل آیا کہ وہ دارالخلد اور دارالمقام ہے۔

(۲) باقی جتنے طریقوں سے تمہارے متدلات ہیں کہ ان میں سے کوئی جنت آدم میں موجود نہیں تھا جیسے ننگا ہونا' تکلیف کا پہنچنا' غم' بکواس اور جھوٹ وغیرہ یہ سب چیزیں حق ہیں اس کا نہ ہم انکار کرتے ہیں اور نہ اہل اسلام میں سے کوئی اور اس کا منکر ہے البتہ یہ صفات اس کی اس وقت ہوں گی جب اس میں قیامت کے دن مسلمان داخل ہوں گے جیسا کہ سب آیتوں کا سیاق اس پر دلالت کرتا ہے اس بات میں کوئی منافات نہیں کہ اس وقت جنت ایسی تھی اور مومنوں کے داخل ہونے کے بعد اس صفت سے متصف ہوئی جس کی خبر خدا تعالیٰ نے دی ہے ان دو باتوں میں کوئی منافات نہیں ہے۔

(۳) تمہارا یہ استدلال کہ جنت دارالجزاء اور ثواب ہے دارالتکلیف نہیں ہے حالانکہ اس میں تو حضرت آدم کو درخت کے کھانے سے منع فرما کر مکلف بنایا گیا تو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جنت دارالتکلیف تھی دارالخلود نہیں تھی؟ اس کے دو جوابات ہیں۔

(۱) اس کا دارالتکلیف ہونا اس وقت ختم ہو گا جب اس میں قیامت کے دن مسلمان داخل ہوں گے اور دارالدنیا میں تو اس کے اندر تکلیف کا وقوع مطلق عدم تکلیف پر دلالت نہیں کرتا اور کیوں نہیں جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا ''گذشتہ رات میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے ایک عورت کو دیکھا جو ایک محل کے کونے میں وضو کر رہی تھی میں نے اس سے پوچھا آپ کس کے لئے ہیں'' (الحدیث) اور یہ ممتنع نہیں ہے کہ قیامت سے پہلے جنت میں کوئی اللہ کے حکم سے عبادت کرتا ہو بلکہ اس کا وقوع بھی ہے کیونکہ جنت میں اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اللہ کے احکام کے مامور ہیں جو اس سے تجاوز نہیں کرتے برابر ہے کہ اس کو مکلف ہونا قرار دیا جائے یا نہ۔

(۲) جنت میں اعمال کا مکلّف ہونا ایسے نہیں ہوتا جیسا کہ دنیا میں روزہ نماز جہاد وغیرہ سے مکلّف ہوتا ہے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت کے تمام درختوں میں سے صرف ایک ہی درخت سے منع کیا گیا تھا بعینہ ایک ہی درخت سے منع کیا گیا تھا یا نوع سے اس قدر تکلیف کا دارالخلود میں وقوع ممتنع نہیں ہے۔

اگر اس سے تمہاری مراد یہ ہے کہ جنت ایسی دارالتکلیف نہیں ہے کہ جس میں کسی وقت بھی تکلیف کا وقوع ممتنع ہو تو اس پر کوئی دلیل نہیں اور اگر تمہاری مراد یہ ہے دنیا کی تکالیف اس سے بالکل منتفی ہے یہ بات تو حق ہے لیکن تمہارے مطلوب پر دلالت نہیں کرتا۔

(۴) اور حضرت آدم کی نیند سے تمہارا استدلال کہ وہ سوئے تھے اور اہل جنت تو سوتے نہیں؟ اگر حضرت آدم کا سونا نقل سے ثابت ہو تو اہل جنت سے نیند اس وقت منتفی ہوگی جس دن وہ ہمیشہ کے لئے داخل ہوں گے جس کے بعد وہ مریں گے نہیں قیامت سے پہلے اس سے نیند کا منتفی ہونا لازم نہیں آتا۔

(۵) تمہارا استدلال کرنا ابلیس کے وسوسے سے کہ اس نے آسمان سے نکلنے اور اترنے کے بعد وسوسہ ڈالا تھا خدا کی قسم یہ بات تمہارے قول کے صحیح ہونے پر سب سے زیادہ ظاہر اور بہت قوی دلائل میں سے ہے اور یہ تکلفات جس کو آسمان پر چڑھنے اور جنت میں داخل ہونے کے لئے کرنے پڑتے ہیں کوئی منصف شخص اس کو پسند نہیں کرتا لیکن اس سے ابلیس کے آسمان پر

چڑھنے کا امتناع بھی لازم نہیں آتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امتحان اور ابتلاء کو پورا کرنے کے لئے عارضی طور پر اس کے لئے اسباب پیدا فرمادیئے ہوں اگرچہ جنت اس کے لئے اس وقت پہلے کی طرح قرار گاہ نہیں تھی اور اللہ تعالیٰ اس بات کی خبر دے چکے ہیں کہ پیغمبر ﷺ کی بعثت سے پہلے شیاطین آسمانوں کے قریب جا کر بیٹھ جاتے تھے اور کچھ وحی وغیرہ سن لیتے تھے لیکن ان کا یہ چڑھنا عارضی ہوتا تھا یہ لوگ وہاں ٹھہر نہیں سکتے تھے باوجودیکہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "اھبطوا بعضکم لبعض عدو" تو اس اترنے کے حکم اور شیاطین کے چڑھنے میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ اس کا احتمال ہے اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔

(۶) تمہارا اس سے استدلال کرنا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کی عمر کی حد بتا دی تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ عمر کا بتا دینا جنت الخلد میں داخل کرنے اور کچھ وہاں ٹھہرانے کے منافی نہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ خبر دینا کہ جنت الخلد میں داخل ہونے والا نہ مرے گا اور نہ اس سے نکلے گا یہ تمام چیزیں قیامت کے دن ہوں گی۔

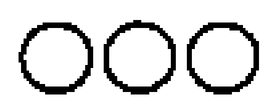
(۷) اور تمہارا یہ استدلال کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو زمین سے پیدا کیا ہے اس میں تو شک نہیں لیکن یہ کہاں سے ثابت ہے کہ اس کی خلقت زمین ہی میں تمام ہوئی تھی چنانچہ بعض آثار میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو چالیس دن جنت کے دروازے پر ڈالے رکھا تو ابلیس نے اس کے اردگرد چکر لگانا اور یوں کہنا شروع کیا کہ کس کام کے لئے تجھے پیدا کیا گیا اور جب اس کے پیٹ کو دیکھا تو سمجھا کہ یہ مخلوق اپنے آپ پر قابو نہیں پا سکتی ہے اور کہنے لگا کہ اگر مجھے اس پر مسلط کیا گیا تو میں اس کو ہلاک کر دوں گا اور اگر اس کو مجھ پر مسلط کیا تو میں اس کی نافرمانی کروں گا باوجودیکہ حق تعالیٰ کا ارشاد

وعلم ادم الاسماء کلها ثم عرضهم علی الملائکة فقال انبئونی باسماء هئولاء ان کنتم صدقین. قالوا سبحنك لاعلم لنا الاما علمتنا انك انت العلیم الحکیم. قال یآدم أنبهم	اور سکھلا دیئے اللہ نے آدم کو نام سب چیزوں کے پھر سامنے کیا ان سب چیزوں کو فرشتوں کے پھر فرمایا بتاؤ مجھ کو نام ان کے اگر تم سچے ہو بولے پاک ہے تو ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے ہم کو سکھایا بیشک تو ہی ہے اصل

باسمأهم فلما انباءهم، بأسمائهم قال الم جاننے والا حکمت والا فرمایا اے آدم بتا دے
اقل لکم انی اعلم غیب السموت فرشتوں کوان چیزوں کے نام پھر جب بتا دیئے
والأرض. (سورۃ البقرہ ۳۱-۳۳) اس نے فرمایا کیا نہ کہا تھا میں نے تم کو کہ میں
خوب جانتا ہوں چھپی ہوئی چیزیں آسمانوں کی
اور زمین کی۔

بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جب حضرت آدم نے فرشتوں کو نام بتائے تو اس وقت ان کے ساتھ آسمان میں تھے ایسا تو ہوا نہیں کہ وہ سب کے سب نام سننے کے لئے زمین پر اترے تھے اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس کی تخلیق کو زمین ہی میں مکمل کیا ہو تو اس سے اس بات کا منع لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے بعد میں اپنے تدبیر اور قدرت کے تحت آسمان پر چڑھا دیا ہو اور پھر زمین میں لوٹایا ہو جیسا کہ حق تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا اور قیامت سے پہلے ان کو زمین پر اتاریں گے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روح اور بدن کے ساتھ رات کے وقت آسمانوں کی سیر کرائی۔

یہ قائلین جنت الخلد کی طرف سے اپنے مخالفین کے دلائل کے جوابات تھے۔ واللہ اعلم۔



ساتواں باب

ان لوگوں کے شبہ کا بیان جن کا کہنا ہے کہ جنت ابھی پیدا نہیں کی گئی۔

(۱) یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر جنت ابھی پیدا کی گئی ہوتی تو قیامت کے دن ضروری ہے کہ وہ اور اس میں رہنے والے فنا ہو جائیں اور مرجائیں کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

کل شی ھالک الا وجھہ (القصص ۸۸)

(ترجمہ) ہر چیز فنا ہے مگر اس کی ذات

اور اسی طرح ارشاد ہے۔

کل نفسٍ ذائقۃ الموت (العمران ۱۸۵)		(ترجمہ) ہر جی کو چکھنی ہے موت

لہٰذا اس میں حوریں اور غلمان مرجائیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ خبر دے چکے ہیں کہ جنت دارالخلود ہے اور اس کے اندر لوگ ہمیشہ رہیں گے کبھی نہیں مریں گے اور یہ جائز نہیں کہ اللہ کی خبر کے خلاف ہو جائے اور یا اس پر نسخ آجائے۔

(۲) یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام ترمذی نے اپنے جامع ترمذی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیت ابراھیم لیلۃ اسری بی فقال: یامحمد إقری امتك مني السلام واخبرھم ان الجنۃ طیبۃ التربۃ عذبۃ الماء، وأنھا قیعان،، وأن غراسھا سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کے موقع پر میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا اے محمد اپنی امت کو میرا سلام کہہ دو اور پھر ان کو بتا دو کہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور پانی میٹھا ہے اور جنت چٹیل میدان ہے اور اس کے درخت سبحان اللہ، الحمد للہ، ولاالٰہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں۔

اور اسی طرح اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے "سُبْحَانَ اللہِ وَ بِحَمْدِہٖ" پڑھ لیا جنت میں اس کے لئے ایک کھجور کا درخت لگایا جاتا ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر جنت اب پیدا کی گئی ہوتی تو وہ چٹیل میدان نہ ہوتی ورنہ پھر درخت لگنے کا کیا مقصد ہو گا؟

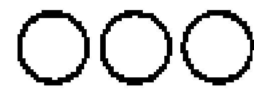
(۳) یہ لوگ دلیل میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرعون کی بیوی کی دعاء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ فرعون کی بیوی نے دعا مانگی رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ (اے اللہ میرے لئے جنت میں گھر بنا دے) اور یہ محال ہے کہ ایک شخص کے لئے کپڑے بنائے گئے اور گھر بنایا گیا ہو اور وہ پھر بھی کہتا رہے کہ میرے لئے کپڑا بناؤ اور گھر بنادو؟ اور اس بارے میں سب سے زیادہ صریح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہے "من بنی للہ مسجدا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ" (جو اللہ کی رضاء کے لئے مسجد بنائے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے گھر بنائیں گے) یہ جملہ شرط اور جزاء سے مرکب ہے اور اہل عربیت کا اس پر اجماع ہے کہ جزاء شرط کے بعد واقع ہوتی ہے۔

(۴) اور دلیل میں یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں اس پر آثار وارد ہیں کہ فرشتے جنت میں درخت لگاتے اور تعمیر کرتے رہتے ہیں جب تک بندہ عمل میں لگا رہتا ہے اور جب بندہ عمل چھوڑ دیتا ہے تو فرشتے بھی اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں۔

(۵) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے بچے کی روح قبض کر لیتے ہیں تو (باوجود جاننے کے) ملک الموت سے پوچھتے ہیں کہ اے ملک الموت آپ نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی اے ملک الموت کیا آپ نے اس کے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے ٹکڑے کی روح قبض کر لی؟ وہ عرض کرتے ہیں جی ہاں ارشاد ہوتا ہے تو اس وقت میرے بندے نے کیا کہا عرض کرتا ہے آپ کی تعریف کی اور "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا ارشاد ہوتا ہے کہ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

اور مسند میں بھی اس طرح کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو

شخص رات دن میں فرض کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائیں گے یہ بدعتیوں اور معتزلہ کا قول نہیں ہے جیسا کہ تم سمجھتے ہو یہ ہے ابن مزین جو اپنی تفسیر میں ابن نافع سے نقل کرتے ہیں جو کہ ائمہ حدیث میں سے ہیں کہ جب اس سے جنت کے بارے میں پوچھا گیا کہ آیا وہ اب پیدا کی گئی ہے؟ تو جواب میں فرمایا کہ اس مسئلے میں کلام سے سکوت ہی بہت بہتر ہے۔
واللہ اعلم



آٹھواں باب

اس جماعت کے دلائل کے جوابات کا بیان جن کا عقیدہ ہے کہ جنت اب تک پیدا نہیں کی گئی

(۱) فی الحال وجود جنت پر پہلے باب میں کافی مقدار میں دلائل ذکر ہوئے اب ہم پوچھتے ہیں کہ تمہارا یہ کہنا کہ جنت ابھی تک پیدا نہیں کی گئی اس سے تمہاری کیا مراد ہے اگر تمہاری مراد اس سے یہ ہے کہ جنت اب معدوم محض ہے ابھی تک وجود میں داخل نہیں ہوئی بلکہ ایسا ہے جیسا کہ قرب قیامت میں صور پھونکا جائے گا اور اس کے بعد لوگ قبروں سے اٹھیں گے یہ قول تو باطل اور مردود ہے ان صحیح اور صریح احادیث کی وجہ سے جن میں بعض ذکر ہوئیں اور بعض آئندہ ذکر کی جائیں گی اور اسی پر سلف اور اہل سنت میں سے کسی نے بھی قول نہیں کیا یہ قطعی طور پر باطل ہے۔

اور اگر اس سے تمہاری مراد یہ ہو کہ جنت ابھی مکمل طور پر پیدا نہیں کی گئی اور وہ تمام چیزیں بھی جو اللہ تعالیٰ جنتیوں کے لئے تیار کریں گے ابھی پیدا نہیں کی گئیں بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو تدریجاً پیدا فرمائیں گے یہ تو ایسی حق بات ہے جس کی تردید ممکن نہیں ہے اور تمہارے دلائل کا فائدہ بھی اسی قدر ہے حضرت جابر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیثیں بھی جو آپ لوگوں نے ذکر کیں اس بات میں صریح ہیں کہ جنت کی زمین اب پیدا شدہ ہے اور اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کے لئے اس میں درخت لگاتے ہیں اور اسی طرح تعمیرات بھی مذکورہ اعمال کی وجہ سے ہوتی رہی ہیں یعنی جب بندہ نیک اعمال میں ترقی کرتا رہتا ہے تو ایسی ہی اس کی جنت میں بھی توسیع ہوتی رہتی ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جنت اب پیدا شدہ نہیں ہے۔

(۲) تمہارا اللہ تعالیٰ کے اس قول "کل شیء ھالک الا وجہہ" کو پیش کرنا آیت کے معنی سے ناواقفیت پر مبنی ہے اور تمہارا اس آیت کو جنت اور جہنم کے عدم وجود پر پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ تمہارے بھائیوں نے اس کو جنت اور جہنم کی فنائیت اور خرابیت اور جنتیوں

جھمنھ ‌وں کی موت پر پیش کیا تھا نہ تمہیں آیت کے معنی سمجھنے کی توفیق ملی اور نہ تمہارے بھائیوں کو بلکہ اس آیت کے معنی سمجھنے کی توفیق سلف اور ائمہ اسلام کو ملی تھی اس آیت کے بارے میں ہم ان کے بعض اقوال پیش کرتے ہیں۔

(۲) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آسمان اور زمین ختم ہوں گے کیونکہ آسمان اور زمین والے جنت میں چلے جائیں گے یا جہنم میں عرش کبھی ختم نہ ہو گا کیونکہ وہ جنت کی چھت ہے اور اللہ تعالیٰ عرش پر ہیں جس کی ذات نہ ہلاک ہوگی اور نہ ختم ہوگی اللہ تعالیٰ کا ارشاد "کل شی ھالک الاوجہہ" تو یہ اس وقت نازل ہوا کہ جب حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "کل من علیہا فان" (جو کوئی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے) (سورۃ الرحمٰن ٢٦) تو فرشتے سمجھے کہ زمین والے ہلاک ہوں گے اور اپنی بقاء کی امید کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے "کل شی ھالک" ارشاد فرما کر ان کو خبر دی کہ آسمان والے اور زمین والے سب مریں گے سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے جو ایسے زندہ ہے کہ کبھی مریں گے نہیں تب فرشتوں نے اپنی موت کا یقین کر لیا۔

(۳) ابوالحسین نے اپنی کتاب (کتاب الطبقات) میں ابوالعباس احمد بن جعفر بن یعقوب الاء صطخری کی روایت سے نقل کیا ہے کہ ابوعبداللہ احمد بن حنبل نے فرمایا یہ اصحاب اثر اور ان اہل سنت کے مذاہب ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے لے کر آج تک چلے آرہے ہیں اور میں نے حجاز اور شام کے بہت سے علماء کو اس پر پایا ہے پس جو شخص ان مذاہب میں سے کسی چیز کی مخالفت کرے یا طعن کرے یا اس کے قائل پر عیب لگائے تو وہ بدعتی اور مخالف اور جماعت سے خارج ہے سنت اور حق کے راستے سے بھٹک گیا ہے یہاں تک فرمایا کہ جنت اور جہنم اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب پیدا شدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا اور ان کے لئے مخلوق پیدا کی نہ یہ فنا ہوں گے اور نہ وہ چیزیں فنا ہوں گی جو ان میں ہیں اگر کوئی بدعتی یا زندیق آدمی اللہ تعالیٰ کے قول "کل شی ھالک الاوجہہ" یا اس جیسے اور قرآنی متشابہات سے دلیل پکڑ لے تو اس کو جواب میں یوں کہا جائے گا کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ چیز فنا ہوگی جس پر حق تعالیٰ نے فنائیت کا فیصلہ کیا ہے جنت اور جہنم تو بقاء کے لئے پیدا کی گئیں ہیں۔ فناء اور ہلاکت کے لئے نہیں اور ان دونوں کا تعلق آخرت سے ہے دنیا سے نہیں

اور حوریں بھی نہ قیام قیامت کے دوران ہلاک ہوں گی اور نہ صور پھونکنے کے وقت کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان حوروں کو بقاء کے لئے پیدا فرمایا ہے اور موت ان کے لئے نہیں لکھی گئی اور اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کے اوپر سات آسمانوں کو پیدا کیا اور سات زمینیں پیدا کیں ایک دوسرے کے نیچے' اوپر والی زمین اور آسمان دنیا کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور اسی طرح ہر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو سال کا فاصلہ ہے' پانی ساتویں آسمان کے اوپر ہے اور رحمٰن کا عرش پانی پر ہے اور اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور کرسی اس کے قدموں کے پاس ہے اور اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور جو ثریٰ کے نیچے ہے اور جو سمندر کی گہرائی میں ہے اور ہر بال اور درخت کے اگنے کا مقام کھیتی اور نبات اور ہر پتے کے گرنے کی جگہ اور تمام کلیوں کنکریوں مٹی ریت پہاڑوں کے چٹان' بندوں کے اعمال' باتیں' اور سانس ان سب چیزوں کا علم رکھتے ہیں ان میں سے کوئی چیز بھی ان پر مخفی نہیں اور اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان پر عرش کے اوپر ہیں اور آپ کے سامنے آگ اور نور کی آڑ ہے اور ان چیزوں کی جس کو وہ خوب جانتے ہیں۔ اور اگر کوئی بدعتی اور مخالف اللہ تعالیٰ کے درج ذیل ارشادات۔

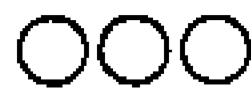
وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ	اور ہم اس سے نزدیک ہیں دھڑکتی رگ سے زیادہ
(۲) وھو معکم آین ماکنتم (سورۃ الحدید)۔	ترجمہ اور تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہیں۔
	کہیں نہیں ہوتا مشورہ تین کا جہاں وہ نہیں ہوتا نہیں کا چوتھا اور نہ پانچ کا جہاں وہ نہیں ہوتا ان میں چھٹا۔

اور یا متشابہات قرآن میں سے کسی سے استدلال کرے تو جواب میں ان سے کہو کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا علم مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان پر عرش کے اوپر ہیں وہ سب کچھ جانتے ہیں اپنی مخلوق سے جدا ہیں اس کے علم سے کوئی کام خالی نہیں۔ ابو جعفر الطائی محمد عوف

بن سفیان الحمصی کی روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ خلال حافظ ہے اپنے زمانے کا امام ہے علم او معرفت میں پیش پیش ہے امام احمد بن حنبل ان کی صلاحیت کا اقرار کرتے تھے اور ان سے روایات لیتے تھے اور اپنے شہر کے رجال کے بارے میں ان سے پوچھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ امام احمد نے مجھے املاء کرایا اور حدیث کے ایک رسالے کا ذکر کیا اور پھر فرمایا جنت اور جہنم دونوں پیدا کی گئی ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ایک محل دیکھا اور کوثر دیکھا اور پھر میں نے جہنم میں جھانک کر دیکھا تو اس میں فلاں فلاں چیز کی اکثریت دیکھی پس جس کا یہ عقیدہ ہو کہ جنت اور جہنم نہیں پیدا کئے گئے تو وہ اللہ کے رسول اور قرآن کو جھٹلاتا ہے جنت اور جہنم کا منکر ہے ایسے شخص کو توبہ کے لئے مہلت دی جائے گی اگر توبہ کرے تو ٹھیک ہے ورنہ قتل کیا جائے گا۔

ان ابواب میں اور یہ جن نقول ' مباحث نکتوں اور فوائد کو یہ متضمن ہیں خوب غور فرمائیں جو اس کے علاوہ کسی اور کتاب میں آپ کو کبھی نہیں مل سکتے ' اور ہم نے اس میں کلام کو مختصر کیا اور اگر ہم اس کو پھیلاتے تو ایک ضخیم دفتر قائم ہو جاتا۔

٭ وَاللّٰہ المستعان و علیہ التکلان و ھو الموفق للصواب۔



نوں باب

جنت کے دروازوں کی تعداد کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمراً حتی اذاجاء وھا وفتحت ابوابھا وقال لھم خزنتھا سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین. (سورۃ الزمر ۷۳)

اور ہانکے جائیں وہ لوگ جو ڈرتے رہے تھے اپنے رب سے جنت کو گروہ گروہ یہاں تک کہ جب پہنچ جائیں اس پر اور کھولے جائیں اس کے دروازے اور کہنے لگیں ان کو داروغہ اس کے سلام پہنچے تم پر تم لوگ پاکیزہ ہو سو داخل ہو جاؤ اس میں سدا رہنے کو

اور جہنم کی صفت میں ارشاد فرمایا۔

"حتّٰی اذا جاؤ ھا فتحت ابوابھا" بغیر واو کے اس کے بارے میں ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ یہ واو ثمانیہ کہلاتا ہے جس کو ابواب جنت پر اس لئے داخل کیا تاکہ یہ بات ظاہر کرے کہ جنت کے دروازے آٹھ ہیں اور چونکہ جہنم کے دروازے سات تھے اس لئے وہاں اس کو ابواب پر داخل نہیں کیا گیا یہ ایک قول ضعیف بلادلیل ہے جس کو نہ عرب جانتے ہیں اور نہ عربیت کے ائمہ' بلکہ یہ بعض متاخرین کے استنباط میں سے ہے۔

دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ یہ واو زائدہ ہے اور بعد میں آنے والے فعل کا جواب ہے یہ قول بھی ضعیف ہے کیونکہ واو کی زیادتی عرب کے کلام میں معروف نہیں اور فصیح کلام کے شایان شان نہیں کہ اس میں بغیر کسی فائدہ اور مقصد کے کوئی حرف ہو تیسری جماعت کا کہنا ہے کہ جواب محذوف ہے اور "فتحت ابوابھا" کا عطف "جاؤھا" پر ہے یہ قول ابو عبید مبرد اور زجاج کا پسندیدہ ہے مبرد ﷺ فرماتے ہیں کہ حذف جواب اہل علم کے ہاں زیادہ بلیغ ہے۔ ابوالفتح ابن جنی ﷺ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب واو کی زیادتی کو جائز قرار نہیں دیتے بلکہ وہ

جواب معلوم ہونے کی وجہ سے محذوف مانتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ اس میں کیا راز ہے کہ آیت جنت میں جواب محذوف ہے اور آیت جہنم میں مذکور؟

جواب: یہ حالت دونوں جگہ بلیغ ہے کیونکہ جب فرشتے جہنمیوں کو جہنم کی طرف لے جائیں گے تو اس کے دروازے بند ہوں گے جیسے ہی یہ لوگ پہنچیں گے تو اچانک ان کے سامنے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور عتاب ان کو گھیر لے گا یہی اس جزاء کی حالت ہوتی ہے جو شرط کے بعد آتی ہے کیونکہ جہنم توہین اور رسوائی کا گھر ہے اس میں داخلے کے لئے داروغہ جہنم سے اجازت کی نوبت ہی نہیں آئے گی بخلاف جنت کے کہ وہ اللہ کے ہاں عزت والوں اور خواص اور اولیاء کا گھر ہے اس لئے جنتی جب جنت کے پاس پہنچیں گے تو اس کے دروازے بند پائیں گے تو یہ لوگ داروغہ جنت کو دروازہ کھولنے کی ترغیب دیں گے اور اولوالعزم پیغمبروں سے ان کے ہاں سفارش کروائیں گے چنانچہ ہر ایک پیغمبر اس مقام سے پیچھے ہٹے گا یہاں تک کہ معاملہ سیدالانبیاء خاتم الانبیاء پر ٹھہر جائے گا آپ فرمائیں گے کہ میں ہی اس کا اہل ہوں چنانچہ آپ عرش کے نیچے آکر سجدے میں گر پڑیں گے جتنا اللہ چاہیں گے اسی قدر آپ کو سجدے میں رکھے گا پھر آپ کو سر اٹھانے اور اپنی حاجت مانگنے کی اجازت ملے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ کھولنے کی سفارش کریں گے اللہ تعالیٰ آپ کی سفارش کو قبول فرما کر دروازہ کھولدیں گے اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ اپنے رسول کے عظیم مرتبے کو ظاہر کرنے کے لئے کریں گے جنت بادشاہوں کے بادشاہ اور رب العالمین کا گھر ہے اس میں داخلہ بہت بڑے بڑے احوال پیش آنے کے بعد ہوگا اور بہت ساری شرائط اور تکلیفات کو برداشت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں محبوب ترین خاتم الانبیاء والرسل کو دروازہ کھولنے کے لئے سفارش کی اجازت دیں گے اور یہ سب سے عظیم نعمت اور بہت بڑی خوشی کا مقام ہوگا مشقت کے بعد اس لئے داخلہ ہوگا تاکہ کوئی جاہل اس کو ہوٹل اور سرائے نہ سمجھے کہ جو چاہے اس میں داخل ہو جائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی جنت بہت عالی شان اور مہنگی ہے اس میں جانے کے لئے لوگوں کو بہت ساری گھاٹیوں جنگلات اور خطرات سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس شخص کی کیا حالت ہوگی جو خواہشات نفس کی پیروی کرتا ہے اور پھر بھی اپنی بے بنیاد امیدوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے

بخشش کی تمنا کرتا ہے اب قابل غور بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ جنتیوں اور جہنمیوں کو جنت اور جہنم کی طرف گروہ گروہ بنا کر جماعتی شکل میں کیوں لے جائیں گے؟ یہ اس لئے کہ ہر ایک جماعت اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ عملی اشتراک کی وجہ سے چلنے میں خوش ہوگی جنتی حضرات کو جنت کی خوشخبری ملے گی اور ساتھ چلنے میں ان کے دلوں میں فرحت پیدا ہوگی جیسا کہ دنیا میں نیکی کے کام کرتے وقت ان کے اجتماع کی وجہ سے دلوں میں قوت آجاتی تھی اور اسی طرح جماعتی صورت ان کی آپس میں انس اور ایک دوسرے کی وجہ سے خوشی کا باعث بنے گی اور جہنمیوں کو جماعتی صورت میں جہنم کی طرف لیجانے میں راز یہ ہے کہ وہ لوگ ایک دوسرے پر لعن طعن کرتے ہوئے اور ایک دوسرے سے ایذاء حاصل کرتے ہوئے چلیں گے جو کہ ان کی رسوائی اور شرمساری میں بہت ہی ابلغ طریقہ ہو گا۔

چنانچہ جنت کا داروغہ جنتیوں سے کہے گا تم پر سلامتی ہو یعنی ان کی ابتداء ہر شر اور مکروہ چیز سے سلامتی کی ضمانت کے ساتھ ہوگی کہ اب تم لوگ محفوظ ہوگئے آج کے بعد کوئی ناگوار بات تمہیں پیش نہیں آئے گی اور داروغہ جنت پھر ان کو خوشخبری دے گا کہ تم لوگ پاکیزہ ہو ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جاؤ' تمہاری سلامتی اور تمہارا داخلہ تمہاری پاکیزگی کی وجہ سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو پاک لوگوں کے علاوہ دوسروں پر حرام کردیا ہے حاصل یہ کہ جنتیوں کو سلامتی' پاکیزگی اور داخلے اور ہمیشہ رہنے کی خوشخبری ملے گی بخلاف جہنمیوں کے کہ جب وہ غم و تکلیف اور مصیبتوں کے عالم میں جہنم تک پہنچیں گے تو ان کے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا اور وہ جہنم میں گر پڑیں گے اور یہ سن کر

ألم یاتکم رسل منکم یتلون علیکم　کیا نہ پہنچے تھے تمہارے پاس رسول تم میں کہ
آیات ربکم وینذرونکم لقاء یومکم　پڑھتے تھے تم پر باتیں تمہارے رب کی اور
هذا.　(سورۃ الزمر ۷۱)　ڈراتے تم کو اس دن کی ملاقات سے۔

مزید ان کی رسوائی ڈانٹ ڈپٹ میں اضافہ کرے گی چنانچہ وہ اقرار کر کے کہیں گے بے شک پیغمبروں نے ہم کو ڈرایا تھا اور یہ کہا تھا کہ جہنم بہت برا ٹھکانا ہے اور اگر آپ داروغہ جنت کی بات (ادخلوھا) میں غور کریں گے جو انہوں نے اہل جنت سے کی اور اسی طرح داروغہ جنہم

کے قول (ادخلوا ابواب جہنم) میں غور فرمائیں گے تو اس میں آپ ایک باریک راز پائیں گے وہ یہ کہ جب دارالعقوبت (جہنم) کے دروازوں کے پاس اتنی سخت گرمی غم اور سخت تکلیف ہوگی تو اس کے اندر والا عذاب تو بہت ہی بڑا اور سخت ہوگا لہٰذا یہ لوگ دروازوں کے قریب ہوتے ہی غم اور مصیبت اور تکلیف سے دوچار ہوں گے تو پھر ان کی مزید رسوائی اور تذلیل کے لئے ان سے کہا جائے گا جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ پھر ان سے کہا جائے گا کہ تمہارا محض دروازوں میں داخل ہونے پر اکتفاء نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے آگے تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔

بخلاف جنتیوں کے کہ ان کو پہلی فرصت میں ان مقامات اور اعلیٰ منازل میں داخلے کی خوشخبری ملے گی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار کر رکھی ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں غور فرمائیں۔

جنّٰتِ عدنٍ مفتحۃ لھم الأبواب متکئین فیھا یدعون فیھا بفاکھۃٍ کثیرۃٍ وشراب. (سورۃ ص. ۵۰-۵۱)

باغ ہیں سدا بسنے کے کھول رکھی ہیں ان کے واسطے دروازے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ان میں منگوائیں گے ان میں میوے بہت اور پینے کی چیزیں۔

اس سے آپ کو کیا ہی عجیب نکتہ ملا وہ یہ کہ اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو جنت کے دروازے ان پر بند نہیں کئے جائیں گے بلکہ بدستور پہلے کی طرح کھلے ہوئے چھوڑ دیئے جائیں گے اور جہنمیوں پر داخل ہونے کے بعد جہنم کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "انہا علیہم موصدۃ" (بیشک جہنم ان پر بند کر دی جائے گی)

اسی سے دروازے کا نام وصید رکھا گیا یعنی وہ دروازے لمبے لمبے ستونوں میں بند کر دیئے جائیں گے یہ ستون دروازوں کے پیچھے پختگی کے لئے ہوں گے جیسا کہ بڑا پتھر دروازوں کے پیچھے اسی مقصد کے لئے رکھا جاتا ہے مقاتل فرماتے ہیں کہ یہ دروازے ان پر فٹ کر دیئے جائیں گے نہ کوئی دروازہ کھلے گا اور نہ ہی کوئی مصیبت باہر نکلے گی اور نہ ہمیشہ کے لئے کوئی روح باہر آئے گی جنت کے دروازوں کو کھلے رکھنے میں جنتیوں کے تصرف کی طرف اشارہ

ہے کہ وہ جیسے چاہیں آئیں جائیں اور جہاں رہنا چاہیں اور فرشتے بھی ہر وقت تحفے اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی لے کر ان کے پاس آئیں گے اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جنت ایسا مقام ہے جس میں دنیا کی طرح دروازوں کے بند کرنے کی نوبت ہی نہیں آئے گی باقی اس جملے میں صفت سے موصوف کی طرف جو ضمیر لوٹتی ہے اس میں اہل عربیت کا اختلاف ہے کوفیوں کے ہاں تقدیری عبارت یوں ہے "مفتحتہ لھم ابوابھا" اور عرب الف لام اور اضافت کو یکے بعد دیگرے لاتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں "مررت برجل حسن العین" ای عینہ' اللہ تعالیٰ کا قول "فان الجحیم ھی الماویٰ" ای ماواہ' بھی اسی قبیل سے ہے۔

بصریوں کے ہاں تقدیری عبارت یوں ہے "مفتحتہ لھم الابواب منھا" ضمیر اور اس سے متصل کو حذف کیا یہ تقدیر عربیت کے لحاظ سے الف لام کو ھا اور الف سے تبدیل کرنے سے بہتر ہے اس لئے کہ الف لام کا وہ معنی نہیں ہے جو ہا اور الف کا ہے کیونکہ 'الھاء' اور الالف' اسم ہے اور الف لام کو اسم نکرہ پر معرفہ بنانے کے لئے داخل کیا جاتا ہے حالانکہ حرف نہ تو اسم سے تبدیل کیا جاتا ہے اور نہ اس کا قائم مقام بن سکتا ہے۔

اسی طرح یہ حضرات کہتے ہیں کہ الف لام اگر ضمیر سے بدل ہوتا تو پھر یہ بات ضروری تھی کہ "مفتحتہ" میں الجنات' کی ضمیر ہوتی اور معنی یوں ہوتا مفتحتہ ھی پھر الابواب کو اس سے بدل بناتے اگر معاملہ اس طرح ہے تو پھر نصب واجب ہے کیونکہ "مفتحتہ" نے ضمیر فاعل کو ایک مرتبہ رفع دیا ہے اب اس کے ذریعے دوسرے اسم کو رفع دینا جائز نہیں ہے اس لئے کہ ایک ہی فعل سے دو فاعلوں کو رفع دینا ممنوع ہے (الابواب) کو رفع دینا اس بات کی دلیل ہے کہ مفتحتہ ضمیر سے خالی ہے اور الابواب اس کی وجہ سے مرفوع ہے اور جب صفت میں ضمیر تھی تو اب دوسرے کا نصب متعین ہو گیا جیسے کہ آپ کہیں "مررت برجل حسن الوجہ" یہاں اگر آپ الوجہ کو مرفوع بنائیں اور حسنا" کو تنوین دیں تو یہ جائز نہیں ہے۔ پس الف لام اس وقت تک تعریف کے لئے نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس میں ضمیر نہ ہو جو کہ "جنات عدن" موصوف کی طرف لوٹتی ہو لفظ میں تو ضمیر ہے نہیں لہٰذا محذوف ہو گا تقدیری عبارت یوں ہوگی "الابواب منھا" لیکن میرے ہاں یہ بات کوفیوں کے قول کو باطل نہیں کر سکتی کیونکہ انہوں

نے بدل سے وہی الف لام مراد لیا ہے جو ضمیر سے عوض ہے اور عرب کا اجماع ان کے قول "حسن الوجہ و حسن وجہہ" اس پر شاہد ہے اور یہ حضرات کہتے ہیں کہ تنوین الف لام کا بدل ہے اس معنی میں دونوں جمع نہیں ہوسکتے' اسی طرح مضاف الیہ تنوین کا بدل ہے اور تنوین اضافت کا بدل ہے ان کے کہنے کا یہ مقصد نہیں کہ جو معنی بدل کے ہیں وہی مبدل منہ کے بھی ہیں کیونکہ کبھی ایک میں ایسا معنی ہوتا ہے جو دوسرے میں نہیں ہوتا۔ کوفیوں کی مراد یہ ہے کہ "الابواب" کا الف لام ضمیر سے مستغنی کر دیتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ "ابوابہا" اور یہ دونوں صحیح ہیں کیونکہ مقصود صفت اور موصوف کے درمیان ایسی چیز سے رابطہ پیدا کرنا ہے جو مستقل نہ ہو جب ضمیر موصوف کی طرف لوٹی تو استقلال کا توھم رفع ہوگیا۔

زمخشری نے اس آیت پر قابل اعتراض اعراب لگایا چنانچہ فرمایا کہ "جنات عدن" معرفہ ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"جنات عدن التی وعد الرحمن عبادہ بالغیب . (سورۃ مریم ٦١) باغوں میں بسنے کے جن کا وعدہ کیا ہے رحمٰن نے اپنے بندوں سے ان کے بن دیکھے ۔

اس کے نصب کی وجہ یہ ہے کہ یہ "حسن ماب کے لئے عطف بیان ہے اور مفتحتہ حال ہے اور عامل اس میں وہی ہے جو متقین میں ہے یعنی فعل کا معنی اور مفتحتہ میں الجنات کی ضمیر عامل ہے اور "الابواب" ضمیر سے بدل واقع ہے تقدیر عبارت اس طرح ہوگی مفتحتہ ھی الابواب جیسے عرب کا قول ہے "ضرب زید الید والرجل" یہ بدل الاشتمال کے قبیل سے ہے اس اعراب پر اعتراض یہ ہے کہ "جنات عدن" میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو اس کے معرفے ہونے کا تقاضا کرتی ہو اور اللہ تعالیٰ کا قول "التی وعد الرحمان عبادہ بالغیب" بدل ہے صفت نہیں ہے کیونکہ جنات عدن کا حسن ماب کے لئے عطف بیان بنانا آسان نہیں اس لئے کہ اس بات کا کوئی قائل نہیں کہ معرفہ کا نکرہ پر جاری کرنا عطف بیان ہے کیونکہ اس کے دو ہی قائل ہیں (۱) یہ صرف معرفوں میں ہوسکتا ہے جیسا کہ بصریوں کا قول ہے۔ (۲) بشرط مطابقت معرفوں اور نکروں دونوں میں ہوسکتا ہے جیسا کہ کوفیوں اور ابو علی فارسی کا قول ہے ان کا یہ کہنا کہ مفتحتہ میں الجنات کی ضمیر ہے تو ظاہر اس بات کے خلاف ہے اور

"الابواب" اس کی وجہ سے مرفوع ہے اور اس میں کوئی ضمیر نہیں۔

ان کا یہ کہنا کہ "الابواب" بدل الاشتمال ہے حالانکہ اس پر تصریح موجود ہے کہ اس میں ضمیر کا ہونا ضروری ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ وہ ضمیر ملفوظ بہ ہو یا مقدر ہو یہاں ملفوظ نہیں تو مقدر رہونا متعین ہے یعنی الابواب منھا اور "مفتحۃ لھم ھی الابواب" کو مقدر نکالنے میں ضمیروں کی تکثیر ہے اور حالانکہ ضمائر کی تقلیل ہی اولیٰ اور مقصود ہے صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک دروازے کا نام ریان ہے جس میں روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ اور اسی طرح صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے راستے میں کسی چیز کے جوڑے کو خرچ کیا تو جنت کے دروازوں سے اس کو پکارا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے یہ بہت بہتر ہے پھر اگر وہ شخص نمازی تھا تو نماز کے دروازے سے پکارا جائے گا اگر اہل جہاد میں سے تھا تو جہاد کے دروازے سے پکارا جائے گا اور اگر اہل صدقہ میں سے تھا تو صدقہ کے دروازے سے پکارا جائے گا اور جو شخص روزہ داروں میں سے ہو گا تو "باب الریان" سے پکارا جائے گا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

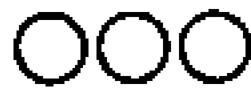
کیا ایسا کوئی شخص ہے جس کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا آپ نے فرمایا جی ہاں اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی ان میں سے ہوں گے۔

صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص اچھی طرح وضو کر کے پھر یوں کہے "اشھد ان لآ الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ" تو جنت کے آٹھوں دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ اور امام ترمذی نے تشہد کے ساتھ "اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین" کا بھی اضافہ فرمایا ہے۔ ابو داؤد اور امام احمد رحمھما اللہ تعالیٰ نے یہ بھی زیادتی کی ہے کہ وضو کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر اشھد ان لا الٰہ' پڑھے۔

ف:۔ بعض لوگ انگلی بھی آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں' حالانکہ صحیح نہیں ہے۔ علماء نے اس کو بدعت قرار دیا ہے۔ (مترجم)

امام احمد حضرت انس ﷺ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے تین مرتبہ "**اشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ**" پڑھے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

عقبہ بن عبداللہ سلمی ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس شخص کے تین بچے بلوغ سے پہلے مرجائیں تو جنت کے آٹھوں دروازوں سے اس کا استقبال کیا جائے گا جس سے چاہے داخل ہو جائے۔



دسواں باب

جنت کے دروازوں کی کشادگی کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گوشت اور ثرید کا پیالہ رکھدیا گیا تو آپ نے ایک دست اٹھایا جو آپ کے ہاں بکری کے گوشت میں محبوب ترین چیز تھی آپ نے اس میں سے دانتوں سے نوچ نوچ کر کھایا اور پھر فرمایا میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا پھر دوسری بار دانتوں سے نوچ نوچ کر کھایا اور فرمایا میں قیامت کے ان لوگوں کا سردار ہوں گا۔ جب آپ نے صحابہ کو دیکھا کہ وہ آپ سے پوچھتے نہیں تو فرمایا کہ آپ لوگوں نے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ کیسے؟ تب صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ کے رسول کیسے آپ سردار ہوں گے فرمایا کہ جب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے تو وہ ایک پکارنے والے کی پکار سنیں گے اور نگاہ سب کو دیکھ لے گی آخر تک حدیث شفاعت ذکر فرما کر آخر میں ارشاد فرمایا کہ پھر میں عرش کے نیچے آکر اپنے رب کے سامنے سجدے میں گر پڑوں گا پھر رب العالمین مجھے ایسے مقام میں کھڑا کریں گے جس میں نہ مجھ سے پہلے کسی کو کھڑا کیا ہو گا اور نہ بعد میں کسی کو کھڑا کریں گے پھر میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت کو بخش دیجئے اے میرے پروردگار میری امت کو بخش دیجئے۔ چنانچہ ارشاد ہو گا اے محمد ﷺ دائیں جانب کے دروازے سے اپنے امتیوں کو داخل کر جن پر کوئی حساب نہیں یہ لوگ اس کے علاوہ دوسرے دروازوں میں لوگوں کے ساتھ شریک ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے جنت کے کواڑوں میں دو کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنی مسافت مکہ اور مقام ہجر کے درمیان ہے (ہجر بحرین کی ایک جگہ کا نام ہے)۔

خالد بن عمیر العدوی ﷺ سے روایت ہے کہ عتبہ بن عزوان نے ہمیں خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کے حمد و ثناء کے بعد فرمایا کہ بیشک دنیا انقطاع کی خبر دے چکی ہے اور اپنا رخ موڑ چکی ہے اس کی مثال یوں ہے کہ کوئی شخص اپنے برتن کا باقی ماندہ پانی بہاوے اور تم لوگوں کو

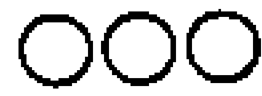
اس سے ایک لازوال گھر کی طرف منتقل ہونا ہے لہٰذا نیکی کے ساتھ منتقل ہو جاؤ اور پھر ہمیں بتایا کہ جنت کے چوکھٹوں کی درمیان چالیس سال کی مسافت ہے اس پر ضرور ایک دن ایسا آئے گا کہ یہ لوگوں سے بھری ہوئی ہوگی یہ حدیث موقوف ہے اور پہلی حدیث مرفوع تھی اگر اس بات کا ذکر کرنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو یہ فاصلہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کے درمیان ہوگا اور شاید یہ سب سے بڑا دروازہ ہو اور اگر اس کا ذکر کرنے والا کوئی اور ہے تو اس کو ابو ہریرہ کی گزشتہ روایت سے واقفیت نہیں ہوگی لیکن اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں حماد بن سلمہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جنت کے کواڑوں میں سے دو چوکھٹوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت کا فاصلہ ہوگا۔ایک دن اس پر ضرور آئے گا کہ یہ لوگوں سے بھری ہوئی ہوگی ازدحام کی وجہ سے اس پر گزرنا مشکل ہوگا خالد نے جریر سے اور اس نے حکیم بن معاویہ سے سات سال کی مسافت نقل کی ہے۔

سالم بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے جس دروازے سے جنتی لوگ داخل ہوں گے اس کی کشادگی ایک عمدہ سوار کی مسافت سے تین دن چلنے کی مسافت ہوگی پھر زیادہ تنگی اور دباؤ کی وجہ سے ان لوگوں کے کندھے نکلنے کے قریب ہو جائیں گے اس کو ابو نعیم نے روایت کیا ہے اور یہ اس حدیث متفق کے مطابق ہے جس میں ہے کہ "جنت کی دو چوکھٹوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ مکہ اور بصریٰ کے درمیان" یعنی نہایت ہی عمدہ سوار عمدہ تیز گھوڑے پر رات دن سفر کرتا رہے تو اس قدر میں یا اس سے کم میں اتنی مسافت طے کرلے گا۔

حکیم بن معاویہ کی حدیث کے رواۃ میں اضطراب ہے کیونکہ حماد بن سلمہ نے جریر سے چالیس سال کی روایت نقل کی ہے اور خالد نے اس سے سات سال نقل کئے حدیث ابی سعید میں چالیس سال کا اندازہ ابوالھیثم کے دراج کے طریق پر مرفوع ہے۔امام احمد فرماتے ہیں کہ یہ احادیث منکر اور مدرج ہیں ابو حاتم رازی فرماتے ہیں کہ ضعیف ہیں امام نسائی نے کہا

ہے کہ یہ احادیث قوی نہیں ہیں پس شذوذ اور علت اور اضطراب سے صحیح سالم ابو ہریرہ ﷺ کی مرفوع حدیث ہے جس کی صحت پر اتفاق کیا گیا ہے حکیم بن معاویہ ﷺ کی حدیث میں کوئی ظاہری رفع نہیں ہے اور اس میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ مدرج حدیث میں موقوف ہو تو یہ حدیث عتبہ بن غزوان کی حدیث کی طرح ہوئی۔



گیارہواں باب

جنت کے دروازوں کی صفات

ولید ابن مسلم نے خلید سے اور انہوں نے حسن سے آیت "مفتحتہ لهم الابواب" کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ ایسے دروازے ہوں گے جس میں چیزیں دکھائی دیں گی اور اسی طرح خلید نے قتادۃ رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کیا ہے کہ ان دروازوں کا باطن (اندرونی حصہ) ظاہر (باہر کی جانب) سے اور ظاہر باطن سے دکھائی دیتا ہے آپ ان سے گفتگو کریں گے تو وہ جواب دیں گے اور جب ان سے کہا جائے گا کھل جا بند ہو جا تو اس حکم کو سمجھیں گے عبداللہ بن غیاث فزاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر مومن کے لئے جنت میں چار دروازے ہوں گے ایک دروازہ تو وہ ہو گا جس میں ملاقات اور زیارت کرنے والے فرشتے داخل ہوں گے دوسرا دروازہ حوروں کے لئے داخلے کا ہو گا تیسرا دروازہ ان کے اور جہنمیوں کے درمیان مقفل ہو گا یہ جب جہنمیوں کو دیکھنا چاہیں گے تو اس کو کھولیں گے تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی ان پر کیسی عظیم نعمت ہے چوتھا دروازہ ان کے اور دارالسلام کے درمیان ہو گا جس سے یہ لوگ جب چاہیں گے اپنے رب کے پاس جائیں گے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں ہی وہ اول شخص ہوں گا جو جنت کے دروازے کے کواڑ کو پکڑے گا اس پر کوئی فخر نہیں" حضرت انس ابن مالک سے شفاعت کی طویل حدیث میں مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"میں جنت کے دروازے کا کواڑ پکڑ کر کھٹکھٹاؤں گا"

یہ حدیث اس میں صریح ہے کہ وہ کواڑ حسی ہو گا جس کو حرکت دی جائے گی اور کھٹکھٹایا جائے گا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

میں جنت کے دروازے کا کواڑ پکڑوں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص ہر دن "لاالہ الااللہ الملک الحق المبین" سو مرتبہ پڑھے گا تو اس کے لئے فقراور قبر کی وحشت سے امان کا ذریعہ ہوگا اور اس کے ذریعے وہ غناء حاصل کرلے گا اور جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا۔

فصل

جیسے کہ درجات مختلف ہوں گے کہ بعض دوسرے بعض سے اونچے ہوں گے اسی طرح دروازوں کی نوعیت مختلف ہوگی یعنی اوپر والی اونچی جنت کا دروازہ نیچے والے جنت کے دروازے سے عالیشان ہوگا یعنی جتنی جنت اونچی ہوگی اتنا ہی اس کا دروازہ وسیع ہوگا شاید جنت کے دروازے کی چوکھٹوں کے درمیان مسافت کے بارے میں اختلاف روایات کی بھی یہی وجہ ہو کیونکہ بعض دروازے بعض دوسروں سے اعلیٰ ہوں گے۔

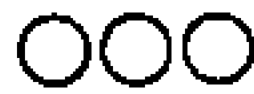
اس امت کے لئے ایک مخصوص دروازہ ہوگا جس سے صرف یہی امت داخل ہوگی دوسری امتوں کو یہ شرف حاصل نہیں ہوگا جیسا کہ مسند میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دروازے سے میری امت داخل ہوگی اس کی چوڑائی عمدہ گھوڑے کے شہسوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی پھر بھی امت محمد ﷺ اس پر اتنا ہجوم کرے گی کہ کثرت ازدحام کی وجہ سے ان کے کاندھے اکھڑ جائیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے انہوں نے فرمایا جنت کے دروازے اس طرح ایک دوسرے سے اونچے ہوں گے پھر قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی "حتیٰ اذا جاء وھا وفتحت ابوابھا" (سورۃ زمر ۷۳) فرمایا اس دروازے کے پاس ایک درخت ہوگا جس کے نیچے سے دو چشمے جاری ہوں گے ایک چشمے سے یہ لوگ پانی پئیں گے تو ان کے پیٹوں میں کوئی گندگی اور میل کچیل باقی نہیں رہے گا اور دوسرے چشمے سے غسل کریں گے جس سے ان پر جنت کی تروتازگی آئے گی پھر ہمیشہ کے لئے نہ ان کے بال پراگندہ ہوں گے اور نہ ان کے چہروں میں کوئی تبدیلی آئے گی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی تائید میں یہ آیت "طبتم

فادخلوھا خالدین" (سورۃ زمر۷۳) تلاوت کر کے فرمایا کہ جنتی جنت میں داخل ہو جائے گا تو اپنے مقام اور ٹھکانے کو پہچانتا ہو گا ولدان (خادمین جنت) اس کا استقبال کریں گے تو یہ ان کے دیکھنے سے اتنا خوش ہو گا جتنا کہ کوئی شخص اپنے گھر سے دوست کے بہت زمانہ غائب ہونے کے بعد اس کے آنے کی اطلاع سے خوش ہوتا ہے پھر یہ خادمین جنت ان کی بیویوں کے پاس جا کر ان کے دیکھنے کی خبر دیں گے تو وہ تعجب سے پوچھیں گی آپ نے ان کو دیکھا؟ پھر دروازے کی طرف اٹھیں گے اور اپنے گھر میں داخل ہو کر اپنے پلنگ پر تکیہ لگا کر بیٹھیں گے اور اپنے گھر کی بنیاد کی طرف نگاہ اٹھائیں گے تو اس کی بنیاد موتیوں پر رکھی ہوئی ہو گی پھر یہ ہرے اور سرخ اور پیلے رنگ کی چیزوں کو دیکھتے رہیں گے اس کے بعد اپنے گھر کی چھت کی طرف دیکھیں گے تو اگر وہ اس کے لئے پیدا نہ کی گئی ہوتی تو اس کی آنکھیں اچک لیتی یہ دیکھ کر جنتی کہے گا۔

الحمدللہ الذی ھدانا لھذا وماکنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔ (سورۃ الاعراف ۴۳)

شکر اللہ کا جس نے ہم کو یہاں تک پہنچا دیا اور ہم نہ تھے راہ پانے والے اگر نہ ہدایت کرتا ہم کو اللہ۔



بارھواں باب

جنت کے ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک کی درمیانی مسافت

لقیط بن عامر ایک وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول جنت اور جہنم کیا ہیں آپ نے ارشاد فرمایا تیرے رب کی قسم جہنم کے سات دروازے ہیں ان میں سے کوئی دو دروازے ایسے نہیں جن کے درمیان ستر سال سوار ہو کر چلنے کی مسافت نہ ہو اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے کوئی دو دروازے ایسے نہیں جن کے درمیان ستر سال سوار ہو کر چلنے کی مسافت نہ ہو آگے تمام حدیث ذکر فرمادی اس سے یہ ظاہر ہے کہ یہ مسافت ایک دروازے سے لے کر دوسرے دروازے تک کے درمیان ہوگی اس لئے کہ مکہ اور بصریٰ کے درمیان کی مسافت ستر سال سے اندازہ کرنے کا احتمال نہیں رکھتا اور اس کو ایک معین دروازے پر بھی محمول کرنا ممکن نہیں کیونکہ حدیث میں "ومامنھن بابان" (کوئی دو دروازے ایسے نہیں) کے الفاظ آئے ہیں۔

واللہ اعلم

OOO

تیرھواں باب

جنت کی جگہ کہاں ہے؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿ولقد رأه نزلة اخری عند سدرة المنتهٰی. عندها جنة الماوی﴾ (سورۃ النجم- ۱۵-۲۳)

اور اس کو اس نے دیکھا ہے اترتے ہوئے ایک بار اور بھی سدرۃ المنتہی کے پاس اس کے پاس ہے بہشت آرام سے رہنے کی۔

یہ بات ثابت ہے کہ سدرۃ المنتہی آسمان کے اوپر ہے اس کا نام سدرۃ المنتہی اس لئے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے جو چیزیں نازل ہوتی ہیں اس کے پاس پہنچتی ہیں تو اس سے لے لی جاتی ہیں اور جو اللہ کی طرف چڑھتی ہیں تو اس کے پاس پہنچ کر لے لی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وفي السماء رزقكم وماتوعدون. (سورۃ الزاریات ۲۲)

اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ کیا گیا۔

ابن ابی نجیح نے مجاہد ﷺ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد جنت ہے دوسرے لوگوں نے بھی اس سے یہی نقل کیا ہے ابن منذر نے اپنی تفسیر میں اور دوسروں نے بھی مجاہد سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد جنت اور جہنم ہیں لیکن یہ مزید تفسیر کی طرف محتاج ہے کیونکہ جہنم تو آسمان میں نہیں اسفل السافلین میں ہے بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو ابن ابی نجیح نے مجاہد سے نقل کیا ہے۔ (یعنی صرف جنت) ابو صالح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ خیر اور شر دونوں آسمان سے آتے ہیں اس تفسیر کے مطابق مطلب یہ ہوگا کہ جنت اور جہنم کے اسباب تقدیر الٰہی سے آسمان میں ثابت ہیں۔

بشر بن شغاف فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے سنا فرما رہے تھے کہ اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ عزتمند ابوالقاسم علیہ السلام ہیں اور جنت آسمان میں ہے

ابو نعیم نے بھی اس سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنت ساتویں آسمان کے اوپر ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جہاں چاہیں گے وہاں رکھدیں گے اور جہنم ساتویں زمین میں ہے اور ابن عباس کی دوسری روایت میں ہے کہ جنت چوتھے آسمان پر ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جہاں چاہیں گے وہاں کر دیں گے اور جہنم ساتویں زمین میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جہاں چاہیں گے وہاں رکھدیں گے۔

مجاہد ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جنت کہاں ہے؟ تو فرمانے لگے کہ سات آسمانوں کے اوپر ہے پھر میں نے عرض کیا جہنم کہاں ہے تو فرمایا کہ تہ بہ تہ سات سمندروں کے نیچے ہے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنت سورج کی پٹی ہوئی شعاعوں سے لٹک رہی ہے ہر سال ایک مرتبہ پھیلتی ہے اور مومنوں کی روحیں زرازیر کی طرح ہوں گی (زرازیر زرزور کی جمع ہے چڑیا سے بڑا ایک پرندہ بعض بالکل کالا ہوتا ہے اور بعض چتکبرا) ایک دوسرے کو پہچانیں گی اور جنت کے پھلوں سے ان کو رزق دیا جائے گا اس حدیث سے اس کلام میں اور پہلے والے کلام میں تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن اس میں تعارض نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس جنت کو جو سورج کی شعاعوں سے معلق ہے ہر سال ایک مرتبہ نباتات میوؤں اور پھلوں کی انواع سے پیدا فرماتے ہیں اس عظیم جنت کی یاد میں اور اس کے لئے نشانی کے طور پر ورنہ وہ جنت جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے سورج کی شعاعوں سے معلق نہیں وہ تو سورج کے اوپر اور بہت بڑی ہے صحیحین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ وہ نہایت بلندی میں ہے واللہ اعلم۔

یہ حدیث دو قسم کے الفاظ سے مروی ہے۔ (۱) ایک تو یہی جو گزر چکی (۲) جنت میں سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان اللہ

تعالیٰ نے اس کو ان مجاہدین کے لئے تیار فرمایا ہے جو اس کے راستے میں جہاد کرتے ہیں ہمارے شیخ حدیث کے اس قسم کے الفاظ کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ حدیث اس کے منافی نہیں کہ جنت میں اس سے زیادہ درجات نہ ہو اس کی مثال وہ حدیث صحیح ہے جس میں وارد ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے ننانوے (صفاتی) نام ہیں جس نے اس کا احاطہ کیا تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا یعنی تمام ناموں میں سے اس قدر تو دونوں جگہوں میں کلام ایک ہی جملہ ہو گا اور اس کی صحت پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام جنت کے سب سے اوپر والے درجے میں ہو گا جس سے بالا کوئی درجہ نہیں ہو گا یہ سو درجے تو ان کی امت جہاد سے حاصل کرے گی جنت کا بالائی حصہ کشادہ اور درمیان گنبد دار ہے یہی درمیان جنت فردوس ہے جس کی چھت عرش ہے جیسے کہ حدیث صحیح میں ہے نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب تم اللہ سے دعا مانگو تو جنت فردوس کی دعاء مانگو اس لئے کہ وہ جنت کا درمیانی اور بالائی حصہ ہے جس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔

اگر کوئی (بطور اعتراض) کہے کہ جنت تو ساری کی ساری عرش کے نیچے ہے اور عرش اس کی چھت ہے اس لئے کہ کرسی اتنی بڑی ہے کہ آسمان اور زمین اس میں سما سکتے ہیں اور عرش تو کرسی سے بہت بڑا ہے تو جواب میں کہا جائے گا کہ جب فردوس دوسری جنتوں کی نسبت عرش کے زیادہ قریب ہے کہ عرش کے علاوہ اس کے اوپر کوئی جنت نہیں ہے تو عرش ہی اس کی چھت بنی نہ کہ دوسری جنتوں کی اور اس جنت کی نہایت ہی کشادگی اور بلندی کی وجہ سے اس کی طرف چڑھنا ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف بتدریج آہستہ آہستہ ہو گا درجے ایک دوسرے کے اوپر ہوں گے جیسے کہ قاری قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور درجات جنت پر چڑھتا جا آپ کا ٹھکانا وہاں ہے جہاں آپ آخری آیت پڑھیں گے اس کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ اس کا ٹھکانا بالکل آخری آیت کے پاس ہو گا جو اس نے حفظ کی تھی دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کے محفوظ تلاوت میں سے آخری آیت کے پاس اس کا مقام ہے۔ واللہ اعلم

OOO

چودھواں باب

جنت کی چابی

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لاالہ الااللہ" کی گواہی دینا جنت کی چابی ہے امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا "لاالہ الااللہ" جنت کی چابی نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں لیکن ہر چابی کے دانت ہوتے ہیں اگر آپ ایسے چابی لے کر آئیں گے جس کے دندانے ہوں تو آپ کے لئے دروازہ کھول لیا جائے ورنہ نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے سوال کیا اے اللہ کے رسول جنت کی چابی کیا ہے آپ نے فرمایا "لاالہ الااللہ" یزید بن سخبرہ فرماتے ہیں کہ تلواریں جنت کی چابیاں ہیں۔

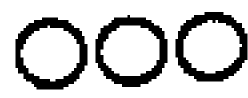
حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں آپ کو جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ نہ بتاؤں میں نے عرض کیا کیوں نہیں ضرور بتائے فرمایا۔ "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" جنت کا دروازہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر مطلوب کی ایک چابی مقرر کی ہے جس سے وہ کھولا جاتا ہے چنانچہ وضو کو نماز کی چابی مقرر فرمایا جیسے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

مِفۡتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّهُوۡر وضو نماز کی چابی ہے

حج کی چابی احرام ہے' نیکی کی چابی سچ ہے جنت کی چابی توحید ہے علم کی چابی اچھا سوال اور اچھی طرح غور سے کان لگا کر سننا ہے نصرت اور کامیابی کی چابی صبر ہے اور مزید ملنے کی چابی شکر ہے ولایت کی چابی محبت اور ذکر ہے فلاح کی چابی تقویٰ ہے' توفیق ملنے کی چابی رغبت اور ڈر ہے قبولیت کی چابی مانگنا ہے آخرت میں رغبت کی چابی دنیا میں زہد اختیار کرنا ہے۔ ایمان کی چابی ان چیزوں میں غور و فکر کرنا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو غور و فکر کرنے کی

دعوت دی ہے اللہ تعالیٰ کے پاس قریب ہونے کی چابی اس کے ساتھ اپنے دل کو اسی کے لئے تابعدار اور سالم رکھنا اور کسی کام کرنے یا چھوڑنے اور محبت رکھنے اور بغض رکھنے میں اس کی رضامندی سامنے رکھنا ہے اور حیاۃ قلب کی چابی قرآن میں تدبر اور سحری کے وقت گڑگڑانا اور گناہوں کا چھوڑنا ہے رحمت اور احسان کی چابی خالق کی عبادت اور اس کے بندوں کی نفع رسانی میں ہے رزق کی چابی تقویٰ اور استغفار کے ساتھ کوشش کرنا ہے عزت کی چابی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے آخرت کے لئے تیاری کی چابی امید کا گھٹانا ہے اور ہر بھلائی کی چابی اللہ اور دار آخرت میں رغبت ہے اور ہر برائی کی چابی دنیا کی محبت اور لمبی امید ہے خیر اور شر کی چابیوں کی پہچان علم کے ابواب میں عظیم اور نافع ترین باب ہے۔ اس کی معرفت اور رعایت کی توفیق اسی کو ملتی ہے جو بڑا ہی خوش نصیب ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر خیر اور شر کے لئے ایک چابی اور ایک دروازہ مقرر فرمایا ہے جس سے آدمی شر میں داخل ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شرک' و تکبر اور پیغمبروں کے لائے ہوئے احکامات سے اعراض اور اس کے ذکر سے غفلت کو جہنم کی چابی بتایا ہے اور جیسے کہ شراب کو ہر برائی کی چابی قرار دیا غنی کو زنا کی چابی اور بدنظری کو عشق کی چابی' سستی اور آرام کو ناامیدی اور محرومیت کی چابی اور معاصی کو کفر کی چابی اور جھوٹ کو منافقت کی چابی حرص اور کینہ کو بخل کی چابی قطع رحمی اور ناحق مال لینے اور رسول اللہ کے لائے ہوئے احکامات سے پہلوتہی کو ہر بدعت اور گمراہی کی چابی قرار دیا۔

ان امور کی وہی شخص تصدیق کرے گا جس میں بصیرت اور عقل سلیم ہو جس سے وہ اپنی بھلائی اور برائی کو جانتا ہو اس لئے ہر بندے کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ ان چابیوں کے پہچاننے میں توجہ سے کام لے اللہ ہی توفیق دینے والے اور انصاف کرنے والے ہیں اسی کے لئے بادشاہی اور تعریف نعمت اور فضل ہے اس سے نہیں پوچھا جائے گا جو کچھ وہ کرتا ہے اور لوگوں سے پوچھا جائے گا۔



پندرھواں باب

جنت کی مہراور رکھلے ہوئے شاہی فرمان کا بیان جو موت اور جنت میں داخل ہوتے وقت اہل جنت کے لئے لگائی جائے گی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

كَلاَّ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِىْ عِلِّيِّيْنَ ، وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّوْنَ . كِتَابٌ مَّرْقُوْمٌ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ. (سورة المطففين)

ہرگز نہیں بیشک اعمالنامہ نیکوں کا علیین میں ہے اور تجھ کو کیا خبر علیین کیا ہے علیین ایک دفتر ہے لکھا ہوا اس کو دیکھتے ہیں نزدیک والے یعنی فرشتے۔

اللہ تعالیٰ نے کتاب الابرار (نیک لوگوں کے اعمالناموں) کے بارے میں اس لئے خبردی تاکہ یہ بات ثابت ہوجائے کہ وہ حقیقی طور پر لکھی ہوئی ہوگی پھراللہ تعالیٰ نے "کتاب الابرار" (نیک لوگوں کے اعمال ناموں) کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کہ ان لوگوں کے پاس مقربین یعنی انبیاء فرشتے اور مومنین میں سے سرداروں کے ہاں حاضری کا شرف حاصل ہوگا اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ نے کتاب الفجار (گناہگاروں کے اعمالناموں) کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ تاکہ کتاب الابرار (نیکوں کے اعمالناموں) کی عظمت ظاہر ہوجائے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بہت معزز اوران کی خاص مخلوق ہیں جیسے کہ بادشاہوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ جن امراء (یعنی مملکت کے خاص لوگوں) کی تعظیم کرتے ہیں توان کی شرافت کے اظہار کے لئے مہر (خاص اجازت نامہ) لکھ لیتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرشتوں کی طرف سے ایک خاص رحمت اور اپنے بندے پر ایک انعام ہوگا۔

﴿عن البراء بن عازب قال. خرجنا مع براء بن عازب ﷺ سے روایت ہے کہتے

رسول الله صلى الله عليه وسلم الي جنازة فجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم على القبر وجلسنا حوله كأن على رؤسنا الطير وهو يلحدله. فقال. اعوذ با الله من عذاب القبر. ثلاث مرات، ثم قال ان المئومن اذا كان في اقبالٍ من الاخرة و انقطاع من الدنيا، تنزلت اليه الملائكة كأن على وجوههم الشمس مع كل واحدمنهم حنوط و كفن فجلسوا منه مدبصره ثم يجيئ ملك الموت، حتى يجلس عند رأسه فيقول : أيتها النفس المطئنة اخرجى الي مغفرة من الله و رضوان، قال فتخرج تسيل كما تسيل القطرة من في السقاء، فيأخذها، فاذا اخذها لم يدعوها في يده طرفة عين حتى يأخذوها فيجعلوها في ذالك الكفن، وذالك الحنوط، ويخرج منها كأطيب نفحة مسك وجدت على الأرض، قال. فيصعدون بها فلا يمرون بها (يعني على ملامن الملائكة) الا قالوا ماهذا الروح الطيب؟ فيقولون فلان ابن فلان بأحسن أسمائه التي كانوايسمونه بها

ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ایک انصاری) کے جنازے کی طرف نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے گرد بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں اس وقت اس کے لئے لحد کھودی جا رہی تھی آپ نے تین بار ارشاد فرمایا میں عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں پھر فرمایا مومن بندہ جس وقت دنیا کے منقطع ہونے اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے میں ہوتا ہے تو آسمان سے روشن چہروں والے فرشتے اس کی طرف آتے ہیں ان کے چہرے آفتاب کی طرح روشن ہوتے ہیں ان کے پاس جنت کے کفن ہوتے ہیں اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ اس کے سامنے اس قدر فاصلہ پر بیٹھتے ہیں جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے پھر ملک الموت علیہ السلام آکر اس کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے پس کہتا ہے اے پاک جان اللہ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف نکل: فرمایا پس جان اس طرح نکلتی ہے جس طرح مشک سے پانی کا قطرہ بہہ جاتا ہے اس کو وہ پکڑ لیتا ہے جس وقت وہ پکڑتا ہے دوسرے فرشتے آنکھ جھپکنے میں اسے اپنے ہاتھوں میں

في الدنيا، حتى ينتهوا به الي السماء الدنيا، فيستفتحون له فيفتح لهم، وليشيعه من كل سماءٍ مقربوها الي السماء التي تليها، حتى ينتهي بها الي السماء التي فيها الله عزوجل، فيقول الله عزوجل اكتبو كتاب عبدی في عليين واعيدوه الي الأرض، فاني منها خلقتهم، وفيها أعيدهم ومنها أخرجهم تارة اخرى. قال:

فتعاد روحه في جسده ويأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له من ربك فيقول: هاه هاه ما هذا الرجل بعث فيكم. فيقول: هاه هاه لا ادری فينادی مناد من السماء ان كذب عبدی فافشوه في النار، وافتحوا له باباً الي النار فيأتيه من حرها و سمومها، ويضيق عليه قبره حتى تختلف اضلاعه، ويأتيه رجل قبيح الوجه قبيح الثياب، منتن الريح فيقول له: أبشر بالذی ليسوؤك هذا يومك الذی كنت توعد. فيقول، من

ہاتھوں میں لے لیتے ہیں اور اس کفن میں اسے داخل کردیتے ہیں اور اس خوشبو میں اسے لپیٹ دیتے ہیں اس سے نہایت عمدہ مشک جو زمین میں پایا جاتا ہے ایسی خوشبو مہکتی ہے وہ اسے لے کر چڑھتے ہیں فرشتوں کی کسی جماعت کے پاس نہیں گزرتے مگر وہ کہتے ہیں کہ یہ روح کیسی پاکیزہ ہے وہ کہتے ہیں یہ فلاں بن فلاں ہے اس کا وہ بہترین نام لیتے ہیں جس کے ساتھ دنیا میں پکارا جاتا تھا یہاں تک کہ اس کو لے کر آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں اس کے لئے دروازہ کھلواتے ہیں اس کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے ہر آسمان سے مقرب فرشتے اوپر کے آسمان تک اس کے ساتھ چلتے ہیں یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک اس کو پہنچایا جاتا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے میرے بندے کا اعمال نامہ علیین میں لکھ دو اور اس کو زمین میں لوٹا دو کیونکہ میں نے اس کو اس سے پیدا کیا اسی میں ان کو لوٹاؤں گا اور اسی سے دوسری بار ان کو نکالوں گا فرمایا کہ اس کی روح اس کے جسم میں دوبارہ لوٹا دی جاتی ہے دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اس کو بٹھاتے ہیں اس کو کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا

ويأتيه رجل حسن الوجه حسن
الثياب طيب الريح فيقول أبشر بالذى
يسرك هذا يومك الذى كنت توعد
فيقول له من أنت فوجهك الذى يجيئ
بالخير؟ فيقول أنا عملك الصالح،
فيقول رب أقم الساعة، رب أقم
الساعة حتي ارجع الي اهلي ومالي قال

وان العبد الكافر اذا كان في انقطاع
من الاخرة واقبال على الدنيا، تتنزل
اليه من السماء ملائكة سود الوجوه
معهم المسوح فيجلسون منه
مدالبصر، ثم يجيئ ملك الموت حتي
يجلس عند رأسه فيقول. ايتها النفس
الخبيثة، اخرجى الى سخط من الله
وغضب "قال" فتفرق في جسده
فتنزعها كما ينتزع السفود من
الصوف المبلول فيأخذها فاذا لم
يدعوها في يده طرفة عين حتي يجعلوها
في تلك المسوح ويخرج منها كانتن
ريح جيفة وجدت على وجه الأرض
فيصعدون بها فلايمرون بها على
ملأمن الملائكة الا قالوا ما هذا
الروح الخبيث؟ فيقولون. فلان ابن

رب اللہ ہے وہ اسے کہتے ہیں تیرا دین کیا
ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر کہتے
ہیں یہ شخص جو تم میں مبعوث ہوا ہے کون
ہے وہ کہتا ہے وہ اللہ کے رسول ہیں وہ کہتے
ہیں ان باتوں کا تجھے کس طرح علم ہوا وہ کہتا
ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان
لایا اور میں نے اس کی تصدیق کی فرمایا پس
آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے میرے
بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا بچھونا
بچھاؤ اور جنت کا لباس پہناؤ اور جنت کی
طرف دروازہ کھول دو فرمایا حضرت نے کہ
اس کے پاس جنت کی ہوائیں اور خوشبو آتی
ہے اور انتہائے نظر اس کے لئے قبر کشادہ
کردی جاتی ہے فرمایا اور ایک خوبصورت
اچھے کپڑوں والا آدمی جس سے خوشبو مہکتی
ہے اس کے پاس آتا ہے وہ کہتا ہے تجھ کو
خوشخبری ہو اس چیز کے ساتھ جو تجھ کو خوش
کرے اس دن کا تو وعدہ دیا گیا تھا میت اسے
کہتی ہے تو کون ہے تیرا چہرہ بھلائی لاتا ہے وہ
کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں کہتا ہے کہ اے
میرے رب قیامت قائم کر تا کہ میں اپنے
اہل اور مال کی طرف لوٹ جاؤں۔
پھر فرمایا اور کافر آدمی جس وقت آخرت کے

فلان باقبح اسمائه التي يسمى بها في
الدنيا حتى ينتهى الي سماء الدنيا
فيستفتح له فلا يفتح له.
ثم قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم
"لاتفتح لهم ابواب السماء
ولا يدخلون الجنة حتى يلج الجمل في
سم الخياط﴾ (سورة الاعراف ٤٠)
فيقول الله عزوجل اكتبوا كتابه في
سجين في الأرض السفلى وتطرح
روحه طرحا.
ثم قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم.
ومن يشرك با الله فكانما خر من السماء
فتخطفه الطير أو تهوى به الريح في
مكان سحيق. (سورة الحج ۳۱)
فيعاد روحه في جسده ويأتيه ملكان
فيجلسانه فيقولان له من ربك؟ فيقول
هاه هاه لا ادرى فينادى مناد من
السماء ان كذب عبدى فافشوه في
النار، وافتحوا له بابا الي النار فيأتيه من
حرها وسموها، ويضيق عليه قبره حتى
تختلف اضلاعه، ويأتيه رجل قبيح
الوجه قبيح الثياب، منتن الريح فيقول
له: أبشر بالذى يسوك هذا يومك

انقطاع اور دنیا کی طرف متوجہ ہونے میں
ہوتا ہے سیاہ چہرے والے فرشتے اس کی طرف
اترتے ہیں ان کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں نگاہ
پہنچنے کے فاصلہ پر آکر بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک
الموت آ جاتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ
جاتا ہے کہتا ہے اے خبیث جان نکل اللہ کی
ناراضگی اور غضب کی طرف وہ جسم میں
پراگندہ ہو جاتی ہے وہ کھینچتا ہے اس سے جس
طرح آنکڑہ ترشول سے کھینچا جاتا ہے اس کو
پکڑ لیتا ہے جس وقت وہ اس کو پکڑتا ہے
فرشتے آنکھ جھپکنے میں اس سے لے لیتے ہیں
اور اس ٹاٹ میں بند کر دیتے ہیں اور اس
مردار سے بڑھ کر بدبو اس سے نکلتی ہے جو
روئے زمین پر پایا جائے اس کو لے کر چڑھتے
ہیں فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے
گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ خبیث روح کس کی
ہے وہ کہتے ہیں فلاں ابن فلاں ہے اس کا
نہایت برا نام لیتے ہیں جس کے ساتھ دنیا میں
اس کا نام رکھا جاتا تھا یہاں تک کہ اس کو
آسمان دنیا پر لے جاتے ہیں اس کا دروازہ
کھلوایا جاتا ہے تو اس کے لئے نہیں کھولا جاتا پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت
پڑھی (ترجمہ) ان کے لئے آسمان کے

الذی کنت توعد. فیقول، من

أنت فوجهك الوجه الذی یجیئی

بالشر

فیقول أنا عملك الخبیث فیقول یا

رب لاتقم الساعة . رواه ابو داؤد

بنحوه فهذا التوقیع والمنشور الاول.

دروازے نہیں کھولے جاتے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو۔ اللہ عزو جل فرماتا ہے اس کا نامہ اعمال سجین میں لکھ دو جو کہ زمین کے نیچے ہے اور اس کی روح پھینک دی جاتی ہے پھر آپ نے آیت پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے) اور جو شخص شرک کرے اللہ کے ساتھ پس گویا کہ وہ گر پڑا آسمان سے پس اچک لیتے ہیں اس کو پرندے یا پھینک دیتی ہے اس کو ہوا دور کے مکان میں۔ پس اس کے جسم میں روح لوٹا دی جاتی ہے اور دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اس کو بٹھاتے ہیں پھر کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہاہا میں نہیں جانتا پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے ہاہا میں نہیں جانتا پھر کہتے ہیں یہ شخص کون ہے جو تم میں بھیجا گیا ہے پس کہتا ہے ہا ہا میں نہیں جانتا تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے اس نے جھوٹ بولا اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کی طرف دروازہ کھولو اس کی گرمی اور گرم ہوا آتی ہے اس کی قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر ادھر نکل آتی ہیں اس کے پاس ایک شخص بدشکل نہایت برے

بدبودار کپڑے پہنے آتا ہے کہتا ہے تجھے وہ چیز مبارک جس کو تو برا سمجھتا تھا یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ تھا وہ کہتا ہے تو کون ہے؟ تیرا چہرہ برائی لایا ہے تو وہ کہتا ہے میں تیرا بدعمل ہوں وہ کہتا ہے اے میرے پروردگار قیامت قائم نہ کر۔

فصل

یہ تو پہلا شاہی فرمان تھا دوسرے شاہی فرمان کے متعلق طبرانی نے سلمان فارسی ﷺ کی حدیث نقل کی ہے کہ۔

عن سلمان الفارسی ﷺ "**ان النبي** صلی الله علیه وسلم. قال لایدخل الجنة احدٌ الا بجواز بسم الله الرحمن الرحیم. هذا کتاب من الله لفلان ابن **فلان** ادخلو. جنة عالیة **قطوفها** دانیة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں کوئی شخص اس اجازت نامے (جنت کے ٹکٹ) کے بغیر داخل نہیں ہوگا (جس کا مضمون یوں ہوگا) اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والے مہربان ہیں یہ فلان فلان کے بیٹے کے لئے اللہ کی طرف سے اجازت نامہ ہے کہ اس کو اونچے باغ (جنت) میں داخل کر دو جس کے میوے جھکے پڑے ہیں۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث میں اس طرح وارد ہے

ترجمہ

عن سلمان الفارسی ان النبي صلی الله علیه وسلم قال یعطی المؤمن جوازٌ علی الصراط

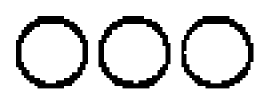
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پل صراط پر مومن کو (جنت کا) ٹکٹ دیا جائے گا (جس پر مکتوب ہوگا) بسم اللہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ھذا کتاب من اللّٰہ العزیز الحکیم لفلان ابن فلان ادخلوہ جنۃ عالیۃ قطوفھا دانیہ۔

الرحمٰن الرحیم یہ اللہ غالب اور حکمت والے کی طرف سے فلاں فلاں کے بیٹے کے لئے جنت کا ٹکٹ ہے کہ اس کو اونچے باغ میں داخل کرو جس کے میوے جھکے پڑے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ جس دن دو مٹھیوں میں لوگوں کو تقسیم کیا گیا تھا تو جو مومن دائیں ہاتھ کی مٹھی میں پڑا تھا پھر وہ روح ڈالنے کے دن جنتی لکھا جاتا ہے پھر موت کے وقت جنتیوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے اس کے بعد قیامت میں اس کو یہ شاہی اجازت نامہ دیا جائے گا۔

فاللہ المستعان



سولھواں باب

جنت کا صرف ایک ہی راستہ ہے

اس بات پر تمام پیغمبر اول سے لے کر خاتم الانبیاء صلوت اللہ علیہم وسلامہ تک متفق ہیں کہ جنت کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور جہنم کے بہت سارے راستے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کے راستے کے لئے واحد کا صیغہ اور جہنم کے راستوں کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے چنانچہ ارشاد ہے

وان ھٰذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ (سورۃ الانعام ۱۵۳)

اور حکم کیا کہ یہ راہ ہے میری سیدھی سو اس پر چلو اور مت چلو اور راستوں پر کہ وہ تم کو جدا کر دیں گے اللہ کے راستے سے۔

اسی طرح ارشاد ہے

وعلی اللہ قصد السبیل و منھا جآئر (سورۃ النحل ۹)

اور اللہ تک پہنچتی ہے سیدھی راہ اور بعضے راہ کج (ٹیڑھی) بھی ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سمجھانے کے لئے ایک سیدھا خط کھینچ کر فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اس کے دائیں اور بائیں جانب کئی ٹیڑھی لکیریں کھینچیں پھر فرمایا یہ بھی (مختلف) راستے ہیں اور ہر راستے پر شیطان مقرر ہے جو اس کی طرف دعوت دیتا ہے پھر اللہ کے رسول نے یہ مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

اگر کوئی کہے کہ دوسری آیت میں تو اللہ تعالیٰ نے سلامتی کے راستوں کو بھی (صیغہ جمع) سے ذکر کیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے

قد جآءکم من اللہ نورٌ وّکتٰبٌ مبینٌ (سورۃ المائدۃ ۱۶۱۵)

بیشک تمہارے پاس آئی ہے اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب ظاہر کرنیوالی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مختلف راستے ایک ہی راستے میں جمع کئے گئے ہیں جیسے کہ

چھوٹے راستے بڑے شارع عام میں پہنچ کر ختم ہو جاتے ہیں اس سے مراد ایمان کے مختلف شعبے ہیں جس کا مرکز ایمان ہے جیسے کہ ٹہنیوں کا مرکز درخت کا تنہ ہوتا ہے اور یہ راستے اللہ تعالیٰ کے داعی کی دعوت کو قبول کر کے اس کے حکم کی اطاعت اور خبر کی تصدیق کرنے کے راستے ہیں اور جنت کا راستہ صرف یہ ہے کہ اس کی طرف دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کیا جائے۔

بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

عن جابر ﷺ قال "جاءت ملائكة الى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال بعضهم : انه نائم وقال بعضهم العين نائم والقلب يقظان فقالوا ان لصاحبكم هذا مثلًا فاضربوا له مثلًا. فقالوا مثله مثل رجل بنى دارا وجعل مأدبة وبعث داعيا فمن اجاب الداعى دخل الدار وأكل من المأدبة ومن لم يجب الداعى لم يدخل الدار ولم يأكل من المأدبة فقالوا اولوها له يفقهها فقال بعضهم ان العين نائمة والقلب يقظان، الدار الجنة والداعى محمد فمن اطاع محمدًا اطاع الله ومن عصى محمدًا فقد عصى الله، ومحمد فرق بين الناس. (رواة الترمذى)

کہ (کچھ فرشتے) نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اس وقت آئے جب کہ آپ سو رہے تھے فرشتوں نے آپس میں کہا تمہارے اس دوست (نبی کریم علیہ السلام) کے متعلق ایک مثال ہے ان کو اس کی سامنے بیان کرو دوسرے فرشتوں نے کہا وہ تو سوئے ہیں ان میں سے بعض نے کہا بیشک آنکھیں سو رہی ہیں لیکن دل تو جاگ رہا ہے پھر اس نے کہا ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے گھر بنایا اور لوگوں کے کھانا کھانے کے لئے دستر خوان لگایا اور پھر لوگوں کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا لہٰذا جس نے بلانے والے کی بات کو مان لیا وہ گھر میں داخل ہو گا اور کھانا کھائے گا اور جس نے بلانے والے کی بات کو قبول نہ کیا وہ نہ گھر میں داخل ہو گا اور نہ کھانا کھائے گا یہ سن کر فرشتوں نے آپس میں کہا اس کو وضاحت کے ساتھ بیان

کردو تاکہ یہ اسے سمجھ لیں بعض فرشتوں نے کہا وہ تو سوئے ہیں دوسروں نے کہا بیشک آنکھیں سو رہی ہیں لیکن دل تو جاگ رہا ہے اور پھر کہا گھر سے مراد تو جنت ہے اور بلانیوالے سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی اس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔

اس کو ترمذی نے بھی روایت کیا جس کے الفاظ یوں ہیں۔

خرح علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً فقال: انى رأيت في المنام كأن جبريل عند رأسي وميكائيل عند رجلي يقول احدهما لصاحبه: اضرب له مثلًا: فقال اسمع سمع اذنك واعقل عقل قلبك: انما مثلك ومثل امتك كمثل ملك اتخذ داراً ثم بنى فيها بيتاً ثم جعل مائدةً ثم بعث رسولا يدعو الناس الى طعامه فمنهم من أجاب الرسول ومنهم من تركه فالله هوا الملك والدار الاسلام

ایک دن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا جبرئیل میرے سر کے پاس ہے اور میکائیل میرے پاؤں کے پاس ہے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق مثال بیان کرو' پھر اس نے کہا سن اللہ کرے تیرے کان سنیں اور تیرا دل سمجھ لے آپ کی اور آپ کی امت کی مثال اس بادشاہ کی طرح ہے جو گھر بنائے اور پھر (اس میں مخصوص) محل بنائے پھر قاصد کو بھیجے جو

والبيت الجنة وأنت يامحمد الرسول فمن اجابك دخل الاسلام ومن دخل الاسلام دخل الجنة ومن دخل الجنة أكل مافيها

لوگوں کو اس کے کھانے کی طرف بلائے پھر ان میں سے بعض لوگوں نے قاصد کی بات مان لی اور بعضوں نے ترک کر دی پس بادشاہ سے مراد خدا ہیں اور گھر سے مراد اسلام ہے اور آپ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قاصد ہیں پس جو شخص آپ کی بات مان لے گا تو اسلام میں داخل ہو گا اور جو اسلام میں داخل ہو گا تو وہ جنت میں داخل ہو گا اور جو جنت میں داخل ہوا تو اس نے ان کھانوں کو کھایا جو جنت میں ہیں۔

وصح الترمذی

عن عبدالله بن مسعود ﷺ قال صلى رسول الله ﷺ العشاء ثم انصرف فأخذ بيدی حتى خرج بی الى بطحاء مكة فأجلسني ثم خط على خطًا ثم قال: لاتبرحن خطك فأنه سينتهي اليك رجال فلا تكلمهم فانهم لايكلمونك" ثم مضى رسول الله صلى الله عليه وسلم حيث اراد فبينا أنا جالس في خطی اذأتانی رجال

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی نماز سے فارغ ہوئے تو عبداللہ بن مسعود کا (یعنی میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو لے گئے مکہ معظمہ کی کنکریلی زمین میں یعنی بطحاء مکہ وہاں مجھے بٹھایا اور میرے چاروں طرف ایک گول دائرہ کھینچا پھر فرمایا تم اپنے نشان سے باہر نہ نکلنا بلکہ اسی میں رہنا کیونکہ تمہارے پاس کچھ آدمی آئیں گے تم ان سے نہ بولنا وہ بھی تم سے ہرگز نہ بولیں گے پھر حضور ﷺ نے جہاں چاہا تشریف لے گئے میں اپنے نشان کے اندر ہی بیٹھا ہوا تھا کہ

كأنهم الزط أشعارهم أجسامهم أجامهم لا آرى عورة ولا ارى بشرا وينتهون الي لا يجاوزون الخط، ثم يصدرون الي رسول الله صلى الله عليه وسلم حتي اذا كان اخرا لليل لكن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد جاءني وأنا جالس فقال "لقد راني منذا لليلة ثم دخل علي في خطي فتوسد فخذي فرقد." وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رقد نفخ فبينا أنا قاعد ورسول الله صلى الله عليه وسلم متوسد فخذي اذا برجال عليهم ثياب بيضٌ الله أعلم مابهم من الجمال فانتهوا الي فجلس طائفة منهم عند رأس رسول الله صلى الله عليه وسلم وطائفة منهم عند رجليه ثم قالوا ما رأينا عبداً قد اوتي مثل ما اوتي هذا النبي ان عينيه تنامان وقلبه يقظان اضربوا له مثلًا مثل سيد بنى قصراً ثم جعل مأدبة فدعا الناس الي طعامه وشرابه فمن اجابه أكل من طعامه

اتنے میں میرے پاس کچھ آدمی آئے جیسے جات ہوں ان کے بال اور بدن بھی دیہاتیوں جیسے تھے وہ میری طرف آرہے تھے مگر نشان کے باہر ہی رہے اندر نہیں آئے پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے الغرض جب اخیر رات آئی تو وہ لوگ نہیں آئے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت بیٹھا ہوا تھا حضور ﷺ نے فرمایا میں شروع رات سے سویا نہیں ہوں پھر آپ میرے نشان کے اندر تشریف لائے اور میری ران کو تکیہ بنا کر سو گئے اور آپ جب سوتے تھے تو خراٹے لیتے تھے اس اثناء میں کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں خدا جانتا ہے کہ وہ کیسے خوبصورت تھے وہ لوگ میرے پاس آئے ان کا ایک گروہ رسول اللہ کے سر کے پاس بیٹھ گیا اور ایک حضور کے پیروں کے پاس پھر ان لوگوں نے آپس میں کہا ہم لوگوں نے ایک بندہ کو بھی نہیں دیکھا جس کو اتنا ملا ہو جتنا اس پیغمبر کو ملا ہے ان کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن ان کا دل جاگتا رہتا ہے ان کی مثال یوں سمجھو کہ ایک سردار نے ایک محل بنایا پھر اس نے دستر

وشرب من شرابه ومن لم يجبه عاقبه اوقال عذبه ثم ارتفعوا واستيقظ رسول الله صلى الله عليه وسلم عند ذالك فقال: سمعت ماقال هئولاء؟ وهل تدرى من هم؟ قلت الله ورسوله اعلم "قال هم الملائكة ما المثل الذى ضربوه؟ قلت الله ورسوله أعلم "قال الرحمن بنى الجنة دعا اليها عباده فمن أجابه دخل الجنة ومن لم يجبه عذبه.

خوان چنا پھر لوگوں کو بلایا کہ میرے کھانے کی چیزیں آکر کھاؤ اور پینے کی چیزیں آکر پیو سو جس نے اس کی دعوت قبول کی اس نے اس کے دستر خوان پر کھانے کی چیز کھائی اور پینے کی چیز پی لی اور جس نے دعوت قبول نہیں کی تو سردار نے اس کو سزا دی یہ کہنے کے بعد وہ سفید پوش آدمی اوپر چلے گئے اور رسول اللہ جاگ اٹھے اور فرمایا تم نے ان لوگوں کی باتیں سنی آپ جانتے ہیں کہ یہ کون تھے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں آپ نے فرمایا ان لوگوں نے جو مثال دی وہ یہ ہے کہ رحمٰن نے بہشت بنائی اور اپنے بندوں کو اس کی طرف بلایا جس نے اس کی دعوت قبول کی وہ بہشت میں داخل ہوا اور جس نے دعوت قبول نہ کی اس کو عذاب دیا۔

○○○

سترھواں باب

جنت کے درجات کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون فی سبیل اللہ باموالهم وانفسهم فضل اللہ المجاهدین باموالهم وانفسهم علی القاعدین درجة وکلا وعداللہ الحسنی وفضل اللہ المجاهدین علی القاعدین اجراً عظیماً. درجات منه ومغفرة ورحمة وکان اللہ غفوراً رحیماً. (سورۃ النساء ۹۵-۹۶)

برابر نہیں بیٹھ رہنے والے مسلمان جن کو کوئی عذر نہیں اور وہ مسلمان جو لڑنیوالے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے اللہ نے بڑھادیا لڑنے والوں کا اپنے مال اور جان سے بیٹھ رہنے والوں پر درجہ اور ہر ایک سے وعدہ کیا اللہ نے بھلائی کا اور زیادہ کیا اللہ نے لڑنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں سے اجر عظیم

ابن جریر ﷺ اس آیت کے تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ ستر درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان ایک عمدہ اور دبلا بہترین گھوڑے کی رفتار سے ستر سال کی مسافت ہے اور عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ آیت "لھم درجات عند ربھم" کی تفسیر میں فرماتے ہیں یہ لوگ درجات کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہوں گے ہر ایک اپنے ہی درجے کی فضیلت کو دیکھے گا نہ اپنے سے نیچے درجے والے کو دیکھ سکے گا اور نہ اس کو یہ معلوم ہو گا کہ لوگوں میں سے کسی ایک کو اس پر فضیلت حاصل ہے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں پہلے ایک درجے سے فضیلت بیان کی اور پھر کئی درجوں سے یہ اس لئے کہ ایک درجے کی فضیلت مجاہد اور جہاد سے بیٹھے ہوئے معذور کے درمیان ہے اور کئی درجوں سے فضیلت مجاہد اور بلاعذر جہاد سے بیٹھنے والے شخص کے درمیان ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

افمن اتبع رضوان الله كمن بآء بسخط من الله ومأواه جهنم وبئس المصير. هم درجات عندالله والله بصير بما يعملون.

(سورة آل عمران ۱٦۲-۱٦۳)

کیاایک شخص جو تابع ہے اللہ کی مرضی کا برابر ہو سکتا ہے اس کے جس نے کمایا غصہ اللہ کا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پہنچا لوگوں کے مختلف درجے ہیں اللہ کے ہاں اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ کرتے ہیں۔

اور ارشاد ہے

انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم واذا تليت عليهم آياته زادتهم ايمانا وعلى ربهم يتوكلون. والذين يقيمون الصلوة ومما رزقنهم ينفقون. اولئك هم المؤمنون حقا لهم درجات عند ربهم ومغفرة ورزق كريم.

(سورة الأنفال ۲-٤)

ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں ان کے دل اور جب پڑھا جائے ان پر اس کا کلام تو زیادہ ہوجاتا ہے اس کا ایمان وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں وہ لوگ جو کہ قائم کرتے ہیں نماز کو اور ہم نے جو ان کو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں وہی ہیں سچے ایمان والے ان کے درجے ہیں اپنے رب کے پاس اور معافی اور روزی عزت کی۔

وفي الصحيحين عن ابى سعيد ن الخدرى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان اهل الجنة ليترآءون اهل الغرف من فوقهم كما يتراءون الكوكب الدرى الغابر من الأفق من المشرق أو المغرب لتفاضل مابينهم:

حضرت ابی سعید ﷛ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جنتی اپنے سے اوپر کے بالاخانے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم اس روشن ستارہ کو دیکھتے ہو جو طلوع اور غروب کے وقت آسمان کے افق میں ہوتا ہے اور یہ بالا خانے بزرگی اور فرق مراتب کے سبب سے ہوں گے جو جنتیوں

قالوا یارسول اللہ، تلک منازل الانبیاء لایبلغھا غیرھم؟ قال بلی والذی نفسی بیدہ رجال آمنوا باللہ وصدقوا المرسلین۔

کے درمیان پایا جائے گا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ بالا خانے انبیاء کے مکانات ہوں گے؟ اور انبیاء کے سوا ان میں کوئی نہ جا سکے گا آپ نے فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ان میں وہ لوگ جا سکیں گے جو خدا پر ایمان لائے اور پیغمبروں کی تصدیق کی۔

افق کے بارے میں بخاری کے الفاظ زیادہ واضح ہیں اور غابر کا معنی قریب الغروب تارے کے ہیں دوسرے تاروں کو جو کہ سروں کے اوپر ہوتے ہیں چھوڑ کر اس کے ساتھ تشبیہ اور مثال دینے میں دو فائدے ہیں ایک تو نگاہوں سے دور ہونے کی وجہ سے' دوسرا فائدہ اس کا یہ ہے جنت کے درجات ایک دوسرے سے اعلیٰ ہیں اگرچہ اوپر والا درجہ نیچے والے سے بلندی میں نہیں ہو گا جیسے کہ باغات ہیں یا پہاڑ کی چوٹی سے لے کر اس کے دامن تک اونچائی اترائی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

اسی طرح صحیحین میں حضرت سہل بن سعد ﷺ سے روایت ہے۔

عن سھل بن سعد ﷺ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال. ان أھل الجنة لیتراءون اھل الغرفة في الجنة کماترون الکوکب في افق السماء.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی اپنے سے اوپر بالا خانے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے کہ تم آسمان کے کنارے ستارہ دیکھتے ہو۔

امام احمد ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

عن ابی ھریرۃ ﷺ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : ان اھل الجنة لیتراؤن في الجنة کماتراءون أوترون

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی اپنے اوپر کے بالا خانے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسا کہ تم ایک دوسرے کو دیکھتے ہو یا جیسا کہ تم اس

الکوکب الدری الغارب في الافق الطالع في تفاضل الدرجات قالوا یارسول الله اولئك النبیون؟ قال بلٰی، والذی نفسی بیده واقوام أمنوا با الله رصدقوا المرسلین.

روشن ستارہ کو دیکھتے ہو جو طلوع اور غروب کے وقت آسمان کے افق میں ہوتا ہے درجات کا تفاضل فرق مراتب کے سبب ہوگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بالا خانوں والے انبیاء ہوں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان میں وہ لوگ جاسکیں گے جو خدا پر ایمان لائے اور پیغمبروں کی تصدیق کی۔

اس حدیث میں (غارب) کالفظ اور ابو سعید خدری کی حدیث میں (غابر) کالفظ آیا ہے اور لفظ (الطالع) تارے (کوکب) کی صفت ہے "ایک صفت غروب ہونے اور دوسری طلوع ہونے کے اعتبار سے ہے۔

اس معنی پر ایک دوسری حدیث صراحۃ" دلالت کر رہی ہے جو ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے۔

عن أبی هریرة ﷺ عن النبي صلى الله علیه وسلم قال : ان اهل الجنة لیتراءون في الغرف كما یری الكوكبُ الشرقی والكوكب الغربی في الأفق في تفاضل الدرجات قالوا یارسول الله اولئك النبیون. قال: بلی والذی نفسی بیده واقوام آمنوا باالله وصدقوا المرسلین.

ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی اپنے اوپر کے بالا خانے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسا کہ روشن ستارہ طلوع اور غروب کے وقت آسمان کے کنارے دکھائی دیتا ہے یہ جنتیوں کے درجات میں فرق کی وجہ سے ہوگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ درجوں والے انبیاء ہوں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری

جان ہے ان میں وہ لوگ جا سکیں گے جو خدا پر ایمان لائے اور پیغمبروں کی تصدیق کی۔

(۱) مسند میں ابو سعید خدری کی روایت ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان المتحابین لترى غرفهم في الجنة كالكوكب الطالع الشرقي أو الغربي فيقال من من هولاء؟ فيقال: هولاء المتحابون في الله عزوجل.

ابو سعید خدری ﷺ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے آپس میں محبت رکھنے والے جنت میں ایک دوسرے کے بالاخانوں کو طلوع اور غروب کے وقت روشن ستارے کی طرح دیکھیں گے آپ سے پوچھا گیا یہ کون لوگ ہوں گے آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔

(۲) اسی طرح مسند میں بھی حضرت ابو سعید ﷺ کی حدیث ہے۔

عن ابی سعیلن الخدری عن النبي صلى الله علیه وسلم قال: ان في الجنة مأنة درجة ولوان العالمين اجتمعوا في احداهن وسعتهم.

ابو سعید خدری ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں اگر تمام عالم کے لوگ ایک درجے میں جمع ہو جائیں تو ان کے لئے کافی ہو گا۔

(۳) مسند میں حضرت ابو سعید خدری کی روایت ہے

عن ابی سعید قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم يقال لصاحب القرآن اذا دخل الجنة. اقرأ واصعد فيقرأ ويصعد بكل آية درجة حتى يقرأ آخر شيء معه.

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) صاحب قرآن سے کہا جائے گا جب وہ جنت میں داخل ہو گا پڑھتا جا اور چڑھتا جا۔

چنانچہ وہ پڑے گا اور چڑھے گا ہر آیت پر
ایک درجہ ملے گا یہاں تک کہ اس کا مقام
آخری آیت پر ہو گا جو وہ پڑھے گا۔

یہ حدیث اس بات پر صراحتاً" دلالت کرتی ہے کہ جنت کے درجے سو سے زیادہ ہیں اور ابو ہریرہ ﷺ کی حدیث میں جو آیا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اتنی مسافت ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو جنت الفردوس کی دعاء مانگا کرو کیونکہ یہ جنت کا درمیان ہے اور اعلیٰ ترین مقام ہے جس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور اس سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں تو اس حدیث میں سو درجوں سے مراد تمام درجوں میں سے سو ہیں یا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سو درجے اس کے انتہائی درجے ہیں اور ہر درجے کے ضمن میں اس سے کم ایک اور درجہ ہے۔

اس معنی (یعنی جنت کے درجے سو سے اوپر ہیں) پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

عن معاذ بن جبل قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من صلى هولاء الصلوات الخمس وصام شهر رمضان كان حقا على الله ان يغفرله هاجر او قعد حيث ولدته امه قلت يارسول الله الأ اخرج فأوذن الناس؟ قال لا ذر الناس يعملون وان في الجنة مائه درجة بين كل درجتين منها مثل مابين السمآء والأرض واعلى درجة منها الفردوس وعليها يكون العرش

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص ان پانچ نمازوں کو پڑھے اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ پر اس کی بخشش حق ہے۔ ہجرت کرے یا وہیں بیٹھا رہے جہاں اس کو اس کی ماں نے جنا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں نکل کر لوگوں میں اس کا اعلان نہ کر دوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا لوگوں کو عمل کرنے دو بیشک جنت میں

وھی اوسط شئی في الجنة و منھا تفجرا أنھار الجنة واذا سألتم الله فسلوه الردوس (رواه الترمذی)

سو درجے ہیں ہردو درجوں کے درمیان فاصلہ ہے جس قدر زمین اور آسمان کا ہے سب سے اعلیٰ درجہ ان میں فردوس کا ہے اور اسی پر عرش ہے اور یہ اوسط جنت ہے اور فردوس سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں اور جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔

وعن عبادة بن الصامت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: قال ان في الجنة مائة درجة ثم ذكر نحو حديث معاذ

عبادۃ بن الصامت ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں' پھر آگے حدیث معاذ کے طرح بیان کی۔

عن ابی ھریرہ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :في الجنة مائة درجة مابين كل درجتين مأته عام.

ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں اور ہردو درجوں کے درمیان سو برس کی مسافت کا فاصلہ ہے۔

یہ جملہ روایات لفظ "فی" (یعنی فی الجنہ) کے ساتھ بھی مروی ہیں اور اس کے بغیر بھی مروی ہیں اگر ان روایات میں لفظ "فی" کو ثابت کیا جائے تو پھر اس کا مطلب یہ ہو گا کہ یہ سو درجات جنت کے تمام درجوں میں سے کچھ درجے ہوں گے اور اگر ان روایات میں لفظ "فی" کا سقوط مانا جائے تو پھر اس کا معنی یہ ہو گا کہ یہ سو بڑے درجات ہیں جو دوسرے چھوٹے کئی درجات کو متضمن ہیں واللہ اعلم۔

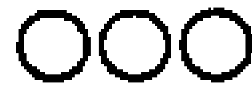
دو درجوں کے درمیان سو سال کے فاصلے اور پانچ سو سال کے فاصلے والی روایت

میں کوئی تناقض نہیں کیونکہ یہ اختلاف تیز چلنے اور آہستہ چلنے کے اعتبار سے ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو سمجھانے کی غرض سے ذکر فرمایا۔

اس پر ابو سعید خدری کی حدیث بھی دلالت کرتی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: مائة درجة في الجنة ما بين الدرجتين ما بين السمآء والأرض او بعد ما بين السماء والأرض قلت يا رسول الله لمن؟ قال للمجاهدين في سبيل الله.

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں سو درجے ایسے ہیں کہ دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے یا ان دونوں سے بھی دور میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ درجات کس کے لئے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے۔



اٹھارھواں باب

جنت کا سب سے اونچا درجہ اور اس کا نام

(۱)
عن عمرو بن العاص أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول : اذا سمعتم المئوذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علي فانه من صلى علي واحدة صلى الله عليه عشرا ثم سلوا الي الوسيلة، فانها منزلة في الجنة لاتنبغي الالعبد من عباد الله وأرجو ان أكون أنا هو، فمن سأل لي الوسيلة حلت عليه شفاعتي.

عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم موذن کو سنو پس کہو جس طرح موذن کہتا ہے پھر درود مجھ پر بھیجو اس لئے کہ جس نے ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے پھر اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگو پس بیشک وہ جنت میں ایک درجہ ہے اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کے لئے وہ لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں گا' جس نے میرے لئے وسیلہ مانگا میری شفاعت اس پر واجب ہو گئی۔

عن ابی هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : اذا صليتم فسلو الله لي الوسيلة قيل يا رسول الله وما الوسيلة؟ قال اعلى درجة في الجنة لاينالها الا رجل واحد وأرجو أن اكون انا هو

ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم نماز پڑھ لو تو اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگو آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ وسیلہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا جنت کا ایک اعلیٰ درجہ ہے جو ایک ہی آدمی کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔

روایت اس طرح ہے "ارجوان اکون اناھو" وجہ یہ ہے کہ یہ پورا جملہ "کان" کے اسم کی خبر ہے "کان" کا اسم اس میں ضمیر مستتر ہے اور "انا" نہ ضمیر فصل ہے اور نہ تاکید بلکہ متبداء ہے۔

عن جابر قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من قال حین یسمع النداء "اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمدن الوسیلة والفضیلة والدرجة ۱ »الرفیعة وابعثه مقاما محمودا الذی وعدته الاحلت له الشفاعة یوم القیامة

بخاری اور مسلم میں حضرت (1) جابر ﷺ کی روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کہے جس وقت ازان سنتا ہے اے اللہ پروردگار اس دعوت کاملہ پوری اور نماز قائمہ کے دے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور بزرگی اور پہنچا ان کو مقام محمود پر جس کا تو نے وعدہ کیا ہے قیامت کے دن اس پر میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

حدیث کے الفاظ میں "مقاما" آیت قرآنی کے ساتھ موافقت کی وجہ سے نکرہ ہے کیونکہ جب یہ متعین ہو گیا اور شخص واحد میں منحصر ہوا تو معرفے کا قائم قام بنا لہٰذا اس کے ساتھ معرفہ والا معاملہ صحیح ہے اور یہ "وعدتہ" سے بدل بنانے کے بجائے بہت بہتر ہے۔ فتاملہ

عن ابی سعیدن الخدری قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : الوسیلة درجة عند الله عزوجل لیس فوقها درجة فسلوا الله لي الوسیلة. (وذکره ابن أبی الدنیا وقال فیه) درجة في الجنة لیس في الجنة درجة اعلی منها فسلوا الله أن یؤتینها علی رؤوس الخلائق.

ابو سعید خدری ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وسیلہ اللہ کے ہاں ایک درجہ ہے جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں پس اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگو جنت میں ایک درجہ ہے جنت میں اس سے بڑھ کر کوئی درجہ نہیں پس اللہ تعالیٰ سے مانگو کہ وہ تمام مخلوق کے سامنے عطا کیا جائے۔

(۱) صحیح بخاری اور جامع ترمذی میں حضرت جابر کی اس روایت میں "الدرجۃ الرفیعۃ" کے الفاظ نہیں ہیں۔ قال ابن القیم فی الزاد ان المختار صلوۃ التشهد ومن الاذکار دعوۃ الباب' واما زیادۃ "والدرجۃ الرفیعۃ" لیس لها اصل۔ بحوالہ ترمذی عرف الشذی ص ۵۴ مترجم۔

عن عائشه قالت جاء رجل الي النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله و الله انك لأحب الي من نفسي وانك احب الي من اهلي وأحب الي من ولدي، واني لأكون في البيت فأذكرك فما اصبر حتي اتيك فأنظر اليك، واذا ذكرت موتي وموتك عرفت انك اذا دخلت الجنة رفعت مع النبيين واني اذا دخلت الجنة خشيت أن لا اراك فلم يرد عليه النبي صلى الله عليه وسلم حتي نزل جبرئيل بهذه الآية.

ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبين والصديقين والشهداءِ والصلحين وحسن اولئك رفيقا.

(سورہ النساء ۶۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک شخص آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ خدا کی قسم آپ کی محبت مجھے میری جان میرے اہل و عیال اور میری اولاد سے بھی زیادہ ہے اور میں گھر میں ہوتا ہوں تو آپ کا خیال آجاتا ہے تو صبر نہیں کر سکتا یہاں تک کہ حاضر ہو کر آپ کی زیارت نہ کر لوں مجھے یہ فکر ہے کہ موت تو آپ کو بھی اور مجھے بھی ضرور آنی ہی ہے اس کے بعد آپ تو انبیاء کے درجہ پر چلے جائیں گے اور میں جب جنت میں داخل ہو جاؤں گا تو مجھے یہ خوف رہتا ہے کہ پھر میں آپ کو نہیں دیکھ سکوں گا حضور ﷺ نے اس کے جواب میں کچھ بھی نہیں فرمایا کہ جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آیت سنائی۔

اور جو حکم پانے اللہ کا اور اس کے رسول کا سو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور اچھی ہے ان کی رفاقت۔

نبی کریم ﷺ کے اس درجے کا نام "وسیلہ" اس لئے رکھا گیا کہ یہ رحمٰن کے عرش سے قریب ترین درجات میں سے ہے لفظ "وسیلہ" کا اصل اشتقاق (قرب) سے ہے یہ (فعیلہ) کا وزن ہے (من وسل الیہ) سے لیا گیا ہے جس کا معنی (تقرب الیہ) یعنی قرب کے

لئے جیسا کہ لبید کے شعر میں ہے۔

ہل کل ذی رأیٍ الی اللہ واسل — بلکہ ہر عقلمند اللہ کی طرف قریب ہونے والا ہے۔

وسیلہ کے معنی ملانے کے ہیں کیونکہ یہ جنت کے عظیم شرافت والا نورانی مقام ہے صالح بن عبدالکریم فرماتے ہیں کہ فضیل بن عیاض نے ہم سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ جنت کیوں حسین ہے؟ اس لئے کہ رب العالمین کا عرش اس کی چھت ہے عکرمہ نے ابن عباس سے نقل کیا۔

نور سقف مساکنکم نور عرشه — جنت میں تمہارے گھروں کی چھتوں کی نورانیت اللہ تعالیٰ کے عرش کے نور کی وجہ سے ہوگی۔

بکر حضرت حسن سے نقل کرتے ہیں کہ جنت کا نام عدن اس لئے رکھا گیا کہ اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے جس سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں اور عدنی حوروں کو دوسرے عام حوروں پر فضیلت حاصل ہے "قربیٰ اور زلفیٰ" کا ایک معنی ہے اگرچہ وسیلے کے اندر اللہ کی طرف تقرب کے معنی کے مختلف اقسام پائے جاتے ہیں۔

کلبی فرماتے ہیں کہ نیک اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت میں اس کی خوب وضاحت فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اولئك الذين يدعون يبتغون الى ربهم الوسيلة ايهم أقرب. (سورة الاسراء ۵۷) — ترجمہ: وہ لوگ جن کو یہ پکارتے ہیں وہ خود ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کہ کونسا بندہ بہت نزدیک ہے۔

اللہ کا قول "ایہم اقرب" میں جس وسیلہ کی تفسیر ہے یہ ان لوگوں کا وسیلہ ہے جن کی مشرکین اللہ کو چھوڑ کر پوجا کرتے تھے اور مشکلات میں پکارتے تھے (یعنی بزرگان اور اولیاء کا) اور اس میں آگے بڑھتے تھے حاصل یہ ہے کہ جیسے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کی مخلوق میں سب سے بڑی بندگی کرنے والے اور سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والے اور سب

سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے اور محبت کرنے والے تھے تو ایسا ہی آپ کا مرتبہ بھی اللہ تعالیٰ کے قریب ترین مراتب میں سے ہو گا جو جنت میں سب سے اونچا درجہ ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کے لئے اس درجے کی دعا مانگیں تاکہ اس دعا کے سبب ان کو اللہ تعالیٰ کا قرب اور ایمان کی زیادتی کی سعادت حاصل ہو جائے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اس درجے کے اسباب بھی مقدر فرما دیئے ایک تو امت کا دعا مانگنا اس کے لئے اس وجہ سے کہ امت کو ہدایت اور ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے نصیب ہوا حدیث کے الفاظ "حلت علیہ" یہ "علیہ" اور "لہ" دونوں کے ساتھ مروی ہے جنہوں نے لام سے روایت کیا تو اس صورت میں معنی یہ ہو گا اس شخص کو حضور علیہ السلام کی شفاعت حاصل ہوگی اور جنہوں نے "علیٰ" کے ساتھ روایت کیا ہے تو اس صورت میں معنی یہ ہو گا اس شخص پر میری شفاعت واقع ثابت ہوگی۔

واللہ اعلم

○○○

انیسواں باب

(۱) اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر جنت کا سامان پیش کرنا
(۲) اور جس قیمت کا اللہ تعالیٰ نے ان سے مطالبہ کیا
(۳) مومنوں اور ان کے رب کے درمیان خرید و فروخت کا معاملہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ان الله اشترى من المئومنين أنفسهم واموالهم بان لهم الجنة يقاتلون في سبيل الله فيقتلون ويقتلون. وعدا عليه حقاً في التوراة والانجيل والقرآن ومن أوفى بعهده من الله فاستبشروا ببيعكم الذى بايعتم به وذالك هوا الفوز العظيم.
(سورة التوبة ١١١)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی (اور خدا کے ہاتھ مال و جان بیچنے کا مطلب یہ ہے کہ) وہ لوگ اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) لڑتے ہیں جس میں (کبھی) قتل کرتے ہیں اور (کبھی) قتل کئے جاتے ہیں اس (قتال) پر (ان سے جنت کا) سچا وعدہ کیا گیا ہے توریت میں (بھی) اور انجیل میں (بھی) اور قرآن میں (بھی) اور یہ بات (مسلم ہے کہ) اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے اور تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے اللہ تعالیٰ سے معاملہ ٹھیرا لیا ہے خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جانوں اور مالوں کو جنت کا ثمن بنایا کہ جب یہ

لوگ ان کو اس میں خرچ کریں گے تو یہ ثمن بننے کا مستحق ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ یہ عقد (خرید و فروخت) کیا اور تاکید کی مختلف قسموں سے اس کو موکد بنایا۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے یہاں جملہ خبریہ استعمال کیا اور حرف ان سے موکد بنایا۔

(۲) صیغہ ماضی سے اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی یعنی یہ معاملہ واقعی ثابت اور طے ہو چکا ہے۔

(۳) اس عقد کی اضافت اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی طرف کی یعنی اس بیع میں مشتری اس کی ذات اقدس ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی کہ اس معاملے میں ثمن حوالے کرنے کا وعدہ ہے جس میں وعدہ خلافی نہیں ہوگی۔

(۵) لفظ و علیٰ کا استعمال جو کہ وجوب کے لئے آتا ہے اپنے بندوں کو بتانے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذات پر یہ لازم کیا ہے۔

(۶) (وعداً علیہ حقاً) میں "حقاً علیہ" سے زیادہ تاکید ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ نے اس وعدے کا محل بتایا کہ یہ وعدہ آسمان سے نازل شدہ افضل ترین کتابوں تورات 'انجیل' قرآن میں ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ نے استفہام انکاری کے صیغے سے اپنے بندوں کو بتلایا کہ اس سے بڑھ کر کون وعدے کا پورا کرنے والا ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ مومن اس عقد پر خوشی کا اظہار کریں اور اس کے تمام ہونے اور لازمی ہونے پر ایک دوسرے کو اس کی خوشخبری دیں کہ اس میں نہ خیار ثابت ہے اور نہ اس میں فسخ کا امکان ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے تاکید کے ساتھ اس بات کی خبر دی کہ مومنوں کی اللہ کے ساتھ یہ خرید و فروخت بہت بڑی کامیابی ہے آیت میں "بیع" بمعنی (مبیع) کے ہے جو انہوں نے ثمن (مال و جان) کے عوض میں حاصل کیا اور وہ مبیع جنت ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "بایعتم" کا معنی یہ ہے کہ تم لوگوں نے جو عوض اور ثمن پیش کی (تو اس پر خوشی کا اظہار کرنا چاہئے)

پھر اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی صفات اور علامات بیان کیں جن کے ساتھ یہ معاملہ ٹھیرا تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ عقد ان صفات کے حامل لوگوں سے ہوا ہے کسی اور کے ساتھ نہیں۔

اہل عقد کی صفات

(۱) اللہ تعالیٰ کی ناپسند کردہ چیزوں سے یعنی گناہوں سے توبہ کرنے والے۔ (۲) اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں۔ (۳) اور اس کی حمد و ثناء کرنے والے ہیں۔ (۴) السائحون' اس کی کئی تفسیریں ہیں۔ (۱) روزہ رکھنے والے ہیں۔ (۲) طلب علم کے لئے سفر کرنے والے ہیں۔ (۳) جہاد کرنے والے ہیں۔ (۴) دائمی طور پر طاعت کرنے والے ہیں تحقیق اس میں یہ ہے یہاں سیاحت سے مراد اللہ کے ذکر اور اس کی محبت اور انابت الی اللہ اور شوق لقاء میں دل کی سیاحت ہے جس پر مذکورہ افعال مرتب ہوتے ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ازواج کے بارے میں بیان کیا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو طلاق دیدیں تو اللہ تعالیٰ ان کے بدلے میں دوسری ازواج مہیا فرمادیں گے جو "سائحات" ہوں گی ظاہربات ہے کہ یہاں ان کی سیاحت سے مراد جہاد ہے اور نہ طلب علم کے لئے سفر اور نہ دائمی روزے ہیں بلکہ یہاں سیاحت سے مراد اللہ تعالیٰ کی محبت اور خشیت اور اس کی طرف انابت اور اس کے ذکر میں دلوں کی سیاحت ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے۔

کہ حق تعالیٰ نے عبادت اور توبہ کو کیوں ساتھ ساتھ ذکر فرمایا؟ اس لئے کہ توبہ اللہ تعالیٰ کے ناپسند کردہ اعمال کے چھوڑنے کا نام ہے اور عبادت اللہ تعالیٰ کے پسند کردہ فعل کے کرنے کا نام ہے۔

حمد اور سیاحت کو ساتھ ساتھ ذکر فرمایا' اس لئے کہ حمد اللہ تعالیٰ کی صفات کمال سے تعریف کا نام ہے اور زبان کی سیاحت اس کے افضل ذکر میں ہے اور یہ اس کے ذکر محبت اور اجلال میں دل کی سیاحت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی ﷺ کی صفات میں عبادت اور

سیاحت کو ساتھ ساتھ ذکر فرمایا کیونکہ (لفظ عبادت) بدن کی عبادت کا نام ہے اور سیاحت دل کی عبادت ہے۔

اور اس طرح حق تعالیٰ نے ایمان اور اسلام کو ساتھ ساتھ ذکر کیا کیونکہ اسلام علانیہ طور پر ماننے کا نام ہے اور "ایمان" دل سے ماننے کا نام ہے جیسے کہ مسند میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث ہے۔

الاسلام علانیۃ و الایمان فی القلب اسلام کھلم کھلا (افعال) سے تابعداری ہے اور ایمان دل میں ہوتا ہے۔

قنوت اور توبہ کو ساتھ ساتھ ذکر کیا (سورہ تحریم میں) اس لئے کہ "قنوت" اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اعمال کے کرنے کا نام ہے اور توبہ اس کے ناپسند اعمال کے چھوڑنے کا نام ہے اور ثیوبت اور بکارت کو متصل ذکر کیا اس لئے کہ ثیوبت وطی شدہ عورت ہے جو مشکلات برداشت کر چکی ہے اور یہ اس کی صعوبت ہے اور یہ (بکارت) تو وہ سبزہ زار ہے جس میں ابھی تک کوئی نہیں چرا۔

رکوع اور سجدہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ساتھ ساتھ ذکر فرما کر دونوں کے درمیان واو (عاطفہ) داخل کیا اس بات کو بتلانے کے لئے کہ ان میں سے ایک کافی نہیں ہوتا ہے جب تک کہ دوسرا اس کے ساتھ نہ ہو اور اس کے بعد حدود کی حفاظت کو ذکر کیا کہ ان حدود کی حفاظت انسان کو خود بھی کرنی چاہئے اور دوسروں کو بھی اس کی حفاظت کا حکم دینا چاہئے اس آیت نے قلب انسانی کو اس بیع کی شرافت اور عظمت بتادی کہ اگر آپ بیع کے قدر و منزلت سے ناواقف ہیں تو آپ کو دیکھنا چاہئے اس میں مشتری (خریدنے والا) کون ہے؟ ثمن (قیمت) کیا چیز ہے؟ اور یہ معاملہ کن کے ہاتھوں طے ہوا؟ پس اس معاملے میں سامان انسان کی جان ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے مشتری (خریدنے والے) ہیں اور ثمن نعمت والے جنت ہیں اور اس عقد میں سفیر اس کی تمام مخلوق میں افضل ترین فرشتہ (جبریل) ہیں اور تمام بشریت میں سے افضل ترین ذات (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے)۔

قد ھیؤوک لامر لو فطنت **قد بایعناک ان ترعیٰ مع الھمل**

جامع ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خاف ادلج و من ادلج بلغ المنزل۔ الا ان سلعة اللہ غالیة الا ان سلعة اللہ الجنة هذا حدیث حسن غریب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ڈرتا ہے اول رات بھاگتا ہے اور جو شخص بھاگتا ہے منزل تک پہنچ جاتا ہے خبردار اللہ کی متاع مہنگی ہے خبردار اللہ تعالیٰ کی متاع جنت ہے

ابو نعیم کی کتاب "صفتہ الجنتہ" میں حضرت انس کی روایت ہے۔

عن انس رضی اللہ تعالٰی عنه قال جاء اعرابی الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال :ماثمن الجنة؟ قال : لا اله الا اللہ.

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ جنت کی قیمت کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا جنت کی قیمت "لاالہ الااللہ" ہے۔

اس حدیث کے شواہد بہت زیادہ ہیں۔

وفي الصحيحين من حديث ابی هريرة : ان اعرابيا جاء الي رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال يارسول الله، دلني علی عمل اذا عملته دخلت الجنة؟

فقال أن تعبدالله ولاتشرك به شيأ وتقيم الصلاة وتوتي الزكوة المفروضة و تصوم رمضان قال والذی نفسی بيده لاأزيد علی هذا:

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی روایت ہے ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ مجھے ایک ایسا عمل بتلا دیجئے جب میں اسے کرلوں تو جنت میں داخل ہوجاؤں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا فرض نماز پڑھ اور فرض زکوٰۃ ادا کر رمضان کے روزہ رکھ کہا اس نے اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں کوئی چیز بھی

نیا ولا أنقص منه فلما ولّی قال من سره أن ينظر الي رجل من اهل الحنة فلينظر الي هذا.

اس پر کبھی بھی نہیں بڑھاؤں گا اور نہ اس میں کوئی کمی کروں گا۔ پھر جب وہ پھر کر جانے لگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ ایک جنتی آدمی کو دیکھے تو وہ اس کی طرف دیکھ لے۔

وفي صحيح مسلم عن جابر قال اتی النعمان بن قوقل الي رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال يا رسول الله ارأيت اذا صليت المكتوبة وحرمت الحرام وأحللت الحلال أدخل الجنة؟ فقال النبي صلی الله عليه وسلم نعم.

حضرت جابر ﷛ سے روایت ہے کہ نعمان بن قوقل ﷛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بتلا دیجئے اگر میں فرض نماز پڑھا کروں حرام کو حرام اور حلال کو حلال جانوں تو جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔

وفي صحيح مسلم عن عثمان بن عفان قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من مات وهو يعلم ان لا اله الا الله دخل الجنة.

حضرت عثمان ﷛ بن عفان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مرے اور اس کا عقیدہ ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو جنت میں داخل ہو گا۔

وفي الصحيحين عن ابی ذر رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم آتانی آت من ربی فاخبرنی قال فبشرنی أنه من مات من أمتك

حضرت ابوذر ﷛ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا اور مجھے خبر دی یا فرمایا مجھے خوشخبری دی کہ جو کوئی آپ کی امت میں سے اس حال میں

لا یشرك بالله شیاءً دخل الجنة قلت وان زنی وان سرق؟ قال وان زنی وان سرق.

مرے کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو جنت میں داخل ہو گا میں نے عرض کیا اگرچہ زنی کرے اور چوری کرے آپ نے فرمایا اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے

وفي الصحیحین من حدیث عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من قال أشهد ان لا اله الا الله وحده لاشریك له وأن محمداً عبده ورسوله وأن عیسی عبدالله ورسوله وكلمة ألقاها الی مریم وروح منه وان الجنة حق وان النار حق ادخله الله من ای ابواب الجنة الثمانیة شاء، وفي لفظ، "ادخله الله الجنة علی ما كان من عمل"

حضرت عبادۃ بن الصامت ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص گواہی دے کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور تحقیق عیسیٰ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے اس کی لونڈی کا بیٹا اور اس کا حکم ہے کہ ڈالا اس نے مریم کی طرف اور روح ہے اس کی طرف سے اور جنت اور دوزخ برحق ہیں اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا وہ خواہ کسی عمل کے اوپر ہو۔

وفي صحیح مسلم أن رسول الله صلی الله علیه وسلم أعطی أبا هریرة نعلیه فقال اذهب بنعلي هاتین فمن لقیت من وراء هذا الحائط یشهد أن لا اله الا الله مستیقناً بها قلبه فبشره با الجنة.

صحیح مسلم میں روایت ہے ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے اپنی دو جوتیاں دیں اور فرمایا یہ میری دو جوتیاں لے جاؤ (بطور علامت) اس باغ کے پیچھے جو شخص ملے جو گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا

کوئی معبود نہیں اس حال میں کہ اس کا دل یقین رکھتا ہو کہ میں اس کو جنت کی بشارت دوں۔

وقال روح بن عبادة عن خبيب بن الشهيد عن الحسن قال: ثمن الجنة لا اله الا الله.

جنت کی قیمت "لا الہ الا اللہ" ہے

عن جابر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لايدخل احدا منكم الجنة عمله ولا يجيره من النار ولا أنا الا بتوحيد الله تعالى.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کو جہنم سے خلاصی دے سکتا ہے اور نہ میں (یعنی اپنے عمل سے بچ سکتا ہوں) مگر اللہ کے ایک ماننے سے (بچ جائیں گے)

فصل

یہاں ایک ضروری امر پر تنبیہہ کرنا واجب ہے وہ یہ کہ جنت میں اللہ کی رحمت سے ہی داخلہ ہوگا بندے کا عمل اگرچہ سبب ہے لیکن مستقل نہیں ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل ہونے کے لئے اعمال کو سبب ٹھیرایا چنانچہ ارشاد ہے "**بما کنتم تعملون**" (سبب تمہارے نیک اعمال کے) تم جنت میں داخل ہوگے حالانکہ حدیث میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعمال کے سبب داخل ہونے کی نفی کی ہے

لن یدخل احد منکم الجنتہ بعملہ

فرمایا تم میں سے ایک بھی جنت میں اپنے عمل کے سبب ہرگز داخل نہیں ہوسکے گا۔

لیکن ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے (۱) پہلی وجہ جو سفیان ثوری وغیرہ نے

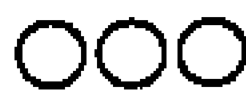
ذکر کی ہے یہ ہے کہ جہنم سے نجات اللہ تعالیٰ کے درگزر کرنے سے ہوگی اور جنت میں داخلہ اس کی رحمت سے ہوگا درجوں اور منزلوں کی تقسیم اعمال کی حیثیت سے ہوگی اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی آئندہ آنے والی حدیثیں دلالت کرتی ہیں جس میں وارد ہے کہ اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو اپنے اعمال کی فضیلت کے بقدر منازل میں ٹھہرائے جائیں گے۔
(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ (بعمل) میں باء جو دخول کی نفی کر رہی ہے یہ باء معاوضہ ہے جس میں عوضین میں سے ایک دوسرے کا مقابل ہوتا ہے اور جو باء (بما کنتم تعملون) میں دخول ثابت کر رہی ہے باء سببیہ ہے جو سببیت کا تقاضا کرتی ہے اگرچہ یہ سببیت حصول میں مستقل نہیں ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں باتوں کو اس حدیث میں جمع فرمایا چنانچہ ارشاد ہے۔

سددوا وقاربوا وأبشروا واعلموا ان أحدا منكم لن ينجو بعمله قالوا ولا أنت يارسول الله؟ قال ولا أنا الا أن يتغمدني الله برحمة

سیدھے رہ کر آگے بڑھتے رہو اور خوشخبری دیتے رہو یہ جان رکھو کہ تم میں سے کوئی ایک اپنے نیک عمل کی وجہ سے نجات نہیں پا سکتا (یہ سن کر) صحابہ نے عرض کیا اور نہ آپ اے اللہ کے رسول؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں (میں بھی نیک عمل سے نجات نہیں پا سکتا ہو) مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔

پس جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اپنی کوتاہی اور گناہوں کا علم ہو جائے تو وہ دل کی بصیرت سے ان دونوں باتوں کو جان سکتا ہے اور اس پر یقین کر سکتا ہے۔

"واللہ سبحانہ وتعالیٰ المستعان"



بیسواں باب

اہل جنت کا اللہ عز و جل سے جنت کی طلب اور شفاعت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے بندوں میں سے عقلمندوں کی دعا ذکر فرمائی ہے۔

ربنآ اننا سمعنا منادیًا ینادی للایمان ان آمنوا بربکم فأمنا. ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفرعنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار. ربنا و اٰتنا ماوعدتنا علی رسلك ولا تخزنا یوم القیامة انك لاتخلف المیعاد. (سورة ال عمران ۱۹۳، ۱۹۴)

اے ہمارے رب ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان لے آئے اے ہمارے رب اب بخش دے گناہ ہمارے اور دور کردے ہم سے برائیاں ہماری اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ اے ہمارے رب اور دے ہم کو جو وعدہ کیا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے واسطے سے اور رسوا نہ کر ہم کو قیامت کے دن بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

(۱) آیت کے آخری جملے کا معنی یہ ہے کہ پیغمبروں کی زبان سے آپ نے جنت میں داخل کرنے کا وعدہ کیا ہے اے پروردگار ہمیں عطاء فرما۔

(۲) ایک جماعت کے قول کے مطابق آیت کا معنی یہ ہے کہ پیغمبروں پر ایمان لانے سے جو وعدہ آپ نے کیا ہے وہ عطاء فرما۔ اسم اور حرف کو ساتھ حذف کرنا آسان نہیں الا یہ کہ تقدیری عبارت اس طرح ہو جائے "علی تصدیق رسلک و طاعت رسلک" کیونکہ اس وقت دونوں تقدیری عبارتیں مساوی ہو جائیں گی لیکن پہلا معنی (علی السنتہ رسلک من دخول الجنتہ) راجح ہے کیونکہ ان حضرات کا سابق قول (ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان آمنوا بربکم فامنا) اس میں صریح ہے کہ یہ لوگ پیغمبروں پر ایمان لا چکے

ہیں اب اپنے ایمان کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے وہ چیز (جنت) مانگتے ہیں جس کا ان کے ساتھ پیغمبروں کی زبانی وعدہ کیا گیا تھا اور یہ دعا اور ایمان کا وسیلہ تصدیق کو بھی متضمن ہے کہ جیسے ہی پیغمبروں نے ان تک اللہ کا وعدہ پہنچایا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی اور اس کی ملنے کی دعا کرتے رہیں سلف اور خلف رحمہم اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں یہی کچھ کہا ہے۔

(۳) تیسرا قول (جس کو مصنف نے قیل کے ساتھ ذکر کیا ہے) آیت کا معنی یہ ہے کہ "اے اللہ پیغمبروں کی زبانی آپ نے جس کامیابی اور نصرت کا وعدہ کیا ہے ہمیں عطاء فرما"

لیکن پہلا معنی زیادہ کامل اور اہم ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا اس کے امر اور نہی اور اس کے پیغمبروں اور وعدوں اور وعیدوں اور اس کے اسماء و صفات اور افعال اور اس کے وعدے کے سچا ہونے اور اس کے وعید سے ڈرنے اور اس کے حکم کو ماننے سب کو شامل ہے اسی وجہ سے ایمان کو اللہ تعالیٰ کے وعدہ کئے ہوئی چیزوں اور اس کے عذاب سے نجات کے لئے وسیلہ بنانا صحیح ہے۔

بعض لوگوں کو اس پر شبہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے وعدہ پورا کرانے کی دعا مانگتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ تو اس کو ضرور پورا فرمائیں گے! پھر اس دعا مانگنے کا کیا فائدہ؟

اس شبہ کا جواب یہ ہے یہ محض تعبد ہے جیسا کہ پیغمبر کی دعا ہے (رب احکم بالحق) "رسول نے کہا اے رب فیصلہ کر انصاف کا" اور ملائکہ کی دعا ہے (**فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک**) (سورہ غافر ۷) ان حضرات پر یہ بات مخفی ہے نہیں کہ یہ وعدہ کئی شرطوں سے مشروط ہے مطلق نہیں ہے۔

(۱) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف رغبت اور اس سے وعدہ پورا کرنے کی دعا جیسا کہ یہ وعدہ ایمان اور ایمان کی حالت میں مرنے سے متعلق ہے۔ (۲) اپنے اعمال کے ضائع کرنے والے کو یہ وعدہ شامل نہیں اور جب یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے وعدہ پورا کرنے کی دعا مانگتے ہیں تو اللہ ان کو توفیق اور ثابت قدمی اور وہ اسباب مہیا کریں گے جس کی وجہ سے یہ وعدہ پورا کیا جائے گا اس لحاظ سے یہ دعا بہت نافع دعاؤں میں سے ہے اور دوسری بہت ساری دعاؤں کی بنسبت یہ لوگ اس دعاء کے زیادہ محتاج ہیں۔

اللہ کا قول (رب احکم) تو دشمنوں کے خلاف اللہ تعالیٰ سے امداد کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے دشمنوں کے خلاف امداد اور غلبہ کا فیصلہ کر دیں۔

اسی طرح فرشتوں کا سوال (اے اللہ توبہ کرنے والوں کی مغفرت فرما) اسباب مغفرت میں سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی دشمنوں اور دوستوں سے معاملہ کرنے کے لئے اسباب پیدا فرماتے ہیں اور اپنے ارادے کے لئے ایسا ہی پیدا فرماتے ہیں جیسے کہ اپنے مراد کے وقوع کے لئے اسباب پیدا فرماتے ہیں۔

سبب اور سبب دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتے ہیں اگر اس سے آپ کو شبہ لگے تو آپ ان اسباب کی طرف دیکھیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں راضی ہوتے ہیں اور ناراض ہوتے ہیں یہ سب اس کی طرف سے آتے ہیں اللہ کی مشیت ان کی ابتدا ہے اور اس کی حکمت اس کی انتہا ہے یہ توحید کے دروازوں میں سے ایک بہت بڑا دروازہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے جاننے والے ہی داخل ہوں گے۔

قل اذٰلك خير ام جنة الخلد التي وعد المتقون كانت لهم جزاء ومصيرا. لهم فيها مايشاءون خالدين كان على ربك وعدا مسئولا.

دعا کرنے میں اس آیت کی نظیر حق تعالیٰ شانہ کا یہ ارشاد ہے تو کہہ بھلا یہ چیز بہتر ہے یا باغ ہمیشہ رہنے کا جس کا وعدہ ہو چکا پرہیز گاروں سے وہ ہو گا ان کا بدلہ اور پھر جانے کی جگہ ان کے واسطے وہاں ہے جو وہ چاہیں رہا کریں ہمیشہ ہو چکا تیری رب کے ذمے وعدہ مانگا ملتا۔

اللہ کے مومن بندے اسی سے سوال کرتے ہیں اور فرشتے بھی ان کے لئے دعا کرتے ہیں جنت بھی اہل جنت کے لئے اپنے رب سے دعا کرتی ہے اور اہل جنت بھی جنت مانگتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام بھی اپنی لئے اور اپنے تابعداروں کے لئے جنت کی دعا مانگتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو اپنے روبرو کھڑا کریں گے جو مومن بندوں کے لئے جنت کی سفارش کریں گے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے کمال بادشاہی رحمت و احسان سخاوت اور

مہربانی اور مانگنے پر عطاء کا ثمرہ ہوگا جو کہ اس کے اسماء اور صفات کے لوازمات میں سے ہے اور اس کے آثار اور متعلقات کا تقاضہ ہے۔ اسماء و صفات کا اپنے آثار اور احکام سے معطل ماننا جائز نہیں ہے پس اللہ تعالیٰ جواد ہیں تو سارا کا سارا جود ہی اسی کا ہے انسان کو چاہئے کہ اسی سے مانگے طلب کرے اور اسی کی طرف رغبت کرے سوال کرنے والے کو اسی نے پیدا کیا اور اس کے دل میں سوال کا القاء کیا اور پھر جو کچھ اس نے مانگا وہ اس کے لئے پیدا فرمایا پس اللہ تعالیٰ سائل اور سوال دونوں کے خالق ہیں اللہ تعالیٰ بندوں کے مانگنے سے خوش ہوتے ہیں اور نہ مانگنے سے غصہ ہوتے ہیں۔ ۔

الله يغضب ان تركت سواله و بنى آدم حين يسال يغضب

اللہ تعالیٰ سے مانگنا چھوڑ دیا جائے تو غصہ ہوتے ہیں اور بنی آدم سے جب مانگا جائے تو غضبناک ہوتا ہے۔

اس کی مخلوق میں اس کو زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس سے زیادہ مانگتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ دعا میں الحاح و زاری کرنے والوں کو بہت پسند کرتے ہیں جب بندہ اس سے مانگنے میں الحاح و زاری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو محبوب اور مقرب بنا کر عطاء کرتے ہیں احادیث میں ارشاد ہے۔

من لم يسئل الله يغضب عليه

جو شخص اللہ سے نہیں مانگتا تو اللہ اس پر غصہ ہوتے ہیں۔

قال انس بن مالك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مامن مسلم يسأل الجنة ثلاثًا الاقالت الجنة :اللهم ادخله الجنةَ ومن استجار من النار با الله ثلاثًا قالت النار اللهم اجره من النار

انس بن مالک کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی مسلمان تین بار جنت کی دعا مانگتا ہے تو جنت کہتی ہے اے اللہ اس کو جنت میں داخل کر دے اور جو شخص اللہ کے نام سے تین بار جہنم سے پناہ مانگتا ہے تو جہنم کہتی ہے اے پروردگار اس کو جہنم سے پناہ دے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما سأل العبد الجنة في يوم سبع مرات الا قالت الجنة يا رب ان عبدك فلان يسألني فأدخلينه.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی بندہ دن میں سات مرتبہ اللہ تعالیٰ سے جنت کی دعا نہیں کرتا مگر جنت کہتی ہے اے میرے پروردگار تیرا فلاں بندہ مجھے مانگ رہا ہے پس اس کو میرے اندر داخل فرما۔

و ايضا عنه رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما استجار عبد من النار سبع مرات الا قالت النار ان عبدك فلان استجار مني فأجره ولا يسأل عبد الجنة سبع مرات الاقالت الجنة يا رب ان عبدك فلان سالني فادخله الجنة

یہ روایت بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بندہ سات مرتبہ جہنم سے پناہ نہیں مانگتا مگر جہنم کہتی ہے کہ تیرے فلاں بندہ نے مجھ سے پناہ مانگی اس کو پناہ دیں اور کوئی بندہ سات مرتبہ جنت کی دعا نہیں مانگتا مگر جنت کہتی ہے اے میرے پروردگار تیرے فلاں بندے نے مجھے مانگا ہے اس کو جنت میں داخل فرما دیں۔

و أيضاً عنه رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال اسأل الجنة سبعًا قالت الجنة اللهم ادخله الجنة.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سات مرتبہ کہے "اسال الجنتہ" (اے اللہ میں جنت مانگتا ہوں) جنت کہتی ہے اے پروردگار اس کو جنت میں داخل فرمادے۔

عن ابی ھریرۃ قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أکثروا مسألۃ اللہ الجنۃ واستعیذوا بہ من النار فانھما شافعتان مشفعتان وان العبد اذا اکثر مسألۃ اللہ الجنۃ قالت الجنۃ یا رب عبدك ھذا الذی سألنك نما سکنہ ایای، وتقول النار یارب عبدك ھذا الذی استعاذ بك منی فأعذہ

ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے کثرت کے ساتھ جنت کی دعا اور جہنم سے پناہ مانگا کرو اس لئے کہ یہ دونوں سفارش کرنیوالی ہیں اور ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے جب کوئی بندہ کثرت سے جنت کی دعا کرتا ہے تو جنت کہتی ہے اے میرے پروردگار تیرے اس بندہ نے آپ سے مجھے مانگا پس اس کو میرے اندر ٹھہرادے اور جہنم کہتی ہے اے میرے پروردگار تیرے اس بندہ نے تیرے ذریعہ مجھ سے پناہ مانگی ہے پس اس کو پناہ عطاء فرما۔

سلف کی ایک جماعت ایسی گزری ہے جو اللہ تعالیٰ سے جنت کی دعا نہیں مانگتے تھے بلکہ کہتے تھے ہمارے لئے یہ کافی ہے کہ ہمیں جہنم سے پناہ مل جائے ان لوگوں میں سے ایک ابوالصہباء صلہ بن الشیم بھی ہے جو ایک رات سحری تک نماز میں مشغول تھے پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کہنے لگے اے پروردگار مجھے آگ سے پناہ دے اور کہا مجھ جیسا آدمی جنت مانگنے کی دعا کر سکتا ہے؟ ان لوگوں میں سے دوسرا عطاء سلمیٰ ہے جو جنت کی دعا نہیں مانگتے تھے ایک مرتبہ ان کو صالح مری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ عزوجل فرمائیں گے میرے بندے کا اعمالنامہ دیکھ لو اگر تم اس میں دیکھ لو کہ اس نے مجھ سے جنت مانگی ہے تو میں اس کو جنت دوں گا اور مجھ سے جہنم کے بارے میں پناہ مانگی ہے تو میں اس کو جہنم سے پناہ دوں گا" یہ سن کر عطاء کہنے لگے میرے لئے یہ کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جہنم سے پناہ دیدیں۔

امام ابو داؤد ﷺ نے اپنی سنن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی نماز لمبی ذکر کرنے

کے قصے کی حدیث میں روایت کی ہے۔

ان النبي صلى الله عليه وسلم قال للفتى (يعني الذى شكاه) كيف تصنع يا بن اخى اذا صليت؟ قال أقربفا تحة الكتاب وأسال الله الجنة وأعوذبه من النار، واني لا ادري مارندنتك ودندنة معاذ؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم واني ومعاذا حولها ندندن."

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوان سے پوچھا (جس نے معاذ ﷺ کی شکایت کی تھی) اے بھتیجے جب آپ نماز پڑھ لیتے ہیں پھر کیا کرتے ہیں؟ اس نے کہا میں سورۃ فاتحہ پڑھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے جنت کی دعا کرتا ہوں اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں لیکن میں نہیں سمجھتا آپ کی آواز کو اور نہ معاذ کی آواز کو (یعنی معلوم نہیں کہ آپ اور معاذ کونسی دعا مانگتے ہیں صرف آواز اور گنگناہٹ آتی ہے الفاظ سمجھ میں نہیں آتے) آپ نے فرمایا ہم بھی اسی جنت اور جہنم کے گرد پھرتے ہیں (ف) یعنی اس قسم کی دعا مانگتے ہیں جس کا حاصل جنت کی طلب اور جہنم سے پناہ مانگنا ہے۔

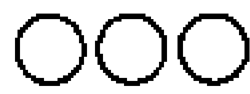
وفي سنن ابی داؤد عن جابر بن عبدالله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم. لايسأل بوجه الله الا الجنة.

سنن ابی داؤد میں جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کی ذات کے واسطے سے جنت ہی مانگنی چاہئے۔

کتاب کے شروع میں بروایت لیث عن معاویہ عن صالح عن عبدالمالک ابن ابی بشیر گزر چکا ہے کہ جنت اور جہنم پر ایسا دن نہیں گزرتا جس میں یہ دونوں سوال نہ کرتی ہوں جنت کہتی ہے اے میرے پروردگار میرے پھل پک چکے ہیں اور نہریں جاری ہو چکی ہیں اور میرے

دوست (جنتی) میری طرف شوق میں ہیں پس ان کو جلد لے آ" جنت بذات خود اہل جنت کا مطالبہ کرتی ہے اور ان کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور جہنم بھی اسی طرح کرتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہم ہمیشہ جنت اور جہنم کا تذکرہ کرتے رہیں اور ان کو کبھی نہ بھولیں جیسے کہ عبداللہ بن عمر کی روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا دو عظیم چیزوں کو مت بھولو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ دو عظیم چیزوں سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا جنت اور جہنم۔

کلیوب بن حرب سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا "اپنی طاقت کے مطابق جنت کی طلب کرو اور اپنی طاقت کے مطابق جہنم سے بھاگو بیشک جنت کا طالب کبھی نہیں سوتا اور نہ جہنم سے بھاگنے والا سوتا ہے اور بیشک آخری دن کو مشکلات سے ڈھانپ لیا گیا ہے اور دنیا کو لذتوں اور شہوتوں سے گھیر لیا گیا ہے یہ دنیا تمہیں آخرت سے غفلت میں نہ رکھے"۔ "انتہی"



اکیسواں باب

جنت کے نام اور اس کے معانی اور اشتقاق

صفات کے اعتبار سے جنت کے چند نام ہیں اور ذات کے اعتبار سے سب کا مسمیٰ ایک ہے ذات کے اعتبار سے مترادف ہیں اور صفات کے اعتبار سے متباین ہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے کتابوں اور پیغمبروں اور آخرت کے دن اور جہنم کے ناموں کی بھی یہی حالت ہے۔

پہلا نام "جنت" ہے

یہ ایک عام نام ہے جو اس گھر اور اس کے تمام قسم کی نعمتوں لذتوں' تروتازگی' سرور اور آنکھوں کی ٹھنڈک کو شامل ہے یہ لفظ اصل میں تغطی (ڈھانپے) اور ستر (چھپانے) سے مشتق ہے جنین بھی اسی سے ہے کیونکہ وہ پیٹ میں چھپا ہوا ہوتا ہے "جان" (جمع جن) بھی اسی سے ہے اس لئے کہ وہ آنکھوں سے اوجھل ہیں اور "مجن" (ڈھال) بھی اس سے مشتق ہے کیونکہ اس کے ذریعہ چہرے کو چھپایا اور بچایا جاتا ہے۔ "مجنون" بھی اس سے مشتق ہے اس وجہ سے کہ اس کی عقل مستور ہوتی ہے "الجان" (چھوٹا باریک سانپ ہے)۔

فدقت وجلت واسبکرت و اکملت

فلو جن انسان من الحسن جنت

یعنی اگر حسن کی وجہ سے انسان آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا تو اس کے محبوب کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا ہے اور باغ کو بھی جنت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں داخل ہونے والا آدمی درختوں میں چھپ جاتا ہے اسم نام کا اطلاق مختلف انواع کے بہت زیادہ درختوں والے مقام پر بھی ہوتا ہے جنۃ بالضم وہ چیز جس سے آدمی اپنے آپ کو چھپا دیں جیسے ڈھال وغیرہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اتخذوا ایمانھم جنتہ (سورۃ المجادلہ ۱۶) بنا رکھا ہے اپنی قسموں کو ڈھال۔

یعنی ان قسموں کے وجہ سے مومنوں کے نکیر سے بچتے ہیں۔

اور "جنتہ" (بالکسر) جن بھی اسی سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

من الجنتہ والناس (سورۃ الناس ۶) جنوں میں اور آدمیوں میں (سے میں رب کے پناہ میں آیا)

مفسرین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ فرشتوں کو "جنتہ" کہا جاتا ہے اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔

وجعلوا بینہ وبین الجنتہ نسباً۔ (سورۃ الصافات) اور ٹھہرایا ہے انہوں نے خدا میں اور جنوں میں ناتا۔

ان کا کہنا ہے کہ نسب سے مراد کفار کا یہ عقیدہ کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

اس قول کو دو وجہوں سے راجح قرار دیا۔

(۱) کفار نے جو نسب بنایا تھا وہ فرشتوں اور اللہ کے درمیان تھا جنوں اور اللہ کے درمیان نہیں تھا۔ (۲) فرشتوں کے بارے میں ارشاد ہے

ولقد علمت الجنتہ انھم لمحضرون۔ (سورۃ الصافات ۱۵۸) اور جنوں کو تو معلوم ہے کہ تحقیق وہ پکڑے ہوئے آئیں گے۔

یعنی فرشتوں کو معلوم ہے کہ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے وہ عذاب کے لئے حاضر کئے جائیں گے۔ لیکن صحیح بات یہ نہیں جس کی طرف انہوں نے ذہاب کیا ہے۔ کیونکہ "جنتہ" سے مراد جن ہی ہیں جیسا کہ ارشاد ہے

"من الجنتہ والناس"

اسی وجہ سے آیت میں دو قول ہیں۔

(۱) پہلا قول مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ کفار قریش نے کہا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ پھر ان کی مائیں کون ہیں؟ تو کہنے لگے جنیوں کی سردار۔

کلبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ انہوں نے جواب میں کہا ایک جنی سے شادی کی تو اس سے فرشتے

پیدا ہوئے قتادہ ﷺ فرماتے ہیں کہ کفار نے کہا اللہ تعالیٰ جنوں کے بہنوئی لگتے ہیں۔
(۲) دوسرا قول حسن ﷺ کا ہے۔ کفار کا جنوں کو اللہ کی عبادت میں شریک کرنا ہی ان میں نسب بنانا ہے۔ صحیح قول مجاہد ﷺ کا ہے اور جس آیت سے قول اول والوں نے استدلال کیا ہے وہ ان کے صحیح ہونے کو مستلزم نہیں۔ کیونکہ جب انہوں نے کہا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور یہ فرشتے جنات میں سے ہیں گویا کہ اللہ اور فرشتوں کے درمیان یہ نسب جنوں سے پیدا شدہ ہے اور آیت (ولقد علمت الجنتہ انہم لمحضرون) میں ضمیر کا مرجع "الجنتہ" ہے معنی یہ ہے کہ جنوں کو معلوم ہے کہ وہ حساب کتاب کے لئے حاضر کئے جائیں گے۔ مجاہد ﷺ نے آیت مذکورہ سے اس طرح استدلال کیا ہے کہ اگر اللہ اور جنوں کے درمیان نسب کا تعلق ہوتا تو یہ حساب کے لئے حاضر نہ کئے جاتے۔ جیسا کہ یہود کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وقالت الیھود والنصاری نحن ابناء اللہ واحباء ہ قل فلم یعذبکم بذنوبکم۔ (سورۃ المائدہ ۱۷)

اور کہتے ہیں یہود اور نصاریٰ ہم بیٹے ہیں اللہ کے اور اس کے پیارے تو کہہ پھر کیوں عذاب کرتا ہے تم کو تمہارے گناہوں پر۔

آیت مذکورہ میں حق تعالیٰ نے یہود کو گناہوں کی وجہ سے عذاب ملنے اور عذاب کے لئے حاضر کرنے سے ان کے جھوٹے دعوے کی تکذیب کی۔ آیت مذکورہ میں یہ تقدیر بنسبت پہلے تقدیر کے زیادہ بلیغ ہے۔ آگے آپ خود غور فرماتے جائیں کیونکہ یہاں جنت کے نام ذکر کرنا مقصود ہیں۔

دوسرا نام

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جنت کا دوسرا نام "دارالسلام" ذکر کیا ہے۔

لھم دارالسلام عند ربھم (سورۃ الانعام ۱۲۷) انہی کے لئے ہے سلامتی کا گھر اپنے رب کے ہاں

وَاللہ یدعوا الی دار السلام۔ اللہ تعالیٰ بلاتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف
(سورۃ یونس ۲۵)

جنت اس لئے اس نام کے لائق ہے کہ وہ ہر آفت اور مصیبت سے سلامتی کا گھر ہے۔
دوسری بات یہ ہے کہ جنت اللہ کا بنایا ہوا گھر ہے اور سلام اللہ تعالیٰ کا نام ہے جس نے جنت اور اہل جنت کو سلامتی دی۔

تحیتھم فیھا سلام‘ والملائکۃ یدخلون علیھم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم۔ (سورۃ الرعد ۲۳،۲۴) ان کی ملاقات وہاں سلام ہوگی۔ اور فرشتے آئیں گے ان کے پاس ہر دروازے سے کہیں گے سلامتی تم پر بدلے اس کے کہ تم نے صبر کیا۔

اللہ تعالیٰ اوپر سے اہل جنت کو سلام کریں گے۔
لَھُمْ فِیْھَا فَاکِھَۃٌ وَّلَھُم مَّا یَدَّعُوْن سَلَامٌ قَوْلاً من رَّبٍّ الرَّحِیم ان کے لئے وہاں سے میوہ اور ان کے لئے ہے جو کھائیں گے۔
اللہ تعالیٰ کا اہل جنت کو سلام کرنے کے بارے میں حضرت جابر ﷜ کی حدیث آئی ہے۔ ان کی ہر بات میں سلام ہی سلام ہوگا۔ نہ بیہودہ بات اور نہ فحش اور نہ باطل کلام ہوگا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لا یسمعون فیھا لغوا الا سلاما۔ نہ سنیں گے وہاں بک بک سوائے سلام کے
(سورۃ مریم ۶۲)

وَاَمَّا اِن کان من اصحٰب الیمین فسلامٌ لک من اصحٰب الیمین (سورۃ الواقعہ ۹۰،۹۱) اور جو اگر ہوا داہنے والوں میں تو سلامتی پہنچی تجھ کو داہنے ہاتھ والوں سے۔
اکثر مفسرین نے اس کے معنیٰ اور شان ورود میں مختلف اقوال ذکر کیے ہیں جس کے بعد مقصود مخفی نہیں رہتا۔ آیت کا معنیٰ یہ ہے واللہ اعلم۔
اے اصحاب یمین میں سے ہو کر دنیا سے جانے والے تیری لئے سلام ہو کہ آپ دنیا اور اس کی تنگی جنم اور اس کے عذاب سے سالم رہے۔

فرشتہ روح قبض کرتے وقت اس کو یہ خوشخبری دیتا ہے۔
خوشخبری حاصل کر راحت اور روزی کی اپنے رب کی طرف جو غصہ نہیں ہے۔ آخرت کی بشارتوں میں سے یہ مومن کی پہلی بشارت ہے جو اس کو دنیا سے جاتے وقت سنائی جاتی ہے۔

تیسرا نام

جنت کا تیسرا نام دارالخلد ہے۔ یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ اہل جنت اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

عطاء غیر مجذوذ — بخشش ہے بے انتہا

ان هذا لرزقنا ماله من نفاد (سورۃ ص ۵۷) — یہ ہے روزی ہماری دی ہوئی اس کو نہیں نبڑنا یعنی ختم ہونا۔

ارشاد ہے

اکلها دائم و ظلها و ماهم منها بمخرجین — میوہ اس کا ہمیشہ ہے اور سایہ بھی۔ وہ اس سے نہیں نکالے جائیں گے۔

عنقریب جنت اور اس کے حرکات اہل کے فنائیت پر معتزلہ اور جہمیہ کے قول کا بطلان ذکر کیا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

چوتھا نام

جنت کا چوتھا نام "دارالمقامہ" ہے۔ اللہ تعالیٰ جنتیوں کے بات کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وقال الحمد لله الذی اذهب عنا الحزن ان ربنا لغفورٌ شکور الذی احلنا دار المقامة من فضله لا یمسُّنا فیها نصب (سورة فاطر ٣٤)

اور کہیں گے شکر اللہ کا ہے جس نے اتارا ہم کو آباد رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے نہ پہنچے ہم کو اس میں مشقت۔

مقاتل ﷺ فرماتے ہیں کہ "احلنا دار المقامۃ" کا معنی ہے "انزلنا دار الخلود" یعنی ٹھہریں گے ہمیشہ ہمیشہ نہ اس میں کبھی مریں گے اور نہ تبدیل ہوں گے۔

فراء اور زجاج فرماتے ہیں کہ "المقامۃ" کا معنی "الاقامۃ" کی طرح ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے "قمت باالمکان اقامتہ و مقامتہ و مقاما"

پانچواں نام

جنت کا پانچواں نام "جنتہ الماویٰ" ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (عندھا جنتہ الماویٰ) "ماوی" "اوی یاوی سے مفعل (ظرف کا صیغہ) ہے بمعنی ٹھکانا پکڑنا:

عطاء ﷺ حضرت ابن عباس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ "ماوی" وہ جنت ہے جس میں حضرت جبرئیل اور دوسرے فرشتوں کا ٹھکانا ہے۔

مقاتل اور کلبی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ جنت ہے جس میں شہداء کی روحیں رہتی ہیں۔ کعب فرماتے ہیں کہ یہ وہ جنت ہے جس میں سبز پرندے جن میں شہداء کی روحیں ہوتی ہیں چرتے ہیں۔

حضرت عائشہ اور زر بن حبیش رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ جنتوں میں سے ایک جنت ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ یہ جنت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے

وأما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي المأوىٰ. (سورة النازعات ٤٠ – ٤١)

اور جو کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے اور روکا ہو اس نے جی کو خواہش سے سو بہشت ہی ہے اس کا ٹھکانا

اور جہنم کے بارے میں فرمایا "فان الجحیم ھی الماوی" "وماواکم النار" یعنی جہنم ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔

چھٹا نام

جنت کا چھٹا نام "جنات عدن" ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

جنٰت عدن ن التی وعدالرحمٰن عبادہ بالغیب۔ (سورۃ مریم)

باغوں میں بسنے کے جن کا وعدہ کیا ہے رحمٰن نے اپنے بندوں سے ان کے بن دیکھے۔ یعنی بغیر دیکھے

اسی طرح ارشاد ہے

جنات عدن یدخلونہا یحلون فیھا من آساور من ذھب ولؤلؤاً ولباسھم فیھا حریر (فاطر ۳۳)

باغ ہیں بسنے کے جس میں وہ جائیں گے وہاں ان کو گہنا پہنایا جائے گا کنگن سونے کے اور موتی کے اور ان کی پوشاک وہاں ریشمی ہے۔

ارشاد ہے

ومساکن طیبتہ فی جنات عدن (سورۃ الصف ۱۲)

اور ستھرے گھروں میں بسنے کے باغوں کے اندر

اشتقاق کے لحاظ سے سب پر "جنات عدن" دلالت کرتا ہے اس لئے کہ اس کا معنی اقامتہ اور دوام کے ہے۔ کہا جاتا ہے "عدن بالمکان" جب وہ اس میں قیام اختیار کرے۔ "وعدنت البلد" میں نے اس کو وطن بنایا۔ "وعدنت الابل بمکان کذا" اونٹ کو میں نے وہاں باندھا جہاں سے وہ ہٹا نہیں۔

جوہری ﷺ کہتے ہیں۔ "جنات عدن" بھی اسی سے ہے بمعنی "اقامتہ" "معدن" (بکسر الدال) کا نام بھی اسی سے رکھا گیا۔ کیونکہ لوگ سردی اور گرمیوں میں وہاں قیام

کرتے ہیں۔ "ام لعادن" چراہ گاہ میں ٹھہری ہوئی اونٹنی۔

ساتواں نام

جنت کا ساتواں نام "دارالحیوان" ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وان الدار الاخرۃ لھی الحیوان (سورۃ العنکبوت ۶۴) اور پچھلا گھر جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا۔

اہل تفسیر کے ہاں اس سے مراد جنت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آخرت یعنی جنت زندہ رہنے کا گھر ہے جس میں موت نہیں ہوگی۔

کلبی ﷫ فرماتے ہیں۔ وہ ایسی زندگی ہے جس میں موت نہیں۔ زجاج ﷫ فرماتے ہیں وہ دائمی زندگی کا گھر ہے۔ اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ یہاں "حیوان" بمعنی "حیاۃ" کے آیا ہے۔ ابو عبیدۃ اور ابن قتیبہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں "حیوان" حیات ہی کا نام ہے ابو عبیدہ ﷫ فرماتے ہیں کہ "حیاۃ" اور "حیوان" الحی بکسر الحاء ایک ہی ہیں۔

ابو علی فرماتے ہیں کہ یہ مصادر ہیں۔ پس حیاۃ 'فعلۃ' کی طرح ہے اور حیوان' نزوان' اور "غلیان" کی طرح ہے۔ اور حی 'عی' کی طرح ہے۔

عجاج نے کہا ہے

کنا بھا اذ الحیاۃ حی
(حیات اس لئے کنیت رکھی کہ حیاۃ ہی زندگی ہے)

ابو زید نے ان کی مخالفت کی اور فرمایا۔ کہ حیوان وہ ہے جس میں روح ہو' "موتان" اور اموات' وہ ہے جس میں روح نہ ہو۔

حق یہ ہے کہ "حیوان" دو قسم پر ہے۔ ایک مصدر ہے جیسا کہ ابو عبیدۃ نے کہا دوسرا وصف ہے جیسا کہ ابو زید نے بیان کیا۔ ابو زید کے قول کے مطابق حیوان "حی" کی طرح ہے جو میت کی ضد ہے' اور قول اول کو ترجیح دی جائے گی اس لئے کہ فعلان کا باب مصادر ہیں جیسے "نزوان" اور "غلیان" بخلاف صفات کے کہ اس کا باب "فعلان" ہے جیسے کہ "سکران" اور

"حیوان" قول ثانی کے ترجیح دینے والوں کو یہ جواب دیتے ہیں۔ "فعلان" کا وزن صفات میں بھی آتا ہے۔ جیسا کہ تیز اور ہلکے آدمی کو "رجل صیمان" کہتے ہیں اور اسی طرح "زفیان" ہے صحاح میں ہے "ناقۃ زفیان" تیز اونٹی۔ "وقوس زفیان" تیر کو جلدی چھوڑنے والا کمان۔ اللہ تعالیٰ کا قول "وان الدار الاخرۃ لھی الحیوان" دو معنوں کا احتمال رکھتا ہے۔

(۱) پہلا معنی یہ ہے کہ آخرت کی زندگی ہی زندگی ہے جس میں نہ بدمزگی ہوگی اور نہ ختم ہوگی اور نہ اس میں وہ عیوب شامل ہیں۔ جو اس زندگی میں ہیں۔ بناء بریں حیوان مصدر ہے۔

(۲) منقطع اور ختم نہیں ہو گا جس طرح اس دنیا میں زندہ چیزیں فنا ہوتی ہیں۔ تو یہ اس نام کے زیادہ حقدار ہے اس زندگی سے جس پر فنائیت اور موت آئے گی۔

آٹھواں نام

جنت کا آٹھواں نام "فردوس" ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اولئک هم الوارثون۔ الذین یرثون الفردوس هم فیها خالدون ۔ (سورۃ المومنون ۱۱)	وہی ہیں میراث لینے والے جو میراث پائیں گے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے اور اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔

اسی طرح حق تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

ان الذین امنوا وعملوا الصالحات کانت لهم جنت الفردوس نزلا خالدین فیها (سورۃ الکهف ۱۰۷)	جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ہیں ان کے لئے ٹھنڈی چھاؤں کے باغ مہمانی ہمیشہ رہیں گے اس میں۔

فردوس ایسا نام ہے جس کا اطلاق تمام جنتوں پر ہوتا ہے۔ اور ایک قول کے مطابق جنت میں افضل اور اعلیٰ مقام کا نام ہے۔ گویا کہ دوسری جنتوں کے بنسبت یہی مقام اس نام کا مستحق ہے۔ فردوس کا اصل معنی باغ کے ہے جمع "فرادیس" بمعنی بساتین' آتی ہے۔ کعب ؓ فرماتے ہیں کہ فردوس اس باغ کو کہتے ہیں جس میں انگور ہوں۔ لیث ؓ کہتے ہیں کہ فردوس وہ باغ ہے جس میں بیلوں والے انگور ہوں۔ جیسے کہا جاتا ہے "کرم مفروس" (گنجان بیلوں

والا)

ضحاک علیہ کہتے ہیں کہ فردوس وہ باغ ہے جس میں گنجان درخت ہو۔ مبرد علیہ نے اس کو پسند کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ فردوس جو کلام عرب سے میں نے سنا ہے۔ گنجان درخت کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اغلب واکثر انگور کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کا جمع "فرادیس" آتا ہے۔ اس لئے شام کے دروازے کا نام فرادیس رکھا گیا ہے۔ شاعر جریر نے کہا ہے۔

لقد للرکب اذ جد المسیر بنا — میں نے قافلہ والوں سے کہا جبکہ ہمارا چلنا تیز

یا بعد نیرین من باب الفرادیس — ہوا کہ باب فرادیس نیرین سے کیا ہی دور ہے۔

مجاہد علیہ فرماتے ہیں کہ فردوس روم میں ایک باغ ہے زجاج نے اسی کو پسند فرما کر کہا کہ یہ لفظ رومی زبان سے معرب ہے کہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ فردوس وہ باغ ہے جس میں تمام وہ چیزیں موجود ہوں جو ایک باغ میں ہونی چاہیے۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

وان کان ثواب اللہ کل مخلد

جنان من الفردوس فیھا یخلد

نواں نام

جنت کا نواں نام "جنت النعیم" (نعمت کا باغ) ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات لھم جنت النعیم (سورۃ لقمان) — جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کئے ان کے لئے نعمت کے باغ ہیں۔

یہ بھی ایسا جامع نام ہے جو تمام جنتوں کے تمام قسم کی نعمتوں کو شامل ہے۔ یعنی کھانے پینے لباس، صورتیں، خوشبو، خوشگوار مناظر، وسیع محلات اور اس کے علاوہ دوسری ظاہری اور باطنی نعمتیں۔

دسواں نام

جنت کا دسواں نام "المقام الامین" (چین کا گھر) ہے
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ان المتقون فی مقام امین (سورۃ الدخان ۵۱) بیشک ڈرنے والے چین کے گھر میں ہیں۔

مقام، جائے اقامت کو کہتے ہیں اور "امین" تمام آفتوں اور مصیبتوں سے امن کی جگہ، جس میں اللہ تعالیٰ نے امن کی تمام صفات جمع کی ہوں۔ یعنی وہ زائل ہونے اور خرابی اور نقص کے تمام اقسام سے محفوظ ہیں، اور اس میں رہنے والے نکلنے اور تنگی اور عذاب سے مامون اور محفوظ ہیں۔ جیسا کہ "البلد الامین" اس کو شہر کو کہا جاتا ہے جس کے باشندوں کو اللہ تعالیٰ نے ایسے امن سے نوازا ہو کہ دوسرے لوگ اس سے خوف کھاتے ہوں، آپ غور فرمائیں اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر (**ان المتقون فی مقام آمین**) اور دوسرے مقام پر (**یدعون فیھا بکل فاکھۃ آمنین**) فرما کر کیسے اہل جنت کے لئے امن المکان اور امن الطعام جمع فرمایا۔ نہ ان کو میوؤں کے ختم ہونے کا خوف ہو گا اور نہ اس کے برے انجام اور مضر ہونے کا۔ اور اسی طرح نکلنے سے بھی محفوظ رہیں گے کہ نکلنے کا کوئی ڈر نہیں ہو گا اور نہ موت کا خوف ہو گا۔

گیارہواں نام

جنت کا گیارہواں نام "مقعد الصدق" اور "قدم الصدق" ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ان المتقون فی جنات ونھر فی مقعد صدق (سورۃ القمر ۵۴-۵۵) جو لوگ ڈرنے والے ہیں باغوں میں ہیں اور نہروں میں، بیٹھے سچی بیٹھک میں۔

اس جنت کا نام مقعد صدق اس لئے رکھا گیا کہ اس میں مقعد الحسن کی تمام مقصود چیزیں حاصل ہوتی ہیں جیسے کہا جاتا ہے "مودۃ صادقۃ" (سچی محبت) جبکہ وہ ثابت اور تام ہو۔ اور کہا جاتا ہے "حلاوۃ صادقۃ، وحملۃ صادقۃ "الصداق فی الحدیث" اور "الصدق فی العمل" بھی اسی سے ہے۔ صدیق وہ شخص ہے جو اپنے قول کی تصدیق کے عمل سے تصدیق

کرے اور الصدق فتح کے ساتھ نیزے کی سختی کو کہا جاتا ہے۔ بہادر آدمی کے لئے کہا جاتا ہے "انہ لذو مصدق" (یعنی پورا سچا ہے) اور کہا جاتا ہے "هذا مصداق هذا" یہ اس کی تصدیق کر رہا ہے اور اسی سے ہے "قدم صدق" "لسان صدق" "مدخل صدق" "مخرج صدق" یہ سب کے سب اس چیز کے لئے استعمال ہوتے ہیں جو ثابت اور مقصود ہو اور اس میں ترغیب دی جا رہی ہو۔ بخلاف اس باطل جھوٹ کے جس کے تحت نہ کوئی فائدہ مقصود ہو اور نہ ثابت کو قطعی متضمن ہو۔ اور ایک قوم نے "قدم صدق" کی تفسیر جنت سے کی ہے اور ان اعمال سے تفسیر کی ہے جس کے ذریعہ جنت ملتی ہے۔ اور اس وعدے سے تفسیر کی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کیا۔ اور اس اس کی تفسیر پیغمبر ﷺ سے کی ہے جس کے ہاتھ اور ہدایت سے انہوں نے یہ حاصل کیا۔ تحقیق یہ ہے کہ یہ سب حق ہیں کیونکہ جن کے لئے اللہ کی جانب سے پہلے سے نیکی ٹھہر چکی ہے وہ نیکی اسکی وجہ سے ہوئی یعنی ان اسباب کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے ہاتھوں ان کو مہیا کئے اور ان کا بدلہ قیامت میں ذخیرہ کیا۔ "لسان الصدق" وہ اچھے افعال کی سچی تعریف ہے۔ اور لسان صدق میں اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ یہ تعریف مطابق للواقع ہے۔ اور حق کی تعریف ہے باطل کی نہیں ہے۔ مدخل الصدق اور مخرج الصدق" سے وہ مدخل اور مخرج مراد ہیں جس میں آدمی اللہ کے ضمان میں ہو اس کا داخل ہونا اور نکلنا اللہ کی طاقت اور اس کی رضاء کے لئے ہو اور یہ دعا اب (اخرجنی مخرج صدق الخ) بندہ کے لئے انفع ترین دعاؤں میں سے ہے۔ کیونکہ بندہ تو ہمیشہ یا تو کسی کام میں داخل ہوتا ہے اور یا خارج ہوتا ہے تو جب اس کا نکلنا اور داخل ہونا اللہ کی قوت اور اس کی رضا کے لئے ہوا تو یہ سچ سے داخل ہوگا اور سچ سے نکلے گا۔

واللہ المستعان

○○○

بائیسواں باب

جنتوں کی تعداد کا بیان اس کی دو قسمیں ہیں

(۱) سونے کی دو جنتیں (۲) چاندی کی دو جنتیں

جنت

ایک جامع نام ہے جو جنت میں تمام چیزوں (باغات محلات گھر وغیرہ) کو شامل ہے اور یہ جنتیں بہت زیادہ ہیں۔

امام بخاری ؒ نے اپنی صحیح بخاری میں بروایت انس بن مالک ؓ نقل کیا ہے ام ربیع بنت البراء ؓ جو کہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں۔ کہنے لگی اے اللہ کے نبی۔ کیا آپ مجھے حارثہ کے بارے میں کچھ بیان نہیں کریں گے؟ (حارثہ جنگ بدر میں تیر لگنے سے شہید ہوا تھا) کہ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اگر کہیں اور ہے تو میں اس پر روؤں؟

آپ نے ارشاد فرمایا اے ام حارثہ

آپ کا بیٹا فردوس اعلیٰ میں پہنچ چکا ہے۔

عن ابی موسی الاشعری عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال جنتان من ذهب آنیتهما وحلیتهما ومافیهما وجنتان من فضة آنیتهما وحلیتهما وما فیهما ومابین القوم أن ینظروا الی ربهم الا رداء الکبریاء علی وجهه فی

ابو موسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دو جنتیں ایسی ہیں جس کے برتن اور زیورات اور جو کچھ ان کے اندر ہے سب سونے کا ہے اور دو جنتیں ایسی ہیں کہ اس کے برتن اور زیورات اور ان میں جو کچھ ہے سب چاندی

جنۃ عدن:

کا ہے۔ جنت عدن میں لوگوں کا اپنے رب کی طرف دیکھنے میں کبریائی کی چادر آڑ ہوگی جو اللہ کی ذات پڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ولمن خاف مقام ربہ جنتان (سورۃ الرحمٰن ۴۶)　　اور جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے آگے اس کے لئے ہیں دو باغ

اس کے ذکر کرنے کے بعد پھر فرمایا

ومن دونہما جنتن (سورۃ الرحمٰن ۶۴)　　اور ان دو کے سوا دو باغ اور ہیں۔

یہ چار جنتیں ہیں اب اللہ تعالیٰ کے مذکورہ ارشاد "ومن دونہما" میں اختلاف ہے کہ آیا اس سے اوپر والی "جنت مراد ہے یا نیچے والی"

ایک جماعت کہتی ہے کہ (من دونہما) سے مراد وہ ہے جو عرش سے زیادہ قریب ہے اس لحاظ سے یہ اوپر والی جنت ہے۔

دوسری جماعت کہتی ہے کہ (من دونہما) کا معنی "من تحتہما" ہے اور یہ لغت عرب میں منقول ہے چنانچہ کہتے ہیں " ھذا دون ھذا" یعنی یہ اس سے مرتبے میں کم ہے۔ جیسا کہ بعض لوگ اس شخص کو کہتے ہیں جو اس کے تعریف میں مبالغہ کرے۔

"انا دون ماتقول فوق مافی نفسک"　　(میں اس تعریف کا مستحق نہیں جو آپ کر رہے ہیں)

"صحاح" میں ہے کہ لفظ "دون" "فوق" کا نقیض ہے جو کہ مقصد میں کوتاہی کرنے کو کہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہا جاتا ہے " ھذا دون ھذا" یعنی یہ اس سے زیادہ قریب ہے سیاق پہلی والی دو جنتوں کی فضیلت پر دس وجوہات سے دلالت کرتا ہے پہلی وجہ پہلا وجہ کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا قول "ذواتا افنان" ہے اس میں دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ یہ فنن کی جمع ہے ٹہنی کو کہتے ہیں' دوسرا قول یہ ہے کہ یہ "فن" کی جمع ہے بمعنی صنف' معنی یہ ہوگا کہ وہ دو باغ مختلف قسم کے میوؤں والے ہوں گے چنانچہ بعد والی دو جنتوں کی صفت میں یہ مذکور نہیں:

دوسری وجہ: اللہ تعالیٰ کا پہلی دو کے بارے میں ارشاد "فیہما عینان تجریان" ہے جبکہ

دوسرے دو کی صفات میں ارشاد ہے "فیھما عینان نضاختن" "نضاختہ" کا معنی فوارہ اور جاری چلتا چشمہ کے ہے جو کہ صرف خوار سے بہت اچھا ہوتا ہے کیونکہ یہ فوران اور جریان دونوں کو متضمن ہوتا ہے۔

تیسری وجہ: اللہ تعالیٰ کا پہلی والی جنتوں کے بارے میں ارشاد ہے۔

"فیھما من کل فاکھتہ زوجان" (ان دونوں میں میوہ قسم کا ہوگا) جبکہ بعد والیوں کے بارے میں ہے "فیھما فاکھتہ ونخل ورمان" (ان میں میوے ہیں کھجوریں اور انار) اور اس میں کوئی شک نہیں کہ پہلی والی دو کا وصف اکمل ہے زوجان کے بارے میں اس پر اتفاق کے بعد کہ یہ صنف کا نام ہے اختلاف کیا گیا ہے ایک جماعت کا کہنا ہے کہ "زوجان" سے مراد رطب اور یابس ہیں، یعنی ایسا یابس جو اپنے فضیلت اور عمدگی میں رطب سے کم نہ ہو، اور وہ رطب سے بھی وہی فائدہ اٹھائے جو یابس سے اٹھاتا ہو اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے جو مخفی نہیں۔

دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ زوجان سے مراد دو صنف ہیں ایک معروف مشہور اور دوسری مشکل کے اعتبار عجیب وغریب ہوگی۔

تیسری جماعت نے صرف یہ کہا ہے کہ یہ دو قسمیں ہیں آگے زیادہ کچھ نہیں کہا (مصنف کہتے ہیں) اللہ ہی زیادہ جانتے ہیں لیکن ظاہر یہ ہے کہ "زوجان" سے مراد میٹھا کڑوا، سرخ اور سفید ہے۔ کیونکہ اس لحاظ سے میوؤں کی مختلف قسمیں بہت ہی چاہت والی لذیذ اور خوشگوار ہوتی ہیں۔

چوتھی وجہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

متکئین علی فرش بطائنھا من استبرق (سورۃ الرحمٰن ۵۴) — تکیہ لگائے بیٹھے بچھونوں پر جن کے استر تافتے کے ہیں

یہ اس کی قدر و منزلت پر تنبیہہ ہے۔ دوسری دو جنتوں کے بارے میں فرمایا۔

متکئین علی رفرف خضر و عبقری حسان (سورۃ الرحمٰن ۷۶) — تکیہ لگائے بیٹھے سبز مسندوں پر اور قیمتی بچھونے نفیس پر

رفرف کی تفسیر کشادگی اور نرمی سے کی گئی ہے اور ایک تفسیر فرش سے کی گئی ہے بہر تقدیر ان دو جنتوں کی فرش کی وہ صفت بیان نہیں کی گئی جو پہلی دو کی بیان ہوئی۔

پانچویں وجہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔:

و جنی الجنتین دان — اور میوہ ان باغوں کا جھک رہا

یعنی یہ قریب ہیں جن کا لینا بہت ہی آسان ہے جس طرح چاہیں لے سکتے ہیں یہ صفت دوسری دو جنتوں کی نہیں ہے۔

چھٹی وجہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فیھن قاصرات الطرف یعنی انہوں نے اپنی نگاہوں کو اپنی شوہروں پر محصور اور پابند کر لیا ہے۔ ان کی محبت اور رضامندی کی وجہ سے غیر کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتیں۔ اور یہ اس بات کو بھی متضمن ہے کہ ان کی شوہروں کی نگاہیں ان پر ہی لگیں ہوئیں ہیں۔ ان کے حسن نے ان کو غیر کی طرف نگاہ کرنے سے روکے رکھا ہوا ہے۔

دوسری والی دو جنتوں کے صفات میں ارشاد ہے۔

حور مقصورات فی الخیام — حوریں ہیں رکی رہنے والیاں خیموں میں

اپنے شوہر پر اختیار سے نگاہ کا محصور کرنا ہی کمال ہے بہ نسبت اس کے جو غیر کی وجہ سے اپنی نگاہ بند رکھتی ہے:

ساتویں وجہ: پہلی والی دو جنتوں کی حوروں کی صفات میں ہے کہ وہ رنگ کی صفائی اور چمکنے اور حسن میں یاقوت اور مرجان کے مانند ہیں۔ جبکہ بعد والی ذکر شدہ جنتوں کی حوروں کی صفات میں یہ مذکور نہیں ہے۔

آٹھویں وجہ: اللہ تعالیٰ نے پہلی والی دو جنتوں کے بارے میں فرمایا ہے "ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" (کیا بدلہ نیکی کا مگر نیکی) یعنی نیکی کا بدلہ صرف نیکی ہی ہے۔

یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ان دو جنتوں کے رہنے والے دنیا میں کامل اور مطلق احسان کرنے والے تھے۔ تو ان کا بدلہ بھی کامل احسان سے دیا جائے گا۔

نویں وجہ: پہلی دو جنتوں کی صفات کو بیان کر کے ان دونوں کو اس کا شخص بدلہ ٹھرایا جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا تھا۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ جنتیں اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرنے والے کی اعلیٰ جزاء ہے۔

تو جزاء مذکور کو خوف پر ایسا مرتب کیا جیسا کہ مسبّ کا ترتب سبب پر ہوتا ہے۔ پھر جب ڈرنے والوں کی دو قسمیں تھیں (۱) مقربین (۲) اور اصحاب یمین۔ تو پہلے مقربین کی دو جنتوں کو ذکر کیا اور اس کے بعد اصحاب یمین کی دو جنتوں کا ذکر کیا۔

دسویں وجہ: اللہ تعالیٰ کے ارشاد (ومن دونہما) کا سیاق دلالت کرتا ہے کہ یہ "فوق" کا نقیض ہے۔ جیسا کہ جوہری نے کہا ہے۔

اعتراض

ان چار جنتوں کو صرف اس شخص پر کیسے تقسیم کیا گیا جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے۔

جواب

جب ڈرنے والوں کی دو قسمیں تھیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا تو دو عالی جنتیں ان میں سے مقربین کے لئے ہوئیں اور اس سے کم مرتبے والی دو جنت اصحاب یمین والوں کے لئے ہوئیں۔

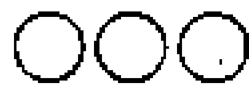
اعتراض

ان دونوں جنتوں میں تمام ڈرنے والے شریک ہوں گے یا ہر ایک کے لئے علیحدہ دو دو (باغات) ہوں گی؟

جواب

اس میں مفسرین کے دو قول ہیں جن میں سے قول ثانی کو دو وجہوں سے ترجیح دی گئی ہے۔ایک ترجیح نقل سے ہے اور دوسری عقل سے۔ ترجیح نقلی یہ ہے کہ قول ثانی والے نبی کریم علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں "ریاض الجنتہ میں دو باغ ہیں" اور ترجیح عقلی یہ ہے کہ ان دو جنتوں میں سے ایک اوامر کو ادا کرنے کا بدلہ ہے اور دوسرا محارم سے بچنے کا جنتی عورتوں کے ذکر میں دو مقامات پر "**فیهن**" (ضمیر مونث) ذکر کیا گیا جبکہ اس کے علاوہ میں "**فیهما**" (ضمیر تثنیہ) مذکور ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ فرش کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا "**فیهن خیرات حسان**" تو پھر لفظی اور معنوی مشاکلت کے لئے دو جگہ پھر ضمیر مونث لائی گئی۔ واللہ اعلم



تئیس واں باب

اللہ تعالیٰ نے دوسری جنتوں پر فضیلت ظاہر کرنے کے لئے بعض جنتوں کو خاص اپنے دست مبارک سے پیدا فرمایا اور اس میں درخت لگائے۔

اللہ تعالیٰ نے جنتوں میں سے ایک گھر کو اپنے لئے چنا ہے اور اس کو اپنے عرش کے قرب سے مخصوص فرمایا ہے اور اس میں بذات خود درخت لگائے ہیں وہ جنت تمام جنتوں کی سردار ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر نوع سے اعلیٰ اور فضل کو پسند فرماتے ہیں۔ جیسا کہ فرشتوں میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اور بشر میں سے محمد ﷺ کو اور آسمانوں میں سے سب سے اونچے آسمان کو۔ اور شہروں میں سے شہر مکہ اور مہینوں میں سے ماہ محرم اور راتوں میں لیلۃ القدر اور دنوں میں جمعہ کا دن اور رات میں سے اس کا وسط اور اوقات میں سے نماز کے اوقات کو چنا ہے۔

یخلق ما یشاء و یختار (سورۃ القصص ۶۸)

اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے جس کو چاہے۔

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل اللہ في آخر ثلاث ساعات یبقین من اللیل فینظر اللہ في الساعۃ الاولی منھن في الکتاب

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ رات کی آخری باقی ماندہ تین گھڑیوں میں نزول فرماتے ہیں پس ان میں سے پہلی گھڑی میں اللہ تعالیٰ اس کتاب میں دیکھتے ہیں جس میں

الذی لا ینظر فیه غیره فیمحوا ما یشاء ویثبت ثم ینظر في الساعة الثانیة الی جنة عدن وهی مسکنه الذی یسکن فیه ولا یکون معه فیها احد الا الانبیاء والشهداء والصدیقون وفیها ما لم تره عین أحد ولا خطر علی قلب بشر ثم یهبط آخر ساعة من اللیل فیقول: ألا مستغفر یستغفرنی فأغفرله ؟ ألا سائل یسألنی فأعطیه ألا داع یدعونی فأستجیب له حتی یطلع الفجر قال تعالی :

وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشهوداً. (سورة الاسرار ۷۸).

دوسرا نہیں دیکھ سکتا جو چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں ثابت رکھتے ہیں پھر دوسری گھڑی میں جنت عدن کی طرف دیکھتے ہیں یہ وہ مسکن ہے جس میں اللہ کی ذات ہوتی ہے اور وہاں اس کے انبیاء اور شہداء اور صدیقین کے علاوہ کوئی ایک بھی نہیں ہوتا اور جنت عدن میں وہ نعمتیں ہیں جس کو نہ کسی ایک کی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے پھر آخری گھڑی میں اللہ تعالیٰ (آسمان دنیا) میں نزول کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ ہے کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں' ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا کہ میں اس کو عطا کروں؟ ہے کوئی مجھ سے دعا مانگنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں یہ سلسلہ طلوع فجر تک رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اور قرآن پڑھنا فجر کا بیشک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے روبرو (یعنی اس وقت رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں)

اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے فردوس کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور ہر مشرک اور شراب کے عادی شخص اور متکبر پر اس کو ممنوع قرار دیا۔

عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں اپنے ہاتھ سے پیدا فرمائیں۔ آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور تورات اپنی ہاتھ سے لکھی اور فردوس میں اپنے ہاتھ سے درخت لگائے۔ پھر فرمایا میری عزت اور جلال کی قسم اس میں نہ شراب کا عادی شخص داخل ہوگا اور نہ دیوث صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ شراب کا عادی شخص تو ہم نے پہچان لیا یہ دیوث کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا دیوث وہ شخص ہے جو برے شخص کو اپنے اہل میں ٹھہراتا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں اپنے ہاتھ سے پیدا فرمائی ہیں عرش، قلم، عدن، اور حضرت آدم علیہ السلام اور پھر باقی تمام مخلوق کو کہا ہو جا تو وہ ہو گئیں۔

میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں تین چیزوں کے علاوہ کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا۔ حضرت آدم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور تورات اپنے ہاتھ سے لکھی اور جنت عدن میں اپنے ہاتھ سے درخت لگا دیئے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کے علاوہ کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے بنایا تورات اپنے ہاتھ سے لکھی اور جنت عدن میں درخت اپنے ہاتھ سے لگائے اس کے بعد جنت سے فرمانے لگے بات کر جنت بولی۔ (قد افلح المومنون) (کام نکال لئے گئے مومن)

شمر بن عطیہ سے روایت ہے رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جنت فردوس اپنے ہاتھ سے بنائی اور اللہ تعالیٰ اس کو ہر روز پانچ مرتبہ کھولتے ہیں اور اسے کہتے ہیں میرے دوستوں کے لئے خوشبو زیادہ کر اور میرے دوستوں کے لئے حسن اور خوبصورتی میں اضافہ کر۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کے درخت اپنے ہاتھ سے لگائے جب وہ مکمل ہوگئی تو اس کو بند کیا اب ہر سحری کے وقت کھولی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر کرتے ہیں تو وہ کہتی ہے۔ (قد افلح المومنون) کام نکال لئے گئے مومن یعنی (مومنین کامیاب ہو گئے)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول خدا ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت کے گرد ایک دیوار لگائی ہے جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے اور اس کے درخت اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگائے اور اس سے کہا بول تو وہ بولی "قد افلح المومنون" (کام نکال لے گئے مومن یعنی مومنین کامیاب ہوئے)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے خوشخبری ہو تو بادشاہوں کا ٹھکانا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔ جس کی ایک اینٹ سفید موتی کی ہے اور ایک اینٹ سرخ یاقوت کی ہے اور ایک اینٹ سبز زبرجد کی ہے اس کا گارا خالص مشک ہے اور اس کی کنکریاں موتی ہیں اور اس کی گھاس زعفران ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جنت سے کہا بول تو وہ بولی (قد افلح المومنون) اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا۔ میری عزت اور میرے جلال کی قسم کوئی بخیل مجھ سے بچ کر تجھ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

ومن یوق شح نفسه فأولئك هم المفلحون (سورۃ الحشر ۹) اور جس کو بچا دیا گیا اپنے جی کے لالچ سے سو وہ لوگ وہی مراد کو پہنچے۔

اللہ تعالیٰ کے اس مہربانی کو دیکھئے کہ اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے درختوں اور جنت کو اپنے ہاتھ سے پیدا کردہ ذات (حضرت آدم علیہ السلام) کے لئے بنایا اور اس کی اولاد میں سے افضل لوگوں کے لئے۔ اور اپنے دست سے پیدا کرنے کی شرافت کی وجہ سے یہ جنت عام جنتوں سے ممتاز ہے۔

یعنی اس جنت کا دوسری جنتوں میں وہ مقام ہے جیسا کہ نوع حیوان میں حضرت آدم علیہ السلام کا۔

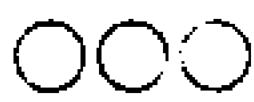
عن سعید عن النبي صلی الله علیه وسلم قال: سأل موسى علیه السلام ربه ما أدنى أهل الجنة منزلةً؟ قال رجل یجیئ بعد مادخل اهل الجنة فیقال له

سعید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ ادنیٰ جنتی کا کیا مقام ہے ارشاد ہوا ایک آدمی کو لایا جائے گا جبکہ تمام

ادخل الجنة فيقول رب كيف وقد نزل الناس منازلهم وأخذوا أخذاتهم؟ فيقال له أترضى أن يكون لك مثل ملك من ملوك الدنيا؟ فيقول رضيت، رب فيقول له لك ذالك ومثله ومثله ومثله فقال في الخامسة رضيت ربي قال رب فاعلاهم منزلة؟ قال اولئك الذين اردت غرست كرامتهم بيدي وختمت عليها فلم ترعين و لم تسمع اذن و لم يخطر على قلب بشر.
"و مصداقه من كتاب الله" فلا تعلم نفس ما أخفى لهم من قرة اعين (سورة السجدة ، ۱)

لوگ جنت میں داخل ہو چکے ہوں گے اس سے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جاوہ کہے گا اے میرے رب کیسے داخل ہو جاؤں لوگ اپنی اپنی جگہ لے چکے ہیں اور جو کچھ لینا تھا لے چکے ہیں اس سے کہا جائے گا کیا تو اس سے راضی ہے کہ تیرے لئے اتنا ہو جتنا دنیا کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے لئے تھا وہ عرض کرے گا ہاں اے پروردگار میں راضی ہوں اس پر ارشاد ہو گا اچھا تیرے لئے اتنا ہی ہے اور اس کے برابر اور اس کے برابر اور اسکے برابر (یعنی اس سے تین گناہ اور زیادہ)

پانچویں مرتبہ وہ عرض کرے گا اے رب میں راضی ہوں اس پر عرض کرے گا اے رب مجھے سب سے اونچا درجہ عطا فرما اس پر ارشاد ہو گا یہی میری مراد تھی اس کے درخت میں نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہیں اور اس پر مہر لگا چکا ہوں (اس کی اندر کی نعمتیں) نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے۔ اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب (میں سے یہ آیت کریمہ) ہے (ترجمہ) سو کسی نفس کو معلوم نہیں جو چھپا دھری ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک'



چوبیسواں باب

داروغہ جنت اور ان کے سردار کا نام

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمرا حتی اذا جاءوھا وفتحت ابوابھا وقال لھم خزنتھا سلام علیکم (سورۃ الزمر ۷۳)

اور ہانکیں جائیں گے وہ لوگ جو ڈر رہے تھے اپنے رب سے جنت کو گروہ گروہ یہاں تک کہ جنت پہنچ جائیں اس پر اور کھولے جائیں اس کے دروازے اور کہنے لگے ان کو داروغہ سلام پہنچے تم پر۔

"خزنتہ" "خازن" کی جمع ہے جیسا کہ "حفظتہ" "حافظ" کی جمع ہے اس شخص کو کہتے ہیں جس کو کسی چیز کی امانت و حفاظت سونپ دی گئی ہو۔

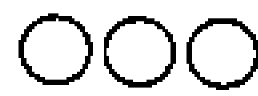
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قیامت کے دن میں جنت کے دروازے کے پاس آؤں گا اور دروازہ کھلواؤں گا تو خازن (داروغہ جنت) کہے گا آپ کون ہیں ؟ میں جواب دوں گا محمد ہوں وہ کہے گا جی ہاں (دروازہ ضرور کھولوں گا) مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی ایک کے لئے بھی دروازہ نہ کھولوں۔

اور اس سے پہلے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے۔ جس میں نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا جو شخص کسی چیز کی دو جوڑیں اللہ کے راستے میں خرچ کر دے تو جنت کے ہر دروازے کا داروغہ (یعنی وہاں مقرر فرشتہ) اس کو پکارے گا کہ یہاں آجاؤ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے اندر اس کی قوت ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا مجھے امید ہے کہ آپ بھی ان لوگوں سے ہوں گے۔ اور حدیث کے دوسرے الفاظ میں ہے کہ

حضرت ابوبکر ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا کوئی شخص ہے جس کو ان سب سے آواز دی جائے گی۔ آپ نے فرمایا جی ہاں اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی ان لوگوں میں ہوں گے۔ جب مراتب ایمان کی تکمیل کی طرف حضرت صدیق ؓ کی ہمت بلند ہوئی اور دل میں اس بات کا طمع پیدا ہوا کہ مجھے ان سب دروازوں سے پکارا جائے تو اللہ کے رسول سے سوال کر بیٹھے کہ آیا لوگوں میں ایسا کوئی شخص ہو سکتا ہے کہ جس عمل پر یہ پکار آتی ہے اس عمل میں کوشش کر کر کے یہ شرف حاصل کر لے؟ تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی حصول کی خبر دی اور حضرت ابوبکر ؓ کو ان میں سے ہونے کی خوشخبری دی۔ گویا کہ حضرت ابوبکر ؓ کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ جو شخص ان سب مراتب اعمال کی تکمیل کر لے تو یہ ممکن ہے کہ اس کو قیامت کے دن تمام دروازوں سے پکارا جائے؟

اللہ: کیا ہی بلند ہمت ہے حضرت صدیق ؓ کی۔

اللہ تعالیٰ نے جنت کے ان داروغوں کے سردار کا نام "رضوان" رکھا ہے جو کہ "رضا" سے مشتق ہے۔ اور جہنم کے داروغوں کے سردار کا نام "مالک" رکھا ہے یہ نام "لملک" سے مشق ہے جس کے معنی قوت اور شدت ہے۔



پچیسواں باب

"سب سے پہلے جنت کا دروازہ کون کھٹکھٹائے گا"

یہی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی گذشتہ حدیث جس کو طبرانی نے کچھ زیادت کے ساتھ روایت کیا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا خازن (دروازہ کھولنے کے لئے) اٹھ کر کہے گا نہ میں آپ سے پہلے کسی ایک کے لئے دروازہ کھولوں گا اور نہ آپ کے بعد کسی ایک کے (دروازہ کھولنے کے لئے) اٹھوں گا۔ کیونکہ خازن کا یہ اٹھنا خاص طور پر آپ کی شان اور رتبے کے اظہار کے لئے ہو گا۔ آپکے بعد کسی اور کی خدمت میں نہیں اٹھے گا۔ بلکہ جنت کے دوسرے داروغے انکی خدمت میں اٹھیں گے داروغہ جنت رضوان کی حیثیت دوسرے فرشتوں پر بادشاہ کی مانند ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے بندے اور پیغمبر کی خدمت میں کھڑا کریں گے چنانچہ وہ چل کر آپ کے لئے دروازہ کھولیں گے۔

وقد روی ابوھریرہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم أنہ قال "أنا اول من یفتح الجنۃ الا ان امراۃ تبادرنی فاقول لھا مالك ومن أنتِ؟ فتقول أنا امرأۃ قعدت علی یتامٰی

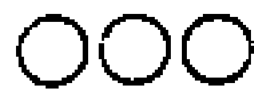
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں وہ پہلا شخص ہوں جو جنت کھولے گا مگر ایک عورت مجھ سے آگے بڑھے گی میں اسے کہوں گا تجھے کیا ہوا اور تو کون ہے؟ وہ کہے گی میں (بیوہ) عورت ہوں جو یتیموں کی (پرورش) کے لئے بیٹھی رہی۔ یعنی دوسرا نکاح نہیں کیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ چند صحابہ آپ ﷺ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب آپ نکل کر ان کے قریب ہوئے تو آپ نے سنا کہ وہ آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ صحابہ میں سے ایک نے کہا عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پیدا کردہ مخلوق میں ابراہیم علیہ السلام کو

"خلیل" بنایا دوسرا صحابی کہنے لگا یہ اللہ کے کلیم موسیٰ سے زیادہ عجیب نہیں کہ خود اللہ اس سے ہم کلام ہوئے۔ تیسرے صحابی نے کہا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے کلمہ (کلمہ کن سے پیدا شدہ) اور اس کی روح ہے۔ چوتھے صحابی نے کہا۔ حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے چنا۔ اتنے میں آپ سلام کر کے نکلے اور فرمایا میں نے تمہاری گفتگو اور تعجب سن ہونا سن لیا (تمہارا یہ کہنا) ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہے' یہ درست ہے۔ اور موسیٰ نجی اللہ ہے یہ بھی ٹھیک ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی روح اور کلمہ ہے۔ یہ بھی درست ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے چنا ہے درست ہے۔ خبردار سن رکھو میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس میں کوئی فخر کی بات نہیں اور میں قیامت کے دن پہلا شفاعت کرنے والا اور پہلا ہوں جس کی شفاعت قبول ہوگی۔ اور میں کوئی فخر کی بات نہیں کر رہا۔ اور اس روز حمد کا جھنڈا میرے پاس ہوگا اور میں کوئی فخر کی بات نہیں کر رہا۔ اور میں پہلا ہوں جو جنت کے کواڑ کو ہلاؤں گا میرے لئے وہ کھولا جائے گا اللہ تعالیٰ مجھ کو اس میں داخل فرمائے گا اور میرے ساتھ مومن فقراء ہوں گے اور کوئی فخر نہیں ہے میں اگلوں اور پچھلوں میں سے اللہ کے نزدیک معزز ترین ہوں۔ کوئی فخر نہیں ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ اٹھائے جائیں گے میں پہلا قبر سے نکلنے والا ہوں گا۔ جب وہ چپ ہوں گے میں ان کا خطبہ دینے والا ہوں گا اور جب وہ آئیں گے تو میں انکا قائد ہوں گا جب وہ روک لئے جائیں گے تو ان کی شفارس کروں گا۔ جب وہ ناامید ہو جائیں گے تو ان کو خوشخبری دوں گا اس روز حمد کا جھنڈا میرے پاس ہوگا اور جنت کی چابیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ اس روز میں اپنے رب کے ہاں اولاد آدم میں سے سب سے زیادہ عزت مند ہوں گا۔ اور یہ میں فخر سے نہیں کہہ رہا۔ اور میرے گرد اس روز ہزار خادم پھریں گے گویا کہ وہ پوشیدہ موتی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب نبیوں سے بڑھ کر میرے تابعدار زیادہ ہوں گے اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔



چھبیس واں باب

وہ امت جو سب امتوں سے پہلے جنت میں داخل ہوگی

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

"ہم قیامت کے دن قدیم اور سب سے پہلے لوگ شمار ہوں گے۔ علاوہ اس کے کہ ان کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ہمیں بعد میں دی گئی یعنی وہ (پہلی امتیں ہم سے صرف) اسی قدر آگے ہیں کہ ان کو کتاب پہلے دی گئی"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ہم بعد میں آنے والے اور سب سے پہلے لوگ ہوں گے اور ہم لوگ ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ سوا اس کے کہ ان لوگوں کو ہم سے پہلے کتاب ملی اور ہم کو ان کے بعد ان لوگوں نے اختلاف کیا۔ اور اللہ نے ہم کو اپنے حکم سے وہ حق بتادیا جس میں انہوں نے اختلاف کیا۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت انبیاء علیہم السلام پر حرام کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ میں اس میں داخل ہو جاؤں۔ اور دوسری امتوں پر حرام کر دی گئی ہے یہاں تک کہ میری امت اس میں داخل ہو جائے۔

یہ امت تمام امتوں سے پہلے زمین سے نکلے گی (یعنی قبروں سے نکلے گی) اور موقف میں اعلیٰ جگہ کی طرف پہلے جائے گی اور عرش کے سائے کی طرف سب سے پہلے جائے گی اور سب سے پہلے ان کا فیصلہ ہوگا۔ اور سب سے پہلے پل صراط پر گزرے گی اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی۔ جنت اس وقت تک انبیاء پر حرام ہے جب تک اس میں محمد ﷺ داخل نہ ہو جائیں اور دیگر امتوں پر حرام جب تک اس میں محمد ﷺ کی امت داخل نہ ہو۔ سب سے پہلے داخل ہونے کی دلیل ابوداؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل میرے پاس آئے

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم آتانی جبريل فأخذ بيدی فأرانی باب الجنة التي تدخل منه امتي فقال ابوبكر يا رسول الله وددت انی كنت معك حتي أنظر اليه فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم أما انك يا ابابكر اول من يدخل الجنة من أمتي.

اور میرا ہاتھ پکڑ کر لے گئے اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی۔

حضرت ابوبکر ﷺ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا تو اس کو دیکھ لیتا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر آپ تو وہ پہلے شخص ہیں جو میری امت میں سے جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت ابوبکر ﷺ کا یہ کہنا "وددت انی کنت معک" (کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا) اپنے یقین کو بڑھانے اور خبر کو مشاہدہ میں لانے کے لئے تھا۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کہا تھا۔

رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی (سورة البقرة ۲۶۰)

اور یاد کر جب کہا ابراہیم نے اے میرے پروردگار مجھ کو دکھلا دے کہ کیونکر زندہ کریگا تو مردے فرمایا کیا تو نے یقین نہیں کیا کہا کیوں نہیں: لیکن چاہتا ہوں کہ میرے دل کو تسکین ہو جائے۔

باقی ابن ماجہ کی حدیث میں جو آیا ہے کہ حضرت کعب ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "حق نے سب سے پہلے حضرت عمر سے مصافحہ کیا' اور سب سے پہلے اس کو سلام کیا جائے گا اور حضرت عمر ہی وہ پہلا شخص ہے جس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔"

یہ حدیث بہت منکر ہے۔ امام احمد ﷺ اس حدیث کے رواۃ میں سے داؤد بن عطاء کے متعلق فرماتے ہیں "داؤد بن عطاء لیس بشئی" امام بخاری ﷺ فرماتے ہیں "منکر الحدیث"

○○○

ستائیسواں باب

"اس امت کے وہ لوگ جو پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی صفات کا بیان"

عن ابی هریره قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أول زمره تلج الجنة صورتهم على صورة القمر ليلة البدر لا يبصقون فيها ولا يتغوطون فيها ولا يتمخطون فيها أنيتهم وأمشاطهم الذهب والفضة ومجامرهم الألوة ورشحهم المسك منهم زوجتان يرى مخ ساقها من وراء اللحم من الحسن لا اختلاف بينهم ولا تباغض قلوبهم على قلب رجل واحد يسبحون بكرة وعشياً.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہو گی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔ وہ تھوکیں گے نہیں: نہ پاخانہ کریں گے اور نہ کھانسیں گے ان کے برتن اور کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی۔ ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن اگر کا ہو گا ان کا پسینہ مشک کا ہو گا۔ ہر آدمی کے لئے حور عین سے دو بیویاں ہوں گی ان کی ہڈیوں کا گودا گوشت کے اندر سے نظر آرہا ہو گا حسن کی وجہ سے ان میں اختلاف اور بغض وحسد نہیں ہو گا۔ ان کے قلوب بمنزلہ ایک شخص کے دل کے ہوں گے اور صبح وشام اللہ کی تسبیح کریں گے۔

(۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہو گی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔ اور وہ جماعت جو ان کے بعد

داخل ہوگی ان کے چہرے آسمان میں نہایت روشن اور چمکدار ستارے کی طرح ہوں گے۔ نہ پیشاب کریں گے اور نہ پاخانہ کریں گے نہ تھوکیں گے اور نہ کھانسیں گے انکی کنگھیاں سونے کی ہوں گی ان کا پسینہ مشک ہو گا ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن اگر کا ہو گا ان کی بیویاں حور عین ہوں گی۔ ایک مرد کی سیرت پر اپنے باپ آدم علیہ السلام کی صورت رکھتے ہوں گے۔ ان کا طول ساٹھ گز آسمان کی جانب ہو گا۔

(۳) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن جنت کی طرف سب سے پہلے جن لوگوں کو بلایا جائے گا وہ لوگ ہوں گے جو خوشی اور تکلیف میں اللہ کی حمد کرتے تھے۔

(۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے سامنے میری امت کے وہ تین آدمی جو پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور وہ تین آدمی جو سب سے پہلے جہنم میں داخل ہوں گے پیش کئے گئے وہ تین آدمی جو پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک شہید ہے دوسرا مملوک غلام ہے جس کی دنیا کی غلامی نے اس کو اس کے رب کی طاعت سے غافل نہ کیا ہو۔ تیسرا بچوں والا سوال نہ کرنے والا پاک دامن فقیر۔

اور وہ تین آدمی جو پہلے جہنم میں داخل ہوں گے۔ ایک زبردستی مسلط ہونے والا امیر دوسرا وہ مالدار ہے جو اپنے مال سے اللہ کا حق ادا نہ کرتا ہو اور تیسرا فخر کرنے والا فقیر۔

عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل تدرون أول من يدخل الجنة؟ قالوا الله ورسوله اعلم. قال فقراء المهاجرين الذين تتقى بهم المكاره ويموت أحدهم وحاجة في صدره لايستطيع لها قضاء تقول الملائكة ربنا نحن ملائكتك وخزنتك ومكان سمٰواتك

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ سب سے پہلے جنت میں کون لوگ داخل ہوں گے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ فقراء مہاجرین جن کے ذریعہ سے مشکلات سے بچنے کے لئے آڑ پکڑی جاتی تھی ان کا ایک

لاتدخلهم الجنة قبلنا فيقول عبادي لايشركون بي شيأ تتقى بهم المكاره يموت أحدهم وحاجة في صدره لم يستطع لها قضاء فعند ذالك تدخل عليهم الملائكة من كل باب "سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبي الدار".

اس حال میں مرتا ہے کہ اس کے دل میں حاجت ہوتی ہے جس کی پورا کرنے کی یہ طاقت نہیں رکھتا (جب یہ لوگ جنت میں پہلے داخل ہوں گے) تو فرشتے کہیں گے اے ہمارے رب ہم آپ کے فرشتے اور آپ کے داروغے اور آپ کے آسمانوں کے رہنے والے ہیں ان کو ہم سے پہلے جنت میں داخل نہ فرما اللہ رب العزت ارشاد فرمائیں گے۔ یہ میرے ایسے بندے ہیں جنہوں نے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرایا ان کی وجہ سے مشکلات سے بچنے کے لئے آڑ پکڑی جاتی تھی ان کا ایک اس حال میں مرا ہے کہ اس کے دل میں ایک آرزو ہوتی ہے جس کے پورا کرنے کی یہ طاقت نہیں رکھتا تھا۔ اس وقت ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے کہیں گے سلامتی تم پر بدلے اس کے کہ تم نے صبر کیا سو خوب ملا عاقبت کا گھر۔

جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی دو قسمیں ذکر کیں (۱) نیک بخت (۲) بدبخت تو پھر نیک بختوں کو بھی دو قسموں میں تقسیم فرمایا (۱) سابقین (۲) اصحاب یمین (فرمایا "والسابقون السابقون") اس آیت میں تین اقوال ہیں (۱) یہ تاکید لفظی ہے اور اس کی خبر اللہ تعالیٰ کا ارشاد (اولئک المقربون) ہے (۲) دوسرا قول یہ ہے کہ پہلا "السابقون" مبتدا ہے اور دوسرا "السابقون" علیحدہ خبر ہے جیسا کہ آپ کا کہنا "زید" یعنی زید جس کے متعلق آپ نے سنا ہے

اس سے مراد وہی زید ہے اور اس طرح دوسرے کا قول۔

انا ابو النجم و شعری شعری

میں ابونجم شاعر ہوں میرا شعر میرا ہی شعر ہوتا ہے۔

اذ الناس ناس و الزمان زمان

جبکہ لوگ لوگ تھے اور زمانہ زمانہ تھا (یعنی اب زمانے اور لوگوں کا وہ معیار نہیں رہا)

ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ یہ سیبویہ کا قول ہے۔

(۲) تیسرا قول یہ ہے کہ پہلا (السابقون) ثانی کا غیر ہو تو معنی یہ ہوگا "**السابقون فی الدنیا الی الخیرات هم السابقون یوم القیامة الی الجنات**" (یعنی دنیا میں بھلائیوں کی طرف سبقت کرنے والے لوگ ہی قیامت کے دن جنتوں کی طرف سبقت کریں گے) "**والسابقون الی الایمان هم السابقون الی الجنان**" (ایمان کی طرف سبقت کرنے والے لوگ ہی جنت کی طرف سبقت کرنے والے ہیں یہ توجیہ زیادہ ظاہر ہے۔ واللہ اعلم

اعتراض

اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کے متعلق کیا کہو گے جس کو امام احمد اور ترمذی رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے۔ اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

عن بريدة ابن الحصيب قال: اصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم فدعا بلالاً فقال بلال بم سبقتني الى الجنة فما دخلت الجنة قط الا سمعت خشخشتك أمامي و دخلت البارحة فسمعت خشخشتك امامي فأتيت قصر مربع مشرف من ذهب فقلت لمن هذا القصر؟ قالوا لرجل من امة

بریدہ رضی اللہ عنہ بن حصیب سے روایت ہے ' آپ ﷺ نے صبح فرمائی تو حضرت بلال کو بلایا ارشاد فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ کس چیز کی وجہ سے تو مجھ سے پہلے جنت میں جاتا ہے اس لئے کہ میں جب بھی (خواب وغیرہ میں) جنت میں داخل ہوتا ہوں تو تیری پاؤں کی آہٹ اپنے آگے سنتا ہوں گذشتہ رات میں جنت میں داخل ہوا تو تیری پاؤں کی آہٹ اپنے آگے

محمد قلت أنا محمد لمن هذا القصر؟ فقالو العمر بن الخطاب فقال بلال يا رسول الله مأ اذنت قط الا وصليت ركعتين وما اصابني حدث قط الاتوضأت عندها و رأيت أن لله على ركعتين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فبذالك."

سنی۔ پھر میں سونے کے بنے ہوئے بلند اور مربع محل کے پاس آیا میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے! انہوں نے (فرشتوں) کہا محمد ﷺ کے ایک امتی کا ہے میں نے کہا میں محمد ہوں یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کا ہے۔ (یہ سن کر) حضرت بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ: میں نے کبھی بھی اذان نہیں دی مگر یہ کہ اس کے بعد دو رکعت نماز ادا کی اور مجھے جب حدث (بے وضوئی) لاحق تو اسی وقت وضو کر لیتا ہوں اور اپنے اوپر اللہ کے لئے دو رکعتیں لازم خیال کرتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ پس اسی وجہ سے (آپ آگے بڑھتے ہیں)

جواب

اس حدیث کو تلقی بالقبول والتصدیق حاصل ہے لیکن یہ اس پر دلالت نہیں کرتی کہ رسول اللہ ﷺ سے بھی پہلے کوئی جنت میں جا سکے گا؟: باقی رہا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا پہلے جانا تو وہ اس طرح ہے جیسا کہ کوئی خادم اور دربان اپنے آقا سے پہلے چلتا ہے۔

ایک حدیث میں روایت کیا گیا ہے "کہ نبی کریم ﷺ کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا تو بلال آپ کے آگے اذان دیتے ہوئے جائیں گے۔"

حضرت بلال کی سبقت یہاں رسول اللہ کے شرف اور فضیلت کے اظہار کے لئے ہوگی۔ یہ سبقت ایسی ہے جیسے کہ نماز سے پہلے وضو اور دخول مسجد کی طرف سبقت کی جاتی ہے۔

واللہ اعلم

اٹھائیسواں باب

”فقراء کا اغنیاء سے جنت میں پہلے جانا“

عن ابی هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يدخل فقراء المسلمين الجنة قبل اغنيائهم بنصف يوم وهو خمسمائه عام.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقراء مسلمان اغنیاء سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے وہ (آدھا دن) پانچ سو سال کا ہو گا۔

عن جابر بن عبدالله عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال يدخل فقراء امتي الجنة قبل الآغنياء بأربعين حزيفاً.

جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے فقیر لوگ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التقى مئومنان على باب الجنة مئومن غني ومئومن فقير كانا في الدنيا فأدخل الفقير الجنة وحبس الغني ماشاء الله ان يحبس ثم ادخل الجنة فلقيه الفقير قال، اى أخى وما ذا حبسك؟ والله لقد احتبست حتى خفت عليك فقال اى أخى وانى جسبت بعدك محبساً فظيعاً كريهاً ما

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے ایک غنی مومن اور ایک فقیر کی جنت کے دروازے پر ملاقات ہو گی جو دنیا میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں گے فقیر مومن کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور غنی مومن کو روک لیا جائے گا جتنا اللہ کو روکنا منظور ہو گا پھر اس کو بھی جنت میں داخل کیا جائے گا پھر فقیر اس سے ملے گا تو کہے گا اے بھائی آپ کو کس چیز نے

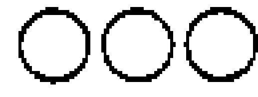
وصلت الیك حتي سال مني العرق مالو ردہ الف بعیر کلها أكلة حمض لصدرت عنه. روکا تھا خدا کی قسم آپ اتنے روک لئے گئے کہ میں تجھ پر خوف کھانے لگا وہ کہے گا اے بھائی آپ کے بعد مجھے بہت گبراہٹ اور ناگوار طرح روکا گیا تھا میں آپ تک نہیں پہنچا یہاں تک کے مجھ سے اتنا پسینہ بہہ پڑا اگر اس سے ہزار ایسے اونٹ پی لیتے جنھوں نے کڑوی گھاس کھائی ہو تو وہ بھی اس سے سیراب ہو جاتے۔

روایات میں سبقت کا اختلاف فقراء اور اغنیاء کے احوال کے اعتبار سے ہو گا بعض پانچ سو سال پہلے جائیں گے اور بعض چالیس سال جیسا کہ گناہ گار موحدین اپنے احوال کے اعتبار سے جہنم میں رہیں گے واللہ اعلم۔

یہاں ایک امر پر تنبیہہ کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ ان فقراء کے پہلے داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کا مقام بھی جنت میں اونچا ہو کیونکہ بسا اوقات بعد میں داخل ہونے والے کا مقام بہت اونچا ہو گا اگرچہ داخل ہونے میں دوسرا سبقت کر گیا ہو گا دلیل اس کی یہ ہے کہ اس امت کے بعض لوگ جنت میں بغیر حساب و کتاب کے داخل ہوں گے جن کی تعداد ستر ہزار ہے لیکن حساب کئے گئے لوگوں میں سے بعض ان کے اکثر سے افضل ہوں گے کیونکہ جب غنی سے حساب لیا جائے گا اور اس کا حساب صحیح نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی قدر کریں گے کیونکہ اس نے نیکی' بھلائی' صدقہ اور اچھے کاموں کی مختلف قسموں سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کر لیا ہو گا ظاہر بات ہے کہ یہ غنی اس فقیر سے درجے کے اعتبار سے بہت اونچا ہو گا جو اس سے پہلے جنت میں داخل ہو چکا ہو گا اور یہ مذکورہ اعمال اس کے نہیں ہوں گے اور پھر خاص طور پر اس صورت میں کہ غنی اس کے ساتھ دوسرے اعمال میں بھی برابر کا شریک رہا ہو اور انفاق اسی کا زیادہ عمل ہو اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کا اجرا ضائع نہیں کرتے یہاں فضیلتیں دو ہیں ایک سبقت (پہلے جنت میں جانے) کی فضیلت اور دوسری اونچے درجے کی فضیلت یہ دونوں کبھی

جمع ہوتی ہیں اور کبھی جدا ہو جاتی ہیں کبھی ایک شخص کو سبقت کی فضیلت ملتی ہے اور دوسرے شخص کو اونچے درجے کی اور تیسرے کو دونوں نہیں ملتیں یہ ان دونوں باتوں کے مقتضی کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

وباللہ التوفیق



انتیس واں باب

جنتیوں کی وہ قسم جن کو جنت کی ضمانت دی گئی ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وتسارعو الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السموت والأرض اعدت للمتقین. الذین ینفقون في السراء والضرآء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین. والذین اذا فعلوا فاحشۃ أوظلموا انفسھم ذکرو اللہ فاستغفروا الذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصرواعلی ما فعلوا وھم یعلمون. أولئك جزأھم مغفرۃ من ربھم وجنات تجری من تحتھا الانھٰر خالدین فیھا ونعم اجر العاملین.

(سورۃ اٰل عمران ۱۳۳، ۱۳۶)

اور دوڑو بخشش کی طرف اپنے رب کی اور جنت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے پرہیز گاروں کے واسطے تیار ہوئی ہے جو خرچ کئے جاتے ہیں خوشی میں اور تکلیف میں اور غصہ دبا لیتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو چاہتا ہے اور وہ لوگ کہ جب کچھ کھلا گناہ کر بیٹھیں یا برا کام کریں اپنے حق میں تو اللہ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں اللہ کے سوا اور کون ہے گناہ بخشنے والا اور اپنے کئے پر آڑے نہیں اور وہ جانتے ہیں انہی کی جزاء ہے بخشش ان کے رب کی اور باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے اور کیا خوب مزدوری ہے کام کرنیوالوں کی۔

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی کہ جنت "متقین" کے لئے بنائی گئی ہے ان کے علاوہ کے لئے نہیں پھر متقین کے اوصاف بیان فرمائے ان کی حالت انفاق ذکر کی

کہ وہ تنگی اور فراخی میں سختی اور نرمی میں خرچ کرتے ہیں اس لئے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو فراخی کی حالت میں تو خرچ کرتے ہیں لیکن تنگی میں خرچ نہیں کرتے آگے فرمایا کہ یہ متقین اپنے غصے کو دبا کر لوگوں کی ایذا رسانی سے بچتے ہیں اور درگزر سے کام لے کر انتقام سے رکتے ہیں (یہ تو ان کا بندوں سے معاملہ ہوتا ہے) آگے ان کے اور ان کے رب کے درمیان ان کے گناہوں کے بارے میں یہ معاملہ ہوتا ہے کہ جب ان سے کوئی گناہ صادر ہوتا ہے تو یہ لوگ فوراً توبہ و استغفار اور اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور گناہ پر اصرار نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم باحسان رضی اللہ عنهم ورضوا عنه وأعدهم جنت تجری تحتها الانهار خالدين فيها ابداً ذالك الفوز العظيم.
(سورة التوبه ع ۱۰)

اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنیوالے اور جو ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے اور تیار کر رکھے ہیں ان کے لئے باغ جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ ان میں ہمیشہ رہا کریں گے یہی بڑی کامیابی ہے۔

آیت مذکورہ میں حق تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی کہ جنت مہاجرین و انصار اور احسان میں ان کی تابعداری کرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے اس شخص کے لئے جنت کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی جو ان حضرات کے طریقے سے خارج ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

إنما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم واذا تليت عليهم آياته زادتهم ايمانا وعلى ربهم يتوكلون الذين يقيمون الصلوة ومما رزقناهم ينفقون أولئك هم المؤمنون حقاً لهم

ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں ان کے دل اور جب پڑھا جائے ان پر اس کا کلام تو زیادہ ہو جاتا ہے ان کا ایمان اور وہ اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں وہ لوگ جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور ہم

درجات عند ربهم ومغفرة ورزق کریم۔ (سورۃ الانفال ۳-۴)

نے جوان کو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں وہی ہیں سچے ایمان والے ان کے لئے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور معافی اور روزی عزت کی۔

ان کی صفات یہ ہیں کہ یہ لوگ ظاہراً اور باطناً اللہ کی عبادت کا حق ادا کرتے ہیں صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے صحابہ کی ایک جماعت جنگ حنین سے واپس آئی اور کہنے لگی فلاں شہید ہے فلاں شہید ہے یہاں تک کہ ایک آدمی پر گزرے تو اس کے بارے میں کہنے لگے یہ شہید ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں میں نے اس کو اس چادر میں یا عباء میں جہنم میں دیکھا ہے جو اس نے مال غنیمت سے چرائی تھا پھر فرمایا اے ابن الخطاب جا اور لوگوں میں اعلان کرو کہ جنت میں مومن ہی داخل ہوں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نکلا اور لوگوں میں اعلان کیا کہ جنت میں مومن لوگ ہی داخل ہوں گے۔

صحیحین میں ابو ہریرہ ﷺ کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں مسلمان آدمی (تابعدار) ہی داخل ہو گا۔

صحیح مسلم مین حضرت عیاض بن حمار المجاشعی کی روایت ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں فرمایا آگاہ رہو میرے رب نے مجھ کو حکم کیا کہ سکھلاؤں تم کو جو تم کو معلوم نہیں۔

ان باتوں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آج کے دن مجھ کو سکھلائیں میں جو مال اپنے بندے کو دوں وہ حلال ہے اس کے لئے (یعنی جو شرع کی رو سے حرام نہیں ہے وہ حلال ہے) لوگوں نے اس کو حرام رکھا ہو جیسے سائبہ اور وصیلہ اور بحیرہ اور حام وغیرہ جن کو مشرکین نے حرام کر رکھا تھا اور میں نے اپنے بندوں کو مسلمان بنایا (یا گناہوں سے پاک یا استقامت پر اور ہدایت کی قابلیت پر اور بعض نے کہا مراد وہ عہد ہے جو دنیا میں آنے سے پیشتر لیا گیا تھا) اور ان

کے پاس شیطان آئے اوران کوان کے دین سے ہٹایا اور جو چیزیں میں نے ان کے لئے حلال کی تھیں وہ حرام کیں اوران کو حکم کیا میرے ساتھ شرک کرنے کا جس کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کو دیکھا پھران کو برا سمجھا عرب کے ہوں یا عجم کے سوائے ان چند لوگوں کے جو اہل کتاب میں سے باقی تھے (سیدھی راہ پر یعنی حضرت عیسیٰ کے امت کے لوگ جو توحید کے قائل اور تثلیث کے منکر تھے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھ کو اس لئے بھیجا کہ تجھ کو آزماؤں (صبر واستقامت میں کافروں کی ایذاء پر) اوران لوگوں کو آزماؤں جن کے پاس تجھ کو بھیجا۔ (کہ کون ان میں سے ایمان قبول کرتا ہے کون کافر رہتا ہے وغیرہ) اور میں نے تجھ پر کتاب اتاری جس کو پانی نہیں دھوتا (کیونکہ وہ کتاب صرف کاغذ پر نہیں لکھی گئی بلکہ سینوں پر نقش ہے) تو اس کو پڑھتا ہے سوتے اور جاگتے اور اللہ نے مجھ کو حکم کیا قریش کے لوگوں کو جلا دینے کا (یعنی ان کے قتل کا) میں نے عرض کیا اے پروردگار وہ تو میرا سر توڑ ڈالیں گے روٹی کی طرح اس کو ٹکڑے کر دیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کو نکال دے جیسے انہوں نے تجھے نکالا اور جہاد کر ان سے ہم تیری مدد کریں گے اور خرچ کر تیرے اوپر خرچ کیا جائے گا (یعنی تو اللہ کی راہ میں خرچ کر اللہ تجھ کو دے گا) اور تو لشکر بھیج ہم ویسے پانچ لشکر بھیجیں گے (فرشتوں) اور جو لوگ تیری اطاعت کریں ان کو لیکر ان سے لڑ جو تیرا کہا نہ مانیں۔ اور جنت والے تین شخص ہیں ایک تو وہ جو حکومت رکھتا ہے اور انصاف کرتا ہے سچا ہے اور نیک کاموں کی توفیق دیا گیا ہے دوسرے وہ جو مہربان ہے نرم دل ہر ناتے والے پر اور ہر مسلمان پر اور تیسرے جو پاکدامن ہے سوال نہ کرنے والا عیالدار۔ اور دوزخ والے پانچ شخص ہیں ایک تو وہ بے عقل (جس کو تمیز نہیں کہ بری بات سے بچے) جو تم میں تابعدار ہیں نہ وہ گھر بار چاہتے ہیں نہ مال (یعنی محض بے فکری حلال حرام سے غرض نہ رکھنے والے) دوسرے وہ خیانت کرنے والا (چور) جب اس پر کوئی چیز اگرچہ حقیر ہو کھلے وہ اس کو چرا وے۔ تیسرے وہ شخص جو صبح وشام تجھ سے فریب کرتا ہے تیرے گھر والوں اور تیرے مال کے مقدمہ میں۔ اور اس کے بعد آپ نے بخیل اور جھوٹے کا ذکر کیا کہ وہ بھی دوزخی ہیں)

اور شنظرہ کا یعنی گالیاں بکنے والا فحش کہنے والا۔ (اس کا ذکر کیا) صحیحین میں حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے فرماتے ہیں میں نے آپ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کیا میں تم کو جنتی لوگ نہ بتاؤں (جنتی ہر وہ کمزور آدمی اور کمزور خیال کئے گئے کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھائے تو اللہ ان کو سچا کرے۔ (یعنی اللہ کے ہاں ان کا اتنا بڑا مرتبہ ہو گا) اور کیا میں تمہیں جہنمی لوگ نہ بتاؤں (جہنمی) ہر اجڈ سخت گو اور متکبر آدمی ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جہنمی ہر سخت خو سخت گو اپنے آپ کو بڑا سمجھنے والا' مال جمع کرنے والا اور نہ دینے والا آدمی ہے۔ اور جنتی لوگ مغلوب اور ضعفاء ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں جنت کے آدمی نہ بتاؤں۔ نبی جنتی ہیں صدیق جنتی ہیں۔ شہید جنتی ہیں۔ شہر کے کونے میں اللہ کی رضا کے لئے مسلمان بھائی سے ملنے کے لئے جانے والا شخص جنتی ہیں۔ اور تمہاری عورتوں میں سے جنتی وہ جو خاوند سے محبت کرنے والی اور بہت بچے جننے والی عورت ہے کہ جب اس کا شوہر غصہ ہو جائے یا وہ خود غصہ ہو جائے تو آکر خاوند کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھتی ہے اور پھر کہتی ہے کہ میں آنکھ نہیں جھپکاؤں گی جب تک تو راضی نہ ہو جائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ان اھل الجنۃ من ملأ اذنیہ من ثناء الناس خیراً وھو یسمع واھل النار من ملاء اذنیہ من ثناء الناس شرا وھو یسمع.

جنتی شخص وہ ہے جو لوگوں سے اپنی اچھی تعریف سن کر اپنی کانوں کو بھر دے اور جہنمی شخص وہ ہے جو لوگوں سے برائی سن کر اپنی کانوں کو بھر دے (یعنی پہلے شخص کی اچھے لوگ تعریف کریں اور دوسرے شخص کی نیک لوگ برائی بیان کریں)۔

وفي الصحيحين عن انس بن مالك قال مر بجنازة فأثنى عليه خير فقال نبي الله وجبت وجبت وجبت ومر بجنازة فأثني عليها شراً فقال وجبت وجبت وجبت فقال عمر فداك أبي وامي مر بجنازة فأثني عليها خير فقلت وجبت وجبت وجبت ومر بجنازة فأثني عليها شرٌ فقلت وجبت وجبتٌ وجبت؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم. من اثنيتم عليه خيراً وجبت له الجنة ومن اثنيتم عليه شراً وجبت له النار وأنتم شهداء الله في الأرض.

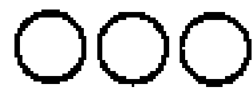
انس ﷺ سے روایت ہے کہ صحابہ ایک جنازہ لے کر گزرے انہوں نے اس کی اچھی تعریف کی نبی ﷺ نے فرمایا واجب ہو گئی واجب ہو گئی واجب ہو گئی۔ پھر ایک دوسرا جنازہ لے کر گزرے اس کا برائی سے تذکرہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا واجب ہو گئی واجب ہوگئی واجب ہو گئی (یہ سن کر) حضرت عمر نے فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ایک جنازہ گزرا لوگوں نے اس کی اچھی تعریف کی تو آپ نے فرمایا واجب ہو گئی پھر دوسرا جنازہ گذرا لوگوں نے اس کا برائی سے تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا واجب ہو گئی؟ (کیا واجب ہوگئی) آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص کی تم نے بھلائی اور اچھائی کے ساتھ تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جس کی برائی کے ساتھ تعریف بیان کی اس کے لئے دوزخ واجب ہو گئی۔ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔

ایک دوسری حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا قریب ہے کہ تم لوگ جنہمیوں سے جنتیوں کا امتیاز کر لو۔ صحابہ نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ کیسے ؟ آپ نے فرمایا تعریف بیان کرنے سے اور مذمت کرنے سے فی الجملہ جنتیوں کی چار قسمیں ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں ذکر کیا ہے۔

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین والشہدآء والصالحین وحسن اولئک رفیقا (سورۃ النساء ۶۹)

اور جو شخص حکم مانے اللہ اور رسول کا سو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور ان کی رفاقت اچھی ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کے بارگاہ میں التجاء کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں بھی ان میں شامل فرمادیں۔



تیسواں باب

اکثر جنتی محمد ﷺ کے امتی ہوں گے

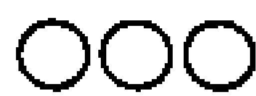
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ اس پر راضی نہیں کہ تم اہل جنت کے چوتھائی حصے کے برابر ہو۔ (یہ سن کر) ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر فرمایا کیا تم لوگ اس پر راضی نہیں کہ تم لوگ اہل جنت کے تہائی ہو (یہ سن کر) ہم نے اللہ اکبر کہا پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ تم لوگ اہل جنت کے آدھے حصے کے برابر ہو گے۔ عنقریب میں اس کے بارے میں بتاؤں گا۔ مسلمان کفار کے مقابلے میں اتنے ہیں جیسا کہ کالے بیل میں سفید بال ہوتا ہے یا سفید بیل میں کالا بال ہوتا ہے۔

حضرت بریدۃ بن الحصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں اسی صفیں اس امت کی ہوں گی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

ثلثة من الاولين و ثلثة من الاخرين . (سورۃ الواقعہ ۳۹، ۴۰) انبوہ ہے پہلوں میں سے اور انبوہ ہے پچھلوں میں سے۔

آپ نے فرمایا تم اہل جنت کے چوتھائی ہو تم اہل جنت کے تہائی ہو۔ "تم اہل جنت کے نصف ہو تم اہل جنت کے دو تہائی ہو"۔



اکتیس واں باب

جنت اور جہنم میں مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ ہوں گی

محمد بن سیرین علیہ نے پوچھا کہ جنت میں مرد زیادہ ہوں گے یا عورتیں تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا ابوالقاسم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ "بیشک پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی انکے چہرے چودھویں رات کی چاند کی طرح ہوں گے اور جو جماعت اس کے بعد ہوگی ان کے چہرے آسمان میں روشن چمکدار ستارے کی طرح ہوں گے ہر آدمی کی (حورعین سے) دو بیویاں ہوں گی۔ ان کی ہڈیوں کا گودا گوشت کے اندر سے نظر آرہا ہوگا۔"

جنت میں کوئی بے شوہر عورت نہیں ہوں گی۔ اگر ان عورتوں سے دنیا کی عورتیں مراد لی جائیں۔ تب تو کوئی اشکال نہیں کیونکہ دنیا کی عورتیں مردوں سے زیادہ ہیں اور اگر اس سے مراد حوریں ہوں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ دنیا میں بھی زیادہ ہوں۔

ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد حوریں ہی ہیں کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ؟ نے فرمایا

"جنتی کے لئے حوروں میں دو بیویاں ہوں گی ہر بیوی ستر جوڑے پہنے ہوگی کہ اس کے ہڈیوں کا گودا ان کے کپڑوں کے اندر سے نظر آئے گا۔"

اعتراض

اس حدیث میں اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس متفق علیہ حدیث میں کیسے تطبیق کرو گے۔ حالانکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عید کی نماز میں حضور ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا۔

آپ نے خطبے سے پہلے بغیر اذان اور بغیر اقامت کے نماز ادا کی پھر نماز کے بعد خطبہ دیا اور لوگوں کو نصیحت کی اور ان کو احکام دین یاد دلائے پھر آپ عورتوں کے پاس آئے اور ان کو نصیحت کی اس حال میں کہ حضرت بلال آپ کے ساتھ تھے اور ان کو صدقہ کا حکم دیا تو عورتوں نے اپنی انگوٹھیوں اور بالیوں کو ڈالنا شروع کیا نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو انکو جمع کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے فرمایا بے شک تم میں سے کم عورتیں جنتی ہیں ایک عورت کہنے لگی کیوں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا اس لئے کہ تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو۔"

دوسری حدیث میں ہے "جنت کے کم باشندے عورتیں ہیں"۔

جواب

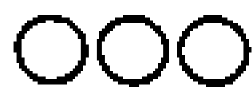
یہ حدیث تو اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہ عورتیں جنت میں ان حوروں کے مقابلے میں زیادہ ہوں گی جن کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں پیدا کیا ہے اور جنت کے کم باشندے دنیاوی عورتیں ہوں گی تو حاصل یہ کہ دنیا کی عورتیں کم جنتی اور زیادہ جہنمی ہوں گی۔ زیادہ جہنمی اس لئے ہوں گی کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے آپ ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے آپ نے فرمایا میں نے جہنم میں جھانکا تو اکثر جہنم میں نے عورتوں کو دیکھا اور جنت میں جھانکا تو جنتیوں میں اکثر فقیروں کو دیکھا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عورتوں کی جماعت صدقہ کرو اور زیادہ استغفار کرو اس لئے میں نے اکثر جہنمی تم (عورتوں) کو دیکھا ہے۔ ان میں سے ایک عورت نے پوچھا یا رسول اللہ کس وجہ سے ہم میں سے زیادہ جہنمی ہیں؟ آپ نے فرمایا تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو اور میں نے تم سے بڑھ کر دین اور عقل میں ناقص اور عقلمند شخص پر زیادہ غالب آنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ ایک عورت کہنے لگی یا رسول اللہ ہمارے دین اور عقل کا نقصان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا عقل کا نقص یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کی برابر ہے۔ یہ تو تمہاری عقل کا نقص ہے۔ اور تم چند

دن ٹھہرتی ہو کہ نہ نماز پڑھتی ہو اور نہ روزہ (یعنی ایام حیض و نفاس میں) یہ تمہارے دین کا نقصان ہے۔

عمارۃ بن خزیمہ بن ثابت سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم کسی حج یا عمرے میں عمرو بن العاص ﷺ کے ساتھ تھے جب ہم (مقام) الظہران تک پہنچے تو وہاں ایک عورت اپنے کجاوے میں بیٹھی تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص ﷺ ایک وادی میں داخل ہوئے ہم بھی آپ کے ساتھ داخل ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس جگہ تھے کہ ہمارا گزر بہت سارے کوؤں پر ہوا ان میں ایک کوا سرخ چونچ اور سرخ پنجوں والا تھا جس کے پر یعنی زیبرا نما تھے (یعنی کالے اور سفید تھے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں اتنی عورتیں داخل ہوں گی جیسا کہ ان کوؤں میں یہ (سرخ چونچ اور پنجوں اور چتکبرا پروں والا) کوا ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے جنت میں عورتوں کا کم ہونا مراد لیا۔ کیونکہ کوؤں میں یہ وصف بہت کم ہوتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے آپ نے فرمایا "نیک عورت کی مثال اعصم کوے کی سی ہے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ اعصم کوا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ کوا جس کے دونوں پنجوں میں سے ایک سفید ہو۔

ایک اور حدیث میں فرمایا ہے عائشہ کی مثال دیگر عورتوں میں ایسی ہے جیسا کہ کوؤں میں چتکبرا کوا ہوتا ہے یعنی زیبرا قسم کا)



بتیس واں باب

اس امت کے ان لوگوں کے اوصاف کا بیان جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے

عن ابی هريره قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يدخل الجنة من امتي زمرة هم سبعون الفا تضيئ وجوههم اضاءة القمر ليلة البدر فقال عكاشه بن محصن الأسدى يرفع نمرة عليه "يا رسول الله ادع الله أن يجعلني منهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم اجعله منهم فقام رجل عن الانصار فقال يارسول الله ادع الله أن يجعلني منهم فقال سبقك بها عكاشة".

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ میری امت کی ایک جماعت جنت میں داخل ہو گی جو ستر ہزار ہوں گے ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔ عکاشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'اے پروردگار عکاشہ کو بھی ان میں شامل فرما (یہ سن کر) انصار میں سے ایک شخص کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل فرما دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ اس میں آپ سے آگے بڑھ چکا ہے۔

صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ضرور بضرور میری امت کے ستر ہزار یا سات لاکھ لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے'

ایک دوسرے کو پکڑے رہیں گے۔ یہاں تک کہ ان کا اول اور آخر جنت میں داخل ہو جائے ۔انکے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے' یہ پہلی جماعت ہوگی جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوگی۔ صحیحین کی اس حدیث پر ایک دوسری حدیث بھی دلالت کرتی ہے "حصین بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں سعید بن جبیر ﷺ کے پاس موجود تھا۔ انہوں نے فرمایا تم میں سے گزشتہ رات ٹوٹنے والا ستارہ کس نے دیکھا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا پھر میں نے عرض کیا کہ میں کسی نماز میں مشغول نہیں تھا لیکن مجھے ڈسا گیا۔ سعید بن جبیر ﷺ نے فرمایا پھر آپ نے کیا کیا میں نے عرض کیا' میں نے جھاڑ پھونک کی توانہوں نے فرمایا اس کام پر آپ کو کس چیز نے آمادہ کیا؟ میں نے عرض کیا اس حدیث نے جو شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کی' سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شعبہ نے تم سے کیا بیان کیا۔ میں نے عرض کیا کہ شعبہ نے بریدہ بن الحصیف اسلمی رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے ہم سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا دم کرنا نہیں ہے مگر نظر بد اور ڈنک کی وجہ سے جائز ہے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ نے بہت اچھا سنا لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ہم سے حضور ﷺ کی یہ حدیث بیان کی کہ آپ نے ارشاد فرمایا میرے سامنے امتوں کو (یعنی ان کی حالت) پیش کیا گیا پس میں نے ایک نبی کو دیکھا جس کے ساتھ امتیوں کی ایک جماعت تھی اور دوسرے نبی کو دیکھا جس کے ساتھ ایک یا دو امتی تھے اور ایک پیغمبر کو دیکھا جس کے ساتھ ایک بھی امتی نہیں تھا۔ پھر ایک بہت بڑی جماعت مجھے دکھائی گئی تو میں نے گمان کیا کہ یہ میری امت ہے تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم ہے' لیکن آپ کنارے کی طرف دیکھیں جب میں نے دیکھا وہ بہت بڑی جماعت تھی تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور انکے ساتھ ستر ہزار افراد ایسے ہیں جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے" آپ ﷺ یہ فرما کر اٹھے اور اپنے گھر تشریف لے گئے تو لوگوں نے ان بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہونے والے لوگوں کے بارے میں بحث شروع کی۔ کچھ لوگوں نے کہا اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں اور کچھ لوگوں نے کہا یہ وہ لوگ ہوں گے جو حالت اسلام میں پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرا چکیں ہوں گے اور اسی طرح دیگر اشیاء کو ذکر کیا (یہ

سن کر) رسول اللہ ﷺ نکلے اور ارشاد فرمایا تم کس چیز میں بحث کر رہے ہو چنانچہ انہوں نے قصہ بتا دیا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرتے ہیں اور نہ دم کرواتے ہیں اور نہ شگون پکڑتے ہیں اور صرف اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں (یہ سن کر) عکاشہ بن محصن کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان میں شامل فرمادے آپ نے فرمایا تو ان میں سے ہے۔ پھر ایک دوسرے شخص کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل فرمادیں آپ نے فرمایا عکاشہ آپ سے سبقت کر چکے ہیں۔ امام بخاری ﷺ کے ہاں اس حدیث میں "لایرقون" کا لفظ نہیں ہے۔ ہمارے شیخ کا کہنا ہے کہ یہ لفظ صحیح ہے۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا وصف بیان کیا جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے وہ اوصاف یہ ہے (۱) وہ لوگ توحید کے اعلیٰ مرتبے پر ہوں گے دوسروں سے دم نہیں کروائیں گے (۲) شگون نہیں پکڑیں گے (۳) صرف اپنے رب ہی پر بھروسہ کرنے والے ہوں گے۔ شگون بھی ایک قسم کا شرک ہے یعنی ان حضرات کا بدشگونی اور دم ترک کرنا۔ اللہ تعالیٰ پر مکمل توکل کی وجہ سے ہوگا جیسا کہ حدیث میں بدشگونی شرک ہے۔ عبداللہ بن مسعود ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص نے بدشگونی پکڑی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو توکل سے ختم فرمادیا۔ پس توکل بدشگونی کے منافی ہے ہرچہ بدنظری کا دم کرنا تو وہ دم کرنے والے کا احسان ہوتا ہے حضرت جبرئیل نے رسول اللہ ﷺ کو دم کیا ہے اور آپ نے دم کرنے کی اجازت دی ہے اور فرمایا کہ جس دم میں شرک نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے بارے میں آپ سے اجازت چاہی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "جو اپنے بھائی کو نفع پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے بھائی کو نفع پہنچائے"

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ دم نفع اور احسان ہے اور مستحب ہے اور اللہ اور رسول کو مطلوب ہے۔ پس دم کرنے والا محسن ہے اور کروانے والا تو دوسرے کے نفع کا امیدوار ہے اور توکل اس کے منافی ہے (یعنی غیر سے امید رکھنا توکل کے منافی ہے) اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دم کیا ہے اور حضرت جبرئیل نے آپ کو دم کیا ہے۔ ہم

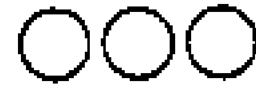
کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے لیکن آپ نے کروایا نہیں اور دوسری بات یہ ہے آپ نے یہ نہیں فرمایا دم کرنے والا دم نہ کرے بلکہ یوں فرمایا کہ یہ مذکورہ لوگ دوسروں سے دم نہیں کروائیں گے۔ نبی کریم ﷺ کا منع کرنا "باب طلب" کو بند کرنے کے لئے ہے کیونکہ بسا اوقات آدمی ایسے شخص سے دم کرنے کا مطالبہ کرتا ہے جو اس کا اہل نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔

صحیح مسلم میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے پوچھا گیا یا رسول اللہ یہ لوگ کون ہوں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نہ داغ لگاتے ہیں اور نہ دم کرواتے ہیں اور نہ بدشگونی کرتے ہیں اور صرف اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔

عن ابی مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی الأمم بالموسم فتراءیت علی امتی ثم رأیتهم فاعجبني كثرتهم وهيئتهم قدملأوا السهل و الجبل فقال ان مع هولاء سبعين الفا يدخلون الجنة بغير حساب وهم الذين لايسترقون ولا يكتوون وعلى ربهم يتوكلون فقام عكاشة بن محض: فقال يا رسول ادع الله ان يجعلني منهم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم "انت منهم فقام رجل اخر فقال سبقك عكاشة.

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (کہ موسم حج میں) امتیں میرے سامنے پیش کی گئیں۔ میں نے اپنی امت دیکھنے کی کوشش کی پھر میں نے اپنی امتیوں کو دیکھا تو ان کے کثرت اور ہیئت نے مجھے تعجب میں ڈالا کہ انہوں نے ہموار زمین اور پہاڑ کو بھر دیا تھا۔ جبرئیل نے کہا ان کے ساتھ ستر ہزار لوگ ایسے ہیں جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ منتر پڑھواتے ہیں اور نہ داغ لگاتے ہیں بلکہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں (یہ سن کر عکاشہ ابن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل فرمادے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو ان میں

ہے پھر ایک شخص اور بھی کھڑے ہو کر یہی
عرض کرنے لگے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ
عکاشہ آپ سے سبقت کر گیا ہے۔ (یعنی یہ
بات پہلے عکاشہ رضی اللہ عنہ نے کر دی ہے)



تینتیس واں باب

اللہ تعالیٰ جن لوگوں سے مٹھی بھر کر جنت میں داخل فرمائیں گے

ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے آپ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ میرے رب نے مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کریں گے اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ایسوں کو داخل کرے گا جن پر کوئی حساب اور عذاب نہیں ہو گا اور میرے رب کے دونوں ہاتھوں کی مٹھی سے تین مٹھیاں۔

عتبہ بن عبد اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے میری امت کے ستر ہزار لوگوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کرنے کا وعدہ کیا ہے اور پھر ہر ہزار لوگ ستر ہزار لوگوں کے لئے سفارش کریں گے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی ہتھیلی سے تین مٹھی بھر کے ڈالیں گے (یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا کہ پہلے والے ستر ہزار لوگ اللہ سے اپنے والدین اور اپنے بیٹوں اور اپنے قبیلوں کے لئے سفارش کریں گے اور میں اللہ کی ذات سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے آخری تین مٹھیوں میں سے ایک میں شامل فرمادیں گے۔

ابوبکر بن عمرو اپنے والد سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میری امت کے تین لاکھ افراد کے جنت میں داخل کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ اور زیادہ کر راوی کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر اشارہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر کہا یا رسول اللہ! ان میں ہمارے لئے زیادتی فرما آپ نے فرمایا اے عمر یہ کافی ہے اور ارشاد فرمایا اے خطاب کے بیٹے مجھ اور آپ کو

کیا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو جنت میں داخل فرمائیں گے حضرت عمر ﷺ نے کہا اللہ عزوجل چاہے تو وہ سب لوگوں کو ایک ہی مٹھی میں لے کر جنت میں داخل کر سکتے ہیں۔ اللہ کے نبی نے فرمایا عمر نے سچ کہا۔

صالح ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ تین مٹھیوں والے لوگ وہ ہیں جو "یوم القبضتین" (دو مٹھیوں والے دن) پہلی مٹھی میں پڑھ چکے تھے۔ پھر اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ پہلے تو ایک مٹھی کے برابر ہوں اور پھر تین لپیں بن جائیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "یوم القبضتین" میں ان کی صورتوں اور اشباح کو جمع فرمایا تھا یہ لوگ اس وقت چیونٹیوں کے مانند تھے اور لپوں والے دن تو ان کے اجسام اور خلقت کامل مکمل ہو چکی ہو گی تو اس لحاظ سے تین لپیں دو مٹھیوں کے برابر ہو سکتی ہیں۔

واللہ اعلم۔

○○○

چونتیس واں باب

جنت کی مٹی اور گارے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم جب آپ کے پاس ہوتے ہیں تو ہمارے دل نرم ہو جاتے ہیں اور ہم اہل آخرۃ میں ہوتے ہیں لیکن جس وقت آپ سے جدا ہو جاتے ہیں تو دنیا ہمیں اچھی لگتی ہے اور بیوی بچوں سے ملتے ہیں تو بدل جاتے ہیں (یعنی پھر وہ کیفیت باقی نہیں رہتی) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم اس حال پر رہوں جس حال پر میرے پاس ہوتے ہو تو فرشتے تم سے تمہارے گھروں میں مصافحہ کرنے لگیں اور اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو پیدا کریں گے جو گناہ کرے گی اور اللہ اس کو بخشیں گے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کس چیز کی بنی ہوئی ہے؟ فرمایا ایک اینٹ اس کی سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی اس کا گارا خالص مشک سے ہے اس کی کنکریاں اس کی موتی اور یاقوت ہیں اس کی مٹی زعفران ہے جو شخص اس میں داخل ہوا چین سے نازو نعمت میں رہے گا مشقت نہیں دیکھے گا ہمیشہ زندہ رہے گا مرے گا نہیں ان کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوں گے ان کی جوانی فنا نہیں ہوگی۔ تین آدمی ایسے ہیں۔ جن کی دعا رد نہیں ہوتی ایک روزہ دار کی افطار کے وقت دوسرے عادل بادشاہ کی تیسرے مظلوم کی جس کو حق تعالیٰ شانہ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے۔ میں تیری ضرور مدد کروں گا۔ گو (کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہو جائے۔

عن أبي سعيد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سأله ابن صياد عن تربة الجنة فقال درمكة بيضاء مسك خالص فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم "صدق".

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ابن صیاد سے (جو کاہن قسم کا لڑکا تھا) جنت کی مٹی کے بارے میں پوچھا اس نے کہا سفید میدہ مشک خالص سے ہے

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابن صیاد نے سچ کہا۔
جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آکر عرض کرنے لگے اے محمد آج آپ کے صحابہ مغلوب ہو گئے' آپ ﷺ نے فرمایا کس چیز کی وجہ سے مغلوب ہو گئے' اس شخص نے کہا یہودیوں نے ان سے پوچھا کہ داروغگان جہنم کی تعداد کتنی ہے؟ تو صحابہ نے کہا کہ ہم نہیں جانتے جب تک ہم اپنے نبی سے نہ پوچھیں' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا ایسی قوم مغلوب ہوتی ہے کہ جن سے اس چیز کے متعلق پوچھا جائے جس کو وہ نہیں جانتے اور وہ کہیں کہ ہمیں معلوم نہیں جب تک ہم اپنے نبی سے نہ پوچھ لیں (یعنی اس سے کوئی مغلوب نہیں ہوتا) اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا یہی (یہود) اللہ کے دشمن ہیں۔ جنھوں نے اپنے پیغمبر (حضرت موسیٰ علیہ السلام) سے اللہ کو اپنے سامنے دیکھنے کا مطالبہ کیا تھا۔ ان اللہ کے دشمنوں کو میرے پاس لے آؤ میں ان سے جنت کی مٹی کے بارے میں سوال کروں گا۔ جو کہ میدہ ہے۔ چنانچہ جب یہود آپ ﷺ کے پاس آئے تو کہنے لگے اے ابوالقاسم داروغگان جہنم کی تعداد کتنی ہے؟ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کر کے فرمایا کہ اتنی اور اتنی تعداد ہے اور دوسری بار ایک انگلی کو بند فرمایا یعنی ان کی تعداد انیس ہے۔ پھر اللہ کے رسول نے ان سے پوچھا جنت کی مٹی کس چیز کی ہے؟ (یہ سن کر) یہود ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہنے لگے۔ اے ابوالقاسم روٹی ہے آپ ﷺ نے فرمایا میدے کی روٹی ہے۔ جنت کی مٹی میں یہ تین صفات ہیں جن میں کوئی تضاد نہیں۔ سلف کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جنت کی مٹی دو قسموں کو متضمن ہے (یعنی مشک اور زعفران معتب بن سمی فرماتے ہیں کہ جنت کی مٹی مشک اور زعفران کی ہے۔

اس میں دو اور معنوں کا بھی احتمال ہے۔ ایک یہ کہ مٹی زعفران کی ہے لیکن جب اس کو پانی میں گوندا جائے تو مشک بن جاتا ہے اور "طین" (گارے) پر بھی "تراب" (مٹی) کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس پر دوسرا لفظ دلالت کرتا ہے "وملاطها المسک" "ملاط" کے معنی گارا کے ہیں۔ علاء بن زیادہ کی حدیث میں ہے "ترابها الزعفران وطينها المسک" تو جب جنت کی مٹی پاکیزہ ہے اور پانی بھی پاکیزہ (جنت کی مٹی زعفران کی ہے اور گارا مشک کا

ہے) تو ان کے اختلاط (گوندنے) سے ایک اور خوشبو پیدا ہو جاتی ہے جو کہ یہی مشک ہے۔

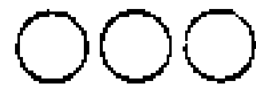
دوسرا معنی یہ ہے کہ رنگ کے اعتبار سے زعفران ہے اور خوشبو میں مشک ہے۔ اور وہ بہت ہی خوبصورت چیز ہوتی ہے جس کا رنگ اور چمک زعفرانی ہو اور خوشبو مشک کی ہو۔ اسی طرح اس کی تشبیہ میدے کے ساتھ دی ہے یعنی وہ سفید روٹی جس کا رنگ نرم ہونے کے ساتھ ساتھ مائل بہ زردی ہو۔

یہ وہ معنی ہیں جو سفیان ابن عیینہ نے ابن ابی نجیح کے حوالے سے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے "جنت کی زمین چاندی کی ہے اور مٹی مشک کی" یعنی سفیدی میں اس کا رنگ چاندی کی طرح ہے اور خوشبو مشک والی ہے۔

عن ابی هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم أرض الجنة بيضاء عرصتها صخور الكافور وقد أحاط بها المسك مثل كثبان الرمل فيها انهار مطردة فيجتمع فيها أهل الجنة أدناهم وآخرهم فيتعارفون فيبعث الله ريح الرحمة فتهيج عليهم ريح المسك فيرجع الرجل الي ازواجه وقد ازداد حسنا وطيبا فتقول لقد خرجت من عندي وأنابك معجبة وأنابك الان اشد إعجابا.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جنت کی زمین سفید ہے۔ جس کی کھلی جگہ کافور کے چٹان ہیں جس کو کستوری نے ایسا گھیرا ہے جیسا کہ ریت کے ٹیلے ہوتے ہیں اور اس میں نہریں جاری چلتی ہیں۔ جس میں تمام اہل جنت ان کے ادنیٰ اور آخر والے بھی اکٹھے ہوں گے اور ایک دوسرے کو پہنچائیں گے اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کی ہوا بھیجے گا جو ان پر کستوری کی ہوا چلائے گا چنانچہ یہ جنتی اپنی بیوی کی طرف اس حال میں لوٹے گا کہ اس کے حسن اور خوشبو میں اضافہ ہوا ہوگا بیوی کہے گی کہ آپ میرے پاس سے اس حال میں نکلے تھے کہ میں آپ کے حسن پر تعجب کر رہی تھی اور اب تو میں آپ پر بہت ہی تعجب کر رہی ہوں۔

ابی ابن کعب ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ معراج کی رات میں نے کہا اے جبرئیل لوگ مجھ سے جنت کے بارے میں پوچھیں گے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا ان کو بتادو کہ جنت سفید موتی کی بنی ہوئی ہے اس کی زمین سونے کی ہے۔ شاید حضرت جبرئیل علیہ السلام دو جنتوں میں سے افضل کی حالت بتا رہے ہوں۔
واللہ اعلم۔



پینتیس واں باب

جنت کے نور اور سفیدی کا بیان

عن ابن عباس أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خلق اللہ الجنة بیضاء وأحب الزی الی اللہ البیاض فلیلبسه أحیاءکم وکفنوا فیه موتاکم ثم امر برعاء الشاء فجمعت فقال من کان منکم ذاغنم سود فلیخلط بھا بیضاء فجاءته امرأة فقالت یارسول اللہ انی اتخذت غنما سودا فلا أراھا تنمو قال عفری

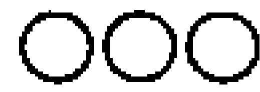
ابن عباس ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت کو سفید پیدا کیا ہے اور محبوب ترین لباس اللہ کے ہاں سفید لباس ہے پس چاہئے کہ تمہارے زندہ لوگ اس کو پہنا کریں اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو پھر آپ ﷺ نے چرواہوں کے جمع کرنے کا حکم دیا چنانچہ ان کو جمع کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص تم میں سے کالی بکریوں والا ہے اس کو چاہئے کہ اس کے ساتھ سفید بکریاں ملالے (یہ سن کر) ایک عورت آپ کی خدمت میں آکر عرض کرنے لگی یا رسول اللہ میں نے کالی بکریاں پال رکھی ہیں میں نے اس کو کبھی بڑھتے نہیں دیکھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ان کو سفید بنادو۔

زمیل بن سماک ﷺ کہتے ہیں کہ میرے والد بیان کرتے ہیں میری ملاقات مدینہ میں ابن عباس ﷺ سے ہوئی جس وقت ان کی بینائی جا چکی تھی۔ میں نے پوچھا اے ابن عباس جنت کی زمین کس چیز کی ہے؟ فرمایا چاندی کی سفید مرمر کی ہے جو شیشے کی مانند ہے۔ میں نے پوچھا

اس کی نورانیت کیسی ہے؟ فرمایا وہ گھڑی جو آپ طلوع شمس سے پہلے دیکھتے ہیں یہ اس کا نور ہے۔ خبردار اس میں نہ سورج ہے اور نہ سردی ہے۔ آخر تک حدیث بیان کی۔ جو انشاء اللہ آگے آئے گی۔

عبداللہ بن احمد اپنے والد (امام احمد ﷺ) کے مسند میں ایک حدیث ذکر کرتے ہیں جس میں ہے کہ جنت میں چاند اور سورج کو بند کر دیا جائے گا لوگوں کو ان میں سے ایک بھی نظر نہیں آئے گا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر ہم کس چیز سے دیکھیں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا جیسے اس گھڑی کو آپ کا دیکھنا اور یہ گھڑی دن میں اس وقت ہوتی ہے جب سورج طلوع ہو کر زمین کو روشن کر دیتا ہے اور خود پہاڑ کے سامنے ہوتا ہے۔ (یعنی اس وقت زمین پر سورج خود نہیں ہوتا۔ صرف اس کی روشنی ہوتی ہے)

اسامہ بن زید ﷺ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خبردار ہے کوئی شخص جنت کی طرف تیز چلنے والا جنت ایسی جگہ ہے جس میں کوئی خطرہ نہیں' رب کعبہ کی قسم' جنت چمکتا ہوا نور ہے۔ کھل کھلاتا ہوا پھول ہے۔ مضبوط محل ہے جاری نہر ہے' پکا ہوا پھل ہے۔ حسین وجمیل بیوی ہے۔ بہت سارے جوڑے ہیں۔ ہمیشگی اور سلامتی کا گھر ہے۔ اور اونچے خوشگوار محل میں میوے' سبزے اور دھاریدار چادریں اور نعمتیں ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا' جی ہاں۔ اے اللہ کے رسول ہم جنت کی طرف تیزی سے چلنے والے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا انشاءاللہ کہو (یہ سن کر) سب لوگوں نے کہا انشاءاللہ۔



چھتیس واں باب

(جنت کے بالاخانوں اور محلات کا بیان)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لکن الذین اتقوا ربھم لھم غرف من فوقھا غرف مبنیة. (سورۃالزمر ۲۰)

لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے (جنت کے) بالا خانے ہیں جن کے اوپر اور بالا خانے ہیں جو بنے بنائے تیار ہیں۔

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی اطلاع دی ہے کہ جنت کے بالا خانے ایک دوسرے کے اوپر حقیقی طور پر تیار کئے گئے ہے تاکہ دلوں میں یہ وہم پیدا نہ ہو کہ یہ صرف تمثیل ہے اللہ تعالیٰ نے یہاں اس کی ایسی صورت بتادی گویا کہ انسان اس کا مشاہدہ کر رہا ہے اور لفظ "مبنیة" (غرف) اول اور ثانی دنوں کے لئے صفت ہے یعنی ان کے لئے عالیشان محلات ہیں اور اس سے اونچے اور محلات ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اولئک یجزون الغرفة بما صبروا (سورۃ الفرقان ۷۵)

ان کو بدلہ ملے گا کوٹھوں کے جھروکوں سے اس لئے کہ وہ ثابت قدم رہے

"الغرفة" جنس ہے جیسا کہ "الجنة" جنس ہے غور کرنے کا مقام ہے کہ حق تعالیٰ نے آیات مذکورہ میں اہل جنت کو جاہلوں کی بدگوئی پر صبر کرنے کے بدلہ کیسے کیسے القابات اور اقوال سے دیا جو خضوع عاجزی ہیں بالا خانوں اور سلام کو متضمن ہیں کہ اس صبر کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان کو سلام کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفی الا من أمن وعمل

اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد وہ نہیں کہ نزدیک کردیں ہمارے پاس تمہارا درجہ

صالحا فاؤلئك لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم في الغرفات آمنون. (سورة سباء ۳۷)

مگر جو کوئی یقین لایا بھلا کام کیا سوان کے لئے ہے بدلہ دو گناہ ان کے لئے کام کا اور وہ جھروکوں میں بیٹھے ہیں دلجمی سے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يغفرلكم ذنوبكم ويدخلكم جنات تجرى من تحتها الانهار ومساكن طيبة في جنات عدن. (سورة الصف ۱۲)

بخشے گا وہ تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تم کو باغوں جس کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور ستھرے گھروں میں بسنے کے باغوں کے اندر

اللہ تعالیٰ نے فرعون کی بیوی کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس طرح دعا مانگی:

رب ابن لي عندك بيتاً في الجنة. (سورة التحريم ۱۱)

بولی اے رب بنا میرے واسطے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں۔

عن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أن في الجنة غرفاً يرى ظهورها من بطونها بطونها من ظهورها فقام اعرابی فقال يا رسول الله لمن هي؟ قال لمن طيب الكلام وأطعم الطعام وادام الصيام وصلى با الليل و الناس نيام.

حضرت علی ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں کچھ بالا خانے ایسے ہیں جس کا ظاہر باطن سے اور باطن ظاہر سے دکھائی دے گا (یہ سن کر) ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ کس کے لئے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ اس شخص کے لئے ہیں جو کلام کو اچھے کر کے اور کھانا کھلائے اور ہمیشہ روزے رکھے رات کے اس حصے میں نماز پڑھے کہ لوگ سو رہے ہوں۔

ابو موسیٰ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں مومن

عن ابی موسی الاشعری عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ان للمئومن في الجنة لخيمة من لئولئوة واحدة مجوفة طولها ستون ميلًا فيها أهلون يطوف عليهم المئومن فلا يرىٰ بعضهم بعضاً.

کے لئے ایک ایسے موتی کا بنا ہوا ایک خیمہ ہو گا جو کہ اندر سے خالی ہو گا جس کی لمبائی ساٹھ میل ہے اس میں اس کے اہل خانہ (بیویاں وغیرہ) ہوں گے پر گھومے گا لیکن وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکیں گے۔

ایک صحیح حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص اللہ کی رضاء کے لئے مسجد بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائیں گے اور ابو موسیٰ ؓ کے حدیث میں وارد ہے اس شخص کے بارے میں کہ جو اپنے بچے کی موت کے وقت اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے اور "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھتا ہے تو حق تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اس شخص کے لئے جنت میں ایک گھر بنادو اور اس کا نام "بیت الحمد" رکھو۔

ایک حدیث میں بروایت عائشہ ابو ہریرہ اور ابن ابی اوفیٰ مذکور ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس کے رب کا سلام پہنچادو اور حضرت جبریل ؑ نے آپ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ حضرت خدیجہ کو جنت میں ایک ایسے گھر کی خوشخبری دیں جو کھوکھلے موتی کا سے بنا ہوا ہے اس میں نہ شور ہے اور نہ رنج۔

(قصب) سے مراد یہاں کھوکھلا موتی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جنت میں موتی کا بنا ہوا ایک ایسا محل ہے جس میں نہ سردردی ہے اور نہ مستی اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے لئے تیار کیا ہے۔

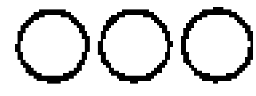
حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں جنت میں داخل ہوا پس میں نے وہاں سونے کا ایک محل دیکھا میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ جبریل نے ایک قریشی جوان کا ہے میں نے گمان کیا کہ وہ جوان میں ہی ہوں میں پوچھا وہ قریشی جوان کون ہے؟ جبریل نے کہا یہ محل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔

مغیث بن سمی فرماتے ہیں کہ جنت میں کچھ محلات سونے کے ہوں گے اور کچھ چاندی کے اور کچھ موتیوں کے اور کچھ محلات یاقوت کے بنے ہوں گے اور کچھ زبرجد سے عبید بن عمیر ؒ کہتے ہیں کہ سب سے ادنیٰ درجے کے جنتی کا ایک موتی سے بنا ہوا ایک محل ہو گا جس کے کمرے اور دروازے سب اسی کے بنے ہوں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں کچھ بالا خانے ایسے ہیں کہ اس میں رہنے والا شخص اس کے پیچھے کی چیزوں پر نہیں ڈرے گا اور وہ شخص اس کے باہر ہو تو اس کے اندر کے چیزوں کا خوف نہیں کرے گا پوچھا گیا اے اللہ کے رسولؐ یہ کس کے لئے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس شخص کے لئے جس نے کلام (اخلاق) کو اچھا بنایا اور برابر روزے رکھے اور کھانا کھلایا اور سلام پھیلایا اور اس وقت نماز پڑھتا ہو جب کہ لوگ سو رہے ہوں پوچھا گیا یا رسول اللہ عمدہ کلام کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا اس سے مراد سبحان اللہ ' الحمد للہ واللہ اکبر کا پڑھنا ہے۔ پوچھا گیا برابر روزوں سے کیا مراد ہے ارشاد فرمایا اپنے اہل و عیال کو کھانا کھلانا پھر پوچھا گیا سلام کا پھیلانا کیا ہے؟ ارشاد فرمایا اپنے بھائی دعا سلام کرنا پوچھا گیا کہ وہ نماز کونسی ہے جس کو اس وقت پڑھی جاتی ہے کہ لوگ سو رہے ہو ارشاف فرمایا عشاء کی نماز ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں جنت کے بالا خانوں کے متعلق بیان نہ کروں؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ پر قربان ہو آپ نے ارشاف فرمایا کہ جنت میں جواہرات کے مختلف انواع کے بنے ہوئے کچھ بالا خانے جو (گویا آئینوں کے بنے ہوئے ہیں کہ) ان کے اندر کی سب چیزیں باہر سے نظر آتی ہیں اور ان کے اندر سے باہر کی سب چیزیں نظر آتی ہیں اس میں وہ نعمتیں اور لذتیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے سنی ہیں راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول یہ (مذکورہ صفات کے حامل) بالا خانے کس کے لئے ہوں گے؟ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا یہ اس شخص کے لئے ہیں جو سلام پھیلاتا ہے اور لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے اور ہمیشہ روزے رکھتا ہے اور رات کو اس وقت تہجد کی نماز

پڑھتا ہے جب کہ لوگ سو رہے ہوں راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ان چیزوں کی کون طاقت رکھتا ہے؟ آپ نے ارشاف فرمایا کہ میری امت اس کی طاقت رکھتی ہے اب میں اس کے بارے میں تفصیل سے تم لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی ملاقات کی اور اس کو سلام کیا تو اس نے سلام کو پھیلا دیا اور جس شخص اپنے اہل و عیال کو کھانا کھلایا یہاں تک ان کو سیر کیا تو اس شخص نے کھانا کھلا دیا اور جس شخص نے رمضان اور ہر مہینے کے تین روزے رکھے تو اس نے روزوں پر مداوتت کی اور جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے ادا کی تو اس نے رات کو ایسے وقت نماز ادا کی جب کہ لوگ (یہود' نصاریٰ' مجوس) سو رہے تھے۔



سینتیس واں باب

جنتی جنت میں داخل ہو کر اپنے اپنے ٹھکانوں اور محلات کو خود پہچانیں گے اگرچہ انھوں نے اس کو پہلے نہیں دیکھا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

والذین قتلوا فی سبیل اللہ فلن یضل اور جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں تو
اعمالھم ۔ سیھدیھم ویصلح بالھم ضائع نہیں کرے گا ان کے کئے کام ان کو راہ
ویدخلھم الجنۃ عرفھا لھم ۔ دے گا ور سنوارے گا ان کا حال

مجاہد ؒ فرماتے ہیں کہ جنتی جنت میں داخل ہوتے ہی اپنی اپنی منزلوں کی طرف ایسے روانہ ہوں گے گویا یہ لوگ جب سے پیدا ہوئے ہیں یہاں کے باشندے ہیں کوئی بھی ان کی رہنمائی نہیں کرے گا۔

ابی صالح کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جنتی ان لوگوں سے جو جمعہ کی نماز پڑھ کر اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں زیادہ اپنے گھروں اور رہائش گاہوں کو پہچانتے ہوں گے۔

محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ جنتی اپنے گھروں کو ایسا پہچانیں گے جیسا کہ تم دنیا میں اپنے گھروں کو پہچانتے ہو جب جمعے کی نماز پڑھ کر واپس لوٹتے ہوں یہ جمہور مفسرین کا قول ہے ان سب کے اقوام کا خلاصہ وہ ہے جو ابو عبید ؒ نے بیان کیا ہے کہ جنتیوں کے سامنے ان کے گھروں کے ایسے اوصاف بیان کئے جائیں گے جس سے وہ بغیر رہنمائی پہچان لیں گے۔

مقاتل بن حیان فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ بنی آدم کی حفاظت پر مقرر

فرشتہ جنت میں چلے گا اور ابن آدم اس کے پیچھے چلے گا یہاں تک کہ اس کو گھر کے آخری کونے تک پہنچادے گا تو وہ جنتی اس میں ان سب چیزوں کو پہچان لے گا جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطاء کی ہوں گی پھر جب وہ اپنے گھر میں اپنی بیویوں کے پاس جائے گا تو فرشتہ وہاں سے واپس لوٹ جائے گا۔

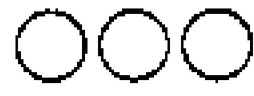
حسن ؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کو جنت کی صفات بتادی ہیں جب یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو ان صفات سے اپنی جنت کو پہچانیں گے اس قول کے مطابق یہ پہچان دنیا میں ہوئی ہے لہٰذا معنی یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس جنت میں داخل کریں گے جس کی پہچان اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کرائی ہے اور پہلے قول کے مطابق پہچان آخرت میں ہوگی یہ سب توجیہات اس وقت معتبر ہیں جب کہ ہم (عرفہا) کو تعریف (پہچاننے) سے مان لیں اس میں ایک دوسرا قول بھی ہے کہ (عرفہا) عرف سے ہے جس کا معنی خوشبو ہے زجاج ﷺ نے اسی کو اختیار کیا ہے (معنی ہوگا) جنت کی خوشبو اسی سے ہے "طعام معرف" یعنی خوشبو دار کھانا ایک قول کے مطابق یہ (عرف) سے مشتق ہے جس کا معنی (تابع) ہے یعنی اہل جنت کی لذتیں اور مزے لگاتار ہوں گے کہیں صحیح قول پہلا ہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو اتنا بتادیا ہے جسے وہ اپنی منزل کو پہچانیں گے اور غیر کی طرف تجاوز نہیں کریں گے۔

عن أبي سعيد الخدري ان نبي الله صلى الله عليه وسلم قال اذا خلص المؤمنون من النار حبسوا على قنطرة بين الجنة والنار يتقاصون مظالم كانت بينهم في الدنيا حتى اذا هذبوا ونقوا أذن لهم بدخول الجنة والذى نفسي بيده إن أحدهم بمنزله في الجنة أدمنه بمسكنه كان في الدنيا

ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مومن جہنم سے چھٹکارا پائیں گے تو ان کو جنت اور جہنم کے درمیان ایک پل پر روک دیا جائے گا جہاں وہ آپس کے دنیائی مظالم کا ایک دوسرے سے بدلہ لیں گے یہاں تک جب خوب گناہوں سے صاف کئے جائیں گے تو پھر ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت ملے گی اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں

میری جان ہے کہ اہل جنت میں ایک شخص
جنت میں اپنے گھر کو اس گھر کی بنسبت اچھی
طرح پہچانتا ہوگا جس میں وہ دنیا میں رہتا تھا۔

ایک دوسری سند سے حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تم اپنے احوال اور ٹھکانوں کو اتنا نہیں جانتے جتنا کہ جنت میں جنت میں داخل ہوتے وقت اپنی بیویوں اور منزلوں کو پہچانتے ہیں۔



اڑتیسواں باب

جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کا منظر اور ان کا استقبال

اس بارے میں پہلے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمرا" (اور ہانکیں جائیں گے وہ لوگ جو ڈر رہے تھے اپنے رب سے) گزر چکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدا" (اور جس دن ہم تقویٰ والوں کو رحمٰن (کے دارالنعیم کی طرف مہمان بنا کر جمع کریں گے) حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ آیت کی تفسیر دریافت کی۔ چنانچہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وفد تو سوار لوگوں کو ہی کہا جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جب یہ جنتی لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے تو سفید اونٹوں سے ان کا استقبال کیا جائے گا جن کے پر لگے ہوں گے اور ان پر سونے کے کجاوے ہوں گے اور ان کے جوتوں کا تسمہ نور ہو گا جو ہر قدم پر اتنا چمکے گا جتنی نگاہ جاتی ہے۔ جس کی زنجیر سرخ یاقوت سے بنی ہو گی اور سونے کے تختوں سے بنے دروازے میں لگی ہوئی ہو گی یہ لوگ جنت کے دروازے کے پاس پہنچ جائیں گے اور جنت کے دروازے پر ایک درخت ہے جس کی جڑ سے دو چشمے جاری ہیں۔ جب یہ لوگ ایک چشمے کا پانی پئیں گے تو اس سے ان کے چہروں پر جنت کی تروتازگی آئے گی اور جب دوسرے چشمے سے وضو کریں گے تو ہمیشہ کے لئے ان کے بال پراگندہ نہیں ہوں گے پھر وہ جنتی لوگ اس زنجیر کو بجائیں گے تو اس کے بجنے کی آواز ہر حور کو سنائی جائے گی اور پیغام پہنچایا جائے گا کہ اس کا شوہر آگیا ہے تو وہ جلدی سے اٹھے گی اور جنت کے قیم (نگران) کو بھیجے گی تاکہ جنتی کے لئے دروازہ کھول دے اگر اللہ اس کو اپنی پہچان نہ کراتے تو یہ اس کی

نورانیت اور تروتازگی کی وجہ سے اس کے سامنے سجدے میں گر پڑتا۔ وہ کہے گا میں آپ کا خادم ہوں آپ کی خدمت پر مامور کیا گیا ہوں۔ چنانچہ یہ اس کے پیچھے چلے گا۔ یہاں تک کہ اپنی بیوی کے پاس پہنچے گا وہ جلدی سے اٹھ کر خیمے سے باہر آئے گی اور ان سے معانقہ کرے گی اور کہے گی تو میرا محبوب ہے اور میں تیری محبوبہ ہوں اور میں راضی ہوں کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔ اور میں نعمت ہی نعمت میں رہوں گی کبھی خستہ حال نہیں ہوں گی اور میں ہمیشہ جوان رہوں گی کبھی بوڑھی نہیں ہوگی۔ اس کے بعد یہ اپنے گھر میں داخل ہو گا۔ اس کی بنیاد سے لیکر اس کی چھت تک سو ہاتھ کی اونچائی ہوگی جو موتیوں اور یاقوت کے چٹانوں سے تیار کیا گیا ہو گا۔

اس میں سرخ اور سبز اور زرد رنگ کے ستون ہوں گے ایک ستون دوسرے کا ہمشکل نہیں ہو گا۔ پھر یہ اپنے آراستہ اور مزین تخت کے پاس آئے گا تو وہاں پلنگ پر پلنگ لگے ہوں گے جن پر ستر بچھونے ہوں گے اور ان بچھونوں پر ستر بیویاں ہوں گی ہر بیوی ستر جوڑے پہنے ہوں گی اس کے پنڈلی کی ہڈی کا گودا اس کی کھال کے اندر سے دکھائی دے گا۔ جنتی ایک رات کی مقدار ان سب کے ساتھ جماع کو پورا کرے گا۔ ان کے نیچے کئی جاری نہریں ہوں گی۔ صاف پانی کی نہریں جس میں کوئی کدورت اور بو بد نہیں ہو گا اور جھاگ اتارا ہوا خالص شہد کی نہریں ہو گی جو شہد کی مکھیوں کے پیٹوں سے نکلا ہوا نہیں ہو گا اور ایسی شراب کی نہریں جس میں پینے والوں کے لئے مزہ ہو گا جو آدمیوں کے پیروں کی نچوڑی ہوئی نہیں ہوگی۔ اور ایسی دودھ کی نہریں ہوں گی جس کا مزہ بد لا ہوا نہیں ہو گا اور نہ وہ مویشیوں کے تھنوں سے نکلا ہو گا۔

اور جب کھانے کو دل چاہے گا تو سفید پرندے اپنے پروں کو اٹھائے ہوئے ان کے پاس آئیں گے اور یہ ان کے پہلوؤں میں سے جس قسم کا گوشت چاہیں گے کھالیں گے پھر وہ اڑ کر چلے جائیں گے۔ وہاں میوے لٹک رہے ہوں گے جب ان کے کھانے کو دل چاہے گا تو ٹہنی ان کی طرف جھکے گی وہ لوگ جس محل سے جس انداز میں چاہیں کھڑے تکیہ لگائے ہوئے اس کو کھائیں گے۔ یہی اللہ تعالیٰ کے ارشاد (وجنی الجنتین دان) (اور میوہ ان باغوں کا جھک رہا

ہے) کا مصداق ہے۔ اور ان کے آگے موتیوں کی مانند خدام کھڑے ہوں گے۔

ابن ابی الدنیا اس آیت (یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفداً) کے متعلق ابن سعد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا خدا کی قسم ان لوگوں کو پیادہ جمع نہیں کیا جائے گا بلکہ ایسے اونٹوں کو لایا جائے گا کہ مخلوق نے آج تک اس طرح نہیں دیکھا جن پر سونے کے کجاوے ہوں گے اور لگامیں زبرجد کی ہوں گی چنانچہ یہ لوگ ان پر سوار ہو کر جنت کے دروازے پر آئیں گے۔

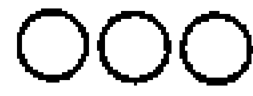
حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اپنے رب سے ڈرے انکو جماعتی صورت میں جنت کی طرف لایا جائے گا جب وہ جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو وہاں ایک درخت پائیں گے جس کے تنے کے نیچے سے دو چشمے جاری ہوں گے یہ لوگ ان میں سے ایک کی طرف ایسے جائیں گے گویا کہ ان کو وہاں جانے کا حکم دیا گیا ہے اس سے پانی پئیں گے جس کی وجہ سے ان کی پیٹیوں کی گندگی تکلیف وغیرہ دور ہو جائے گی پھر دوسرے چشمے پر جائیں گے اس سے پاکی حاصل کریں گے جس سے ان پر جنت کی تروتازگی آئے گی۔ اس کے بعد نہ ان کی نگاہوں میں کوئی تبدیلی آئے گی اور نہ ان کے بال پراگندہ ہوں گے بلکہ ایسے معلوم ہوں گے کہ ان کو تیل لگایا گیا ہو پھر داروغگان جنت کے پاس پہنچیں گے وہ کہیں گے تم پر سلامتی ہو تم پاکیزہ ہو۔ ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ پھر ولدان (خادمین جنت) ان کا استقبال کریں گے اور ان کے گرد ایسے گھومیں گے جیسے دنیا کے بچے اس گہرے دوست کے گرد گھومتے ہیں جو کافی زمانہ غائب رہنے کے بعد آیا ہو۔ اور وہ ولدان جنتیوں سے کہیں گے۔ اس عزت کی خوشخبری سنو جو اللہ نے تمہارے لئے تیار کی ہے' راوی کہتے ہیں کہ پھر ان لڑکوں میں سے ایک لڑکا حوروں میں سے اس کی ایک بیوی کے پاس جاکر اطلاع دے گا کہ فلاں آگیا اس کا وہ نام لے گا جس سے دنیا میں اس کو پکارا جاتا تھا۔ وہ حور کہے گی آپ نے اس کو دیکھا؟ وہ کہے گا ہاں میں نے دیکھا ہے وہ یہ میرے پیچھے آرہے ہیں چنانچہ وہ خوشی کی وجہ سے جلدی اٹھ کر دروازے کی چوکھٹ پر آئے گی۔ جب یہ جنتی اپنی جگہ تک پہنچے گا تو اپنے گھر کی بنیاد کی طرف دیکھے گا تو وہ موتیوں کی چٹانوں پر رکھی ہوئی ہوگی اس پر ایک محل ہو گا جس میں سبز زرد' سرخ ہر قسم کے رنگ ہوں

گے = پھر سر اٹھا کر اس کی چھت کی طرف نگاہ کرے گا تو وہ بجلی کی طرح چمکدار ہو گی' اگر اللہ نے اس کو اسی جنتی کے لئے نہ بنایا ہوتا تو اس کے دیکھنے سے اس کی بینائی جاتی رہتی۔ پھر سر جھکا کر اپنی بیویوں کی طرف اور چنے ہوئے آبخوروں اور برابر بچھے ہوئے غالیچوں اور جگہ جگہ پھیلے ہوئے مخمل کے نہالچوں کی طرف دیکھے گا۔ تو تھک جائے گا اور کہے گا۔ شکر اللہ کا جس نے ہم کو یہاں تک پہنچا دیا اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم راہ پانے والے نہ تھے۔ پھر ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ تمہارے لئے یہ طے ہے کہ ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت نہ آئے گی۔ ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا اور ہمیشہ صحت مند رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے عبداللہ بن مبارک علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ جنتی جب جنت میں داخل ہو گا تو اس کو جنتیوں کی صورت دی جائے گی اور انکے لباس اور زیورات پہنائے جائیں گے اور اپنی بیویوں اور حشم و خدم کی طرف دیکھے گا تو اس کو اتنی زیادہ خوشی ہو گی کہ اگر وہاں موت ہوتی تو یہ فرط خوشی سے مرجاتا۔ پھر اس سے کہا جائے گا کیا آپ نے یہ انتہائی بڑی خوشی دیکھ لی تیرے لئے یہ ہمیشہ قائم و دائم رہے گی۔ اور اسی طرح عبداللہ بن مبارک علیہ فرماتے ہیں کہ بندہ جب جنت میں داخل ہو گا تو موتیوں کی مانند ستر ہزار خدام ان کا استقبال کریں گے۔ اور غلمان کی اتنی بڑی دو صفیں ہوں گی جس کے اطراف دکھائی نہیں دے گا یہاں تک جب یہ ان کے درمیان سے گزرے گا تو وہ سب اس کے پیچھے چلیں گے۔

ابو نعیم علیہ فرماتے ہیں کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو گا اور اس کے آگے ایک فرشتہ داخل ہو گا جو جنت کی گلیوں میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ساتھ چلے گا اور اس سے کہے گا دیکھ لے' تو نے کیا دیکھا؟ وہ جنتی کہے گا میں نے سونے اور چاندی کے بہت سارے محلات اور اکثر بہت سے انسان دیکھے۔ فرشتہ اس سے کہے گا یہ سب تیرے لئے ہیں۔ یہاں تک کہ جب یہ ان کے پاس پہنچے گا تو وہ ہر دروازے سے اس کا استقبال کریں گے۔ اور ہر جگہ سے آواز آئے گی ہم تیرے لئے ہیں۔ فرشتہ پھر اسے کہے گا آگے چل اور تو نے کیا دیکھا؟ جنتی کہے گا میں نے خیموں کے بہت سارے لشکر اور بہت سارے انسانوں کو دیکھا چنانچہ فرشتہ کہے گا یہ سب بھی تیرے لئے ہیں جب یہ ان کے پاس پہنچے گا تو وہ اس کا استقبال کریں گے اور کہیں گے ہم سب

تیرے لئے ہیں ہم سب تیرے لئے ہیں۔

صحیحین میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے ستر ہزار یا ستر لاکھ (راوی کو شک ہے) افراد اس حال جنت میں داخل ہوں گے کہ بعضوں نے بعض کا ہاتھ پکڑا ہو گا (یعنی جماعتی صورت میں ایک دوسرے کو پکڑ کر) ان کا پہلا شخص داخل نہیں ہوا ہو گا۔ یہاں تک ان کا آخری شخص بھی داخل ہو جائے گا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکدار ہوں گے۔



انتالیسواں باب

جنتیوں کی عمریں اور ان کے قد کی لمبائی چوڑائی اور ڈیل ڈول

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اِنّ الله عزوجل آدم علی صورته طوله ستون ذراعا فلما خلقة قال له اذهب فسلم علی اولٰئك النفروهم نفرمن الملائكة جلوس فاستمع ما یحیونك فانها تحیتك وتحیة ذریتك قال نذهب فقال السلام علیكم فقالوا السلام علیك ورحمة الله قال كل من یدخل الجنة علٰی صورة آدم طوله ستون ذراعًا فلم یزل ینقص حتی الآن

ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت میں پیدا کیا ہے اس کی لمبائی ساٹھ گز تھی جس وقت اس کو پیدا کیا فرمایا جا اور اس جماعت کو سلام کہہ فرشتوں کی ایک جماعت وہاں بیٹھی ہوئی تھی اور سن وہ کیا جواب دیتے ہیں وہ تیرا اور تیری اولاد کا جواب ہو گا وہ گیا اور کہا السلام علیکم فرشتوں نے کہا السلام علیک ورحمتہ اللہ آپ نے فرمایا ہر شخص جو جنت میں جائے گا آدم کی صورت پر ہو گا اور اسکی لمبائی ساٹھ گز ہو گی ان کے بعد مخلوق کی لمبائی اب تک کم ہوتی رہتی ہے۔

وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یدخل اهل الجنة جرداً مردا بیضاء جعاداً

ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ان کے بدن پر بال نہ ہوں گے بے ریش ہوں گے سفید

مکحلین ابناء ثلاث و ثلاثین وهم علی خلق آدم ستون ذراعاً في عرض سبعة أذرع.

گھنگھریالے بالوں والے سرگمی آنکھوں والے تیس تینتیس سال کے عمر میں ہوں گے قد اپنے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کے برابر ساٹھ ہاتھ ہوگا چوڑائی سات ہاتھ ہوگی۔

عن انس بن مالك قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يبعث اهل الجنة على صورة آدم في ميلاد ثلاث وثلثين سنة جرداً مرداً مكحلين ثم يذهب بهم الى شجرة في الجنة فيكسون منها لا تبلى ثيابهم ولا يفنى شبابهم.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اہل جنت کو اٹھایا جائے گا اس حال میں کہ وہ اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت پر تینتیس سال کی عمر میں ہوں گے بدن پر بال نہ ہوں گے بے ریش' سرگمین آنکھوں والے نوجوان ہوں گے پھر ان کو جنت میں ایک درخت کے پاس لایا جائے گا اس سے ان کو کپڑے پہنائے جائیں گے پھر نہ ان کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ ان کی جوانی فناء ہوگی۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مات من اهل الجنة من صغير أو كبير يردون بني ثلاثين سنة في الجنة لا يزيدون عليها ابداً وكذالك اهل النار.

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت میں سے جو مرجائے چھوٹا ہو یا بڑا تو جنت میں ان کو تیس سال کا بنایا جائے گا کبھی اس سے زیادہ عمر کے نہ ہوں گے یہی حال دوزخیوں کا بھی ہوگا (یعنی ان کی جوانی

شباب، اعضاء، بدن بالوں وغیرہ میں سے کسی
چیز میں تغیر نہیں آئے گا۔

اگر یہ حدیث محفوظ ہو یہ یا قبل والے حدیث (جس میں تینتیس کا ذکرہ ہے) کے متعارض نہیں ہے کیونکہ عرب کی عادت ہے کہ جب وہ ایسے عدد کا ذکر جس میں اس سے اوپر زیادتی بھی ہو کرتے ہیں تو وہ زیادتی کبھی لکھتے ہیں اور کبھی نہیں لکھتے اور یہ ان کے کلام میں مشہور و معروف ہے۔

عن انس بن مالك قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخل أهل الجنة الجنة على طول آدم ستين ذراعاً بذراع الملك على حسن يوسف وعلى ميلاد عيسى ثلاث وثلثين سنة وعلى لسان محمد مرد مكحلون.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنتی جنت میں داخل ہوں گے اس حال میں (قد میں) آدم علیہ السلام کے لمبائی کے برابر ہاتھ ہوں گے فرشتے کے ہاتھ کے اعتبار سے، حضرت یوسف علیہ السلام جیسے خوبصورت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر تینتیس سال اور محمد صلی اللہ علیہ السلام جیسے اخلاق بے ریش اور سرگیں آنکھوں والے ہوں گے۔

عن ابی هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أن اهل الجنة يدخلون الجنة على قدر آدم ستون ذراعاً يعني ذالك قطعت سرهم.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی جنت میں داخل ہوں گے اس حال میں کہ ان کا قد حضرت آدم علیہ السلام کے قد کے برابر ساٹھ ہاتھ ہوگا۔

ان کے حسن کے بارے میں پہلی حدیث گزر چکی ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند

روشن ہوں گے۔

جنتیوں کے اخلاق کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ إخواناً على سرر متقابلين. اور نکال ڈالی ہم نے جو ان کے جیوں میں تھی خفگی بھائی ہو گئے تختوں پر بیٹھے آمنے سامنے۔

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے چہروں اور دلوں کی کیفیت بتادی کہ ان کے چہرے کھل کھلاتے اور دل باغ و بہار ہوں گے صحیحین میں روایت ہے۔

أخلا قهم على خلق رجل واحد على صورة ابيهم آدم عليه السلام سنون ذراعاً في السماء؟ جنتی ڈیل ڈول کے اعتبار سے ایک آدمی کی صورت پر ہوں گے (قد) اپنے باپ حضرت علیہ السلام کی صورت پر ساٹھ ہاتھ لمبا ہو گا (یعنی ان میں کوئی لمبا اور کوئی پستہ قد والا نہیں ہو گا)

روایت میں لفظ "خلق" بفتح الخاو سکون اللام ہے اور لفظ "اخلاق" جس طرح "خلق" بضم الخاء کی جمع ہے اسی طرح "خلق" بفتح الخاء کی بھی جمع ہے۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جنتی لوگ' لمبائی چوڑائی عمر میں برابر ہوں گے اگرچہ حسن و جمال میں جدا ہوں گے۔ اسی وجہ سے اس کی تفسیریوں کی کہ اپنے باپ حضرت آدم کی صورت پر آسمان کی جانب ساٹھ ذراع ہوں گے۔ اخلاق کے بارے میں بھی پہلی حدیث گزر چکی ہے کہ اہل جنت کے قلوب بمنزلہ ایک شخص کے ہوں گے ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہو گا صبح اور شام اللہ کی تسبیح کریں گے اور اسی طرح حق تعالیٰ نے ان کی بیویوں کے متعلق بھی بیان کیا ہے کہ وہ جنتیوں کی ہم عمر ہوں گی کوئی بوڑھی اور کوئی جوان نہیں ہوں گی اس لمبائی چوڑائی کے برابر ہونے اور ہم عمر ہونے میں جو حکمت ہے وہ کسی پر مخفی نہیں۔ کیونکہ یہ لذتوں کے پورا ہونے میں نہایت ہی ابلغ اور اکمل ہے۔ اسی وجہ سے ایک جنتی ایک دن میں ایک سو کنواری عورتوں سے صحبت کرے گا۔ جیسا کہ آئندہ انشاءاللہ آنے والا ہے۔ طول اور عرض کا تناسب بھی مخفی نہیں کیونکہ اگر ان میں سے ایک دوسرے پر زیادہ ہو جائے تو اعتدال اور

تناسب فوت ہو جاتا ہے اس لئے کہ یا تو وہ دبلا لمبا ہو گا یا موٹا پستہ قد ہو گا اور یہ دونوں چیزیں غیر مناسب ہیں۔

واللہ اعلم

○○○

چالیسواں باب

سب سے اعلیٰ اور ادنیٰ درجے کا جنتی

سب سے اونچا درجہ اولاد آدم کے سردار "صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجات وآتینا عیسی بن مریم البینٰت (سورۃ البقرۃ ۲۵۳)

یہ سب رسول فضیلت دی ہم نے ان میں سے بعض کو بعض سے کوئی تو وہ ہے کہ کلام فرمایا اس سے اللہ تعالیٰ نے اور بلند کیا بعضوں کے درجے اور دیئے ہم نے عیسی بن مریم کو معجزے صریح۔

مجاہد علیہ فرماتے ہیں کہ "منھم من کلم اللہ" سے مراد حضرت موسیٰ اور "ورفع بعضھم درجات" سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ حدیث اسراء (معراج) میں جس کی صحت پر اتفاق ہے وارد ہے کہ نبی کریم ﷺ جب موسیٰ علیہ السلام سے آگے گزرے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار میرا تو یہ گمان نہیں تھا کہ آپ مجھ سے کسی کو اونچا لے جائیں گے۔ پھر اللہ کے رسول اتنی بلندی میں چلے گئے جس کو اللہ ہی جانتے ہیں یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے بڑھے۔

صحیح مسلم میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد فرماتے سنا کہ جب تم موذن کو سنو (یعنی اس کی آذان سنو) پس کہو جس طرح موذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو اس لئے کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو پس بیشک وسیلہ جنت میں ایک درجہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک ہی بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں گا

جس نے میرے لئے وسیلہ مانگا میری شفاعت اس پر واجب ہوگئی۔

اسی طرح صحیح مسلم میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ سب سے ادنیٰ جنتی کا کیا مقام ہے؟ ارشاد ہوا کہ ایک آدمی کو اس وقت لایا جائے گا جبکہ اہل جنت جنت میں داخل ہو چکے ہوں گے۔ پس اس سے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جاوہ کہے گا اے رب کیسے داخل ہو جاؤں جبکہ لوگ اپنی اپنی جگہ جا چکے ہیں اور جو کچھ لینا تھا لے چکے ہیں۔ اس سے کہا جائے گا کیا تو اس پر راضی ہے کہ تیرے لئے اتنا ہو جتنا دنیا کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے پاس ہوتا ہے وہ کہے گا اے رب میں راضی ہوں ارشاد ہو گا تیرے لئے اس کے برابر پانچ گنا اور پانچویں مرتبہ وہ کہے گا اے رب میں راضی ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ ان میں سب سے اونچا مقام کس کا ہے؟ ارشاد ہوا یہی لوگ آپ کی مراد ہیں ان کی جنت کے درخت میں نے اپنے ہاتھ سے لگائے اور ان کی نعمتوں پر مہر لگا دی جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہے اور نہ کسی کان نے سنی ہے اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے ادنیٰ درجے کا جنتی وہ ہو گا جو اپنے باغات اور بیویوں اور اشیاء عیش و عشرت اور خادموں اور مسہریوں کو ایک ہزار سال کی مسافت کے برابر پھیلا ہوا دیکھے گا اور ان میں سب سے زیادہ عزتمند اللہ کے ہاں وہ جنتی ہو گا جو صبح و شام اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوتا رہے گا پھر اللہ کے رسول ﷺ نے (اس کی تائید میں) یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ (سورۃ القیامہ ۲۲-۲۳)

بہت سارے چہرے اس دن بشاش ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھنے والے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے ادنیٰ درجے کے جنتی کے لئے سات درجے ہوں گے وہ چھٹے درجے پر ہو گا اس کے اوپر ساتواں درجہ ہو گا۔ اس کے تین سو خدام ہوں گے اس کے صبح اور شام کا کھانا سونے اور چاندی کی تین سو پلیٹوں میں لا جائے گا ہر پلیٹ میں ایسے رنگ کا کھانا ہو گا جو دوسری میں نہ ہو گا اور اسے

آخری پلیٹ کا مزہ بھی اسی طرح آئے گا جس طرح پہلی پلیٹ کا مزہ آیا تھا۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب اگر آپ مجھے اجازت دیں تو اہل جنت کو کھلاؤں اور پلاؤں (دعوت کروں) میرے پاس جو کچھ ہے اس میں کمی نہیں آئے گی اور اس جنتی کے لئے دنیا کی بیویوں کے علاوہ بہتر حوریں ہوں گی جن میں سے ایک کا ٹھکانا زمین کے ایک میل کے برابر ہوگا (علامہ ابن القیم ﷫ فرماتے ہیں) کہ اس حدیث کے رواۃ میں سکین بن عبدالعزیز کو امام نسائی ﷫ نے ضعیف قرار دیا ہے اور شہر بن حوشب کا ضعف تو مشہور ہے اور جو حدیث احادیث صحیحہ کے مخالف ہو وہ منکر ہوتی ہے۔ کیونکہ ساٹھ ہاتھ لمبا قد اس بات کا احتمال نہیں رکھتا کہ ایسے شخص کے لئے زمین کے ایک میل کے برابر ٹھکانا ہو اور صحیحین میں حدیث ہے کہ پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان میں سے ہر ایک کے لئے حور عین میں سے دو بیویاں ہوں گی۔ تو ادنیٰ جنتی کے لئے کیسے بہتر بیویاں حور عین کی ہو سکتی ہیں؟ (جیسا کہ اس حدیث میں گزرا) اور حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ جنت کے سب سے کم رہنے والے دنیا کی عورتیں ہوں گی۔ تو ادنیٰ جنتی کے لئے دنیا کی عورتوں کی ایک جماعت کیسے ہو سکتی ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ سونے کی دو جنت چاندی کی دو جنتوں سے اعلیٰ ہیں۔ تو ادنیٰ جنتی کیسے سونے کی دو جنتوں میں ہوگا؟

دولابی ﷫ فرماتے ہیں کہ شہر بن حوشب کی حدیث لوگوں کی حدیث کے مشابہ نہیں ہے ابن عون فرماتے ہیں کہ شہر بن حوشب متروک ہے۔ امام نسائی اور ابن عدی فرماتے ہیں "لیس بالقوی" ابو حاتم فرماتے ہیں "لا یحتج بہ" شعبہ اور یحییٰ بن سعد نے اس کو متروک قرار دیا ہے اور یہ دونوں حضرات حدیث کے رواۃ اور علل پر تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہیں اگرچہ ان دونوں کے علاوہ دوسروں نے اس کی حدیث کی توثیق کی اور اس کو حسن قرار دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب یہ منفرد ہو اور اس کی حدیث ثقات کی روایت کردہ احادیث کے مخالف ہو تو قبول نہیں کی جائے گی۔ واللہ اعلم

○○○

اکتالیسواں باب

اہل جنت کا تحفہ جس وقت وہ جنت میں داخل ہوں گے

امام مسلم نے اپنی صحیح میں ثوبان ﷺ کی حدیث نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا تھا کہ علماء یہود میں سے ایک عالم آئے اور کہا "السلام علیک یا محمد" اے محمد تجھ کو سلام میں نے اس کو ایسا دھکا دیا جس سے وہ گرنے کے قریب ہوا۔ اس نے کہا تو نے مجھے دھکا کیوں دیا؟ میں نے کہا تو نے (السلام علیک) یا رسول اللہ کیوں نہیں کہا۔ یہودی نے کہا ہم اس کو اس نام سے پکارتے ہیں جو اس کے گھر والوں نے اس کا رکھا ہے (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک میرا نام محمد ہے جو میرے گھر والوں نے میرا رکھا ہے۔ یہودی نے کہا میں آپ سے پوچھنے آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا اگر میں آپ کو جواب دوں تو وہ آپ کو کچھ نفع دے گا؟ (کیونکہ اس کا سوال نفع کے لئے نہیں تھا کہ صحیح جواب ملنے پر ایمان لائے) یہودی نے کہا میں اپنے کانوں سے سن لوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لکڑی سے جو آپ کے پاس تھی زمین کریدنا شروع کیا (جیسا کہ غور و فکر کے وقت ایسا کیا جاتا ہے) اور فرمایا پوچھ یہودی نے کہا جس دن اس زمین کو دوسری زمین سے تبدیل کیا جائے گا تو اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اندھیرے میں ہوں گے پل پر نہیں ہوں گے۔ یہودی نے کہا قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے کن کو انعام ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا فقراء مہاجرین کو۔ یہودی نے کہا جس وقت وہ جنت میں داخل ہوں گے ان کا تحفہ کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا مچھلی کے جگر کا ٹکڑا۔

یہودی نے کہا اس کے بعد ان کی غذا کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا پھر ان کے لئے جنت کا وہ بیل ذبح کیا جائے گا جو اطراف جنت سے کھاتا تھا۔ یہودی نے کہا ان کے پینے کی چیز کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا جنت کے ایک چشمے سے پئیں گے جس کا نام "سلسبیل" ہے۔ یہودی نے کہا آپ

نے سچ فرمایا۔ پھر یہودی نے کہا میں آپ سے ایسی چیز کے متعلق پوچھنے آیا ہوں جو زمین والوں میں نبی یا ایک آدمی یا دو آدمیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا اگر میں تجھ کو بیان کروں تو وہ آپ کو کچھ نفع دے گا؟ یہودی نے کہا میں اپنے کانوں سے سن لوں گا۔ یہودی نے کہا میں آپ سے بچے کے متعلق پوچھنے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مرد کا پانی (منی) سفید ہے اور عورت کا پانی (منی) زرد ہے۔ جب یہ دونوں ملتے ہیں تو پھر اگر مرد کی منی عورت کی منی پر غالب آتی ہے تو اللہ کی اجازت سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آتی ہے تو اللہ کی اجازت سے لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ (یہ سن کر) یہودی نے کہا آپ نے سچ کہا بیشک آپ نبی ہیں۔ پھر چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس یہودی نے ان چیزوں کے متعلق مجھ سے پوچھا میں ان میں سے کسی چیز کا علم نہیں رکھتا تھا جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا علم نہیں دیا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے (جب وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے) مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو نبی ﷺ کے پاس آکر عرض کرنے لگے کہ میں آپ سے تین چیزوں کے بارے میں پوچھتا ہوں جن کو نبی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ (۱) قیامت کی نشانیوں میں پہلی نشانی کیا ہے؟ (۲) جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہوگا؟ (۳) بچہ کبھی باپ اور کبھی ماں کے مشابہ کیوں ہوتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل نے ان چیزوں کی ابھی مجھے خبر دی عبداللہ بن سلام نے کہا۔ جبرئیل نے (خبر دی) آپ نے فرمایا ہاں عبداللہ بن سلام نے کہا فرشتوں میں یہی یہود کا دشمن ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔

من كان عدو الجبريل فانه نزله على قلبك (سورۃ البقرۃ ۹۷)

تو کہہ دے جو کوئی ہو دشمن جبرئیل کا سو اس نے تو اتارا ہے یہ کلام تیرے دل پر۔

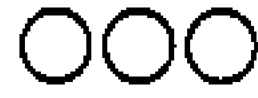
فرمایا قیامت کی نشانیوں میں پہلی نشانی آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب میں جمع کرے گی اور پہلا کھانا جو جنتی کھائیں گے مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہوگا اور جب مرد کی منی عورت کی منی پر سبقت کرتی ہے تو بچہ باپ کے مشابہ ہوتا اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر سبقت

کرتی ہے تو بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔ (یہ سن کر) عبداللہ بن سلام نے کہا (اشہد ان لاالہ الا اللہ واشھدانک رسول اللہ) میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ یہود تہمت لگانے والی قوم ہے۔ اگر ان کو پہلے اس کے کہ آپ میرے متعلق ان سے پوچھیں' میرے اسلام کا علم ہو جائے تو وہ لوگ مجھ پر تہمت لگائیں گے۔ چنانچہ یہودی آئے آپ نے ان سے پوچھا عبداللہ تم میں کیسے آدمی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہم میں بہت اچھے اور اچھے آدمی کے بیٹے ہیں ہمارے سردار ہے اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر عبداللہ اسلام لایا ہو تو تمہارا کیا خیال ہے؟ یہود نے کہا اللہ اس کو اسلام سے پناہ دے۔ اتنے میں عبداللہ نکلے اور کہنے لگے "اشہد ان لاالہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ" (یہ سن کر) یہود نے کہا یہ ہم میں برے ہیں اور برے آدمی کے بیٹے ہیں اور حضرت عبداللہ کی تنقیص شروع کی۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اسی چیز کا خوف تھا۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن زمین روٹی کی طرح ہو جائے گی جبار اس کو اہل جنت کے مہمانی کے لئے اپنے ہاتھ سے الٹی پلٹی کر دے گا جیسے تم سفر میں کرتے ہو۔ پھر یہود میں سے ایک شخص آئے اور کہنے لگے رحمٰن تجھ پر برکت کرے اے ابوالقاسم کیا میں آپ کو قیامت کے دن جنتیوں کی مہمانی نہ بتلاؤں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں' یہودی نے کہا زمین تو ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی جیسا کہ حضور ﷺ نے بیان کیا تھا (یعنی اسی طرح یہودی نے بیان کیا) یہ سن کر آپ ﷺ نے ہماری طرف دیکھا اور پھر ہنسے یہاں تک کہ آپ کے نواجذ (آپ کے دانت) کھل گئے پھر یہودی نے کہا کیا میں آپ کو ان کا سالن نہ بتاؤں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ وہ بولا ان کا سالن ادم اور نون ہو گا۔ آپ ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ یہودی نے کہا ایک بیل اور ایک ایسی مچھلی جس کے جگر کے ٹکڑے میں سے ستر ہزار لوگ کھائیں گے۔

عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اللہ عزوجل جنتیوں سے فرمائے گا۔ جنت میں

داخل ہو جاؤ ہر مہمان کے لئے ذبح ہوتا ہے آج میں تمہارے لئے ذبح کروں گا۔ چنانچہ ایک بیل اور ایک مچھلی کو لایا جائے گا اور اہل جنت کے لئے ذبح کیا جائے گا۔



بیالیسواں باب

جنت کی خوشبو کتنی مسافت سے مہکتی ہے؟

عن عبداللہ عمرو عن النبي صلى الله عليه وسلم من قتل قتيلا من أهل الذمة لم يرح رائحة الجنة وان ريحها ليوجد من مسيرة مأته عام.

عبداللہ بن عمرو نبی ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا جس شخص نے ذمیوں میں سے کسی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو سو سال کی مسافت سے آتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا خبردار جو شخص کسی نفس معاہد کو قتل کرے جس کے لئے اللہ اور اسکے رسول کا ذمہ ہو تو اس نے اللہ کا ذمہ توڑ دیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا حالانکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے آتی ہے۔ ان الفاظ میں کسی وجہ سے کوئی تعارض نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا (انس بن نضر رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ ان کو اس چیز کا صدمہ تھا (اپنے نفس کو ملامت کرتے تھے) کہ اسلام کی پہلی لڑائی جس میں رسول اللہ ﷺ حاضر ہوئے ہوں اور تو اس میں شریک نہ ہو سکا انکی تمنا تھی کہ کوئی دوسری لڑائی ہو تو حوصلے پورے کروں۔ حضرت انس فرماتے ہیں احد کی لڑائی میں یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ سامنے سے ایک دوسرے صحابی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آرہے ہیں ان سے کہا کہ اے سعد کہاں جارہے ہو خدا کی قسم جنت کی خوشبو احد کے پہاڑ سے آرہی ہے۔ راوی کہتے ہیں پھر کفار سے لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے (شہادت کے بعد ان کے جسم کو دیکھا گیا) تو اسی سے زیادہ زخم تیر اور تلوار اور نیزے کے تھے۔ ان کی بہن عمتہ الربیع بن

النضر رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ میں نے اپنے بھائی کو انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔اس پر یہ آیت اتری۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوْا اللّٰهَ عَلَيْهِ (سورة الاحزاب ۲۳) ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے۔

یہ آیت ان صحابی اور ان کے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

جنت کی خوشبو کی دو قسمیں ہیں۔ایک قسم تو وہ ہے جو دنیا میں پائی جاتی ہے اور روحیں کبھی کبھار اسکو سونگھ لیتی ہیں خود بندے اسکے ادراک سے قاصر ہوتے ہیں۔۔

دوسری قسم وہ ہے جس کا ادراک سونگھنے کے آلے سے ابدان کرتے ہیں جس طرح کہ گلاب وغیرہ کی خوشبو کا ادراک کیا جاتا ہے:

اہل جنت آخرت میں اس خوشبو کے ادراک میں خواہ قریب سے ہو یا دور سے شریک ہوں گے۔ باقی دنیا میں اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور رسولوں میں سے جس کو چاہتے ہیں وہ ادراک (محسوس) کر لیتے ہیں انس بن نضر ﷺ کا خوشبو محسوس کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔اور خوشبو کی پہلی قسم مراد ہے۔ (جس کو صرف ارواح محسوس کرتی ہیں)۔ واللہ اعلم۔

ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے۔ حضرت جابر ﷺ کی روایت میں ہے کہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے آپ نے فرمایا خدا کی قسم اس خوشبو کو کوئی والدین کا نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا شخص نہیں پائے گا عمرو بن العاص ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے باپ کے بغیر کسی اور کی طرف اپنے کو منسوب کیا (یعنی کسی اور کا بیٹا ظاہر کیا) تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے آتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں اپنے بندوں کو جنت کے کچھ آثار اور خوشبوؤں اور لذتوں کے کچھ نمونے اور خوبصورت مناظر اور خوبصورت میوے نعمتوں اور خوشبیوں اور آنکھوں کی ٹھنڈک دکھلائی ہے۔

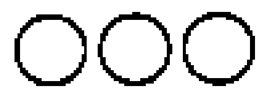
حضرت جابر ﷺ نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ عزوجل جنت

سے کہتے ہیں کہ جنتیوں کے لئے خوشبودار ہو جاتو اس کی خوشبو بڑھ جاتی ہے۔ یہی ٹھنڈک ہے اسی کا اثر ہوتا ہے جس کو لوگ سحری کے وقت محسوس کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی آگ اور اس کے غموں اور تکلیفوں کو آخرت کی آگ کو یاد کرنے کا ذریعہ بنایا۔ دنیاوی آگ کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

نحن جعلناها تذکرة (سورۃ اا: ۷۳) ہم نے ہی تو بنایا وہ درخت یاد دلانے کو۔

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی بتایا ہے کہ گرمی کی شدت اور ٹھنڈک جہنم کی سانسوں کے اثرات ہیں۔ لہٰذا یہ ضروری ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جنت کی سانس دکھلائے اور وہ چیزیں بتلائے جس سے وہ جنت کو یاد کریں۔

واللہ المستعان



تریالیسواں باب

”جنت میں اعلان کرنے والے کا اعلان“

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک پکارنے والا آواز لگائے گا کہ تمہارے لئے یہ طے ہے کہ ہمیشہ صحت مند رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے اور ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت نہ آئے گی ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا اور تمہارے لئے نعمت ہی نعمت ہوگی کبھی خستہ حال نہ ہو گے۔ یہی اللہ تعالیٰ کے ذیل ارشاد کا مصداق ہے۔

﴿ونودوا ان تلکم الجنة اورثتموها بما کنتم تعملون﴾ اور آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے وارث ہوئے تم اس کے اپنے اعمال کے بدلے۔

حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے آیت (ونودوا ان تلکم الجنة اورثتموها بما کنتم تعملون) کے متعلق فرمایا کہ وہاں اعلان کیا جائے گا کہ ہمیشہ کے لئے صحت مند رہو کبھی بیمار مت ہو اور ہمیشہ کے لئے رہو کبھی مرو مت اور ہمیشہ نعمتوں میں رہو کبھی خستہ حال مت بنو۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنتی جب جنت میں داخل ہو جائیں گے اور جہنمی جہنم میں تو ایک پکارنے والا پکارے گا اے جنتیو تم لوگوں کے لئے اللہ کے ہاں ایک وعدہ ہے کہیں گے وہ کیا ہے؟ کیا آپ نے ہمارے چہروں کو منور نہیں کیا اور آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں فرمایا اور جہنم سے نجات عطا نہیں فرمائی۔ چنانچہ پردہ ہٹا دیا جائے گا وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کر لیں گے۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف نظر کرنے سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں عطا فرمائی۔ عبداللہ بن المبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابو تمیم الھجیمی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بصرہ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنتیوں کے پاس ایک فرشتہ بھیجیں گے وہ فرشتہ کہے گا اے

جنتیو! کیا اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ تم سے کیا تھا اس کو پورا کیا؟ (یہ سن کر) وہ لوگ دیکھنے لگیں گے تو زیورات اور جوڑے اور نہر اور پاکیزہ بیویاں دیکھ لیں گے تو کہیں گے۔ جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا۔ یہ بات وہ لوگ تین بار کریں گے اور (اشیائے جنت کی طرف) دیکھیں گے تو وعدہ کی گئی چیزوں میں سے کسی کو گم نہیں پائیں گے۔ تو کہیں گے جی ہاں (یعنی اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کا وعدہ کیا تھا وہ سب ہمیں مل گئی ہیں) فرشتہ کہے گا کہ ایک چیز اب باقی ہے۔ اللہ فرماتے ہیں۔

للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ (سورۃ یونس ۲۶) جنہوں نے بھلائی کی ان کے لئے بھلائی اور زیادتی ہے۔

آگاہ ہو "الحسنی" سے مراد جنت ہے اور "زیادۃ" سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائیں گے اے جنتیوں جنتی لوگ جواب دیں گے اے ہمارے پروردگار ہم حاضر ہیں تمام خیر آپ کے دست قدرت میں ہے پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ کیا تم راضی ہو؟ جنتی عرض کریں گے ہم کیوں راضی نہ ہوں حالانکہ آپ نے ہمیں وہ کچھ عطا فرمایا جو آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اب میں تم کو اس سے افضل چیز عطا کروں گا۔ وہ عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار اس سے افضل چیز کیا ہوگی؟ ارشاد ہو گا میں تم سے راضی رہوں گا اب اس کے بعد کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس حدیث پر "باب کلام الرب مع اهل الجنۃ" کا ترجمۃ الباب باندھا ہے' عنقریب اس بارے میں کئی احادیث وہ ہیں اس باب کے تحت ذکر کی جائیں گی جو اس کے لئے باندھا جائے گا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جنتی جب جنت میں اور جہنمی جہنم داخل ہو جائیں گے تو ان کے درمیان میں ایک اعلان کرنے والا کھڑے ہو کر اعلان کرے گا۔ اے جنتیوں اب موت نہیں آئے گی۔ اے جہنمیوں اب موت نہیں ہوگی ہر ایک جہاں ہے وہاں ہمیشہ رہے گا۔ یہ اعلان جنت اور جہنم کے درمیان ہو گا اس وجہ سے اس کو تمام جنتی اور جہنمی لوگ سنیں گے۔ اور ایک دوسرا اعلان اللہ تعالیٰ کے دیدار کے دن ان کی

طرف فرشتہ بھیج کر کیا جائے گا۔ چنانچہ یہ لوگ اعلان سن کر دیدار کے لئے دوڑ پڑیں گے۔ اور یہ دیدار ایک جمعہ کی مقدار ہوگی۔ جیسا کہ عنقریب (باب زیار تہم الرب عزوجل) میں واضح طور پر آرہا ہے۔

واللہ اعلم

○○○

چوالیسواں باب

جنت کے درخت' باغات اور سایہ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

واصحاب الیمین ما اصحاب الیمین، فی سدر مخضود، وطلح منضود، وظل ممدود، وماء مسکوب، وفاکھة کثیرة، لا مقطوعة ولا ممنوعة، (سورۃ الواقعہ ۲۷ — ۱۴)

اور داہنے ہاتھ والے کیا کہنے داہنے ہاتھ والوں کے رہتے ہیں بیری کے درختوں میں جن میں کانٹا نہیں اور کیلے تہ بہ تہ اور سایہ لمبا اور پانی بہتا ہوا اور میوہ بہت نہ اس میں سے ٹوٹا اور نہ روکا ہوا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "ذواتا افنان" ("دو باغ" بہت سی شاخوں والے) "افنان" "فنن" کی جمع ہے ٹہنی کو کہتے ہیں اسی طرح اللہ فرماتے ہیں (فیہما فاکھة ونخل ورمان) (ان میں میوے ہیں اور کھجوریں اور انار)

"مخضود" وہ درخت ہے جس کے کانٹے کاٹ دیئے گئے ہو اس میں کوئی کانٹا نہ ہو۔ یہ قول ابن عباس مجاہد اور قتادہ مقاتل اور ابوالاحوص اور قسامہ ابن زہیر اور ایک جماعت کا ہے۔ اس پر انہوں نے دو دلیلیں پیش کی ہیں۔ ایک یہ کہ (الخضد) کا لغوی معنیٰ "قطع" (کاٹنا) ہے۔ کہا جاتا ہے "خضدت الشجرة" جب اس کے کانٹے کاٹ لئے جائیں اور بالکل صاف کیا جائے اور "خضد بروزن ثمر" بھی اسی سے ہے (ہر کاٹی ہوئی یا ٹوٹی ہوئی لکڑی پھلوں کی پژمردگی) بمعنی (مخضود) اور "الخضاد" وہ نرم درخت جس میں کوئی کانٹا نہ ہو۔

دوسری دلیل: عتبہ بن سلمیٰ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اتنے میں ایک اعرابی (دیہاتی) آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ سے سنتا ہوں کہ آپ جنت میں ایک درخت کا ذکر کرتے ہیں (یعنی طلح کا) حالانکہ اس سے بڑھ کر کوئی کانٹے دار درخت

میرے علم میں نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اللہ اس کے ہر کانٹے کی جگہ تہ بہ تہ بالوں والے بکرے کے برابر ایک پھل لگا دیں گے جس میں ستر کھانوں کے رنگ ہوں گے ایک رنگ دوسرے سے جدا ہو گا۔ سلیم بن عامر کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب آپس میں کہا کرتے تھے اگر اللہ نے چاہا تو وہ ہمیں دیہاتیوں کے سوالوں سے نفع پہنچائے گا۔ (کیونکہ سوال دیہاتی لوگ کرتے تھے اور جواب سب کو معلوم ہو جاتا) ایک دن ایک دیہاتی آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک موذی (ایذا پہنچانے والے) درخت کا ذکر کیا ہے اور میرے خیال میں تو جنت میں کوئی ایسا درخت نہیں جو ایذا پہنچانے والا ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا وہ کونسا درخت ہے؟ اس نے کہا بیر کا درخت۔ جس میں موذی قسم کے کانٹے ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا "فی سدر مخضود" (بیری کے درختوں میں جن میں کانٹا نہیں) اللہ تعالیٰ اس کے کانٹوں کو ختم فرما دیں گے اور ہر کانٹے کی جگہ پھل لگا دیں گے۔

ایک جماعت کا کہنا ہے کہ "المخضود" کا معنی ہے باردار درخت یعنی پھلوں سے بھرا ہوا) لوگوں نے اس قول پر رد کیا اور کہا کہ لغت میں (المخضود) اس معنی میں مستعمل نہیں ہے۔ لیکن اس قول کو رد کرنے والے حق بجانب نہیں ہیں۔ کیونکہ اس جماعت کا قول درست ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس درخت کے کانٹے ختم کر کے صاف بنا دیں گے اور ہر کانٹے کی جگہ پھل لگا دیں گے تو یہ پھلوں سے بھر جائے گا اور مذکورہ دو حدیثیں ان کے دو قولوں کے درمیان تطبیق کرتی ہیں۔

اور اسی طرح جن لوگوں نے کہا ہے کہ "مخضود" وہ ہے جو ہاتھ کو زخمی نہ کرے اور ہاتھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ یہ انہوں نے اس کے لازمی معنی سے تفسیر کی ہے۔ اور مفسرین حضرات اغلب وبیشتر کبھی معنی لازمی اور مقصود کو بیان کرتے ہیں اور اس کے افراد میں سے ایک فرد اور اس کی مثالوں میں سے ایک مثال بیان کرتے ہیں۔ جس کے ہر رطب اور یابس کے جمع کرنے والوں نے مختلف اقوال بیان کئے ہیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

"طلح" کے بارے میں اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ کیلے کا درخت ہے۔ یہ قول علی بن

ابی طالب ابن عباس ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔ دوسری جماعت کہتی ہے کہ "طلح" بہت بڑا لمبا درخت ہے۔ عرب کے ہاں یہ دیہاتوں کے بہت زیادہ خاردار درخت کو کہتے ہیں۔

بشرها دليلها وقالا

غدا ترين الطلح والجبالا

یہ درخت نورانی اور خوشبودار اور بہت سایہ دار ہوگا جس کے کانٹوں کی جگہ پھل لگائے جائیں گے۔

ابن قتیبہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ درخت ہے جو جڑ آخر تک سے لیکر پھلوں یا پتوں سے بھرا ہوا ہو۔ اس کا تنا ظاہر نہ ہو۔ مسروق علیہ فرماتے ہیں کہ جنت کے پتے نیچے سے لیکر اوپر تک تہ بہ تہ ہوں گے۔ اور اس کی نہریں بغیر گھڑوں کے جاری ہیں۔

لیث علیہ فرماتے ہیں کہ "طلح" ام غیلان کے درخت ہیں جس میں کانٹے وغیرہ نہیں ہوتے تھے۔ ابو اسحاق علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جائز ہے کہ اس سے ام غیلان کے درخت مراد لئے جائیں کیونکہ وہ بہت نورانی اور خوشبودار درخت ہوئے تھے چنانچہ ان لوگوں سے ان کی پسند کے مطابق اسکے مثل کا وعدہ کیا گیا البتہ اس کی فضیلت دنیا والے درختوں پر ایسی ہے جیسے کہ جنت کی تمام چیزوں کی فضیلت دنیا کی چیزوں پر ہے۔ اور جنت میں جو بھی عمل ہے دنیا میں اس کے نام اور نمونے موجود ہیں۔ اب یہ بات ظاہر کہ جس نے "طلح منضود" کی تفسیر کیلے سے کی ہے تو اس نے اچھے طریقے سے تہ بہ تہ ہونے میں مثال پیش کی ہے اور مقصود مثال دینی ہے۔ ورنہ "طلح" کا لغوی معنی تو دیہاتوں کے بڑے درخت کے آتے ہیں۔ واللہ اعلم

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے (جس کا نام طوبیٰ ہے) جس کے سائے میں اگر شہ سوار سو سال تک چلے تب بھی اس کو طے نہ کر سکے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں اگر شہ سوار تیز رفتار عمدہ گھوڑے پر سو سال تک چلے گا تو اس کو طے نہ کر سکے گا۔

اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں

ایک درخت ہے جس کے سائے میں شہسوار ستر سال یا سو سال تک چلے گا اور فرمایا کہ یہ درخت جنت الخلود کا ہوگا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں شہسوار سو سال تک چلے گا اگر تم چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھو۔ (وظل ممدود) یہ بات حضرت کعب علیہ السلام کو پہنچی۔ تو فرمایا کہ ابو ہریرہ نے سچ کہا اور اس ذات کی قسم جس نے توریت کو موسیٰ کی زبان پر اور فرقان محمد کی زبان پر اتارا اگر ایک شخص نوجوان اونٹنی یا نوجوان اونٹ پر سوار ہو جائے اور پھر سو سال تک اس درخت کی جڑ کے گرد گھومے تو وہ منزل تک پہنچنے سے پہلے بوڑھا ہوکر گر پڑے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے اس کے درخت اپنے ہاتھ سے لگائے اور اس میں پھونکا اور اس کی جڑ جنت کی چار دیواری کے پیچھے ہے۔ جنت میں کوئی ایسی نہر نہیں جو اس درخت کی جڑ سے نہ نکلتی ہو۔

ابن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے "وظل ممدود" کے متعلق فرمایا کہ جنت میں ایک درخت اتنا تناور ہے کہ ایک عمدہ سوار سو سال تک اس کے سائے کے اطراف میں چلتا رہے گا۔ چنانچہ اہل جنت بالا خانوں والے اور غیر بالا خانوں والے اس کی طرف نکل پڑیں گے اور اس کے سائے کے متعلق گفتگو کریں گے ان میں سے بعضوں میں چاہت پیدا ہوگی اور دنیا کی لہو لعب کو یاد کریں گے۔ اس پر اللہ جنت سے ایک ہوا بھیجیں گے جو اس درخت کو حرکت دیکر دنیا کی تمام لہو (جی بہلانے کی چیزیں) موجود ہو جائیں گی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنت میں کوئی ایسا درخت نہیں جس کا تنا سونے کا نہ ہو۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ (نعمتیں) تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے۔ اگر چاہو تو (اللہ کا یہ ارشاد) پڑھو۔

فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون . (سورۃ السجدہ ۱۷)

ترجمہ کوئی نہیں جانتا جو اس کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ اس کا بدلا جو کرتے تھے۔

اور جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں اگر شہسوار سو سال تک چلے تو اس کو طے نہ کر سکے۔ اگر چاہو تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد (وظل ممدود) پڑھو اور جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا اور ومافیہا سے بہتر ہے۔ اگر چاہو تو (اس کی تائید میں) اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھو۔

فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز (سورۃ ال عمران ۱۸۵)

جو کوئی دور کیا گیا دوزخ سے اور داخل کیا گیا جنت میں اس کا کام تو بن گیا۔

ابو سعید خدری ﷺ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ طوبیٰ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جنت میں سو سال کی مسافت کے برابر ایک درخت ہے جنتیوں کے کپڑے اس کے غلافوں سے نکلیں گے ابو سعید خدری ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ طوبیٰ (خوشحالی) ہے اس شخص کے لئے جس نے آپ کی زیارت کی اور آپ پر ایمان لایا آپ نے فرمایا خوشحالی ہے اس شخص کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔ پھر خوشحالی ہو پھر خوشحالی ہو پھر خوشحالی ہو اس شخص کے لئے جو مجھ پر ایمان لایا اور مجھے نہیں دیکھا۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ طوبیٰ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا جنت میں سو سال کی مسافت کے برابر ایک درخت ہے۔ جنتیوں کے کپڑے اس کے غلافوں سے نکلیں گے۔

ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ جنت کے کھجور کا تنا سبز زمرد کا ہوگا اور اس کے پھل مٹکوں اور ڈولوں کے برابر ہوں گے اور دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھے اور مکھن سے زیادہ نرم ہوں گے کوئی سختی اس میں نہیں ہوگی۔

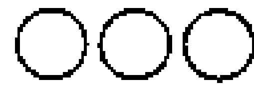
عبدالسلمی ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے حوض کوثر اور جنت کے متعلق آپ سے سوالات کئے پھر اس دیہاتی نے پوچھا۔ جنت میں میوے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں جنت میں ایک درخت ہے جس کو طوبیٰ کہا جاتا ہے پھر آپ

ﷺ نے کچھ چیزیں ذکر کی میں اس کو نہ جان سکا' دیہاتی نے پوچھا ہماری زمین کے درختوں میں کونسا درخت اس کے مشابہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا شام میں ایک درخت جس کو "جوزہ" (   ) کہا جاتا ہے جو صرف ایک ہی تنے کی صورت میں لگتا ہے اور پھر اوپر اس کی شاخیں پھیل جاتی ہیں۔ دیہاتی نے پوچھا اس درخت کی جڑ کتنی بڑی ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر آپ کے اہل کے اونٹوں میں سے کوئی نوجوان اونٹنی اس کے گرد چلنا شروع کر دے تو اس کی جڑ کا احاطہ کرنے سے پہلے پہلے وہ بوڑھی ہو کر ہلاک ہو جائے گی' آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں انگور بھی ہو گا دیہاتی نے پوچھا اس کا گچھا کتنا بڑا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کوے کی ایک مہینہ مسلسل مسافت کے برابر بڑا ہو گا۔ دیہاتی نے پوچھا انگور کا دانہ کتنا بڑا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا آپ کے والد نے کبھی اپنی بکریوں میں سے بڑا بکرا ذبح کیا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا پھر اس کا چمڑا اتار کر اور آپ کی والدہ کو دیکر اس کو یہ نہ کہا کہ اس سے ہمارے لئے ڈول بنا دو؟ دیہاتی نے کہا جی ہاں۔ (آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ انگور کا دانہ بڑے بکرے کی کھال سے بنائے ہوئے ڈول کے برابر ہو گا) دیہاتی نے کہا کہ یہ دانہ تو مجھے اور میرے گھر والوں کو سیر کر دے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں اور آپ کے اکثر قبیلے والوں کو بھی سیر کر دے گا۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا آپ نے سدرۃ المنتہی کا ذکر کیا اور پھر فرمایا کہ شہسوار اس کی ٹہنیوں کے سائے میں سو سال سفر کرے گا یا یہ فرمایا کہ سوار آدمی اس کے سائے میں سو سال تک چلتا رہے گا اس میں سونے کے پروانے ہوں گے اور اس کے پھل مٹکے کے برابر ہیں۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت کی زمین چاندی کی اور مٹی مشک کی ہے اور اسکے درختوں کی جڑیں سونے اور چاندی کی ہیں اور اس کی ٹہنیاں موتیوں اور زبرجد اور یاقوت کی ہیں۔ پتے اور پھل اس کے نیچے ہوں گے۔ پس جو شخص اس کو کھڑے ہو کر کھائے گا تو اس کو کوئی ایذاء نہیں پہنچائے گا اور جو شخص اس کو بیٹھ کر کھائے گا تو اس کو بھی کوئی ایذاء نہیں پہنچائے گا اور جو شخص اس کو لیٹ کر کھائے گا تو اس کو بھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائے گا۔

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مقام صفاح پر اترے (یعنی پڑاؤ ڈالا) تو وہاں درخت کے نیچے ایک شخص سو رہے تھے سورج ان تک پہنچنے کو قریب تھا۔ میں نے غلام سے کہا یہ چمڑے کا فرش لیجا اور اس آدمی پر سائے کا انتظام کرو چنانچہ غلام گیا اور اس پر سایہ بنایا۔ جب وہ بیدار ہوا تو وہ سلمان رضی اللہ عنہ تھے' میں ان کے پاس آیا اور ان کو سلام کیا۔ انہوں نے کہا اے جریر رضی اللہ عنہ اللہ کے لئے عاجزی کرو اس لئے کہ جو شخص اللہ کی رضا کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اونچا کریں گے۔ اے جریر آپ کو معلوم ہے کہ قیامت کے دن اندھیرے کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا۔ فرمایا لوگوں کے آپس کا ظلم۔ (اندھیروں کی صورت میں ہوگا) پھر ایک چھوٹا سا تنکا اٹھایا جو اس کے انگلیوں میں مشکل سے نظر آرہا تھا۔ فرمایا اے جریر اگر آپ جنت میں اس تنکے کے برابر (تنکا وغیرہ کوئی چیز) طلب کریں گے تو اس کو نہیں پائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ پھر کھجور اور درخت کہاں گئے (یعنی وہ تو جنت میں ضرور ہوں گے) فرمایا کہ ان درختوں کی جڑیں موتیوں اور سونے کی ہوں گی اور اس کے اوپر پھل ہوں گے۔



پینتالیسواں باب

جنت کے پھل اور اس کے انواع کی تعداد اور اس کی صفات اور خوشبو

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وبشر الذین آمنوا وعملو الصالحات أن لهم جنات تجری من تحتها الأنهر کلما رزقوا منها من ثمرة رزقاً قالوا هذا الذی رزقنا من قبل واتوا به متشابها ولهم فيها ازواج مطهرة. (سورة البقرة ۲۵)

اور خوشخبری دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے باغات ہیں جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں جب ان کو کھانے کو وہاں پھل ملے گا تو کہیں گے۔ یہ تو وہی ہے جو ملا تھا ہم کو اس سے پہلے اور دیئے جائیں گے پھل ایک صورت کے اور انکے لئے وہاں عورتیں ہوں گی پاکیزہ۔

یعنی ہمیں اس سے پہلے دنیا میں اس کے مشابہ اور نظیر پھلوں کی دی گئی تھی بعینہ اس طرح نہیں تھے۔ کیا اس آیت سے مراد یہ ہے کہ جنتی لوگ کہیں گے یہ وہ میوے ہیں جس کی نظیر ہمیں دنیا میں دی گئی تھی یا مراد یہ ہے کہ یہ وہ میوے ہیں جو اس سے پہلے ہمیں جنت میں دیئے گئے تھے؟ اس میں دو قول ہیں۔ تفسیر سدی میں حضرت ابن عباس اور ابن مسعود اور رسول اللہ ﷺ کے دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ جب جنتیوں کو میوے دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے۔ یہ تو وہ ہیں جو اس سے پہلے ہمیں جنت میں دیئے گئے تھے۔ لیکن جب اس کی طرف اچھی طرح دیکھیں گے تو پھر کہیں گے یہ تو وہ میوے ہیں جو ہمیں اس سے پہلے دنیا میں دیئے گئے تھے۔

مجاہد علیہ فرماتے ہیں کہ ان کے قول سے مراد تعجب ہے یعنی یہ میوے کیا ہی دنیا کے میوؤں کے مشابہ ہیں۔ابن زید علیہ فرماتے ہیں کہ جنتیوں کے قول " ھذا الذی رزقنا من قبل " کا مطلب یہ ہے کہ جنتیوں کو ایسے پھل دیئے جائیں گے۔ جو دنیا کے پھلوں کے مشابہ ہوں گے اور اس مشابہت کی وجہ سے وہ ان کو پہچانیں گے دوسرے حضرات کا کہنا ہے جنت کے میواؤں کا آپس میں اور رنگ اور مزے میں شدت مشابہت کی وجہ سے جنتی کہیں گے کہ یہ وہ پھل جو اس سے پہلے ہمیں جنت میں ملی تھیں۔انہوں نے اپنے قول پر چند دلائل سے استدلال کیا ہے۔

(۱) جنت کے پھلوں کے آپس کی مشابہت دنیاوی پھلوں سے مشابہت کے بہ نسبت بہت زیادہ ہوگی۔اسی شدت مشابہت کی وجہ سے وہ کہیں گے کہ وہی جنت کے پہلے والے پھل ہیں۔

(۲) دوسری دلیل جس کو ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا ہے کہ اس قول کے قائلین کی دلیل یہ ہے کہ جب بھی جنت کا کوئی پھل توڑا جاتا ہے تو اس کے جگہ فوراً دوسرا پھل لگ جاتا ہے اور وہ پہلے کی طرح بن جاتا ہے۔

ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے جنت کے پھلوں کا ذکر کیا اور پھر فرمایا کہ جب بھی جنت کا کوئی پھل توڑ دیا جاتا ہے تو اس کے جگہ دوسرا لگ جاتا ہے۔

(۳) تیسری دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد "واتوا بہ متشابھا" ہے۔ یہ جنتیوں کے قول " ھذا الذی رزقنا من قبل " کے لئے بمنزلہ علت اور سبب موجب کے ہے۔

(۴) چوتھی دلیل یہ ہے کہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ جنت کے تمام پھل تو ان کو دنیا میں نہیں ملے تھیں۔اکثر جنتی لوگ ایسے ہوں گے جو نہ دنیا کے پھلوں کو پہچانتے ہوں گے اور نہ اس سے پہلے دیکھ چکے ہوں گے۔

ایک جماعت نے جن میں ابن جریر وغیرہ حضرات بھی شامل ہیں۔ دوسرے قول کو ترجیح دی ہے اور مختلف وجوہ سے انہوں نے استدلال کیا ہے۔ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ان لوگوں کی بات کو صحیح ثابت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں آیت کا معنی یہ ہے کہ یہ وہ پھل ہیں جو اس سے پہلے

ہمیں دنیا میں دیئے گئے تھے کیونکہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے (کلما رزقو منھا من ثمرۃ رزقا) جب بھی ان کو پھل دیئے جائیں گے تو یہ لوگ کہیں گے یہ وہی ہیں جو اس سے پہلے ہمیں دیئے گئے تھے۔ اس میں یہ تخصیص نہیں کہ ان کا یہ کہنا بعض (فلاں) پھلوں کے بارے میں ہے اور بعض فلاں پھل کے بارے میں نہیں۔ اور پھر جب حق تعالیٰ جل ذکرہ نے یہ بتادیا کہ جنتیوں کا یہ کہنا ان کے جنت میں ہونے کے بعد اس پہلے رزق کے متعلق ہے جو پھلوں سے ان کو دیا جائے گا جس سے پہلے ان کو وہاں کوئی پھل نہیں ملا ہو گا۔ جب اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کا یہ کہنا (ھذا الذی رزقنا من قبل) جنت میں سب سے پہلے ملنے والے پھلوں کے متعلق ہے تو پھر جنت میں سب سے پہلے ملنے والے پھلوں کے متعلق یہ کہنا محال ہے کہ "یہ وہ پھل ہیں جو اس سے پہلے ہمیں جنت میں دیئے گئے تھے کیونکہ اس سے پہلے ان کو وہاں کوئی پھل ملا ہی نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی گمراہ شخص ان کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے تو اور بات ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان چیزوں سے پاک فرمایا ہیں۔ اب آیت کا معنی ظاہر ہوا کہ جب بھی ان کو جنت کے پھلوں میں سے کوئی پھل دیا جائے گا تو کہیں گے کہ یہ وہ پھل ہے جو اس سے پہلے ہمیں دنیا میں ملا تھا۔

میں (ابن القوم) نے کہا کہ پہلے قول والے عقل اور سیاق کے دلالت سے اس عام میں رزق اول کے علاوہ میں تخصیص کرتے ہیں اور تخصیص کا یہ طریقہ قرآن کے مخالف اور کوئی نیا طریقہ نہیں ہے۔ اور جب آپ تخصیص کی طرف مجبور ہوئے تو تخصیص کی اقسام میں سے کسی ایک قسم سے تخصیص کریں گے۔

(۱) جنت کے بہت سارے پھل ایسے ہیں کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں ہے۔ اس میں یہ نہیں کہا جا سکتا۔

(۲) بہت سارے جنتیوں کو دنیا کے تمام پھل نہیں ملے ہوں گے کہ جس کی نظیر جنت میں ہو۔

(۳) یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ جنتی یہ بات ابدالاباد تک نہیں کہیں گے یعنی وہ لوگ جب بھی کوئی پھل کھائیں تو پھر یوں کہنے لگیں "ھذا الذی رزقنا فی الدنیا" قرآن عظیم کے مقصود یہ معنی نہیں ہے۔

بلکہ معنی یہ ہے کہ وہ پھل ایک صورت کے ہوں گے۔ پہلا پھل آخری پھل سے بہتر نہیں ہو گا۔ اور نہ ان پھلوں کو وہ عوارض پیش آئیں گے جو دنیوی پھلوں کو پیش آتے ہیں۔ مثلاً درخت کا پرانا ہونا یا بعد میں اس کے پھلوں کا چھوٹا ہونا وغیرہ۔ بلکہ پہلا آخر والے کی طرح مزیدار ہو گا اور آخری پھل بعینہٖ پہلے والے کی طرح ہو گا سب پھل بہتر ہوں گے اور ایک دوسرے کے مشابہ۔ لہٰذا جنتیوں کے قول "ھذاالذی رزقنا من قبل" کی یہی وجہ ہے اور اس توجیہ کے بناء پر نہ تو اللہ تعالیٰ کی تصریح کردہ بات کی مخالفت لازم آتی ہے اور نہ جنتیوں کی کی طرف جھوٹ کی نسبت ہوتی ہے۔ البتہ انہوں نے تخصیص کی ہے تو ایسے تخصیصات آپ کو بھی بہت کرنے پڑتے ہیں۔ واللہ اعلم

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (واتوا بہ متشابھا) یعنی ان کو ایک صورت کے پھل دیئے جائیں گے)

اس کی تفسیر میں حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ پھل سب کے سب عمدہ ہوں گے ان میں کوئی بھی گھٹیا نہیں ہو گا۔ کیا تم دنیوی پھلوں کی طرف نہیں دیکھتے ہو کہ بعضوں کو تم کیسے گھٹیا سمجھتے ہو۔ وہاں کے پھلوں میں یہ چیز نہیں ہوگی۔ قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ سب عمدہ ہوں گے دنیوی پھلوں کی طرح ان میں چھان بین کی ضرورت نہیں ہوگی اور کسی کو گھٹیا قرار نہیں دیا جائے گا۔ ابن جریج اور ایک دوسری جماعت نے بھی یہی کیا ہے۔ بناء بریں "تشابہ" سے مراد یہاں توافق (فی اللون والطعم) اور تماثل ہو گا۔

دوسری جماعت جن میں عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس اور رسول اللہ ﷺ کے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ کہتی ہے کہ یہ پھل رنگ اور دیکھنے میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے۔ مزے میں مشابہت نہیں ہوگی مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رنگ کے اعتبار سے مشابہ اور مزے کے اعتبار سے مختلف ہوں گے۔ ربیع ابن انس نے بھی یہی کہا ہے۔

یحییٰ ابن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت کی گھاس زعفران کی ہے اور ٹیلے مشک کی ہیں۔ والدان (خادمین جنت) جنتیوں کو پھل پیش کریں گے اور یہ لوگ کھالیں گے پھر اس طرح کا پھل اور پیش کریں گے تو جنتی کہیں گے یہ تو وہی ہیں جو تم نے ابھی ہمیں دیا تھا۔ چنانچہ

وہ خدام جواب دیں گے کھاؤ ان کا رنگ ایک ہے اور مزے مختلف ہیں یہی اللہ تعالیٰ کے قول کلما رزقوا منہا من ثمرۃ رزقا قالو ھذا الذی رزقنا من قبل) سے مراد ہے۔

ایک اور جماعت اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ یہ پھل دنیوی پھلوں کے مشابہ ہیں یہ الگ بات ہے کہ جنت کے پھل عمدہ اور افضل ہیں۔ ابن وہب ﷺ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن ابن زید نے فرمایا کہ جنتی لوگ پھلوں کے نام پہچانیں گے۔ جیسا کہ دنیا میں سیب کو سیب کے نام سے اور انار کو انار کے نام سے پہچانتے تھے۔ یعنی جنت میں وہ یہی کہیں گے کہ یہ دنیوی پھلوں کے مشابہ ہے۔ پہچان کے لحاظ سے اگرچہ مزے میں ان کی طرح نہیں۔ ابن جریر اس قول کو اختیار کر کے فرماتے ہیں جو لوگ آیت کا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ "یہ وہی پھل ہیں جو اس سے پہلے ہمیں جنت میں دیئے گئے تھے" ان کے قول کے فاسد ہونے پر ہماری دلیل یہی مذکورہ توجیہ ہے۔ اور اس قول کے فساد پر دلالت ان لوگوں کے قول کے فساد پر دلالت ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے قول "واتوا بہ متشابہا" کی توجیہ میں ہماری مخالفت کی تھی۔

میں (ابن قیم) نے کہا۔ یہ توجیہ ان کے قول کے فساد پر دلالت نہیں کرتی گذشتہ دلائل کی بناء پر یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جنات عدن مفتحۃ لھم الابواب متکئین فیھا یدعون فیھا بکل فاکھۃ کثیرۃ وشراب" اور اسی طرح فرمایا "یدعون فیھا بکل فاکھۃ امنین" یہ آیتیں اہل جنت کے انقطاع اور نقصان سے مامون رہنے پر دلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"وتلک الجنۃ التی اورثتموھا بما کنتم تعملون لکم فیھا فاکھۃ کثیرۃ"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"وفاکھۃ کثیرۃ لامقطوعۃ ولا ممنوعۃ" یعنی ایسا نہیں کہ وہ پھل ایک موسم میں ہوں گے اور دوسرے میں نہیں ہوں گے۔ اور اسی طرح ان کا ارادہ رکھنے والے شخص کو بھی نہیں روکا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فھو فی عیشۃ راضیۃ۔ فی جنۃ عالیۃ۔ قطوفھا دانیۃ" (سو وہ ہیں مانتے گزران میں۔ اونچے باغ میں جس کے میوے جھکے پڑے ہیں) (قطوف 'قطف کی جمع ہے' یعنی وہ پھل جو چنا جائے اور "قطف بالفتح" فعل ہے یعنی چننے

کاعمل کرنا۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جنت کے پھل بہت قریب ہوں گے جن کا چننا توڑنا نہایت ہی آسان ہو گا جو جس طرح چاہے گا اس کو حاصل کر سکے گا۔ براابن عازب ﷛ فرماتے ہیں کہ جنتی لیٹنے کی حالت میں بھی پھل لے سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ودانیۃ علیھم ظلالھا وذللت قطوفھا تذلیلا. (سورۃ الدھر ۱۴) اور جھک رہیں ان پر اس کے سائے اور پست کر رکھے ہیں اس کے گچھے لٹکا کر۔

ابن عباس ﷛ فرماتے ہیں کہ جنتی جب پھل لینے کا ارادہ کرے گا تو وہ پھل اس کے قریب آجائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی خواہش کے مطابق اس سے لے لے گا۔ اور ان کے علاوہ حضرات کہتے ہیں کہ وہ میوے پست اور نیچے ہو کر ان کے قریب ہو جائیں گے اور یہ لوگ جس طرح چاہیں کھڑے بیٹھے لیٹے ہوئے اس کو لے سکیں گے۔ گویا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "قطوفھا دانیۃ" (جس کے میوے جھکے پڑے ہیں) کے مطابق ہو جائے گا۔ "تذلیل القطف" کا "معنی ہے وہ پھل جس کا لینا اور چننا آسان ہو مدینہ والے کہتے ہیں "ذلک النخل" یعنی کھجور کو مشکل سے نکال کر اس کا چننا آسان ہوا اور (دانیۃ) کے منصوب ہونے کے دو وجہوں ہیں (۱) ایک یہ کہ "متکئین" پر عطف ہے اور یہ حال واقع ہے (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ "الجنۃ" کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "فیھما من کل فاکھۃ زوجان" (ان دونوں میں ہر میوہ قسم قسم کا ہو گا) اور دوسری دو جنتوں کی صفت میں فرماتے ہیں "فیھما فاکھۃ ونخل ورمان" (ان میں میوے ہیں اور کھجوریں اور انار) اس آیت میں کھجور اور انگور کو جبکہ یہ "فاکھۃ" میں داخل تھے خاص طور پر ان کی فضیلت اور شرافت کے اظہار کی وجہ سے ذکر کیا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے سورۃ نباء میں کھجور اور انگور کے باغات کو خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں میووں کے اقسام میں بہتر اور عمدہ اور بہت ہی میٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ولھم فیھا من کل الثمرات ومغفرۃ من ربھم (سورۃ محمد ۱۵) اور ان کے لئے وہاں سب طرح کے میوے ہیں اور معافی ہے ان کے رب سے۔

ثوبان ﷛ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی جنتی شخص

جنت کا کوئی پھل توڑے گا تو اس کی جگہ دو سرا لگ جائے گا۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا اور ان کو ہر چیز کا بنانا (کاریگری) سکھایا اور ان کو جنت کے پھلوں کا توشہ دیا تمہارے یہ پھل جنت کے پھلوں میں سے ہیں سواء اس کے کہ یہ پھل گلتے اور سڑتے ہیں اور وہ اس طرح نہیں ہوں گے۔ (یعنی بوسیدہ اور خراب نہیں ہوں گے) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت مجھ پر پیش کی گئی اگر میں بھی اس سے انگور کا گچھا لینا چاہتا تو ضروری ہی لے لیتا یا یوں فرمایا کہ میں نے اس میں سے ایک گچھا لینا چاہا تو میرا ہاتھ نہ پہنچا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز میں شریک تھے تو اچانک آپ ﷺ آگے کو بڑھے تو ہم بھی آگے بڑھیں۔ پھر آپ ﷺ نے کسی چیز کی لینے کی کوشش کی پھر آپ پیچھے کو ہٹے جب نماز پوری ہوئی تو ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج تو آپ نے نماز میں ایسا کام کیا تو جو آپ کبھی نہیں کرتے تھے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جنت اور اس میں جتنی تروتازگی اور سامان آسائش ہیں میرے سامنے کی گئی۔ میں نے اس سے انگور کا ایک گچھا توڑنا چاہا تاکہ تمہارے پاس لے آؤں لیکن میرے اور اس کے درمیان آڑ پیدا کی گئی اگر میں اس کو تمہارے پاس لے آتا تو آسمان اور زمین کے درمیان جتنے لوگ ہیں سب اس سے کھاتے اور اس میں کوئی کمی نہ آتی۔

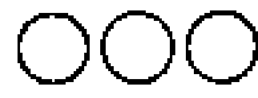
براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنتی حضرات جنت کے پھلوں کو کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے جس طرح چاہیں کھائیں گے۔

اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا جنت کی طرف کوئی تیزی سے دوڑنے والا نہیں اس لئے کہ جنت میں روک تھام اور منع نہیں ہے رب کعبہ کی قسم جنت چمکتا ہوا نور اور نہایت خوشی اور مضبوط محلات اور جاری نہریں اور پکے ہوئے پھل اور حسین وجمیل بیوی اور ابدالاباد اور سلامتی کے گھر میں بہت سارے جوڑے اور خوشگوار عالی مقام میں میوے اور نرمی اور تازگی کے جوڑے اور نعمت سے عبارت ہے (یعنی اس میں

یہ چیزیں ہوں گی۔ یہ سن کر صحابہ ﷺ نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہم جنت کی طرف تیزی سے جانے والے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا انشاء اللہ کہو تو لوگوں نے کہا انشاء اللہ۔

مسند احمد کی روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اہل جنت کو کیا چیز ملے گی آپ نے فرمایا جھاگ اتارے ہوئے (یعنی خالص) شہد کی نہریں اور ایسی شراب جس میں نہ سردردی ہوگی اور نہ پشیمانی اور دودھ کی نہریں جس کا مزہ تبدیل نہیں ہوا اور اس پانی کی نہریں جو بدبو نہیں کر گیا اور میوے تیرے اللہ کی قسم جس کو وہ جانتے ہیں اور اس کے ساتھ اس کے برابر خیر (   ) اور "ریحان" تو ہر خوشبودار بوٹی کو کہتے ہیں۔

ابوالعالیہ اور حسن ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ دنیوی ریحان جس کو ہم سونگتے ہیں۔ جنت کی ٹہنی سے لایا گیا ہے۔



چھیالیسواں باب

جنت کی کھیتی

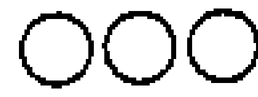
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وفیھا ما تشتھیہ الانفس و تلذ الاعین. اور وہاں ہیں جو دل چاہے اور جس سے آنکھیں آرام پائیں۔
(سورۃ الزخرف ۷۱)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ بیان فرمار ہے تھے آپ ﷺ کے پاس ایک دیہاتی بھی بیٹھے ہوئے تھے فرمایا ایک جنتی نے اپنے پروردگار سے کھیتی باڑی کی اجازت مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کیا تم جو چاہتے ہو وہ تمہیں ملتا نہیں ہے؟ اس نے کہا کیوں نہیں البتہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں کاشتکاری کروں۔ چنانچہ وہ بیج بوئے گا اور آنکھ جھپکنے سے پہلے وہ اگ جائے گا اور کھیتی پک کر تیار اور کٹ کر تیار اور پہاڑ کے برابر اس کا ذخیرہ لگ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اے ابن آدم لو (اپنی تمنا پوری کر لو) تمہارا پیٹ تو کسی چیز سے بھرتا ہی نہیں ہے۔ ان اعرابی نے کہا بخدا وہ کوئی قریشی یا انصاری ہی ہو گا اس لئے کہ یہی لوگ کھیتی باڑی کرنے والے ہیں۔ ہم تو کاشتکاری کرتے نہیں ہیں (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔ یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ جنت میں کھیتی باڑی ہوگی اور یہ (دنیوی) بیج اس کا ہے اور یہ بہت ہی اچھا لگتا ہے کہ زمین کھیتی اور درختوں سے بھری ہوئی خوشحال اور آباد ہو۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اس کھیتی سے مستغنی ہو گا تو پھر یہ کیسے اجازت مانگ رہا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شاید اس نے کھیتی کی اجازت اس لئے مانگی کہ اپنے ہاتھ سے کھیتی باڑی کرے اس حدیث کے علاوہ کسی اور حدیث میں جنت میں کھیتی کا ذکر میں نہیں جانتا۔ واللہ اعلم۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک شخص

اپنے دل میں تمنا کرے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اجازت دیں تو میں کھیتی کر لوں۔ پس اس کو معلوم ہی نہیں ہو گا کہ فرشتے اس کے پاس پر آکر سلام کریں گے۔ اس کے بعد کہیں گے کہ تیرے پروردگار نے فرمایا ہے کہ تو نے اپنے دل میں ایک چیز کی تمنا کی میں نے اس کو جان لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیج دے کر بھیجا ہے۔ جنتی کہے گا بیج بوؤ۔ چنانچہ پہاڑوں کے برابر کھیتی اگ کر تیار ہو جائے گی اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے اوپر سے ارشاد فرمائیں گے۔ اے ابن آدم علیہ السلام کھا اس لئے کہ ابن آدم کا پیٹ بھرتا ہی نہیں۔ واللہ اعلم



سینتالیسواں باب

جنت کی نہریں اور چشمے اور اس کے بہنے کے مقامات

قرآن کریم نے اس کو مختلف مقامات میں کئی بار ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ (تجری من تحتہا الانھار) اور ایک مقام میں (تجری تحتہا الانھار) اور ایک مقام میں (تجری من تحتہم الانھار) وارد ہیں۔

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ جنت میں حقیقی طور پر نہریں موجود ہیں۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ وہ نہریں جاری ہیں۔ کھڑی ہوئی نہیں ہیں۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ وہ نہریں جنتیوں کے بالاخانوں اور محلات اور باغات کے نیچے ہیں جیسا کہ دنیوی نہروں میں طریقہ ہے۔ بعض مفسرین کے گمان کے مطابق آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ وہ نہریں جنتیوں کے حکم اور ان کے تصرف کے تحت بہتی ہوں گی جیسے وہ چاہیں گے یہ تفسیر انہوں نے اس لئے کی کہ جب جنت کی نہروں کے بارے میں انہوں نے سنا کہ وہ زمین کی سطح پر بہتی ہیں دنیا کی نہروں کی طرح زمین کو نہیں چیرتی ہوں گی۔ تو ان حضرات نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد (تجری من تحتہا الانھار) کو اس پر محمول کیا کہ وہ نہریں ان کے حکم کے تحت چلیں گی کیونکہ زمین کے فوق (سطح) کو تحت (نیچے) نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن یہ توجیہ ان لوگوں کی کمزور فہم پر مبنی ہے۔ اس لئے کہ جنت کی نہریں اگرچہ سطح زمین پر چلیں گی، لیکن محلات اور بالاخانوں اور درختوں کے تو ضرور نیچے ہوں گی اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی تو (تجری من تحت ارضھا" نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیوی نہروں کے بارے میں بیان کیا ہے کہ وہ لوگوں کے نیچے بہتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

الم یروا کم اھلکنا من قبلھم من قرن مکناھم فی الارض ما لم نمکن لکم وَاَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْاَنْهَارَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ (سورۃ الانعام ٦)

کیا دیکھتے نہیں کہ کتنے ہلاک کر دیئے ہم نے ان سے پہلے امتیں جن کو جما دیا تھا۔ ہم نے ملک میں اتنا کہ تم کو نہیں جمایا اور چھوڑ دیا ہم نے ان پر آسمان کو لگاتار برستا ہوا اور بنا دیں ہم نے نہریں بہتی ہوئی ان کے نیچے۔

یہ لوگوں میں معہود اور متعارف ہے۔ اسی طرح فرعون کی بات نقل کی ہے کہ اس نے کہا

وھذہ الانھار تجری من تحتی (سورۃ الزحرف ٥١)

(فرعون نے کہا) یہ نہریں چل رہی ہیں میرے محل کے نیچے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فیھما عینان نضاختن" (جنت میں دو چشمے ہیں ابلتے ہوئے) سعید اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں' وہ دو چشمے میوؤں اور پانی سے ابلتے ہوئے ہوں گے۔ براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو جاری چشمے دو ابلتے ہوئے چشموں سے افضل ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔

مثل الجنة التي وعد المتقون فيها انهار من ماء غير اسن وانهار من لبن لم يتغير طعمه وانهار من خمر لذة للشاربين. وانهار من عسل مصفى ولهم فيها من كل الثمرات ومغفرة من ربهم. (سورۃ محمد ١٥)

احوال اس بہشت کا جس کا وعدہ ہوا ہے ڈرنے والوں سے اس میں نہریں ہیں پانی کی جو بو نہیں کر گیا اور نہریں ہیں دودھ کی جس کا مزا نہیں پھرا اور نہریں ہیں شراب کی جس میں پینے والوں کے لئے مزا ہے اور نہریں ہیں شہد کی جھاگ اتارا ہوا اور انکے لئے وہاں سب طرح کے میوے ہیں اور معافی ہے انکے رب سے۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے چار جنس ذکر کیں اور ہر جنس سے اس آفت کی نفی فرما دی جو ان کو دنیا میں پیش آتی ہے۔ پانی کی آفت یہ ہے کہ وہ زیادہ ٹھہرے رہنے کی وجہ سے خراب ہو

اور اس کا رنگ اور مزا بدل جائے۔ اور دودھ کی آفت یہ ہے کہ اس کا مزہ متغیر ہو کر کڑوا ہو جائے۔ اور جم جائے۔ شراب کی آفت اس کے ذائقے کا بگڑنا جس کی وجہ سے پینے میں لذت نہیں آتی ہے۔

شہد کی آفت اس کی عدم صفائی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانات ہیں کہ وہ جنت میں ایسے اجناس (دودھ شہد شراب وغیرہ) کی نہریں جاری فرمادیں گے کہ دنیا میں اس کے نہر چلنے کا رواج نہیں ہے اور ان کو زمین کی سطح پر چلا دیں گے اور ان سے وہ تمام آفات دور کر دیں گے جو کمال لذت کے منافی ہیں۔ جیسا کہ جنت کی شراب سے دنیوی شراب کی آفات۔ سردردی بکواس' بے عقلی' حملہ کرنا' اور عدم لذت' دور کیے ہیں۔ دنیوی شراب کی یہ پانچ آفتیں ہیں جس کے پینے والا کا عقل خراب اور بکواس زیادہ کرنے لگتا ہے بلکہ اس کے پینے والوں کو بکواس کے بغیر شراب اچھی ہی نہیں لگتی۔ وہ اپنی جان اور مال کے بارے میں بے وقوف بن جاتا ہے۔ اور اس کا سر چکراتا ہے۔ اور یہ شراب شیطان کا گندا کام ہے لوگوں کے درمیان بغض و عداوت پیدا کرتی ہے۔ اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے زنا کی طرف دعوت دیتی ہے بلکہ بسا اوقات تو بیٹی اور بہن اور محارم کے ساتھ زنا کرنے کو دعوت دیتی ہے غیرت اس کے ذریعہ ختم ہو جاتی ہے۔ رسوائی اور پشیمانی کا باعث ہے اور اس کا پینے والا دنیا کی مخلوق کی ناقص ترین قسم پاگلوں سے جا ملتا ہے اچھے نام اور صفات اس سے سلب ہو جاتے ہیں اور بری ناموں اور برے صفات کا حامل بن جاتا ہے قتل کرنا اور راز کا کھولنا جس کے کھولنے میں اس کی ہلاکت یا نقصان کا خطرہ ہوتا ہے اس پر آسان ہو جاتا ہے اور مال کو بیجا خرچ کرنے میں شیطان کا بھائی بن جاتا ہے پردوں کو چاک کرتا ہے اور رازوں کو ظاہر کرتا پھرتا ہے۔ شرمگاہوں کو جھانک کر دیکھتا ہے ناشائستہ کاموں کا ارتکاب کرتا ہے اور اس کے دل سے محارم کی تعظیم نکل جاتی ہے۔ اور شراب کا عادی (ہمیشہ پینے والا) شخص بت پرست کی مانند ہے۔ شراب کتنی ہی لڑائیوں کو بھڑکاتی ہے اور کتنے غنیوں کو فقیر بنا دیتی ہے اور کتنے عزتمندوں کو ذلیل اور شریفوں کو رذیل بنا دیتی ہے۔ اللہ کی نعمتوں کو سلب اور اس کے عذاب کو کھینچتی ہے۔ محبت ختم کرتی ہے اور دشمن بناتا ہے۔ اور کتنی ہی مرتبہ یہ آدمی اور اس کی بیوی میں جدائی لاتی ہے۔

ہے۔اس کا دل ختم کر دیتی ہے اور عقل سے خالی کر دیتی ہے اور کتنی ہی حسرتوں کا باعث بنتی ہے اور عبرتوں کا سامان کرتی ہے۔ بہت مرتبہ اسکے پینے والے کے سامنے شر کا دروازہ کھول کر اور کتنی مصیبتوں میں اس کو گرا کر اس کو جلدی اتارتی ہے۔ پس یہ تمام گناہوں کو جمع کرنے والی۔ شر کی چابی' نعمت کو چھیننے والی اور عذاب کو کھینچنے والا ہے۔اگر اس کے دوسرے رذائل نہ بھی ہوں تو یہی کافی ہے کہ یہ اور جنت کی شراب ایک پیٹ میں جمع نہیں ہو سکتی جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے آپ نے ارشاد فرمایا۔جو شخص دنیا میں شراب پیئے تو وہ آخرت میں اس کو نہیں پیئے گا۔ ہم نے جو آفات ذکر کیے اس کی آفات اس سے کئی گنا دوگنے ہیں اور یہ سب مفاسد جنت کی شراب میں نہیں ہوں گے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان نہروں کی صفت میں ان کا جاری ہونا بیان کر دیا تو جاری پانی تو ویسے بھی خراب نہیں ہوتا تو پھر "غیر اسن" فرمانے کا کیا فائدہ ؟

اس کا جواب یہ ہے جاری پانی اگر چہ خراب نہیں ہوتا لیکن جب اس سے پانی لیکر بہت عرصہ رکھا جائے تو خراب ہو جاتا ہے۔ جنت کے پانی کو یہ صورت پیش نہیں آتی۔اگر چہ اس کو لیکر بہت عرصہ رکھا جائے۔ان چار نہروں کے اجتماع (اکٹھا ہونے میں) غور فرمائیں کہ یہ لوگوں کے مشروبات میں افضل ہیں یہ ان کا پینا اور ظہور ہے اور یہ ان کی قوت اور غذا ہے اور یہ اس کی لذت اور سرور ہے اور یہ اس کی شفاء اور نفع ہے۔ (جو بیان کر دیا گیا) واللہ اعلم۔

فصل

جنت کی نہریں اوپر سے پھوٹتی ہیں اور پھر نیچے اس کے آخری درجے تک اترتی ہیں۔ جیسا کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کیے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ جب تم اللہ سے مانگو تو جنت فردوس مانگو اس لئے کہ وہ جنت کا بیچ اور اونچا

مقام ہے جس کے اوپر عرش رحمٰن ہے اور اس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (معراج کے موقع پر) پھر مجھے سدرۃ المنتہای کی طرف لے جایا گیا کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے بیر ہجر شہر کے مٹکوں کے مانند تھے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کے برابر تھے۔ اس کے تنے سے دو نہریں ظاہر اور دو نہریں پوشیدہ نکلتی ہیں میں نے کہا جبرئیل یہ کیا ہیں؟ جبرئیل نے کہا۔ یہ دو نہریں پوشیدہ جنت میں ہیں اور دو ظاہر نہریں (دریائے) نیل اور فرات ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں (معراج کے موقع پر) جنت میں جا رہا تھا کہ میں ایک نہر پر گزرا جس کے دونوں اطراف میں خولدار موتیوں کے گنبد تھے۔ میں نے کہا جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ وہ کوثر ہے جو تیرے رب نے تجھے عطا کیا ہے؟ جبرئیل نے اپنا پر مارا تو اس کی مٹی خالص مشک کی تھی۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا 'کوثر' جنت میں ایک نہر ہے جس کے اطراف سونے کے ہیں۔ موتیوں اور یاقوت پر جاری ہے۔ اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور برف سے زیادہ سفید ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

انا اعطینٰک الکوثر — اے پیغمبر ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "خیر کثیر" جنت میں ایک نہر ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ جنت میں ایک نہر ہے جب کوئی اپنے کانوں میں انگلیاں داخل کرتا ہے تو اس کی آواز (خراٹے کی آواز کی طرح) سنتا ہے۔ یہ اس کا معنی ہے واللہ اعلم۔ یعنی اس نہر کی آواز ایسی ہے جیسا کہ کانوں میں انگلیاں داخل کرنے کے بعد آواز آتی ہے۔

حکیم بن معاویہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت میں پانی' شہد' دودھ اور شراب کے دریا ہیں۔ پھر اس سے بھی نہریں نکلتی ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ چاہے کہ آخرت

میں اس کو شراب چلائی تو اس کو چاہئے دنیا میں اس کو چھوڑ دے اور جو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں ریشم کا لباس پہنائے تو اس کو چاہئے کہ دنیا میں اسکو چھوڑ دے۔ جنت کی نہریں مشک کی ٹیلوں یا مشک کے پہاڑوں کے نیچے سے نکلتی ہیں۔ اگر ایک ادنیٰ جنتی کے جوڑے (لباس) کا موازنہ اہل دنیا کے جوڑوں کے ساتھ کیا جاوے تو اللہ تعالیٰ جو جوڑا اس کو آخرت میں پہنائیں گے وہ تمام دنیا والوں کے جوڑوں سے افضل ہو گا۔

عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ نہریں جنت عدن میں ایک گھڑے سے نکلتی ہیں پھر الگ الگ نہریں بن جاتی ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمہارے متعلق میرا گمان ہے کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ جنت کی نہریں زمین کے شگاف اور زمین کو کھود کر چلتی ہوں گی۔ نہیں خدا کی قسم وہ تو زمین کی سطح پر چلتی ہیں جس کے ایک طرف موتی اور دوسری طرف یاقوت ہے۔ اس کی مٹی خالص مشک ہے۔ میں نے عرض کیا "اذفر" کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ مشک جس میں ملاوٹ نہ ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آیت (انا اعطیناک الکوثر) پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے کوثر عطا کیا گیا وہ بہتی ہے لیکن زمین کو نہیں چیرتی۔ اس کے دونوں جانب موتیوں کے گنبد ہیں۔ میں نے اس کی مٹی پر ہاتھ مارا تو وہ خالص مشک کی تھی اور اس کی کنکریاں موتی ہیں۔

سفیان ثوری علیہ الرحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وماء مسکوب" (پانی بہتا ہوا) کے متعلق مسروق علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں (انہا انہار تجری فی غیر اخدود) اس کی نہریں گھڑوں میں نہیں بہتیں ونخل طلعها هضيم اور کھجوروں میں جن کا گابھا ملائم ہے۔ (کیا تم کو اس میں چھوڑا جائے گا)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سیحان اور جیحان، فرات اور نیل سب جنت کی نہریں ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت سے پانچ نہریں اتاری ہیں۔ ایک سیحون جو ہند کی نہر ہے۔ دوسری جیحون جو بلخ کی ہے۔ تیسری اور چوتھی دجلہ اور فرات ہیں یہ دونوں عراق کی نہریں ہیں۔ پانچویں نیل ہے جو کہ مصر

کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت کے چشموں میں سے ایک ہی چشمے سے اتارے ہیں۔ نیچے درجے سے جبرئیل کے پر کے ذریعہ پہاڑوں میں ودیعت کی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زمین میں جاری کیا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی زندگیوں کے مطابق اس میں منافع رکھے ہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کے ارشاد۔

وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسكناه في الارض وانا على ذهاب به لقادرون. (سورة المؤمنون ١٨)

اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی ماپ کر پھر اس کو ٹھہرا دیا زمین میں اور ہم اس کو لیجائیں تو لیجا سکتے ہیں۔

کا مصداق ہے۔ چنانچہ جب یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وقت آئے گا تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیج کر زمین سے قرآن اور سارا کا سارا علم اٹھالے گا۔ اور اسی طرح جبرئیل بیت اللہ کے رکن سے حجر اسود اور مقام ابراہیم اور موسیٰ علیہ السلام کا صندوق بمع ان چیزوں کے جو اس کے اندر ہیں اٹھالیں گے اور یہ پانچ نہریں سب کی سب اٹھالئے جائیں گے۔ یہی (وانا علی ذھاب بہ لقادرون) کا مصداق ہے۔ اور جب یہ چیزیں زمین سے اٹھالئے جائیں گی تو زمین والے دنیا اور آخرت کی خیر سے محروم ہو جائیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک نہر ہے جس کو "بیدج" کہا جاتا ہے جس پر یاقوت کے گنبد بنے ہوئے ہوں گے اس کے نیچے لڑکیاں ہوں گی۔ جنتی کہیں گے ہمیں بیدج لے چلو چنانچہ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو ان لڑکیوں کے چہروں کی طرف غور سے دیکھیں گے جب ان میں سے ایک شخص کو ایک لڑکی اچھی لگے گی وہ اس کی کلائی کو ہاتھ لگائے گا تو وہ اس کے پیچھے چلنے لگے گی؟

فصل: جنت کے چشمے

چشموں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

"ان المتقون فی جنت وعیون　　بیشک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہیں

ان الابرار یشربون من کأس کان مزاجها کافوراً عیناً یشرب بها عباد اللہ یفجرو نہا تفجیراً۔ البتہ نیک لوگ پیتے ہیں پیالہ جس کی ملونی ہے کافور ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں اللہ کے بندے چلاتے ہیں وہ اس کی نالیاں۔

بعض سلف نے کہا ہے کہ جنتیوں کے پاس سونے کی شاخ ہوگی۔ جنتی اس کو جس طرف موڑیں گے یہ نہریں اسی طرف موڑیں گی۔ (یشرب بہا) میں اختلاف کیا گیا ہے۔

کوفین کہتے ہیں۔ "بہا" میں با بمعنی "من" ہے یعنی "یشرب منہا" دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ فعل (یشرب بہا) کے معنی کو متضمن ہے یعنی "یروی بہا" یہ بہت ہی صحیح، لطیف اور بلیغ ہے۔

تیسری جماعت کہتی ہے کہ "باء" ظرفیت کے لئے ہے اور "العین" جگہ کا نام ہے۔ جیسا کہ کہتے ہیں "کنا بمکان کذا وکذا" اور اس تضمین کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

(ومن یرد فیہ بالحاد بظلم) یہم کے معنی کو متضمن ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ویسقون فیها کاسا کان مزاجها زنجبیلا عینا فیها تسمی سلسبیلا. (سورۃ الدہر ۱۸۷) اور ان لوگوں کو وہاں پلاتے ہیں پیالے جس کی ملونی ہے سونٹھ ایک چشمہ ہے اس میں اس کا نام کہتی ہے سلسبیل۔

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے چشمے کی خبر دی کہ مقربین تو اس کو خالص پئیں گے اور "ابرار" کو دوسرے پانی میں ملا کر پلایا جائے گا۔ اس لئے کہ مقربین نے اپنے سارے اعمال خالص اللہ کی رضا کے لئے کئے تھے تو ان کی شراب (پینے کی چیز) بھی خالص ہوگی اور ابرار نے اعمال میں ملاوٹ (دکھلاوا ریاء شہرت وغیرہ سے) کام لیا تھا تو ان کی شراب میں بھی ملاوٹ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ان الابرار لفی نعیم ○ علی الارائک ینظرون ○ تعرف فی وجوههم نضرة النعیم ○ یسقون من رحیق مختوم بیشک نیک لوگ ہیں آرام میں، تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھے ہوں گے۔ پہچان لے تو ان کے منہ پر تازگی آرام کی۔ ان کو پلائی جاتی ہے

○ختامه مسك وفي ذالك فليتنافس المتنافسون ○ومزاجه من تسنيم ○عينا يشرب بها المقربون.
(سورة المطففين ۲۲-۲۸)

خالص مہر لگی ہوئی شراب جس کی مہر جمتی ہے مشک پر اور اس پر چاہئے کہ رغبت کریں رغبت کرنے والے اور اس کی ملونی ہے تسنیم کی وہ ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں اللہ کے مقرب۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں ان کی شراب کے مزاج میں دو چیزیں بتا دیں (۱) کافور سورۃ کے ابتداء میں (۲) زنجبیل (سونٹھ) سورۃ کے آخر میں۔ کافور میں ٹھنڈک اور خوشبو اور زنجبیل میں حرارت اور خوشبو ہے۔ان دونوں شرابوں کے ملنے اور ایک کا دوسرے پر اثر لانے کی وجہ سے ایک اور کیفیت پیدا ہوتی ہے جو کہ ان کے انفرادی اثر اور لذت سے بہت عمدہ اور لذیذ ہوتی ہے۔ سورۃ کے ابتداء میں کافور کا ذکر کرنا اور آخر سورت میں زنجبیل کے ذکر کرنے میں کیا ہی لطیف نکتہ ہے۔ وہ یہ کہ پہلے ان کی شراب میں کافور ملائی جائے گی جس میں ٹھنڈک ہے تو زنجبیل (جس میں حرارت ہے) کے ملانے سے اس میں اعتدال پیدا ہو جائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ کاس ثانی دوسرا جام) پہلے سے غیر ہے۔ یہ شراب کی دو لذیذ قسمیں ہیں۔ ایک میں کافور ملا ہو گا۔ دوسرے میں زنجبیل اور اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا کہ ان کی شراب میں کافور جس میں ٹھنڈک ہے اس لئے ملایا جائے گا کہ ان کو خوف ایثار صبر اور تمام واجبات کو ادا کرنے میں تپش اور حرارت کا سامنا کرنا پڑا تھا اور اپنی کمزوری کے باوجود ان چیزوں کو بجالائے تھے۔ اور ان کو ایسے اعلیٰ طریقے پر ادا کیا جیسا کہ انہوں نے اس کی منت مان کر اپنے اوپر واجب کئے ہو۔ اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وجزاهم بما صبروا جنة وحريرا (سورۃ الدھر ۱۲) اور بدلہ دیا ان کو ان کے صبر پر باغ اور ریشمی لباس۔

کیونکہ صبر میں سختی اور شہوات سے نفس کو کنٹرول کرنا ہوتا ہے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو بدلے میں جنت کی وسعت اور ریشم کی نرمی جو کہ نفس کو خواہشات سے روکنے اور سختی کے مقابلے میں تروتازگی اور سرور دیا جائے۔ یہ (تروتازگی) ان کے ظاہر کی خوبصورتی ہوگی

اور یہ (سرور) ان کے باطن کی خوبصورتی ہوگی جیسا کہ دنیا میں انہوں نے اپنے ظاہر کو اسلام کے احکامات سے اور اپنے باطن کو حقائق ایمان سے مزین کیا تھا اس کی نظیر سورۃ کے آخر میں اللہ کا یہ ارشاد ہے۔

عالیھم ثیاب سندس و استبرق وحلوا اساور من فضتہ (سورة الدهر)

اوپر کی پوشاک ان کے کپڑے ہیں باریک ابریشم کے سبز اور گاڑھے اور ان کو چاندی کے کنگن پہنادیئے جائیں گے۔

یہ تو ظاہر کی زینت تھی پھر آگے ارشاد ہے۔

وسقاھم ربھم شرابا طھورا.

اور پلائے ان کو انکا رب شراب جو دل کو پاک کرتی ہے۔

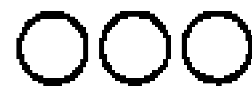
یہ باطن کی زینت ہے جو ان کو ہر قسم کی گندگی اور نقص سے پاک کرنے والی ہے۔ اور اس کی مثال ان کے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام کو حق تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بات کی ضمانت دی کہ نہ ان کو بھوک کی وجہ سے باطن کی ذلت پہنچے گی اور نہ ننگا ہونے کی وجہ سے ظاہر کی ذلت پہنچے گی۔ اور یہ کہ نہ اس کو پیاس کی وجہ سے باطنی گرمی پہنچے گی اور نہ سورج کی وجہ سے ظاہری گرمی۔ اس طرح کی دوسری آیات میں جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنے انعامات اور احسانات گنوائے ہیں کہ اس نے تم کو لباس دیا تاکہ اس سے تم اپنی شرمگاہوں کو چھپاؤ اور اپنے ظاہر کو مزین کرلو۔ اور ایک دوسرے لباس سے بھی تمہیں نوازا جو دلوں اور باطن کو مزین کرتا ہے۔ وہ تقویٰ کا لباس ہے جو کہ تمام لباسوں میں بہترین ہے۔ اور اسی کے قریب قریب اللہ تعالیٰ کا دوسرا فرمان ہے کہ اس نے آسمان کو ستاروں سے مزین کیا۔ اور ستاروں کو ہر سرکش شیطان سے حفاظت کا سامان بنایا تو آسمانوں کی ظاہری زینت ستاروں کی وجہ سے ہے اور باطنی زینت حراست اور حفاظت کی وجہ سے ہے۔

اور اس کے قریب حج کا ارادہ رکھنے والے کو اللہ کی طرف سے ظاہری توشے کا حکم ہے اور پھر بتادیا کہ بہترین توشہ باطن کا توشہ ہے اور وہ توشہ تقویٰ ہے۔

اور اسی کے قریب حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں عزیز مصر کی بیوی کا قول ہے۔
(فذالک الذی لمتننی فیہ) بولی یہ وہی ہے کہ طعنہ دیا تھا تم نے مجھ کو اس (کے عشق میں)
چنانچہ اس نے مصر کی عورتوں کو یوسف علیہ السلام کا ظاہری حسن و جمال دکھایا۔ پھر کہنے لگی۔
ولقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم (سورۃ یوسف ۳۲) میں نے اس سے اس کا دل لینا چاہا پھر اس نے تھام رکھا

یہ کہہ کر اس نے یوسف علیہ السلام کا باطنی جمال اور زینت (عفت) ان کو بتا دی۔ قرآن کریم میں غور کرنے والے کو اس طرح کی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں۔



اڑتالیسواں باب

اہل جنت کے کھانے پینے اور قضاء حاجت کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ان المتقين في ظلال وعيون وفواكه مما يشتهون كلوا واشربوا هنيأ بما كنتم تعملون
(سورة المرسلات ٤١-٤٣)

البتہ جو ڈرنے والے ہیں وہ سایہ میں ہیں اور نہروں میں اور میوے وہ جس قسم کے چاہیں کھاؤ اور پیو مزے سے یہ بدلا ہے ان کاموں کا جو تم کرتے تھے۔

۲

فاما من اوتى كتابه بيمينه فيقول هاؤم اقروا كتابيه انى ظننت انى ملق حسابية فهو في عيشة راضية في جنة عاليه كلو اوشرابوا هنيئا بما اسلفتم في الايام الخالية
(سورة الحاقة ١٩-٢٤)

سو جس کو ملا اس کا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں وہ کہتا ہے لیجیو پڑھیو میرا اعمالنامہ میں نے خیال رکھا تھا اس بات کا کہ مجھ کو ملے گا میرا حساب سو وہ ہیں من ماتے گزران میں۔ اونچے باغ میں۔ جس کے میوے جھکے پڑے ہیں کھاؤ اور پیو بدلہ اس کا جو آگے بھیج چکے ہو تم پہلے دنوں میں۔

مثل الجنة التي وعدالمتقون تجرى من تحتها الانهار أكلها دائم وظللها .
(سورة الرعد ٣٥)

حال جنت کا جس کا وعدہ ہے پرہیز گاروں سے بہتی ہیں اس کے نیچے نہریں میوہ اس کا ہمیشہ اور سایہ بھی۔

وامددناھم بفاکھة ولحم مما یشتھون اور تار لگا دیا ہم نے ان پر میووں کا اور
یتنازعون فیھا کاساً لا لغو فیھا گوشت کا جھپٹتے ہیں وہاں پیالہ نہ بکنا ہے اس
ولاتاثیم شراب میں نہ گناہ میں ڈالنا۔
(سورۃ الطور ۲۲-۲۳)

یسقون من رحیق مختوم ختمه مسك ان کو پلائی جاتی ہے شراب خالص مہر لگی ہوئی
وفي ذالك فلیتنافس المتنافسون جس کی مہر جمی ہے مشک پر اور اس پر چاہیے
(سورۃ المطففین ۲۵-۲۶) کہ رغبت کرنے والے رغبت کریں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے لوگ کھاویں گے اور پیویں گے اور نہ تھوکیں گے نہ پیشاب کریں گے اور نہ پاخانہ کریں گے نہ ناک سنکیں گے انکا یہ کھانا ایک ڈکار ہو گی جس میں مشک کی خوشبو ہوگی اور تسبیح وتحمید (یعنی سبحان اللہ والحمد للہ کا) ان کو الہام ہو گا جیسے سانس کا الہام ہوتا ہے (یعنی آسان کر دیا جائے گا) اور دوسری روایت میں ہے جو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے (جب آپ نے مذکورہ اوصاف ذکر کئے (تو آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ پھر کھانے (کے فضلے) کا کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا ایک ڈگار ہوگی اور پسینہ آوئے گا (اس سے کھانا ہضم ہو جائے گا) اس میں مشک کی خوشبو ہوگی۔ تسبیح وتحمید کا الہام ہو گا۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابوالقاسم آپ کہتے ہیں کہ جنتی لوگ کھاویں گے اور پیویں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے اور ایک جنتی کو کھانے پینے اور جماع اور شہوت میں سو آدمیوں کی قوت دی جاوے گی۔ کتابی نے کہا جو شخص کھاتا پیتا ہے اس کو قضاء حاجت کی ضرورت ہوتی ہے اور جنت میں تو گندگی نہیں ہوگی آپ نے فرمایا وہاں قضا حاجت (یہ ہے کہ) مشک کے خوشبو والا پسینہ ان کے چمڑوں سے بہے گا۔ (جس سے کھانا ہضم ہو جائے گا) اور ان کا بدن ہلکا ہو جائے گا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے جس کے الفاظ یوں ہیں۔

کہ یہود کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا

اے ابوالقاسم کیا آپ نہیں کہتے کہ جنتی لوگ جنت میں کھائیں گے پئیں گے (یہودی نے اپنے ساتھیوں سے کہا اگر یہ اس کا اقرار کر لے تو ان سے مناظرہ کر لوں گا) آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے ایک جنتی کو کھانے پینے جماع اور شہوت میں سو آدمیوں کے برابر طاقت قوت دی جائے گی۔ یہودی نے کہا جو شخص کھاتا پیتا ہے تو اس کو قضاء حاجت کی ضرورت ہوتی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا ان کی قضاء حاجت ان کے چمڑوں سے نکلنے والا مشک کی طرح خوشبودار پسینہ ہوگا اور اس سے ان کا پیٹ ہلکا ہو جائے گا۔

عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ جنت میں آپ ایک پرندے کو دیکھیں گے تو آپ کے دل میں اس کی چاہت پیدا ہوگی تو فوراً بھنا ہوا آپ کے سامنے آجائے گا۔

اور اہل جنت کے پہلے کھانے اور پینے کے متعلق عبداللہ بن سلام ؓ کے قصے میں ابو سعید خدری کی روایت گزر چکی ہے۔ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ زمین جنتیوں کی مہمانی کے واسطے ایک روٹی بن جائے گی جبار اس کو اپنے ہاتھ سے الٹی پلٹی کرے گا۔

عن حذیفہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ طیرا امثال البخاتی فقال ابوبکر انہا لناعمۃ یارسول اللہ قال أنعم منہا من یاکلہا أنت ممن یاکلہا یا ابابکر۔

(ترجمہ) حذیفہ ؓ سے مروی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بیشک جنت میں بختی اونٹ کے برابر ایک پرندہ ہے (یہ سن کر) حضرت ابوبکر ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ تو بہت ہی نازو نعمت والا ہوگا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کا کھانے والا اس سے بڑھ کر نعمتوں میں ہوگا۔ اے ابوبکر آپ بھی اس کے کھانے

والوں میں شامل ہیں۔

حضرت قتادہ ؓ (ونحم طیر مما یشتھون) میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا خیال یہ ہے کہ جنت کے پرندے بھی ویسی ہی نعمتوں میں ہوں گے جیسے کہ جنتی نعمت ہی نعمت میں ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو اس کو کھائیں گے وہ اس سے زیادہ نعمت میں ہوں گے اور اے ابوبکر اللہ سے یہی امید ہے کہ آپ بھی اس کو کھائیں گے۔
عبداللہ بن عمرو ؓ اللہ تعالیٰ کے ارشاد
یطوف علیھم بصحاف من ذھب لئے پھریں گے ان پر (غلمان) رکابیاں سونے
واکواب (زخرف ۷۱) کی اور آبخورے
کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ جنتیوں کے سامنے سونے کی ستر پلیٹوں میں کھانا سامنے آئے گا۔ ہر ایک پلیٹ کا رنگ دوسرے سے مختلف ہو گا۔

انس بن مالک ؓ حوض کوثر کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایک نہر ہے جو میرے رب نے مجھے عطا فرمائی ہے' جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے' اس میں پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹ کی گردن کے برابر ہیں (یہ سن کر) عمر بن الخطاب ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ پرندے بھی ترو تازہ خوش عیش ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اس کا کھانے والا اس سے زیادہ نعمتوں میں اور خوش عیش ہو گا۔ ابن عباس ؓ اللہ تعالیٰ کے ارشاد (وکاس من معین) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وہ ایسی شراب ہے جس میں سر چکرانا نہیں ہو گا۔

اور اسی طرح اللہ کے ارشاد (ولاھم عنھا ینزفون) کے تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس شراب سے ان کے عقلیں خراب نہیں ہوں گی اور اللہ کے ارشاد (وکاسا دھاقا) کے معنی ہے چھلکتے ہوئے پیالے (رحیق مختوم) کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ ایسی شراب ہو گی جس پر مشک کی مہر لگی ہوئی ہو گی۔ حضرت علقمہ (ختامہ مسک) کی تفسیر میں ابن مسعود ؓ سے نقل کرتے ہیں کہ (ختامہ) کا معنی ہے "خلطہ" یعنی اس کی ملاوٹ' اس لئے کہ وہاں مہر نہیں ہو گی

جس سے مہر لگائی جائے۔ میں (ابن قیم) نے کہا واللہ اعلم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ سب سے آخر میں اس میں مشک ملایا جائے گا تو اس صورت میں یہ (خاتمہ) سے ہو گا (خاتم) (مہر) سے نہیں ہو گا۔

زید ابن معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے علقمہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد (ختامہ مسک) کے بارے میں پوچھا اور میں نے (خاتمہ مسک) پڑھا تو انہوں نے فرمایا یہ خاتمہ' نہیں ہے بلکہ اس کو ختامہ پڑھا کر علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (ختامہ) کا معنی ہے (خلطہ) یعنی اس شراب کی ملاوٹ) اور فرمایا کہ کیا تم نے اپنی عورتوں میں سے کسی عورت کو نہیں دیکھا جو خوشبو کے بارے میں کہتی ہے۔ (ان خلطہ من مسک لکذا وکذا) یعنی اس خوشبو کی ملاوٹ فلاں فلاں وجہ سے کستوری کی ہے)۔

(ومزاجہ من تسنیم) کی تفسیر میں مسروق علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ اصحاب یمین کے لئے اس میں تسنیم ملائی جائے گی اور مقربین خالص پئیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مقرب لوگ خالص پئیں گے اور ان سے کم درجے والے لوگوں کے لئے اس کی ملاوٹ ہوگی۔ مجاہد علیہ فرماتے ہیں "ختامہ مسک" کا معنی ہے (اس کی خوشبو) لیکن یہ تفسیر ایک اور تفسیر کی طرف محتاج ہے اور آیت کے الفاظ اس سے زیادہ واضح ہیں۔ شاید مجاہد علیہ کا مطلب یہ ہو کہ۔ اس سے مراد برتن کے بیچ میں سب سے آخر میں باقی ماندہ میل کچیل وغیرہ ہے۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ (ختامہ مسک) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وہ چاندی کی طرح سفید شراب ہے جس کے ذریعہ شراب کے آخر میں مہر لگائیں گے۔ اگر دنیا کا ایک آدمی اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر نکالے تو دنیا میں کوئی جاندار ایسا باقی نہ رہے جو اس کی خوشبو محسوس نہ کرے۔

عطا علیہ فرماتے ہیں کہ (تسنیم) اس چشمے کا نام ہے۔ جو شراب میں ملایا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ (وکاسا دھاقا) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وہ پیالے چھلکتے ہوئے لگاتار مسلسل ہوں گے۔ اور بہت مرتبہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یوں فرماتے سنا۔ "اسقنا وادھق لنا" (ہمیں بھر کر پلا دیں)

ان الابرار یشربون من کأس کان مزاجھا کافوراً. عینا یشرب بھا عباد اللہ یفجرو انھا تفجیراً.

البتہ نیک لوگ پیتے ہیں پیالہ جس کی ملونی ہے کافور ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں بندے اللہ کے چلاتے ہیں وہ اس کی نالیاں۔

ویسقون فیھا کأسا کان مزاجھا زنجبیلا عینا فیھا تسمی سلسبیلا

اور انکو وہاں پلاتے ہیں پیالے جس کی ملونی ہے سونٹھ ایک چشمہ ہے اس میں اس کا نام کہتی ہے سلسبیل۔

ایک جماعت کہتی ہے کہ "سلسبیل" فعل اور فاعل سے مرکب جملہ ہے اور "سبیلا" بناء بر مفعولیت منصوب ہے یعنی "سل سبیلا الیہ" کلمہ مفرد ہے۔ یہ باعتبار صفات کے اس چشمے کا نام ہے۔ اس لفظ کے اشتقاق میں قتادہ ؒ اور مجاہد ؒ نے کافی بحث کی ہے۔

قتادہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد "سلسلہ فہم" فہم کی نرمی) یعنی وہ جس طرف چاہیں گے اس کو صرف کریں گے یہ اشتقاق اکبر ہے۔ مجاہد ؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد "سلسلۃ السیل حدیدۃ الجریہ" (سیلاب کا تیزی سے چلنا ہے) ابو العالیہ ؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد.... دو مقابل نہریں ہیں جو ان کے راستوں اور گھروں میں بہتی ہوں گی یہی ان کا امتیاز ہوگا۔

دوسرے حضرت فرماتے ہیں اس کا معنی عمدہ مزہ اور چکھنا ہے۔

ابو اسحاق ؒ فرماتے ہیں "سلسبیل" ہر اس چیز کی صفت ہے جو نہایت سلاست میں ہو۔ اس وجہ سے چشمے کا نام رکھا گیا۔

ابن انباری ؒ فرماتے ہیں کہ "سلسبیل" پانی کی صفت ہے چشمے کا نام نہیں ہے اس پر انہوں نے دو دلیلیں پیش کی ہیں ایک یہ کہ "سلسبیل" منصرف ہے اگر یہ چشمے کا نام قرار دیا جائے تو پھر یہ علیت اور تانیث کی وجہ سے منصرف نہیں رہتا بلکہ (غیر منصرف بن جاتا)۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں اس کا معنی ہے وہ پانی جو حلق سے بآسانی اتر جائے۔ میں کہتا ہوں۔ ان دونوں دلیلوں سے اس کا مدعٰی ثابت نہیں ہوتا۔ اس کا

منصرف ہونا تو دوسری آیتوں کے آواخر (سروں) کے ساتھ موافقت کا تقاضا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول تو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ چشمے کا یہ نام باعتبار صفت (جو کہ سلاست اور سہولت ہے) رکھا گیا ہے یہ نصوص اس بات کو متضمن ہیں کہ وہاں ان کے لئے روٹی گوشت اور میوے ہوں گے اور مشروبات کی مختلف اقسام پانی دودھ اور شراب ہوں گی اور آخرت میں جو کچھ ملنے والا ہے دنیا میں صرف اور صرف ان کے نام ہیں۔ ان اسماء اور مسمیات کے درمیان کیا تفاوت ہے یہ بشر نہیں جان سکتا۔

سوال پیدا ہوتا ہے۔ جنت میں آگ نہیں ہوگی تو گوشت کیسے بھون کر آئے گا؟

بعضوں نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ کلمہ (کن) سے بھون کر تیار ہوگا اور دوسروں نے یہ جواب دیا ہے کہ گوشت جنت سے باہر بھونا جائے گا اور پھر ان کے پاس لایا جائے گا۔ صحیح اور حق بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غالب اور حکیم ذات جنت کے اندر اس کے پکنے کا انتظام فرمادیں گے۔ جیسا کہ دنیا میں پھل اور روٹی پکانے کے اسباب مہیا فرمادیئے ہیں اور یہ بھی کوئی ممتنع نہیں کہ وہاں ایسی آگ ہو جو چیزوں کے پکانے اور اصلاح وغیرہ میں کام آئے اور کسی چیز کو فاسد نہ کرے۔ اور صحیح حدیث میں آپ ﷺ سے یہ منقول ہے کہ

مجامرھم الالوۃ — جنتیوں کے انگیٹھیوں میں عود سلگتا ہوا ہوگا۔

"مجامر" مجمر کی جمع ہے وہ چیز جس کو جلا کر خوشبو کی دھونی دی جائے (الالوۃ) ترعود یعنی آپ ﷺ نے یہ بتادیا کہ وہ لوگ خوشبو پھیلانے کے لئے اس کو جلا کر استعمال کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جنت میں سایوں کی خبر دی ہے۔ سائے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے سامنے کی چیزوں پر سایہ کردے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

ھم وازواجھم فی ظلال علی الارائک متکئون (سورۃ یٰس ۵۶) — وہ اور ان کی عورتیں سایوں میں تختوں پر بیٹھے ہیں تکیہ لگائے۔

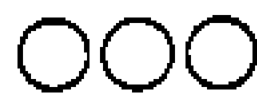
اور ارشاد فرمایا (ان المتقین فی ظلال وعیون) ترجمہ گزر چکا ہے (**وندخلھم ظلاا**

ظلہا) کھانے اور دوسری میٹھی چیزیں اور خوشبو کی دھونی ایسے اسباب کے مقتضی ہیں جن سے یہ پورے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سبب اور سبب دونوں کے خالق ہیں۔ ہر چیز کے رب اور مالک ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کھانے کے ہضم کرنے کے لئے ڈکار اور پسینہ کو اسباب بنایا جو انکے چمڑوں سے نکلے گا۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے پیٹوں میں ایسی حرکات پیدا کر دیں جو اس کھانے کو پکائیں اور یہ اس سے لطف اٹھائے۔ اور پھر اس کے نکالنے کے لئے ڈکار اور پسینے کا انتظام فرمایا اور وہاں کے میوؤں اور پھلوں کے لئے ایسی حرارت پیدا کی ہے جس سے میوئے پک جائیں اور اس نے درخت کے پتوں سے سایہ بنایا۔ دنیا اور آخرت کا رب ایک ہے اور وہ دنیا اور آخرت میں پیدا کرنے والی چیزوں کے اسباب کے خالق ہیں۔ اسباب اللہ تعالیٰ کے افعال اور حکمت کا مظہر ہیں لیکن یہ مظاہر مختلف ہوتے ہیں اسی وجہ سے بندہ اس کے افعال کو اسباب معہودہ اور مالوفہ پر حمل کرنے کی وجہ سے تھکاوٹ میں مبتلا ہوتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات تو یہ حمل اس کو انکار اور کفر پر آمادہ کرتا ہے۔ یہ محض جہالت اور ظلم ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تو دوسری قسم کے اسباب کے پیدا کرنے سے قاصر نہیں ہے جیسے کہ اس عالم مشہود میں اسباب اور اس کے مسببات کے پیدا کرنے سے قاصر نہیں اور یہ اس پر اس سے زیادہ آسان ہیں۔

اور شاید یہ پہلی مرتبہ پیدا کرنا جو اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کے سامنے اور مشاہدہ میں پیدا کیا ہے دوسری مرتبہ پیدا کرنے سے جس کا اس نے ہم سے وعدہ کیا ہے زیادہ عجیب ہے۔ اگر عقلمند اس میں سوچے تو شاید اس سخت مٹی کے درمیان سے ان پھلوں اور میوؤں کا نکالنا اور اس کے لئے مناسب ہوا اور پانی اور لکڑی پیدا کرنا۔ بہ نسبت جنت کی مٹی پانی اور ہوا سے ان کا پیدا کرنا عقل کے نزدیک زیادہ ہی عجیب ہے۔ اور اسی طرح ان مشروبات کا پیدا کرنا خون اور گوبر کے درمیان سے جو کہ غذا بھی ہیں اور دوا اور لذت بھی اور شہد کو مکھیوں کے قئی سے پیدا کرنا۔ جنت میں دوسرے اسباب کے تحت ان چیزوں کی نہریں جاری کرنے سے زیادہ تعجب خیز ہے اور اسی طرح اس دنیا میں پتھروں اور پہاڑوں کی رگوں سے جواہرات اور سونے چاندی کا پیدا کرنا جنت میں ان کو دوسرے اسباب کے تحت پیدا کرنے سے زیادہ قابل تعجب ہے۔ اور ۱

ریشم کے کیڑے کے لعاب سے ریشم کا پیدا کرنا اور پھر اس کیڑے کا اپنے اوپر سفید سرخ اور زرد اور پختہ قبوں کا بنانا بہ نسبت وہاں درختوں کے شگوفوں سے ریشم پیدا کرنے سے زیادہ قابل تعجب ہے۔ اور شاید یہاں آسمان اور زمین کے درمیان بادلوں کی پیٹھوں پر پانی کے سمندروں کو اٹھانا اور جاری کرنا وہاں پر اس کو زمین کی سطح پر جاری کرنے سے زیادہ قابل تعجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت علم و حکمت اور مشیت اور ملکیت اور اس کی ربوبیت الوہیت اور اکیلے ہونے پر دلالت کرنے کی نشانیوں اور ان کی عظمت میں غور فرمائیں جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو غور و فکر کی دعوت دی ہے۔ اور پھر دنیا اور آخرت یعنی جنت اور دوزخ کے معاملے اور خبروں کے درمیان موازنہ فرمائیں۔ تو آپ دنیا کو آخرت پر سب سے زیادہ دلالت کرنے والی چیز اور اس کی شہادت محسوس کریں گے اور آپ ان دونوں کو ایک ہی طاقچے کا سمجھیں گے کہ ان کا رب ایک ہے اور خالق ایک ہے اور مالک ایک ہے۔ پس تباہی ہو اس قوم کے لئے جو نہیں جانتی۔



انچاسواں باب

"اہل جنت کے کھانے پینے کے برتن اور اس کے اجناس اور صفات کا بیان"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (یطاف علیھم بصحاف من ذھب واکواب) یعنی (خادمین جنت) ان کے پاس لئے پھریں گے سونے کی پلیٹیں اور آبخورے) (صحاف) جمع (صحفتہ) ہے کلبی ﷺ فرماتے ہیں "بقصاع من ذھب" (سونے کے پیالے لئے پھیریں گے) لیث ﷺ فرماتے ہیں "صحفتہ" ایک چوڑا ٹکڑا ہے اور جمع "صحاف" ہے الاعشی کہتے ہیں ۔

والمکاکیک والصحاف من الفضۃ ــــــ والضامرات تحت الرجال

"الاکواب" جمع "کوب" ہے فراء ﷺ فرماتے ہیں کہ "کوب" وہ گول سروالا پیالہ ہے جس میں ڈنڈی نہ ہو۔ عدی شاعر نے کہا۔

متکئا تصفق ابوابہ ــــ یسعی علیہ العبد بالکوب

ابو عبید کہتے ہیں۔ "اکواب" ان لوٹوں کو کہتے ہیں جن کی ٹونٹیاں نہ ہو۔ ابو اسحاق ﷺ فرماتے ہیں۔ اکواب" کا واحد "کوب" ہ۔ وہ گول برتن جس میں دستہ نہ ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "اکواب" وہ لوٹے ہیں جس میں ٹونٹیاں نہ ہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

یطوف علیھم ولدان مخلدون باکواب و اباریق و کاس من معین. (سورۃ الواقعہ ۱۷ – ۱۸)

لئے پھرتے ہیں ان کے پاس لڑکے سدا رہنے والے آبخورے اور کوزے اور پیالہ نتھری شراب کا۔

"اباریق" وہ لوٹے جس میں ٹونٹیاں ہوں اور اگر اس کی ٹونٹیاں اور دستے نہ ہوں تو

وہ پیالے (اکواب) ہیں اور (ابریق) (افعیل) کا وزن ہے (بریق) سے جس کا معنی صفائی ہے یعنی وہ چیز جس کا رنگ صاف اور شفاف ہونے کی وجہ سے چمک رہا ہو۔ پھر مذکورہ (مخصوص) شکل کے برتن کا نام رکھا گیا۔ اگرچہ اب اس میں صفائی نہ ہو۔

جنت کے لوٹے چاندی کے بنے ہوئے شیشے کی مانند صاف ہوں گے۔ اس کے اندر کی چیز باہر سے دکھائی دے گی اور عرب تلوار کے چمکیلے رنگ کی وجہ سے اسکو "ابریق" سے موسوم کرتے ہیں۔

ابن احمر شاعر کہتا ہے۔

تعلقت ابریقا و علقت جفنة لیہلک حیا ذا زهاء و جامل

"نوادر اللحیانی" میں ہے "مراۃ ابریق" جبکہ وہ مزین اور آراستہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ویطاف علیهم بانیة من فضة و اکواب اور لوگ لئے پھرتے ہیں ان کے پاس برتن **کانت قواریر اقواریره من فضة** چاندی کے اور آبخورے جو ہو رہے ہیں **قدروها تقدیرا.** شیشے کے شیشے ہیں چاندی کے ناپ رکھا ہے ان کا ناپ۔

سورۃ الدھر ۱۵-۱۶)

(قواریر) کے معنی شیشے کے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے وہاں کے برتنوں کے بارے میں بیان کیا کہ ان کا مادہ چاندی کا ہو گا لیکن صفائی میں شیشے کی صفت پر ہوں گے۔ اور ایسی چیز بہت ہی خوبصورت اور عجیب ہوتی ہے (یعنی جس کا مادہ چاندی ہو اور صفائی اور چمک شیشے کی طرح ہو) اسی وہم کو دور فرماتے ہوئے حق تعالیٰ نے فرمایا (قواریر من فضة) چاندی کے شیشے ہیں۔ مجاہد قتادہ اور شعبی رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ جنت کے شیشے چاندی کے ہوں گے یعنی ان کی سفیدی چاندی کی ہوگی اور صفائی شیشے کی۔ ابن قتیبہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جنت کی تمام چیزیں نہریں پلنگیں' فرش' پیالے وغیرہ دنیا میں بندوں کے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزوں سے مختلف ہوں گی جیسے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جنت کی چیزوں کے دنیا میں صرف اور صرف نام ہیں۔ پیالے دنیا میں کبھی چاندی کے ہوتے ہیں اور کبھی شیشے کے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں

وہاں کے پیالوں کے متعلق بتلا دیا کہ وہ چاندی کی طرح سفید اور شیشے کی طرح صاف ہوں گے فرمایا کہ یہ تشبیہ ہے کہ وہ شیشے چاندی کی مانند ہوں گے جیسا کہ حق تعالیٰ نے جنتی عورتوں کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ (کانھن الیاقوت والمرجان) یعنی ان کے رنگ مرجان کی طرح اور صفائی یاقوت کی طرح ہوگی یہ بات مردود ہے۔ اس لئے کہ آیت صراحتاً یہ بتا رہی ہے کہ وہ چاندی کے بنے ہوں گے اور لفظ "من" (من فضتہ میں) جنس بتانے کے لئے ہے۔ جیسے آپ کہتے ہیں "خاتم من فضتہ" تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے انگوٹھی چاندی کی مانند ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کا مادہ اور جنس چاندی کا ہے شاید ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اشتباہ آیا ہو کہ وہ چاندی کے بنے ہوئے اور پھر شیشے بھی ہوں لیکن اس میں کوئی اشکال نہیں جیسے کہ ہم نے ذکر کیا۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (وقدروھا تقدیرا) (اللہ تعالیٰ نے ان کا ناپ رکھا ہے تقدیر کا معنی ہے' (جعل الشی بقدر مخصوص) کسی چیز کو خاص اندازے سے بنانا' بنانے والے نے ان برتنوں کو ایک خاص انداز پر ان کی سیرابی کے مطابق رکھا ہے۔ جس پر کمی اور زیادتی نہیں کی جائے گی اور یہ (یعنی برتنوں کی درمیانے انداز پر بناوٹ) پینے والے کو زیادہ لذت پہنچاتی ہے۔ اور اگر یہ ان کی سیرابی سے کم ہو تو لذت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ مفسرین کی ایک جماعت کا قول ہے۔ فراء علیہ فرماتے ہیں یہ آبخورے (گلاس وغیرہ) ہر ایک کی سیرابی کے مطابق اندازہ کئے گئے ہیں نہ اس میں شراب بچے گی اور نہ زیادہ ہوگی اور یہ شراب سب سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے۔

زجاج علیہ فرماتے ہیں کہ وہ برتن ان کی ضرورت اور احتیاج کے مطابق بنائے جائیں گے ابو عبید فرماتے ہیں کہ یہ اندازہ پلانے والے لگائیں گے اور پھر پلائیں گے۔ یعنی (قدروھا) کی ضمیر فرشتوں اور خدام کی طرف راجع ہے یعنی وہ لوگ ان کی پیاس کے مطابق گلاس بھریں گے۔ نہ زیادہ کریں گے کہ جس سے بوجھ محسوس ہو اور نہ کم کریں گے کہ نفس کی طلب باقی رہے جیسا کہ گذر چکا ایک جماعت کا کہنا ہے کہ یہ ضمیر "شاربین" (پینے والوں) کی طرف راجع ہے۔ یعنی وہ لوگ اپنے دلوں میں ایک چیز کا اندازہ کریں گے تو وہ چیز یا کام ان کے

اندازے کے مطابق ہو گا لیکن جمہور کا قول زیادہ بہتر اور ابلغ ہے۔ اس لئے کہ وہ اس قول کو بھی مستلزم ہے۔ واللہ اعلم۔ "کاس" کے بارے میں ابو عبیدہ فرماتے تھے کہ یہ جنت میں ایک برتن ہے۔ ابو اسحاق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "کاس" وہ برتن ہے جس میں شراب ہو اور کاس کا اطلاق ہر اس برتن پر ہوتا ہے جس میں شراب ہو۔ مفسرین نے "کاس" کی تفسیر شراب سے کی ہے چنانچہ یہ عطا علیہ الرحمۃ' کلبی علیہ الرحمۃ اور مقاتل علیہ الرحمۃ کا قول ہے' یہاں تک کہ ضحاک علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ قرآن میں جہاں بھی کاس کا لفظ آیا ہے اس سے مراد شراب ہے۔ یہ مراد معنی مقصود کو دیکھتے ہوئے کی گئی ہے کیونکہ مقصود وہ چیز ہوتی ہے جو کاس میں ہو نفس برتن مقصود نہیں ہوتا اور یہ کہ بعض اسماء ایسے بھی ہیں جن کا اطلاق حال اور محل دونوں پر اکٹھے بھی اور ہر ایک پر الگ الگ بھی ہوتا ہے۔ جیسے کہ "نہر" اور "کاس" اس لئے کہ نہر پانی اور اس کے محل دونوں کا نام ہے اور ہر ایک کا انفرادی بھی۔ یہی حال کاس اور "قریہ" کا ہے۔ اس لئے کہ "لفظ قریہ" سے مراد کبھی صرف (ساکن) یعنی اس میں رہنے والا ہوتا ہے اور کبھی صرف مسکن مراد ہوتی ہے اور کبھی ساکن اور مسکن دونوں چیزیں مراد ہوتی ہیں۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو جنتیں ایسی ہیں کہ اس کے برتن اور ان میں جو کچھ ہے (سب) سونے کا ہے اور دو جنتیں ایسی ہیں کہ ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے (سب) چاندی کی بنی ہوئی ہیں۔ اور جنتہ عدن میں قوم کا اپنے رب کی طرف دیکھنے کے درمیان (مانع) اللہ کی ذات پر پڑی ہوئی کبریائی کی چادر ہو گی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے جو گروہ جنت میں جائے گا وہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہو گا پھر جو گروہ انکے بعد جائے گا وہ آسمان میں سب سے زیادہ چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہو گا اور جنتی نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ نہ تھوکیں گے اور نہ ناک سنکیں گے ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور پسینے سے مشک کی خوشبو آئے گی ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا ہو گا اور ان کی بیویاں حوریں ہوں گی بڑی آنکھ والی اور ان کی عادتیں ایک شخص کی عادتوں کے موافق ہوں گی (یعنی سب کے اخلاق یکساں ہوں گے) اپنے باپ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوں گے ساٹھ ہاتھ کا قد ہو گا۔

حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں مت پیو اور نہ ان کی بنے ہوئے پلیٹوں میں کھانا کھاؤ اس لئے کہ یہ (کافروں) کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ خواب کو بہت پسند فرماتے ہیں اگر کوئی شخص خواب دیکھتا اور خود اس کی تعبیر کو نہ جانتا تو آپ سے اس کی تعبیر دریافت کرتا۔ پھر آپ جب اس کی تعریف فرماتے تو اس کا دیکھنے والا آپ کو بہت پسند ہوتا تھا۔ چنانچہ (ایک مرتبہ) ایک عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا مجھے مدینے سے نکالا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا (کیا دیکھتی ہوں) کہ میں نے ایک دھماکہ سنا جس کے لئے جنت کا دروازہ کھول لیا گیا میں نے دیکھا تو وہ فلاں ابن فلاں اور فلاں ابن فلاں تھے بارہ آدمیوں کے نام لئے رسول اللہ ﷺ نے اس سے پہلے ایک سریہ بھیجا تھا۔ (عورت نے کہا) کہ ان کو اس حالت میں لایا گیا کہ ان کے کپڑے غبار آلود تھے اور گردن کی رگوں سے خون کی دھاریں جاری تھی۔ پس کہا گیا کہ ان کو نہر بیدخ یا بیدج لے چلو۔ چنانچہ اس میں ان کو داخل کیا گیا اور پھر نکالا گیا تو ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند تھے۔ پھر ان کے پاس سونے کی پلیٹیں لائی گئیں جس میں تازہ کھجوریں تھی تو انہوں نے جو چاہا ان کھجوروں سے کھایا۔ انہوں نے ہر قسم کے میوے کھائے جو چاہا میں نے بھی ان کے ساتھ کھایا چنانچہ (کچھ دیر بعد) اس سریہ کے متعلق خوشخبری دینے والا آیا اور کہنے لگا کہ فلاں فلاں شہید ہوا یہاں تک کہ بارہ آدمی گن لئے (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے عورت کو بلایا اور فرمایا اپنا خواب بیان کر اس نے اپنا خواب بیان کیا اور پھر کہنا شروع کیا کہ فلاں کو لایا گیا اور فلاں کو لایا گیا (اسی طرح نام گنے) جس طرح خوشخبری دینے والے نے بیان کیا تھا" رواہ الامام احمد فی مسندہ بنحوہ واسنادہ علی شرط مسلم"

○○○

پچاسواں باب

اہل جنت کے لباس اور زیوات' رومالوں' بچھونوں' فرشوں' تکیوں' غالیچوں اور نہالچوں کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ان المتقین في مقام امین في جنات وعیون، یلبسون من سندس واستبرق متقابلین. (سورۃ الدہ خان ۵۱ -۵۳)

بیشک ڈرنے والے چین کے گھر میں ہیں باغوں میں اور چشموں میں' پہنتے ہیں پوشاک ریشمی پتلی اور گاڑھی ایک دوسرے کے سامنے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات انا لا نضیع اجر من احسن عملا اولئك لھم جنت عدن تجری من تحتھم الانھار یحلون فیھا من اساور من ذھب ویلبسون ثیاباً خضراً من سندس واستبرق متکئین فیھا علی الارائك.

بیشک جو لوگ یقین لائے اور کیں نیکیاں ہم نہیں کھوتے بدلہ اس کا جس نے بھلا کیا کام۔ ایسوں کے واسطے باغ ہیں بسنے کے بہتی ہیں اس کے نیچے نہریں پہنائے جائیں گے ان کو وہاں کنگن سونے کے اور پہنیں گے کپڑے سبز باریک اور گاڑھے ریشم کے تکیہ لگائے ہوئے ان میں تختوں پر۔

مفسرین کی ایک جماعت کہتی ہے۔ "سندس" سے مراد باریک ریشم اور "استبرق" سے مراد موٹا ریشم ہے۔ دوسری جماعت کہتی ہے کہ اس سے مراد موٹا ریشم نہیں بلکہ اس سے مراد صفوق (یعنی موٹا بنا ہوا ریشم) ہے زجاج ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ ریشم کی دو قسمیں ہیں۔ رنگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت رنگ سبز اور لباسوں میں سب سے زیادہ نرم لباس

ریشمی لباس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ان کے لباس میں خوبصورتی اور اس کے ذریعہ آنکھوں کی لذت نرمی اور جسم کی راحت کو جمع فرمایا۔ ارشاد ہے۔

ولباسھم فیھا حریر — اور انکی پوشاک ہیں وہاں ریشم کی

یہاں ایک مسئلہ ہے جس کے ذکر نے کا یہی مقام ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں بتلادیا کہ جنتیوں کا لباس ریشمی ہو گا۔ جبکہ صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے دنیا میں ریشم (یعنی اس کا لباس) پہن لیا آخرت میں وہ اس کو نہیں پہنے گا۔ اب اس حدیث کی مراد میں اختلاف ہے۔ چنانچہ سلف اور خلف کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ ایسا شخص جنت میں ریشم نہیں پہن سکے گا بلکہ ریشم کے علاوہ دوسرا لباس پہنے گا۔ اور آیت (ولباسھم فیھا حریر) کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ عام مخصوص البعض ہے۔ جمہور کہتے ہیں کہ یہ وہ وعید ہے جس کی مثالیں دوسری نصوص کی وعیدوں میں موجود ہیں۔ جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ فعل اس حکم کا مقتضی ہے لیکن کبھی کبھار کسی مانع کی وجہ سے اس فعل پر حکم نہیں لگتا (حکم میں تخلف آجاتا ہے)

نص اور اجماع اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ توبہ وعید (عذاب) کے ملنے سے مانع ہے اور اسی طرح گناہوں کو مٹانے والی حسنات (نیکیاں) اور گناہوں کا کفارہ بننے والے مصائب اور اس کے بارے میں لوگوں کو شفاعت کی اجازت وغیرہ سب وعید میں شامل ہونے سے مانع ہیں۔ یہی حدیث بعینہ اس حدیث کی طرح ہے ۔ (من شرب الخمر فی الدنیا لم یشربھا فی الاخرۃ) جس نے دنیا میں شراب پی لی وہ آخرت میں نہیں پیئے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وجزاھم بما صبروا جنۃ وحریرا ۔ (سورۃ الدھر ۱۲) — اور بدلا دیا ان کو ان کے صبر پر باغ اور پوشاک ریشمی۔

ارشاد ہے

عالیھم ثیاب سندس خضر واستبرق ۔ (سورۃ الدہر ۲۱) — اوپر کی پوشاک ان کی کپڑے ہیں باریک ریشم کے سبز اور گاڑھے۔

لفظ (عالیھم) کے مدلول میں غور فرمائیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لباس ظاہر ہو گا اور زینت و جمال کے لئے ان کے ظاہر کو (یعنی کپڑوں کے اوپر) پہنایا جائے گا۔ بنیان کی طرح کپڑوں کے نیچے نہیں۔ قراء سبعہ نے دو قراتوں کی بناء پر (عالیھم) کے منصوب اور مرفوع ہونے میں اختلاف کیا ہے اور نحاۃ نے بھی اس کے نصب کی وجہ میں اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ نصب بناء بر ظرفیت ہے یا بناء بر حالیت ہے۔ حضرات مفسرین کا اس بات میں اختلاف ہے کہ آیا یہ لباس ان کے خادمین کا ہو گا کہ جنتیوں کے خدمت کرتے وقت وہ اس نوع کے لباس میں ملبوس ہوں گے یا یہ لباس ان کے سرداروں (جنتیوں) کا ہو گا کہ جب ولدان ان کی خدمت کریں گے تو ان کے سردار یہ لباس پہنیں ہوں گے۔ چنانچہ یہاں یہ حالت (معاملہ) واضح نہیں ہے اور اس کے تحت کوئی معنی بدیع اور فائدہ بھی نہیں ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ یہ بناء بر ظرفیت منصوب ہے۔ اس لئے کہ جب (عالیا) بمعنی (فوق) ہے تو اس کو اس کے قائم مقام بنا دیا گیا۔ ابو علی ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ توجیہ بہت واضح ہے وہ یہ کہ (عالیا) صفت تھی اس کو ظرف بنایا گیا' جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے (والرکب اسفل منکم) اور جس طرح یہ لوگ کہتے ہیں (ھونا حیتہ من الدار) اور جن لوگوں نے (عالیھم) کو رفع دیا تو انہوں نے اس کو مبتداء بنایا اور (ثیاب سندس) کو خبر۔ اور اس طرح کرنے میں ان کو (عال) کے مفرد ہونے اور (الثاب) کے جمع ہونے نے نہیں روکا۔ اس لئے کہ کبھی اسم فاعل سے کثیر بھی مراد لیا جاتا ہے۔ جیسے شاعر نے کہا ہے

الاان جیرانی العشیتہ رائح دعتھم دواع من ھوی ومناوح

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

مستکبرین به سامراً تهجرون (مؤمنون) اس سے تکبر کر کے ایک قصہ کو چھوڑ کر چلے گئے

۳۱٦

اور جنہوں نے (خضرا) کو مرفوع بنایا تو انہوں نے اس کو (ثیاب) کی صفت بنایا یہ کئی وجوہات کی بناء پر قرین قیاس ہے۔

(ا) دونوں کے درمیان جمعیت (جمع ہونے میں) مطابقت ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے ارشاد (ویلبسون ثیابا خضرا) کے ساتھ اس کی موافقت ہے۔
(۳) جمع کو مفرد کے لئے صفت بنانے سے چھٹکارا۔ اور جس نے اس کو (سندس) کے لئے صفت بنایا تو انہوں نے اس سے (جنس) مراد لیا۔ جیسے کہا جاتا ہے (اھلک الناس الدینار الصفر الدینار البیض) یعنی لوگوں کو زرد اور سفید دیناروں نے ہلاک کیا) (یہاں دینار کی جنس مراد ہے)

اور چوتھی وجہ سے بھی پہلی قرات کو ترجیح دی جا سکتی ہے وہ یہ کہ عرب جمع کو واحد کے لفظ میں لاکر واحد کے قائم مقام بناتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا. (سورۃ یسن ۸۰) وہ ایسا قادر ہے کہ بعض ہرے درخت سے تمہارے لئے آگ پیدا کرتا ہے۔

اور جیسے کہ ارشاد ہے۔

کانھم اعجاز نخل منقعر (سورۃ القمر ۲۰) گویا کہ وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔

مگر انہوں نے جمع کی اس نوع کی صفات کو مفرد بنایا تو واحد کی صفت کو بھی مفرد لاتے اگرچہ پہلے کا معنی جملے کا ہے۔

(استبرق) میں دو قرائتیں ہیں (ا) رفع (ثیاب) پر عطف کرتے ہوئے (۲) جر (سندس) پر عطف کرتے ہوئے۔ غور کا مقام ہے اللہ تعالیٰ نے کیسے جنتیوں کے باطن کو پاکیزہ شراب سے اور ہاتھوں کو کنگنوں سے اور ان کے بدنوں کو ریشمی کپڑوں سے مزین فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ان اللہ یدخل الذین آمنوا وعملوا الصالحات جنات تجری من تحتھا الأنھار یحلون فیھا من اساور من ذھب ولؤلؤا، ولباسھم فیھا حریر. (سورۃ الحج ۲۳) بیشک اللہ داخل کرے گا ان کو جو یقین لائے اور کیں بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں گہنا پہنائیں گے ان کو وہاں کنگن سونے کے اور موتی اور ان کی پوشاک ہے وہاں ریشم کی۔

(لولوا) کے نصب اور جر میں اختلاف کیا گیا ہے۔ جو نصب دیتے ہیں۔ اس کی دو وجوہ ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے قول (من اساور) کے موضع پر اس کا عطف ہے۔
(۲) یہ فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے جس پر پہلا فعل دلالت کرتا ہے۔ یعنی (ویحلاون لولوا) اور جو لوگ جر کے قائل ہیں تو انہوں (من ذھب) پر اس کا عطف کیا ہے۔ پھر اس میں دو باتوں کا احتمال ہے۔ (۱) ایک یہ کہ جنتیوں کے کچھ کنگن سونے کے ہوں گے اور کچھ موتیوں کے (۲) دوسری یہ کہ وہ کنگن سونے اور موتیوں دونوں سے مرکب ہوں یعنی سونے میں ہیرے موتی جڑے ہوئے ہوں گے "واللہ اعلم بما اراد" کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت قائم ہونے تک ایک فرشتہ جنتیوں کے زیورات بنانے پر مقرر کیا ہے اگر جنتیوں کے زیورات میں سے صرف ایک کنگن کو ظاہر کیا جائے تو سورج کی روشنی ختم ہو جائے گی فرمایا کہ اس کے بعد جنتیوں کے زیورات کے متعلق مت پوچھو۔ حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جنت میں زیورات عورتوں کی بہ نسبت مردوں کے ساتھ زیادہ خوبصورت لگیں گے۔
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر ایک جنتی شخص دنیا میں جھانک لے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو اس طرح ختم کر دے جیسے سورج ستاروں کی روشنی ختم کر دیتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیان کے دوران جنتیوں کے زیورات کا ذکر کیا تو فرمایا کہ جنتی لوگ سونے اور چاندی کے کنگن پہنے ہوں گے جو جواہرات سے مرصع ومزین ہوں گے اور ان کے سروں پر ایسے تاج ہوں گے جس میں لگاتار یاقوت اور ہیرے جڑے ہوئے ہوں گے اور ان کے سروں پر بادشاہوں جیسے تاج ہوں گے۔ نوجوان ہوں گے ان کے جسم پر بال نہیں ہوں گے آنکھیں سرگیں ہوں گی۔
ابو حازم روایت فرماتے ہیں کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھا وہ نماز کے لئے وضو کر رہے تھے تو اپنے ہاتھ کو دھوتے تھے لمبا کر کے۔ یہاں تک کہ بغل تک دھویا۔ میں نے عرض کیا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ کیسا وضو ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے فروخ کی اولاد (فروخ ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام ہے جس کی اولاد میں عجم کے لوگ ہیں ابو حازم بھی عجمی تھے) تم یہاں

موجود ہو اگر میں جانتا کہ تم یہاں موجود ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا نے اپنے دوست (یعنی رسول اللہ ﷺ) سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت کے دن مومن کو وہاں تک زیور پہنایا جائے گا جہاں تک اس کا وضو پہنچتا ہو۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو بازو کو بھی دھونا مستحب قرار دیتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ مستحب نہیں ہے۔ وہ اہل مدینہ کا قول ہے۔ امام احمد ؒ سے اس بارے میں دو روایتیں ہیں۔ مذکورہ حدیث لمبا کر کے دھونے پر دلالت نہیں کرتی۔ اس لئے کہ زیورات کی زینت کلائی میں ہوتی ہے بازو اور کندھوں میں نہیں ہوتی اور حدیث کا یہ حصہ (فمن استطاع منکم ان یطیل غرتہ فلیفعل) جو شخص اپنی چمک کو لمبا کرنے کی استطاعت رکھے تو ایسا کرلے)۔ اس حدیث میں یہ زیادتی ابو ہریرہ ؓ کے کلام سے مدرج ہے۔ یہ نبی ﷺ کا قول نہیں۔ اس بات کو حفاظ میں سے ایک نے بیان نہیں کیا (یعنی بہت ساروں نے بیان کیا ہے) مسند امام احمد میں اس حدیث کے بارے میں نعیم فرماتے ہیں کہ یہ (من استطاع منکم ان یطیل غرتہ فلیفعل) نبی کریم ﷺ کا کلام مبارک ہے یا ابو ہریرہ ؓ نے اپنی طرف سے کچھ کہا ہے۔ ایک شیخ فرمایا کرتے تھے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا کلام ہو۔ کیونکہ غرہ (چمک) ہاتھ میں نہیں ہوتی بلکہ چہرے میں ہوتی ہے۔ جب چہرہ سر میں داخل ہے تو اس اطالتہ ممکن نہیں۔ لہٰذا اس کو غرۃ نہیں کہا جا سکتا صحیح مسلم میں ابو ہریرۃ ؓ کی روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص جنت میں داخل ہو گا تو وہ نعمت ہی نعمت میں رہے گا۔ کبھی خستہ حال نہیں ہو گا نہ اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ اس کی جوانی فنا ہوگی اور جنت میں وہ کچھ نعمتیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ "جنتیوں کے کپڑے بوسیدہ نہ ہوں گے" ظاہر یہ ہے کہ اس سے معین کپڑے مراد ہیں جس کو بوسیدگی لاحق نہیں ہوگی اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس سے مراد جنس ہو۔ یعنی ان کے کپڑے ہمیشہ نئے رہیں گے۔ جیسا کہ جنس کھانے کی چیز کھانے سے ختم نہیں ہو گی بلکہ کھانے کے بعد فوراً اس جگہ دوسری آجائے گی۔ واللہ اعلم۔

عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ حرم کا ایک اعرابی آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول

اللہ مجھے ہجرت کے بارے میں بتلا دیجئے آیا آپ جہاں بھی ہوں آپ ہی کی طرف ہجرت ہوگی یا کسی خاص قوم کی طرف؟ یا کسی معلوم زمین کی طرف کہ جب میں مرجاؤں تو وہ ختم ہو جائے۔ تین مرتبہ اس نے یہ سوال کیا اور پھر بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تھوڑی دیر سکوت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا سائل کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہ موجود ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا ہجرت یہ ہے کہ آپ فواحش (ناشائستہ کاموں) کو چھوڑ دیں جو اس سے ظاہر ہے اور باطن اور یہ کہ آپ نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔ پھر آپ مہاجر ہے اگرچہ آپ کا انتقال حضر میں ہو جائے۔ پھر ایک دوسرے شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایئے اہل جنت کے کپڑے کس قسم کے ہوں گے۔ کیا (بنے بنائے) پیدا شدہ ہوں گے یا بنے ہوئے ہوں گے جن کو بنا کر تیار کیا گیا ہو گا۔ یہ بات سن کر ایک شخص کو ہنسی آگئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایک ناواقف جب کسی جاننے والے سے پوچھتا ہے تو تم لوگ ہنستے ہو پھر ایک سکوت فرمانے کے بعد فرمایا۔ جنتیوں کے کپڑوں کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟ عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہ موجود ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ نہیں بلکہ جنت کے پھلوں سے ان کے پھٹنے پر (تیار شدہ) برآمد ہوں گے۔ اس طرح تین بار ارشاد فرمایا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند روشن ہوں گے اور دوسری جماعت کے چہرے آسمان میں ایک خوبصورت اور چمکدار ستارے کے رنگ پر ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے حوروں میں سے دو بیویاں ہوں گی بڑی آنکھوں والی ہر بیوی ستر جوڑے پہنی ہوگی (ان کے حسن کا یہ عالم ہوگا) کہ اس کی پنڈلی کی ہڈی کا گودا اس کے گوشت اور جوڑوں کے اندر سے دکھائی دے گا۔ جیسا کہ سرخ شراب سفید شیشے میں دکھائی دیتی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا اور اس جیسے اور سے بہتر ہے اور جنت میں ایک کمان کے برابر جگہ دنیا اور اس جیسے اور سے بہتر ہے اور جنتی عورت کا نصیف دنیا اور اس کے مثل سے بہتر ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عرض کیا یا رسول اللہ نصیف کیا ہے؟ فرمایا دوپٹہ۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنتی کروٹ بدلنے سے پہلے ستر سال تکیہ لگائے ہوئے گا پھر اس کے پاس ایک عورت آئے گی اور اس کے کندھے پر ہاتھ مارے گی تو اس کو اپنا چہرہ اس کے رخسار میں دکھاوے گا جو آئینہ سے زیادہ شفاف ہو گا اس کے ایک ادنی موتی سے مشرق اور مغرب کا درمیان روشن ہو جائے گا وہ عورت اس کو سلام کہے گی وہ جو سلام کا جواب دے گا۔ اس سے پوچھے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گی میں اس مزید انعام سے ہوں جس کا وعدہ اللہ نے کیا ہے اس پر ستر لباس ہوں گے وہ اس میں اپنی نظر دوڑائے گا۔ یہاں تک کہ پنڈلی کا گودا اس کے اندر سے دکھائی دے گا۔ اس پر تاج ہو گا جس کا ادنیٰ موتی مشرق اور مغرب کے درمیان روشنی کر دے گا۔

ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا تم میں سے جو شخص بھی جنت میں داخل ہو گا تو اس کو طوبیٰ (درخت) کی طرف لیجایا جائے گا وہ تو اپنے شگوفوں کو اس کے لئے کھول دے گا تو یہ جس قسم کے لباس کو سفید چاہے سرخ چاہے سبز چاہے زرد رنگ چاہے یا کالا رنگ لے لیگا۔

خالد زمیل نے اپنے والد سے سنا انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ جنتیوں کا لباس کس چیز کا ہو گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کے پھل انار کی طرح ہیں۔ جب اللہ کا ولی (یعنی جنتی) لباس پہننے کا ارادہ کرے گا تو وہ اس کی طرف اپنی ٹہنی جھکا دے گا اور ستر رنگوں کے مختلف جوڑے ان کو ہدیہ کر دے گا اور پھر بند ہو کر پہلی حالت پر لوٹ جائے گا اور گل لالہ سے بھی زیادہ باریک اور خوبصورت ہو گا۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اس شخص کے لئے خوشخبری (طوبیٰ) ہو جس نے آپ کی زیارت کی اور آپ ﷺ پر ایمان لایا یہ سن کر آپ نے فرمایا اس شخص کے لئے تو خوشی کی بات ہے جو مجھے دیکھ کر مجھ پر ایمان لائے۔ لیکن خوشخبری ہو پھر خوشخبری ہو اور پھر خوشخبری ہو اس شخص کے لئے جو مجھ پر ایمان لایا اور مجھے دیکھا تک نہیں۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ طوبیٰ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں سو سال کی مسافت کا ایک درخت ہے جنتیوں کے کپڑے اس کے شگوفوں سے نکلتے ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت میں مومن کا گھر موتیوں کا ہو گا جس میں ایسا درخت ہے جو جوڑوں کو اگاتا ہے آدمی اپنی انگلیوں سے (اس دوران ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا) ستر جوڑے اٹھائے گا جو موتیوں اور مرجان سے بھرے ہوئے ہوں گے۔

کعب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر جنتیوں کے کپڑے دنیا میں پہنے جائیں تو جو اس کی طرف دیکھے گا تو بے ہوش ہو جائے گا اور اس کی آنکھیں اس کو دیکھنے کی تاب نہ لا سکیں گیں۔ عبداللہ بن مبارک علیہ السلام ابی بن کعب یا کسی اور سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جنتی بیویوں میں سے ایک بیوی کے ستر جوڑے ایسے ہوں گے جو تمہارے اس گل لالہ سے بھی زیادہ باریک ہوں گے اور اس کی پنڈلی کا گودا اس کے اندر سے دکھائی دے گا۔

صحیحین میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اکیدر دومتہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشم کا جبہ ہدیئے میں پیش کیا۔ لوگوں نے اس کی خوبصورتی سے تعجب لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سعد رضی اللہ عنہ کے رومال جنت میں اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہوں گے اور اسی طرح صحیحین میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی کپڑا ہدیہ کیا گیا۔ لوگ اس کی نرمی سے تعجب کرنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس سے تعجب کرتے ہو؟ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے زیادہ خوبصورت ہوں گے۔ یہاں پر خصوصیت سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ذکر کرنے کی وجہ مخفی نہیں۔ اس لئے کہ انصار میں ان کا وہ مرتبہ تھا جو مہاجرین میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا تھا۔ اس موت سے عرش ہلنے لگا تھا۔ وہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شہادت پر ان کا خاتمہ نصیب فرمایا۔ اس نے اپنی قوم قبیلے اور خلفاء کی رضاء پر اللہ اور اس کے رسول کو ترجیح دی تھی اور اس فیصلے کی موافقت کی جو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی موت کی خبر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پہنچائی تھی تو وہ مستحق ہیں کہ جنت میں ایسے رومالوں سے ہاتھ صاف کریں جو بادشاہوں کے جوڑوں سے زیادہ خوبصورت ہوں۔

فصل

جنتیوں کے جملہ لباس میں سے انکے سروں پر تاج بھی ہوں گے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا (یعنی سیکھا) پھر رات دن اس میں مشغول رہا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا۔ تو اللہ تعالیٰ قرآن کو اس کے گوشت اور خون میں رچا بسا دے گا اور اس کو لکھنے والے نیک بزرگ فرشتوں کا) رفیق بنا دے گا اور جب قیامت کا دن ہو گا تو قرآن اس کے لئے حجت ہو گا اور عرض کرے گا اے پروردگار دنیا میں ہر کام کرنے والا آدمی اپنے کام میں مشغول تھا۔ مگر فلاں شخص رات دن میرے اندر مشغول تھا اور میرے حلال کو سمجھا تھا اور حرام کو حرام اے پروردگار اس کو عطا فرما چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو بادشاہوں کا تاج اور عزت کا لباس پہنائے گا اور پھر اس سے فرمائیں گے کیا تو راضی ہے؟ وہ عرض کرے گا اے پروردگار مجھے اس سے افضل کی رغبت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے ملک ( ) دیں گے اور بائیں ہاتھ سے جنت میں ہمیشگی دیں گے اور پھر اس سے فرمائیں گے کیا تو راضی ہے؟ وہ عرض کرے گا جی ہاں اے پروردگار۔ ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ سورۃ البقرہ سیکھا کرو اس لئے کہ اس پر عمل کرنا برکت ہے اور اس کو چھوڑنا حسرت ہے۔ اور باطل لوگ اس پر عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک گھڑی سکوت فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا سورۃ بقرۃ اور سورۃ ال عمران سیکھا کرو اس لئے کہ دونوں چمکنے والی ہیں اور بیشک یہ دونوں قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے پر سایہ کریں گی۔ گویا کہ یہ دونوں قیامت کے دن بادل ہوں گیں یا دونوں سایہ کرنے والی چیزیں یا پرندوں کی صف باندھی ہوئی دو ٹکڑیاں ہیں۔ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔ قرآن صاحب قرآن سے جب وہ قبر سے نکلے گا دبلے پتلے آدمی کی صورت میں ملاقات کرے گا اور اس سے کہے گا۔ کیا تو مجھے جانتا ہے؟ صاحب قرآن کہے گا میں آپ کو نہیں جانتا۔ قرآن کہے گا۔ میں وہ ہوں جس نے آپ کو گرمیوں میں پیاسا رکھا اور رات کو بیدار رکھا اور ہر تاجر اپنی تجارت کے

بھروسہ پر ہوتا ہے آج آپ اپنی تجارت کے بھروسہ پر ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دائیں ہاتھ سے بادشاہی اور بائیں ہاتھ سے ہمیشگی عطا فرمائیں گے اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا اور اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ پوری دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی وہ عرض کریں گے کس عمل کے بدلے یہ ہمیں پہنایا گیا ان سے کہا جائے گا کہ تمہارے بیٹے کی کتاب اللہ حاصل کرنے کی وجہ سے پھر صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجوں اور بالا خانوں پر چڑھتا جا۔ چنانچہ چڑھتے وقت قرآن پڑھتا رہے گا۔ خواہ حدر سے پڑھے یا ترتیل سے۔

حدیث میں (بطلتہ) (باطل لوگوں سے) مراد جادوگر ہیں۔ اور (الغیابتہ) وہ چیز جو انسان پر اوپر سے سایہ کرے۔

ابو سعید خدری ﷺ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد (**جنت عدن یدخلونہا یحلون فیہا من اساور من ذھب ولولوا**) تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کے سروں پر ایسے تاج ہوں گے جس کا ادنیٰ موتی مشرق اور مغرب کا درمیان روشن کر دے۔

فصل ! فرشوں کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

متکئین علیٰ فرش بطائنھا من استبرق (سورۃ الرحمٰن ۵۴) تکیہ لگائے بیٹھے بچھونوں پر جن کے استر موٹے ریشم کے ہیں۔

اور ارشاد ہے (وفرش مرفوعۃ) اونچے اونچے فرش ہوں گے‘

یہاں اللہ تعالیٰ نے فرشوں کے متعلق بیان کیا ان کے استر دبیز ریشم (موٹے ریشم) کے ہوں گے۔ اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ ان کا ظاہر ان کے استروں سے اعلیٰ اور خوبصورت ہوگا۔ اس لئے کہ استر زمین کے لئے ہوتا ہے اور ظاہر‘ جمال اور زینت استعمال کے لئے ہوتا ہے۔ سفیان ثوری عبداللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "بطائنھا من استبرق" کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں انہوں

نے فرمایا کہ اس میں تو تمہیں استروں کی خبر دی گئی ہے۔ ظاہر کیا ہی (خوبصورت) ہو گا؟
(۲) دوسری بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ وہ فرش اونچے ہوں گے۔
ان کے ظاہر اور باطن کے درمیان بھرائی اور موٹائی ہوگی۔ اس کی بلندی اور ارتفاع میں جو آثار مروی ہیں۔ اگر وہ محفوظ ہوں تو اس سے مراد جگہ کی اونچائی اور بلندی ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد (وفرش مرفوعۃ) کی تفسیر میں ابوسعید خدری ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس کی بلندی اتنی ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان مسافت ہے۔ اور آسمانوں اور زمین کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ (قال الترمذی حدیث غریب لانعرفہ الامن حدیث رشید بن سعد) ایک قول کے مطابق اس کا معنی یہ ہے کہ مذکورہ بلندی درجات کے بارے میں ہے جن پر یہ فرش ہوں گے ایک دوسری حدیث میں (وفرش مرفوعۃ) کے متعلق ابوسعید خدری ﷺ نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا دو فرشوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو گا جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ یہ حدیث پہلی حدیث کے محفوظ ہونے کی دلیل ہے۔ واللہ اعلم۔

عبداللہ بن شخیر کعب ﷺ سے اللہ عزوجل کے ارشاد (وفرش مرفوعۃ) میں نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا۔ ان کی بلندی چالیس سال کی مسافت کے برابر ہوگی۔ ابوامامۃ ﷺ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سے (الفرش المرفوعۃ) کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر ایک فرش کو اوپر سے پھینک دیا جائے تو وہ اپنے قرار گاہ تک پہنچنے میں سو سال گرتا رہے۔

معاذ بن ہشام فرماتے ہیں (وفرش مرفوعۃ) میں ابوامامۃ ﷺ کی ایک روایت مجھے ملی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر اس کے اوپر والے حصے کو گرا دیا جائے تو چالیس سال میں نیچے تک نہ پہنچے۔

فصل: تکیوں اور بچھونوں کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

متکئین علی رفرف خضر وعبقری حسان — تکیہ لگائے بیٹھے سبز مسندوں پر اور قیمتی نفیس بچھونے پر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فیها سرر مرفوعة واکواب موضوعة ونمارق مصفوفة وزرابی مبثوثة — اس میں تخت ہیں اونچے بچھے ہوئے اور آبخورے سامنے چنے ہوئے اور غالیچے برابر بچھے ہوئے اور مخمل کے نہالچے جگہ جگہ پھیلے ہوئے۔

سعید بن جبیر ﷺ فرماتے ہیں کہ (رفرف) سے مراد جنت کا باغ ہے اور (عبقری) سے مراد نہالچوں کی عمدگی ہے۔ متکئین علی رفرف خضر وعبقری حسان) کے تفسیر میں حسن ﷺ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد بچھونے ہی ہیں اور فرمایا کہ اہل مدینہ کے ہاں بھی اس سے مراد بچھونے ہیں۔ (نمارق) کے بارے میں واحدی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد بناء بر قول جمع (وسائد) متکئین ہیں۔ اس کا واحد (نمرقہ) بضم النون ہے۔

اذا ما بساط اللهو مد وقربت — للذاته انماطه ونمارقه

کلبی ﷺ فرماتے ہیں اس سے مراد آمنے سامنے بچھے ہوئے تکئے ہیں۔

مقاتل ﷺ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ تکئے ہیں جو فرش پر بچھے ہوئے ہوں۔

"زرابی" کا معنی فرش ہے' اس کا واحد جمع اہل لغت کے قول کے مطابق "زربیتہ" ہے۔ (مبثوثتہ) بمعنی بچھے ہوئے پھیلائے ہوئے ہے۔

فصل :

"رفرف" کے متعلق لیث ﷺ فرماتے ہیں کہ سبز رنگ کے کپڑوں کی ایک قسم ہے جو بچھائے جاتے ہیں واحد (رفرفتہ) ہے۔ ابوعبیدۃ فرماتے ہیں۔ رفارف کے معنی بچھونے ہیں۔ ابن مقبل کا شعر ہے۔

وانا لنزالون تغشی نعالنا — سواقط من اصناف ریط ورفرف

ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ "رفرف" سے مراد (ریاض الجنۃ) ہے۔ دوسرے لوگ کہتے ہیں (رفرف) تکیئے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ فرش کو سیدھا رکھنے والے زائد کپڑے۔ مبرد علیہ فرماتے ہیں کہ وہ زائد کپڑے جو فرشوں میں بادشاہوں کے لئے بنائے جاتے ہیں واحدی علیہ فرماتے ہیں کہ یہ توجیہ گویا کہ قریب ہے۔ اس لئے کہ عرب پرانے کپڑے کے ٹکڑے اور وہ ٹکڑا جو کپڑے کے نیچے سیا جاتا ہے کو "رفرف" کہتے ہیں۔ اور نبی ﷺ کے وفات کی حدیث بھی اسی سے ہے۔ (فرفع الرفرف فراینا وجھہ کانہ ورقۃ) (رفرف کو اٹھایا گیا تو ہم نے اس کا چہرہ دیکھا گویا کہ وہ چاندی کا ٹکڑا تھا) ابن الاعرابی علیہ کہتے ہیں کہ رفرف سے مراد یہاں بچھونے کا کونہ ہے۔ تو سیدھا رکھنے والا رکاوٹ جو قالین چٹائی وغیرہ کے نیچے ہوتی ہے اس کو رفرف کہا جانے لگا۔

میں کہتا ہوں' اس کلمے کا اصل معنی طرف اور کونہ ہے اور اسی سے ہے (رفرف فی الحائط) اور اسی سے ہے (رفرف) کپڑے کا ٹکڑا زرے کے اطراف اس کا واحد (رفرفۃ) ہے اور اسی سے ہے (رفرف الطیر) جب وہ کسی چیز کے گرد اس پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے پروں کو حرکت دے' اور (رفرف) کے معنی سبز رنگ کے وہ کپڑے بھی ہیں جس سے بچھونے کو سیدھا رکھنے کے لئے رکاوٹیں بنائی جاتی ہیں۔ واحد (رفرقہ) ہے۔ ہر بچھے ہوئے زائد چیز کو رفرف کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔

لقد رای من ایات ربہ الکبری (سورۃ النجم ۱۷) بیشک دیکھے اس نے اپنے رب کے بڑے نمونے۔

اس کے بارے میں عبداللہ بن مسعود کی حدیث ہے۔ (رای رفرفا خضر سد الافق)

فصل

"عبقری" کے متعلق ابو عبیدہ فرماتے ہیں بچھانے کی ہر چیز عبقری ہے۔ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے ہاں اس سے مراد وہ زمین ہے جس میں نباتات لگائے جائیں۔ لیث علیہ فرماتے ہیں "عبقر" وہ دیہاتی جگہ جس میں جن زیادہ ہوں کہا جاتا ہے (کانھم جن عبقر) ابو عبیدہ علیہ نبی

ﷺ کی حدیث میں فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا (فلم ار عبقریا یفری فریتہ) اس کا اصل یہ ہے جیسے کہ کہا جاتا ہے (انہ لسنسب الی عبقر) یہ اس زمین کو کہتے ہیں جس میں جن زیادہ ہوتے تھے اب یہ بلندی کی طرف ہر منسوب چیز کی مثال بن گئی ہے۔ زہیر کا شعر ہے۔

نخال علیہا جنتہ عبقریتہ　　　جدیرون آن ینالوا فیستعلوا

ابوالحسن واحدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عبقری کے بارے میں یہی قول صحیح ہے۔ کیونکہ عرب جب کسی چیز کی تعریف میں مبالغہ کرتے تو اس کی نسبت جنات کی طرف کرتے یا ان سے تشبیہ دیتے۔

لبید شاعر کا شعر ہے۔

جن البند رواسیا اقدامہا

دوسرا شاعر ایک عورت کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے۔

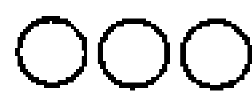
جنیتہ ولہا جن یعلمہا　　　رمی القلوب بقوس مالہا وتر

یہ اس لئے کہ عرب جنوں میں ہر عمدہ اور عجیب صفت کے موجود ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے کہ جن ہر عجیب کام کر سکتے ہیں۔ چونکہ وہاں جن باشندوں میں عبقر جن مشہور تھا اس لئے ہر چیز کے مبالغہ میں اس کی طرف نسبت کی گئی۔ ان کی مراد یہ ہوتی تھی کہ یہ کارنامہ جنوں کا عمل اور کارکردگی ہے: یہ اس کی اصل ہے۔ اس کے بعد عبقری ہر اس چیز کا نام اور صفت بنا جس کی تعریف میں مبالغہ کیا گیا ہو۔ ہمارے اس ذکر شدہ توجیہ کے شاہد زہیر کا شعر ہے جس میں اس نے جنوں کی طرف عبقری نسبت کی ہے۔ پھر یہ کہ ہم نے بہت چیزیں دیکھی جن کی نسبت عبقر کی طرف کی گئی ہے نہ کہ کپڑوں اور بچھونوں کی طرف جیسے عمر کی صفت میں عبقری آیا ہے' سلمتہ نے فراء سے نقل کیا ہے کہ (لعبقوری) مردوں میں سردار کو کہتے ہیں یعنی حیوانات میں سے فخر کرنے والا اگر عبقر اگنے کے ساتھ مخصوص ہوتا تو اس جگہ کی طرف اس کی نسبت نہ ہوتی جس میں نباتات کا اگنا نہ ہو۔ بلکہ اس کی طرف تو عجیب طرز سے بنائے ہوئے بچھونے کی نسبت کی گئی ہے۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ جس طرح اس کی نسبت ہر اس چیز کی طرف کی جاتی ہے۔ جس کی تعریف میں مبالغہ کیا جائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما عبقری سے مراد فرش لیتے ہیں۔

کلبی علیہ الرحمۃ کے ہاں اس سے مراد مطلق بچھونا ہے۔ قتادہ کے ہاں عمدہ نہالچے ہیں۔ مجاہد علیہ الرحمۃ کے ہاں موٹا ریشم ہے۔ (عبقری) جمع ہے اس واحد کا (عبقریۃ) ہے اس لئے اس کی صفت جمع لائی گئی ہے۔

غور فرمائے اللہ تعالیٰ نے کیسے نقشہ کھینچا ہے۔ کہ جنت کے فرش اونچے ہوں گے تکئے فرشوں پر ہوں گے۔ فرش کی بلندی اس کی نرمی پر دلالت کرتی ہے' تکیوں کا پھیلنا اس کی کثرت پر دلالت کرتا ہے یعنی وہ ہر جگہ ہوں گے صدر مجلس کے ساتھ خاص نہیں ہوں گے۔ صرف پیچھے نہیں ہوں گے۔ تکیوں کا یہ وصف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ہر وقت ہمیشہ ٹیک لگانے کے لئے تیار ہوں گے ایک وقت میں ظاہر اور دوسرے وقت میں چھپائے ہوئے نہیں ہوں گے۔ واللہ اعلم



اکیاونواں باب

"اہل جنت کے خیموں، مسہریوں اور تختوں کا بیان"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

حور مقصورات فی الخیام (سورۃ الرحمٰن ۷۲) حوریں ہیں رکی رہنے والیاں خیموں میں۔

صحیحین (بخاری و مسلم) میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مومن کو جنت میں ایک خیمہ ملے گا جو ایک ہی خولدار موتی کا ہوگا اور اس کی لمبائی ساٹھ میل تک ہوگی اس میں مومن کی بیویاں ہوں گی اور وہ ان پر گھوما کرے گا لیکن ایک دوسرے کو نہیں دیکھیں گے (اس لئے کہ جگہ بہت کشادہ ہوگی)

اور دوسرے الفاظ میں روایت یوں ہے کہ جنت میں ایک خولدار موتی کا خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس کے ہر کونے میں لوگ ہوں گے جو دوسرے کونے والوں کو نہ دیکھتے ہوں گے۔ مومن ان پر دورہ کرے گا۔ (کیونکہ وہ لوگ مومن کے گھر والے ہوں گے)

اور ایک روایت میں اس طرح کے الفاظ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا خیمہ ایک موتی کا ہوگا۔ جس کا لمباؤا چان میں بھی ساٹھ میل کا ہوگا۔ اس کے ہر کونے میں مومن کی بی بیاں ہوں گی جن کو دوسرے لوگ نہ دیکھ سکیں گے (یعنی ایک محل کے لوگ دوسرے محل کے لوگوں کو بوجہ وسعت اور دوری کے نہ دیکھ سکیں گے)۔

صرف بخاری میں اس طرح کے الفاظ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اس خیمے کی لمبائی تیس میل ہوگی" یہ خیمے بالاخانوں اور محلات کے علاوہ ہوں گے۔ یعنی باغوں اور نہروں کے کناروں پر بنے ہوئے خیمے ہوں گے۔ ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خاص انداز سے

حوروں کو پیدا کریں گے جب ان کی خلقت تمام ہوگی تو فرشتے ان کے لئے خیمے نصب کر دیں گے۔

اور بعضوں نے کہا کہ چونکہ وہ عورتیں باکرہ ہوں گی اور باکرہ کی عادت یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر سے ملنے تک پردے میں رہتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ حوروں کو پیدا کر کے ان کو خیموں کے پردے میں رکھیں گے یہاں تک کہ ان کو ان کے دوستوں کے ساتھ جنت میں جمع فرما دیں۔

ابن ابی الدنیا علیہ فرماتے ہیں کہ جنت میں ہر مسلمان کے لئے ایک عمدہ (بہت خیر والی) عورت ہوگی۔ اور ہر عورت کے لئے ایک خیمہ ہو گا اور ہر خیمے کے چار دروازے ہوں گے جس میں ہر دن ہر دروازے سے ایک ایسا ہدیہ اور تحفہ پیش کیا جائے گا جو اس سے پہلے نہیں ہو گا اور وہ عورتیں نہ فخر کرنے والیاں ہوں گی اور نہ بھڑکنے والی ہوں گی اور نہ ان کے منہ سے بدبو آئے گا اور نہ وہ نافرمان ہوں گی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد (وحور مقصورات فی الخیام) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وہ بیچ میں سوراخ کیا ہوا ایک خولدار موتی ہو گا۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ خیمہ ایک ہی موتی ہو گا جس کے ستر دروازے ہوں گے اور سب کے سب موتی کے بنے ہوئے ہوں گے۔

مجاہد علیہ (حور مقصورات فی الخیام) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حوریں موتیوں کے خیموں میں ہوں گی اور ایک خیمہ ایک ہی موتی کا بنا ہوا ہو گا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک خیمہ ایک ہی موتی کا بنا ہوا ہو گا جس کی لمبائی اور چوڑائی ایک ایک فرسخ ہوگی اور اس کے لئے سونے کے ستر دروازے ہوں گے ان پر ایسے پردے ہوں گے جس کی گولائی پچاس فرسخ ہوگی ہر دروازے سے ایک فرشتہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہدیہ لے کر داخل ہو گا۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا

والملائکۃ یدخلون علیھم من کل باب (سورۃ الرعد ۲۳)	اور فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے آئیں گے۔

مسہریوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

(۱) متکئین علی سرر مصفوفۃ وزوجناھم بحور عین. (سورۃ طور)

اور تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے تختوں پر برابر بچھے ہوئے قطار باندھ کر اور ہم بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح کریں گے۔

(۲) ثلۃ من الاولین وقلیل من الاخرین علی سرر موضونۃ متکئین علیھا متقابلین. (سورۃ الواقعۃ)

ایک جماعت پہلے لوگوں میں ہو گی اور تھوڑے سے پچھلوں میں سے بیٹھے ہیں جڑاؤ تختوں پر تکیہ لگائے ان پر ایک دوسرے کے سامنے

(۳) فیھا سرر مرفوعۃ (سورۃ الغاشیہ)

اس میں تخت ہیں اونچے بچھے ہوئے۔

پہلی بات اللہ تعالیٰ نے ان کی صفات میں یہ بیان فرمائی کہ وہ (مسہریاں اور تخت) آمنے سامنے ہوں گے۔ ایک دوسرے کے پیچھے بھی نہیں ہوں گے اور ایک دوسرے سے دور بھی نہیں ہوں گے۔ دوسری بات یہ کہ وہ جواہرات سے بنے ہوئے ہوں گے "وضن" کا لغوی معنی ہے ڈبل اور تہ بہ تہ بنا ہوا جیسے کہا جاتا ہے "وضن فلان الحجر والاجر بعضہ فوق بعض فھو موضون" (یعنی فلاں نے اینٹوں اور پتھروں کو تہ بہ تہ ایک دوسرے کے اوپر رکھ دیا)۔

لیث ﷺ فرماتے ہیں "وضن" ریشم یا اس جیسی دوسری چیزوں کے بننے کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے "درع موضونۃ" وہ ذرع جس کی بناوٹ قریب قریب ہو۔ ایک عربی شخص نے اپنی بیوی سے کہا "ضنی متاع البیت" (گھر کے سامان کو ایک دوسرے کے قریب کرو)

ابو عبیدہ فراء' مبرد اور ابن قتیبہ رحمھم اللہ فرماتے ہیں "موضونۃ" کا معنی ہے۔ ڈبل بناوٹ ایک دوسرے میں گھسے ہوئے جیسے زرے کی کڑیاں ایک دوسرے میں گھس ہوئی ہوتی ہیں۔ "وضین" بھی اسی سے ہے' جس کا معنی ہے وہ تسمہ جس کی بناوٹ ایک دوسرے میں داخل

ہو۔

شاعر کا شعر ہے۔

ومن نسیج داؤد موضونتہ تساق مع الحی عیرا فعورا

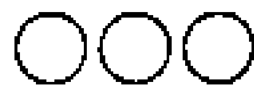
کہتے ہیں کہ "موضونتہ" کا معنی ہے وہ تخت جو سونے کی شاخوں سے بنا ہوا ور زبرجد 'یاقوت اور موتیوں سے بھرا ہوا ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں (موضونتہ) کا معنی ہے (مصفوفتہ) بچھے ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق خبر دی ہے وہ اونچے بھی ہوں گے۔

عطاء علیہ السلام ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ سونے کے تخت ہوں گے جس میں زبرجد موتیاں اور یاقوت جڑے ہوئے ہوں گے اتنے بڑے ہوں گے جتنا کہ مکہ اور رایلہ ( ) کے درمیان مسافت ہے۔ کلبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس تخت کی لمبائی اوچان میں سو ہاتھ ہوگی۔ جب آدمی اس پر بیٹھنے کا ارادہ کرے گا تو وہ جھکے گا یہاں تک کہ آدمی اس پر بیٹھ جائے چنانچہ جب آدمی اس پر بیٹھے گا تو وہ اپنے مکان کی طرف اونچا اور بلند ہو جائے گا۔

فصل :

(ارائک) "اریکتہ" کی جمع ہے: مجاہد علیہ السلام ابن عباس سے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ "اریکتہ" اس وقت تک نہیں بنتا جب تک وہ آراستہ کمرے میں نہ ہو۔ اگر پلنگ مزین کمرے میں نہ ہو تو وہ "اریکتہ" نہیں ہے اور اگر مزین کمرہ بغیر پلنگ کے ہو تو وہ بھی اریکتہ نہیں یعنی جب تک پلنگ مزین کمرے میں نہ ہو تو اس وقت تک اریکتہ نہیں ہو سکتا۔ جب دونوں جمع ہو جائیں تب اریکہ ہوتا ہے۔ مجاہد علیہ السلام فرماتے ہیں اریکتہ کا معنی ہے (الاسرۃ فی الحجال) یعنی خاندان کا مزین کمرے میں ہونا۔ لیث علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "اریکتہ" مزین کمرے کے پلنگ کو کہتے ہیں۔ یعنی مزین کمرہ اور پلنگ دونوں کا نام "اریکتہ" ہے جس کی جمع "ارائک" ہے۔ ابو اسحاق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "الارائک" مزین کمرے میں بچھے ہوئے فرشوں

کو کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہاں تین چیزیں ہیں۔ایک پلنگ دوسرا مزین پردہ جو اس کے اوپر لٹکایا جاتا ہے۔ تیسرا وہ بچھونا (فرش) جو پلنگ پر بچھایا جاتا ہے۔ جب تک یہ سب چیزیں جمع نہ ہوں اس وقت تک پلنگ کو "اریکتہ" نہیں کہا جا سکتا۔ صحاح میں ہے کہ "اریکتہ" کسی گھر یا گنبد میں مزین اور آراستہ کئے ہوئے پلنگ کو کہتے ہیں اور جب اس میں پلنگ نہ ہو تو وہ (مجلّہ) مزین کمرہ ہے جمع "ارائک" ہے۔اور حدیث میں ہے (خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل زر الحجلتہ) یعنی نبی کریم ﷺ کی مہر نبوت گھنڈی چھپرکٹ کی طرح (یا حجلہ) (یعنی چکور) کے انڈے کی طرح تھی۔



باونواں باب

اہل جنت کے خدام اور غلمان

یطوف علیھم ولدان مخلدون باکواب واباریق وکاس من معین (سورۃ الواقعہ ۱۷-۱۸)	لئے پھرتے ہیں ان کے پاس لڑکے سدا رہنے والے آبخورے اور کوزے اور پیالہ نتھری شراب کا۔
ویطوف علیھم ولدان مخلدون إذا رأیتھم حسبتھم لئولوأ منثورا (سورۃ الدھر ۱۹)	اور پھرتے ہیں ان کے پاس لڑکے سدا اپنے والے جب تو ان کو دیکھے تو خیال کرے کہ موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

ابو عبیدہ اور فراء رحمہما اللہ فرماتے ہیں "مخلدون" کا معنی یہ ہے کہ وہ نہ بوڑھے ہوں گے اور نہ ان میں کوئی تبدیلی آئے گی۔ اور فرمایا کہ عرب اس آدمی کو جو عمر رسیدہ تو ہو جائے لیکن اس کے بال پوری طرح سفید نہ ہوں کو کہتے ہیں "انہ لمخلد" جس کے بڑھاپے کی وجہ سے دانت نہ نکلتے ہوں اس کو بھی کہتے ہیں۔ "ھو مخلد" دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ "مخلدون" کا معنی ہے۔ "مقرطون مسورون" (یعنی ان کے کانوں میں بالیاں اور ہاتھوں میں کنگن ہوں گے) ابن عربی ﷺ نے اسی کو پسند کر کے فرمایا کہ "مخلدون" کا معنی ہے "مقرطون بالخلدۃ" (بالیاں اور کنگن پہنے ہوئے ہوں گے) اس کا جمع "خلد" آتا ہے۔ بمعنی بالی عمر؟ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں (خلد جاریتہ) جب اس کو بالیاں پہنائے۔ اور "وخلد" جب آدمی زیادہ عمر کا ہو جائے لیکن بوڑھا نہ لگتا ہو اور اسی طرح سعید بن جبیر ﷺ بھی "مخلدون" کا معنی (مقرطون) بالیاں پہنے ہوئے کرتے ہیں' مذکورہ حضرات نے اس پر دو دو دلیلیں پیش کی ہیں (ا) ایک یہ کہ خلود (ہمیشگی) تو ہر جنت میں داخل ہونے والے شخص کے

لئے ثابت ہے۔ یہاں پر یہ ضروری ہے کہ یہ ولدان ایسے خلود سے موصوف ہوں جوانی کے ساتھ مختص ہو چنانچہ یہ تخصیص بالیوں سے ہو گی۔

(۲) دوسری دلیل شاعر کا درج ذیل شعر ہے۔

مخلدات باللجین کانما اعجازھن روا کد الکثبان

پہلے والے حضرات کا کہنا ہے کہ خلد کا معنی بقاء ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "مخلدون" کا معنی یہ ہے کہ وہ غلمان مریں گے نہیں' اس بارے میں ترجمان القرآن کا قول جو کہ مجاہد کلبی اور مقاتل کا قول ہے کافی ہے یہ حضرات کہتے ہیں کہ جنت کے خادمین (غلمان) نہ عمر رسیدہ ہوں گے نہ بوڑھے ہوں گے اور نہ ان میں کسی قسم کی تبدیلی آئے گی۔ ایک جماعت نے ان دونوں قولوں کو جمع کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ وہ ایسے لڑکے ہوں گے جن پر بڑھاپا نہیں آئے گا اور ان کے کانوں میں بالیاں ہوں گی۔ لہٰذا جنہوں نے "مخلدون" کا معنی "مقرطون" سے کیا ہے ان کا یہی مطلب ہے۔ یعنی ولدان کا ہونا ان کے لئے لازمی امر ہے۔ پھر اللہ نے تعالیٰ ان کو بکھرے ہوئے موتیوں سے تشبیہ دی موتیوں کے ساتھ تشبیہ تو سفیدی اور خوبصورت ڈیل ڈول میں ہے اور ان کے بکھرے ہوئے ہونے میں دو فائدے ہیں۔ ایک تو بکھرا ہوا ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ وہ اہل جنت کی خدمت اور حوائج کے پورا کرنے میں مشغول ہوں گے۔ معطل اور فارغ نہیں ہوں گے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ موتی جب بکھرے ہوئے ہوں اور پھر خاص طور پر سونے یا ریشم کے بچھونے اور فرش پر تو بہت دلکش اور خوبصورت دکھائی دیتے ہیں بخلاف اس صورت کے کہ یہ ایک ہی جگہ جمع کئے گئے پڑے ہوں۔

پھر ان لڑکوں کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا لڑکے دنیا والے ہوں گے یا اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر ان کو جنت میں پیدا فرمایا ہو گا چنانچہ اس میں دو قول ہیں۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ان مسلمانوں کی اولاد میں ہوں گے جو اس حال میں مرے ہوں گے کہ جن کی نہ کوئی نیکی ہوگی اور نہ برائی تو وہ خود اور انکے بچے اہل جنت کے خدام ہوں گے کیونکہ جنت میں ولادت نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ولدان مخلدون" کی

تفسیر میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نہ نیکیاں ہوں گی اور نہ برائیاں جس پر ان کو عذاب دیا جائے اس وجہ سے ان کو اس کام پر رکھا جائے گا۔ اس قول کے قائلین میں بعض کا کہنا ہے کہ یہ مشرکین کے بچے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لئے خادم بنایا ہو گا۔ انہوں نے ذیل کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

عن انس رضی اللہ عنہ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال سالت ربی اللاهين من ذرية البشر أن يعذبهم فاعطانيهم فهم خدم اهل الجنة.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے غافل لوگوں کی اولاد کے عذاب کے متعلق دعا مانگی (یعنی ان کو عذاب نہ دیا جائے) پس مجھے ان کے بارے میں دیا گیا (یعنی میری دعا قبول کی گئی) کہ وہ اہل جنت کے خدام ہوں گے۔

ابن قتیبہ فرماتے ہیں "اللاھوت" لھوت عن الشی" سے ہے جب آپ کسی چیز سے غفلت برتے اور "لھوت" سے نہیں ہے۔ (جس کے معنی ہے کھیل اور بہلاوے کے آتے ہیں) پہلے قول والے حضرات یہ نہیں کہتے کہ یہ لڑکے جنت میں جنتیوں سے پیدا ہوئے ہوں گے بلکہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جنت میں ان کو ایسے خاص انداز سے پیدا فرمائیں گے جیسے حوروں کو پیدا کیا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ باقی رہا دنیا کے لڑکوں کا مسئلہ تو وہ لوگ قیامت کے دن تینتیس سال کے ہو جائیں گے۔ جیسا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنتیوں میں سے جو مرے چھوٹا ہو یا بڑا جنت میں تینتیس سال کی عمر میں لوٹایا جائے گا اس سے اوپر ان کی عمر کبھی زیادہ نہیں ہوگی اور یہی حال جہنمیوں کا ہو گا۔

صحیح بات یہ ہے کہ یہ لڑکے حوروں کی طرح جنت ہی میں پیدا کئے گئے ہوں گے اہل جنت کے خدام اور غلمان ہوں گے جیسے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

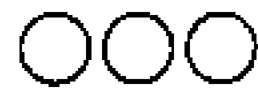
اور پھرتے ہیں ان کے پاس چھوکرے ان کے گویا وہ موتی ہیں غلاف کے اندر۔

چنانچہ یہ جنتیوں کی اولاد کے علاوہ ہوں گے۔البتہ اللہ تعالیٰ کی یہ بڑی مہربانی ہوگی کہ جنتیوں کے لڑکوں کو ان کے ساتھ مخدومین بنادیں گے جنتیوں کے لڑکوں کو ان کے لئے خدام نہیں بنایا جائے گا۔اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزر چکا ہے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

أنا اول الناس حزوجاً اذا بعثوا (وغیرہ) ویطوف علی ألف خادم کانهم لولو مکنون.

میں تمام لوگوں میں پہلا شخص ہوں گا نکلنے میں جب لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائے گا (آگے حدیث میں ہے) کہ چھپے ہوئے موتیوں کی طرح ایک ہزار خدام میرے گرد (خدمت کے لئے) چکر لگائیں گے۔

"مکنون" کا معنی ہے چھپا ہوا جو لوگوں کے ہاتھوں میں استعمال سے محفوظ ہو۔جب آپ لفظ "ولدان" اور لفظ "یطوف علیہم" میں غور فرمائیں گے اور اس کے ارشاد (ویطوف علیہم غلمان لھم) سوچ لیں گے اور پھر اس کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ابھی گزرنے والی حدیث سے ملالیں گے تو آپ سمجھ لیں گے کہ یہ "ولدان" ایسے لڑکے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ جنت میں جنتیوں کے لئے خاص انداز سے ان کی خدمت کے لئے پیدا فرمائیں گے۔ واللہ اعلم۔



ترپنواں باب

اہل جنت کی بیویوں کی اقسام اور اوصاف اور ان کا وہ ظاہری اور باطنی حسن وجمال جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وبشر الذین أمنوا وعملوا الصالحات أن لهم جنت تجری من تحتها الانهر كلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا هذا الذی رزقنا من قبل وأتوا به متشابهاً ولهم فيها أزواج مطهرة وهم فيها خالدون. (سورة البقرة ۲۵)

اور خوشخبری دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کے واسطے باغ ہیں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں جب ملے گا ان کو وہاں کا کوئی پھل کھانے کو تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ملا تھا' ہم کو اس سے پہلے اور دیئے جائیں گے ان کو پھل ایک صورت کی اور ان کے لئے وہاں عورتیں ہوں گی پاکیزہ اور وہ وہیں ہمیشہ رہیں گے۔

بشارت دینے والی ذات کی عظمت' اور اسکے مرتبے اور صداقت میں غور فرمائیں کہ کتنی بڑی ذات ہیں اور جس ہستی کو یہ بشارت دے کر بھیجا وہ کتنی بڑی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بدنی نعمتوں کی بشارت باغوں نہروں اور پھلوں سے دی اور نفس کی نعمتوں کی بشارت پاکیزہ بیویوں سے دی اور دل کی نعمتوں اور آنکھوں کی ٹھنڈک کی بشارت نہ ختم ہونے والی اور ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی سے دی۔ "الازواج" "زوج" کی جمع ہے۔ میاں بیوی میں سے ہر ایک دوسرے کا زوج (جوڑا) ہے۔ یہی قریش کی فصیح ترین لغت ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا

۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "اسکن انت و زوجک الجنۃ" بعض عرب "زوجتہ" کہتے ہیں لیکن یہ نادر ہے "مطھرۃ" جس طرح واحد کی صفت آتی ہے تو اسی طرح جماعت کے قائم مقام ہو کر جمع تکثیر کی صفت بھی آتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "ومساکن طیبۃ" "وقری ظاہرۃ" وغیرہ اس طرح دوسرے عبارات "ومطہرۃ" کا معنی یہ ہے کہ وہ عورتیں حیض، نفاس، پیشاب، پاخانہ تھوک اور ان تمام گندگیوں سے (جو دنیا کی عورتوں میں ہوتی ہیں سے) پاک ہوں گی اور اسی طرح ان کا باطن بھی برے اخلاق اور صفات مذمومہ سے پاک ہو گا اور ان کی زبانیں بے ہودہ گوئی اور گالیوں سے پاک ہوں گی اور ان کی آنکھیں اپنے شوہر کے علاوہ غیر کی طرف دیکھنے سے پاک ہوں گی اور انکے کپڑے میل کچیل سے پاک ہوں گے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے (ولھم فیھا ازواج مطھرۃ) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ عورتیں حیض پاخانہ اور نجاست اور تھوک سے پاک ہوں گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی فرماتے ہیں کہ وہ حیض اور دوسری گندگیوں سے پاک ہوں گی۔ مجاہد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ عورتیں نہ پیشاب کریں گی اور نہ پاخانہ اور نہ ان سے مذی نکلے گی اور نہ منی اور نہ ان کو حیض آئے گا اور نہ وہ تھوکیں گی اور نہ وہ کھانسیں گی اور نہ بچے جنیں گی۔

قتادہ فرماتے ہیں کہ وہ گناہ اور حیض سے پاک ہوں گی اللہ تعالیٰ نے ان کو پیشاب، پاخانے، گندگی اور گناہ سے پاک کیا ہو گا۔ عبدالرحمٰن بن زید فرماتے ہیں، مطھرۃ، یعنی پاکیزہ عورتیں وہ ہیں جو حائضہ نہیں بنیں گی۔ اور دنیا کی عورتیں پاکیزہ نہیں ہیں اور کیا آپ ان کو نہیں دیکھتے کہ ان کو خون آتا ہے جس کی وجہ سے وہ نماز اور روزے کو چھوڑ دیتی ہیں اور فرماتے ہیں کہ حضرت حواء علیہا السلام بھی اسی طرح پاکیزہ پیدا کی گئی تھی لیکن جب سے اس نے اللہ کی نافرمانی کی تو اللہ نے فرمایا کہ میں نے تجھے پاکیزہ پیدا کیا تھا عنقریب میں تجھے خون والا بناؤں گا جیسا کہ یہ درخت (جس کے کھانے سے ان کو منع کیا گیا تھا) خون پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

بیشک ڈرنے والے گھر میں ہیں چین کے

ان المتقين في مقام امين في جنات وعيون يلبسون من سندس واستبرق متقابلين كذالك وزوجنا هم بحور عين يدعون فيها بكل فاكهة امنين. لايذوقون فيها الموت الا الموتة الاولى ووقاهم عذاب الجحيم.
(سورة الدخان ۵۱ - ۵۶)

باغوں میں اور چشموں میں پہنتے ہیں پوشاک ریشمی پتلی اور گاڑھی ایک دوسرے کے سامنے اسی طرح ہوگا اور بیاہ دیں ہم نے ان کو حوریں بڑی آنکھوں والیاں منگوائیں گے وہاں ہر میوہ دل جمعی سے نہ چکھیں گے وہاں موت کو مگر جو پہلے آچکی اور بچایا ان کو دوزخ کے عذاب سے۔

یعنی جنتیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے خوشگوار ٹھکانا اور ہر ناگوار چیز سے حصول امن کو جمع فرمایا۔ اور یہ کہ جنت پھلوں اور نہروں خوبصورت لباس اور کمال عشرت اور حوروں سے تلذذ اور امن کے ساتھ مضرت سے پاک تمام قسم کے میوؤں کی طلب پر مشتمل ہوگی۔ اور ان نعمتوں کا اختتام اس پر کیا کہ یہ لوگ جنت میں موت نہیں چکھیں گے۔

"حور" "حوراء" کی جمع ہے جو نوجوان حسین وجمیل سخت سیاہ آنکھوں والی عورت کو کہتے ہیں زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ حوراء وہ ہے جس کی طرف دیکھنے میں نگاہ بوجھ محسوس کرتا ہو اور "عین" سے مراد خوبصورت آنکھوں والیاں ہیں۔

مجاہد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حوراء اس کو کہتے ہیں جس کی طرف چہرے کی نرمی اور رنگ کی صفائی کے وجہ سے دیکھنے میں مشقت ہو۔ حسن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حورا وہ عورت ہوگی جس کی آنکھوں کی سیاہی سخت کالی اور سفیدی سخت سفید ہو۔ اس لفظ کے اشتقاق میں اختلاف ہے' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کلام عرب میں "حور" سفید کو کہتے ہیں۔ اور قتادہ نے بھی اسی طرح کہا ہے کہ حور کا معنی سفیدی ہے۔ مقاتل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حور کے معنی سفید چہرے کے ہیں۔ مجاہد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حور عین وہ ہیں جن کے کپڑوں کے اندر سے گودا ظاہر ہونے کی وجہ سے ان کی طرف دیکھنے میں مشقت ہو۔ اور دیکھنے والا نرمی اور رنگ کی صفائی کی وجہ سے ان کے جگر میں اپنا چہرہ ایسا دیکھے گا جیسے کہ شیشے میں دیکھتا ہے۔ یہ بات اتفاقی ہے اور لفظ حور "حیرۃ" سے مشتق نہیں ہے۔ حور کا اصل معنی سفیدی ہے۔

اور "تحویر" کا معنی "تبیض" (سفید کرنا) ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ حور سے ماخوذ ہے جو آنکھوں میں ہوتا ہے یعنی سخت سفیدی اور سخت سیاہی والی آنکھیں چنانچہ حور دو چیزوں (سخت سیاہی اور سخت سفیدی) کو متضمن ہے۔ صحاح میں ہے کہ حور آنکھ میں سخت سفیدی کا سخت سیاہی میں ہونے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں "امراۃ حوراء" ابو عمرو کہتے ہیں کہ حور کا معنی یہ ہے ہرنیوں اور بیلوں کی طرح پوری آنکھ کالی ہو جائے۔ اور بنی آدم میں کوئی حور نہیں ہے۔ اور "النساء حور العین" جو کہا جاتا ہے وہ اس لئے کہ وہ عورتیں بھی ہرنیوں اور گائے بیلوں سے مشابہت رکھتی ہیں۔ اصمعی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آنکھ میں حور کیا چیز ہے؟ میں کہتا ہوں کہ ابو عمرو نے حور کو صرف سیاہی کی طرف منسوب کر کے اس لفظ کے اشتقاق میں اہل لغت کی مخالفت کی اور بعض دوسرے لوگوں نے اس کو صرف سفیدی یا سیاہی میں سفیدی کی طرف منسوب کیا ہے۔ آنکھ میں حور کا معنی یہ ہے کہ اس میں سفیدی اور سیاہی کا حسن جمع ہو چکا ہو اور ان دونوں میں تناسب بھی ہے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے سے حسن حاصل کرتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے "عین حوراء" جب سفیدی اپنی سفیدی کو اور سیاہی اپنی سیاہی کو بڑھا دے تیز کر دے اور کسی عورت کو اس وقت تک حوراء سے موسوم نہیں کیا جا سکتا جب تک اس کی آنکھوں کے حسن کے ساتھ ساتھ اس کے جسم کا رنگ سفید نہ ہو "عین" جمع ہے "عیناء" کی جس کا معنی ہے عورتوں میں بڑی آنکھوں والی عورت' اور کہا جاتا ہے "رجل اعین" جب وہ بڑی آنکھوں والا ہو "امراۃ عیناء" جمع عین ہے صحیح بات یہ ہے کہ "عین" وہ عورتیں کہلاتی ہیں جن کی آنکھوں میں حسن اور ملاحت (نمکینی) کی صفات جمع ہوں۔ مقاتل ﷫ فرماتے ہیں "عین" کا معنی ہے خوبصورت آنکھوں والی عورتیں اور عورت کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی آنکھیں لمبائی میں کشادہ ہوں اور طول میں آنکھ کی تنگی عورت میں عیب شمار ہوتا ہے۔ عورت میں چار مقامات کے اندر منہ' کان اور ناک کے سوراخوں' اور شرمگاہ میں تنگی مطلوب اور اچھی ہے۔

اور چار مقامات یعنی چہرے اور سینے آنکھوں کی سفیدی اور بالوں میں کشادگی مطلوب ہے اور چار مقامات یعنی آنکھ اور گردن کے قریب پیٹھ کے بالائی حصے میں سیاہی مطلوب ہے

اور چار مقامات یعنی رنگ اور مانگ کتان' دانتوں اور آنکھ میں سفیدی مطلوب ہے۔اور چار مقامات آنکھوں' آبروں اور پلکوں اور بالوں میں سیاہی مقصود اور اچھی ہے اور چار مقامات میں یعنی قد'گردن' بالوں اور انگلیوں میں طول اور لمبائی اچھی اور خوبصورتی مطلوب ہے اور چار مقامات میں یعنی زبان اور ہاتھوں اور پیروں اور آنکھوں میں پستی اور کوتاہی اچھی ہے یعنی اس کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں اور زبان کثرت کلام اور زبان درازی سے محفوظ ہو اور ہاتھ شوہر کی ناپسندیدہ چیز کے لینے اور خرچ کرنے سے کوتاہ ہو۔اور عورت کے چار مقامات میں یعنی کمر میں مانگ میں آبروں اور ناک میں باریکی اچھی اور باعث حسن ہے۔

فصل :

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وزوجنا ھم بحور عین" (ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے جنتیوں کا نکاح کریں گے) اس کی تفسیر میں ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم ان کو ایسا جوڑا جوڑا بنادیں گے جیسا کہ ہم نے دو دو کر کے ایک چپل کو دوسرے کا جوڑا بنایا۔ یونس فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم ان کو ان کے ساتھ ملادیں گے اور یہ عقد تزویج سے نہیں ہے اور فرمایا کہ عرب یوں نہیں کہتے ہیں "تزوجت بہا" بلکہ عرب لوگ کہتے ہیں "تزوجہا" ابن نصر فرماتے ہیں کہ قرآن کریم بھی یونس کے قول پر ہی دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

فلما قضی زید منہا وطرا زوجنا کہا (سورۃ الاحزاب ۳۷) — پھر جب زید تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض ہم نے اس کو تیری نکاح میں دے دیا۔

اگر "تزوج بہا" ٹھیک ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتے "زوجنا بھا" ابن سلام فرماتے ہیں کہ بنو تمیم اس طرح کہتے ہیں "تزوجت امراۃ و تزوجت بہا" کسائی ﷺ نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔ الازہری ﷺ فرماتے ہیں کہ عرب کہا کرتے ہیں "زوجتہ امراۃ و تزوجت امراۃ" لیکن "تزوجت بامراۃ" کلام عرب میں نہیں ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد (وزجنا ھم بحور عین) کے معنی ہیں کہ ان کو ان کے ساتھ جوڑا بنادیں گے۔ فراء فرماتے ہیں یہ ازدشنوء کی لغت کے

مطابق ہے۔ واحدی علیہ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں ابو عبیدہ کا قول سب سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ انہوں "تزویج" کے معنی (جعل الشی زوجا) کسی چیز کو دوسرے کا جوڑا بنانے کے لئے ہیں۔ عقد نکاح کے معنی میں نہیں لیا ہے۔ اس وجہ سے یہ کہنا جائز ہے (کان فردا فزوجتہ باخر) (وہ اکیلا تھا تو میں نے دوسرے کو اس کا جوڑا بنایا) جیسے کہا جاتا ہے (شفعتہ باخر) (میں نے دوسرے سے اسکو جفت بنایا) اور جن کے ہاں باء داخل کرنا ممنوع ہے وہ اس وقت ہے جبکہ تزویج سے مراد عقد نکاح ہو۔

میں کہتا ہوں کہ یہاں دونوں باتوں کا اکٹھا مراد لینا بھی ممنوع نہیں۔ پس لفظ تزویج نکاح پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ مجاہد علیہ نے آیت کا معنی بیان کیا ہے (انکحنا ھم بالحور) اور لفظ باء اقتران اور ضم پر دلالت کرتا ہے۔ اس طرح کرنا باء کے حذف سے زیادہ بلاغت کے مطابق ہے۔ واللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فیھن قاصرات الطرف لم یطمثھن انس قبلھم ولاجان ○ فبای آلاء ربکما تکذبان ○ کأنھن الیاقوت والمرجان۔ (سورۃ الرحمن ۵۶ - ۵۸) ان میں عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں نہیں قربت کی ان سے کسی آدمی نے ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے وہ کیسی جیسے کہ لعل اور مونگا۔

اللہ تعالیٰ نے حوروں کی صفت میں تین جگہ (قاصرات الطرف) ذکر فرمایا ہے ایک تو یہ ہے دوسری جگہ سورۃ صافات میں (وعندھم قاصرات الطرف عین) اور انکے پاس ہیں عورتیں نیچی نگاہ رکھنے والیاں۔ اور تیسری جگہ سورۃ ص میں (وعندھم قاصرات الطرف اتراب) اور ان کے پاس عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں ہم عمر۔

سب مفسرین اس پر متفق ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان عورتوں کی نگاہیں صرف اور صرف اپنی شوہروں پر جمی رہیں گی غیر کی طرف کبھی بھی نگاہ نہیں اٹھائیں گی' اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے اپنی شوہروں کی نگاہیں اپنی اوپر جمائے رکھیں گی۔ چنانچہ انکا حسن و جمال ان کے شوہروں کو غیر کی طرف دیکھنے نہیں دے گا۔ یہ توجیہ معنی کے اعتبار سے توصحیح ہے لیکن لفظ کے اعتبار سے ٹھیک نہیں۔ اس لئے کہ

(قاصرات) صفت ہے فاعل کی طرف مضاف ہے۔ اور اس کا اصل ہے (قاصر طرفھن) یعنی اپنی نگاہوں کو بند رکھنے والی ہوں گی غیر کی طرف تجاوز کرنے والی نہیں ہوں گی۔ مجاہد ﷺ (قاصرات الطرف) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وہ اپنی نگاہیں اپنی شوہروں پر بند رکھیں گی اپنی خاوندوں کے علاوہ کوئی ان کا مطمح نظر نہیں ہوگا۔ حسن بصری ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ اپنی نگاہوں کو اپنی شوہروں پر بند رکھیں گی غیر کا ارادہ ہی نہیں کریں گی اور فرمایا کہ خدا کی قسم نہ وہ اپنی زینت کو دکھلاتی پھریں گی اور نہ جھانک جھانک کر دیکھنے والی ہوں گی منصور مجاہد ﷺ سے اس کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ وہ اپنی نظروں' دلوں اور جانوں کو اپنی شوہروں تک محدود رکھیں گی۔ غیر کا ارادہ ہی نہیں کریں گی۔ (اتراب) "ترب" کی جمع ہے۔ انسان کے ہم عمر کو کہتے ہیں۔ ابو عبیدہ ﷺ اور ابو اسحاق ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ سب ہم جولی اور ایک عمر کی ہوں گی ابن عباس رضی اللہ عنہما اور تمام مفسرین کہتے ہیں کہ وہ سب تینتیس سال کی عمر میں مساوی ہوں گی۔

مجاہد ﷺ فرماتے ہیں کہ (اتراب) کا معنی امثال ہے (یعنی ایک جیسے) ابو اسحاق ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ عورتیں غایت شباب اور حسن میں ہوں گی۔ انسان کے ہم عمر کو اس کا قرن اور ترب اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے زمین کی مٹی کو ایک ساتھ چھویا۔ ان کے ہم عمر ہونے کی خبر اس لئے دی تاکہ یہ ظاہر ہو جائے ان میں کوئی بوڑھی نہیں ہوگی جس کا حسن جاچکا ہو اور نہ ان میں کوئی اتنی چھوٹی عمر کی ہوگی جو صحبت کی طاقت نہ رکھتی ہو۔ بخلاف مردوں کے کہ ان میں لڑکے بھی ہوں گے جو کہ انکے خدام ہوں گے (فیھن) کی ضمیر کے مرجع میں اختلاف ہے مفسرین کی ایک جماعت کہتی ہے اس کا مرجع وہ دو جنتیں ہیں جو محلات بالاخانوں اور خیموں پر مشتمل ہیں۔ مفسرین کی دوسری جماعت کہتی ہے کہ اس کا مرجع فرشیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں مذکور ہیں

متكئين على فرش بطائنها من استبرق۔ (سورۃ الرحمان ۵۴) تکیہ لگائے بیٹھے بچھونوں پر جن کے استر تافتے کے۔

(فیھن) میں لفظ فی بمعنی علی کے ہے۔ اور جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں

مذکور ہیں۔

لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان ۔ (سورۃ الرحمٰن ۵۶)

نہیں قربت کی ان سے کسی آدمی نے ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے۔

ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ (لم یطمثھن) کے معنی (لم یمسھن) ہے ۔ کہا جاتا ہے (ماطمث ھذا البعیر حبل قط ای مامسہ) یونس علیہ فرماتے ہیں کہ عرب یوں کہتے ہیں (ھذا جمل ماطمثہ حبل قط ای مامسہ) یعنی یہ ایسا اونٹ ہے جس کو کبھی رسی نہیں لگی) فراء فرماتے ہیں کہ طمث کا معنی افتضاض ہے جو کہ خون کے حیض کی وجہ سے صحبت کو کہتے ہیں۔

اور طمث خون کو کہتے ہیں اس میں دو لغت ہیں "طمث یطمث ویطمث" لیث علیہ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے "طمثت الجاریۃ" جب وہ اس کی بکارت زائل کردے اور "طامث" ان کی لغت میں حائضہ عورت کو کہتے ہیں۔ ابوالھیثم علیہ فرماتے ہیں کہ عورت کے لئے کہا جاتا ہے "طمثت طمث" جب کو جماع سے حیض آئے اور "طمثت" بروزن (فعلت) ہے اور جس کو پہلی مرتبہ حیض آئے اور اس کو (طامث) کہتے ہیں فرزدق شاعر کا شعر ہے۔

جرجن الالی لم یطمثن قبلی وھن اصح من بیض النعام

اور جن عورتوں کو نہ چھویا گیا ہو تو مفسرین ان کے لئے "لم یطاھن" "ولم یغشھن" "ولم یجامعھن" (ان سے وطی نہیں کی ان کو نہیں ڈھانپا ان سے جماع نہیں کیا) کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ حضرات مفسرین ان عورتوں کے بارے میں مختلف رائے رکھتے ہیں۔ بعض فرماتے ہیں کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو جنت ہی میں پیدا کی گئی ہیں یعنی حوریں اور بعض فرماتے ہیں کہ یہ دنیا ہی کی عورتیں ہوں گی جن کو دوبارہ باکرہ اور کنواری بنا کر پیدا کیا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق (سورۃ واقعہ میں) بیان کیا ہے۔

شعبی علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی یہ وہ عورتیں ہوں گی جو دوبارہ نئے انداز سے پیدا کرنے کے بعد کسی نے ان کو ہاتھ نہیں لگایا ہو گا۔ مقاتل علیہ فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ جنت ہی میں پیدا کی گئی ہوں گی اس لئے کسی کے ہاتھ لگانے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ عطاء علیہ ابن عباس

رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ یہ وہ لڑکیاں (آدم کی بیٹیاں) ہوں گی جو حالت بکر میں مرچکی ہوں گی۔ کلبی ﷺ فرماتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب دوبارہ انکو خاص انداز میں پیدا کیا گیا تو اس کے بعد کسی جن اور انسان نے ان کے ساتھ صحبت نہیں کی۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن کا ظاہر یہ بتلا رہا ہے کہ یہ دنیا کی عورتیں نہیں ہوں گی بلکہ یہ حوریں ہوں گی کیونکہ دنیا کی عورتوں کو انسانوں نے ہاتھ لگایا ہے (یا مجامعت کی ہے) اور جنات کی عورتوں کو جنوں نے ہاتھ لگایا ہے۔ آیت اس پر دلالت کرتی ہے۔ ابو اسحاق ﷺ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جن بھی ایسے ہی عورتوں سے صحبت کرتے ہیں جیسے انسان کرتے ہیں۔ اور آیت اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ یہ حوریں جنت میں پیدا کی گئی ہیں اور جنت میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے لئے جنتی نعمتیں میوے پھل نہریں لباس وغیرہ تیار کر رکھی ہیں۔

منجملہ ان میں سے یہ حوریں بھی ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد والی آیت اس پر دلالت کرتی ہے۔

حور مقصورات فی الخیام (سورۃ الرحمٰن ۷۲) حوریں ہیں رکی رہنے والیاں خیموں میں۔

امام احمد ﷺ فرماتے ہیں کہ حوریں صور پھونکتے وقت نہیں مریں گی اس لئے کہ وہ باقی رہنے کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور آیت میں اس بات کی دلیل موجود ہے۔ جس کی طرف جمہور گئے ہیں یعنی مومن جنات جنت میں ہوں گے جیسا کہ کافر جنات جہنم میں ہوں گے۔ امام بخاری ﷺ نے اپنی صحیح بخاری میں اسپر اس طرح باب باندھا ہے۔ (باب ثواب الجن وعقابہم) (جنوں کے ثواب اور عذاب کا باب) اور تمام سلف نے اس پر تصریح کی ہے۔ ضمرہ ابن حبیب فرماتے ہیں ان سے پوچھا گیا کہ کیا جنوں کو ثواب ملے گا؟ فرمایا ہاں اور پھر یہ آیت تلاوت کی اور پھر فرمایا کہ انسان عورتیں انسان مردوں کے لئے ہیں اور جنی عورتیں جن مردوں کے لئے ہیں مجاہد ﷺ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب آدمی جماع کرتے وقت بسم اللہ الخ نہ پڑھے تو جن اس کے آلہ تناسل میں گھس کر اس کے ساتھ جماع میں شریک ہو جاتے ہیں اور (قبلھم) میں ضمیر (متکئین) کے دو معنوں کی طرف راجع ہے جو کہ ان عورتوں کے شوہر

ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

کانھن الیاقوت والمرجان .(سورۃ الرحمٰن ۵۴) وہ کیسی جیسے کہ لعل اور مونگا

حسن ﷺ فرماتے ہیں کہ عام مفسرین کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حوروں کو رنگ کی صفائی اور سفیدی میں یاقوت اور مرجان سے تشبیہ دی۔ اور عبداللہ کا قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ جنتی عورتوں میں سے ایک عورت ریشم کے ستر جوڑے پہنے گی اس کے باوجود اس کی پنڈلی کی سفیدی اس کے اندر سے دکھائی دے گی۔ یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا۔ (کانھن الیاقوت والمرجان) اور فرمایا کہ خبردار یاقوت ایک ایسا پتھر ہے کہ اگر آپ اس میں دھاگہ داخل کر دیں اور پھر اس کو صاف کریں تو وہ دھاگہ پتھر کے اندر سے دکھائی دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی صفات میں بیان فرمایا (حور مقصورات فی الخیام) مقصورات' کے معنی محبوسات (بند کئے گئے) کے ہیں۔ ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ وہ خیموں کے اندر پردے میں ہوں گی اور اسی طرح فرمایا کہ اس میں ایک دوسرا معنی بھی ہے وہ یہ ہے کہ وہ عورتیں اپنے شوہروں کے لئے بند ہوں گی وہ خیموں میں ہوں گی ان کے علاوہ کوئی اور ان کو نہیں دیکھ سکے گا اور یہی مقصد ان لوگوں کے قول کا بھی ہے جنہوں نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ عورتیں اپنے شوہروں پر مقصور ہوں گی غیر کا ارادہ ہی نہیں کریں گی اور نہ ان کے علاوہ کسی کو دیکھیں گی چنانچہ فراء ﷺ نے اس کو ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہی معنی (قاصرات الطرف) کا بھی ہے۔ لیکن فرق صرف یہ ہے کہ وہ بذات خود نگاہیں نیچی رکھنے والی ہیں اور ان کی نگاہیں نیچی کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد (فی الخیام) اس قول کے مطابق (حور) کی صفت واقع ہے (یعنی ھن فی الخیام) اور "مقصورات" کا معمول نہیں ہے۔ گویا کہ اس قول والوں نے اس کی تفسیر یوں کی کہ وہ عورتیں خیموں میں بند ہوں گی بالاخانوں اور باغوں کی طرف جاکر اس سے جدا نہیں ہوں گی۔

پہلے قول والے اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کو پردے دار اور محفوظ عورتوں کی صفت سے متصف کیا ہے اور تعریف اور وصف کا یہ بہت ہی اچھا طریقہ

ہے چنانچہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ان خیموں سے بالاخانوں اور باغوں کی طرف جانے کے لئے بالکل جدا نہیں ہوں گی۔ جیسا کہ بادشاہوں کی عورتوں اور کم سے کم درجے والے لوگوں کی پردے دار عورتوں کو سفر اور باغات میں سیر و تفریح کے لئے جانے سے منع نہیں کیا جاتا ہے۔ مجاہد علیہ السلام نے فرمایا کہ موتیوں کے خیموں میں ان کے دل اپنے شوہروں پر مقصور ہوں گے اور پہلے والی عورتوں کی صفت میں نگاہوں کا نیچے رکھنا گذر چکا ہے اور ان کی صفات میں مقصورات بیان ہوا اور دونوں قسموں کے لئے یہ اوصاف کمال کی ہیں۔ چنانچہ وہ صفت شوہروں کے علاوہ سے نگاہوں کا نیچے رکھنا ہے اور یہ صفت صرف مردوں کے سامنے زیب و زینت ظاہر کرنے کے لئے ہے۔

فصل :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (فیھن خیرات حسان) ان سب باغوں میں اچھی عورتیں ہیں خوبصورت خیرات (خیرۃ) کی جمع ہے' جو کہ پر ترہتہلی بہت عمدہ نرم عورت کو کہتے ہیں۔ اور "حسان" حسنتہ کی جمع ہے۔ یعنی وہ بہترین صفات' اخلاق' اور عادات والیاں ہوں گی حسین چہروں والی ہوں گی عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان کے لئے بہت خیر والی عمدہ عورتیں ہوں گی اور ہر عورت کا ایک خیمہ ہو گا اور ہر خیمے کے چار دروازے ہوں گے ہر دروازے سے ایک فرشتہ ایسا ہدیہ اور تحفہ لیکر داخل ہو گا جو اس سے پہلے ان کو نہیں ملا ہو گا وہ عورتیں نہ غمگین ہوں گی اور نہ ان کے منہ سے بدبو نکلے گی اور نہ وہ غیر کی طرف جھانک کر دیکھیں گی۔

فصل: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

انا أنشأنا ھن انشاءً فجعلنھن ابکارا عربا أترابا لاصحاب الیمین۔ (سورۃ الواقعہ ۳۵ - ۳۸)

ہم نے اٹھایا ان عورتوں کو ایک اچھی اٹھان پر پھر کیا ان کو کنواریاں' پیار دلانے والیاں ہم عمر واسطے داہنے ہاتھ والوں کے۔

ضمیر کو ان عورتوں کی طرف لوٹایا ہے جن کا ابھی ذکر نہیں چل رہا اس لئے کہ "فرش" ان پر دلالت کرتا ہے کیونکہ وہ فرشیں ان کی جگہ ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا

ارشاد (وفرش مرفوعۃ) عورتوں سے کنایہ ہے جیسا کہ شیشے عورتوں سے کنایہ لیا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ کا ارشاد (مرفوعۃ) اس کا انکار کرتا ہے۔

ہاں البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہاں رفع سے مراد مرتبے کی رفعت اور بلندی ہو' فرشوں اور اس کی بلندی کے بارے میں خود نبی کریم ﷺ کی تفسیر گذر چکی ہے تو صحیح بات یہ ہے کہ "فرش" سے مراد خود فرشیں ہی ہیں اور عورتوں پر بھی دلالت کرتا ہے کیونکہ غالباً فرشیں ہی ان کا محل ہیں۔ سعید علیہ السلام اور قتادہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ (انا انشانا ھن انشاء) کا معنی ہے (خلقنا ھن خلقا جدیدا) یعنی ہم نئے انداز سے ان کو پیدا کریں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد آدمی عورتیں ہیں۔ کلبی علیہ السلام اور مقاتل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد دنیا کی بوڑھی اور ادھیڑ عمر عورتیں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم ان کو دنیا میں پہلی مرتبہ پیدا کرنے اور بڑھاپے کے بعد نئے انداز میں پیدا کریں گے۔ اس تفسیر کی تائید ایک حدیث مرفوع سے بھی ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس سے مراد کمزور نظر کیچڑ والی آنکھوں والی تمہاری بوڑھی عورتیں ہیں (جن کو اللہ تعالیٰ نئے انداز سے پیدا فرمائیں گے) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم ﷺ انکے پاس اس حال میں تشریف لائیں کہ ان کے پاس ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میری ایک خالہ ہے لیکن جنت میں بوڑھی داخل نہ ہوگی۔ اس سے بڑھیا پر جو کچھ اللہ نے چاہا گزر چکا (یعنی اس بات سے اس کو تکلیف پہنچی) تو نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (انا انشانا ھن انشاء) یعنی ہم ان کو ایک خاص نئے انداز سے اٹھائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ ننگے پیر ننگے بدن اور غیر مختون ہوں گے اور سب سے پہلے ابراہیم خلیل اللہ کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ پھر آپ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔ سلمہ بن یزید علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (انا انشانا ھن انشاء) کی تفسیر میں سنا آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد دنیا کی ثیب اور باکرہ عورتیں ہیں (جن کے متعلق یہ ارشاد ہے)۔

فضالہ بن الحسن سے فرماتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت میں بڑھیا داخل نہیں

ہوں گی (یہ سن کر) بڑھیا رونی لگی۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا اس کو بتا دو کہ یہ اس دن بوڑھی نہیں ہوگی بلکہ اس دن جوان ہوگی اس لئے کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے

انا انشانا ھن انشاء

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک انصاری بڑھیا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے جنت میں داخل فرما دیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں تو بوڑھیاں داخل نہیں ہوں گی۔ اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لے گئے نماز ادا کی اور پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹے تو عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کرنے لگی یا رسول اللہ آپ کی اس بات سے تو بڑھیا سخت تکلیف اور مشقت میں پڑ گئی' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بات اسی طرح ہے (یعنی جس طرح میں نے ارشاد فرمایا) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جب بوڑھی عورتوں کو جنت میں داخل فرمائیں گے تو ان کو باکرہ بنا دیں گے۔ مقاتل علیہ نے یہاں ایک دوسرا قول بیان کیا ہے جس کو زجاج نے بھی اختیار کیا ہے وہ یہ کہ اس سے مراد حور عین ہیں۔ ایک قول (جو قیل سے ذکر کیا ہے) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنتیوں کے لئے خاص طور پر بغیر ولادت کے بنایا ہوگا اور ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت ہی میں پیدا فرمایا ہوگا (یعنی وہ دنیا کی عورتیں نہیں ہوں گی) اس پر کئی وجوہات دلالت کرتی ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے (جنت کی طرف) سابقین کے حق میں ارشاد فرمایا۔

یطوف علیھم ولدان مخلدون باکواب (الی قولہ) کامثال اللؤلؤ المکنون.

لئے پھرتے ہیں ان کے پاس لڑکے سدا رہنے والے آبخورے اور کوزے اور پیالہ نتھری شراب کا جس سے نہ سر دکھے اور نہ بکواس لگے اور میوہ جونسا پسند کر لیں۔ اور گوشت اڑتے جانوروں کا جس قسم کو جی چاہے اور عورتیں بڑی آنکھوں والیاں۔

چنانچہ حق تعالیٰ نے اس آیت میں جنتیوں کی مسہریوں برتنوں میووں اور کھانوں اور حور عین میں سے ان کی بیویوں کا ذکر کیا پھر "اصحاب یمین" کا ذکر کر کے ان کے کھانے پینے'

فرشوں' اور بیویوں کا بھی ذکر فرمایا۔ ظاہراً اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو پہلے سے جنت ہی میں پیدا کی گئی ہیں۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا (انا انشانا ھن انشاء) (انشاء) سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ انشاء اول ہے ثانی نہیں ہے اس لئے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس سے انشاء ثانی مراد لیتے تو اس کو ذیل ارشادات کی طرح (اولی یا اخری) سے مقید کرتے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

(وان علیہ النشاۃ الاخری) (سورۃ النجم ۴۷) اور یہ کہ اس کے ذمہ ہے دوسری دفعہ اٹھانا

ولقد علمتم النشاۃ الاولیٰ (سورۃ الواقعہ ۶۲) اور تم جان چکے ہو پہلی اٹھان۔

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول (وکنتم ازواجا ثلثہ) سے آخر تک خطاب مردوں اور عورتیں سب کے لئے ہے۔ اور نشاۃ ثانیہ بھی عام ہے دونوں قسموں کو شامل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد (انا انشاناھن انشاء) میں ظاہر یہی ہے کہ یہ انشاء ان عورتوں کے ساتھ خاص ہے (جو جنت میں پیدا کی گئی ہیں) اور آپ غور فرمائیں کہ مصدر سے اسکی تاکید کی گئی ہے (جو کہ مخصوص اور پہلے انشاء پر دلالت کرتا ہے) اور حدیث شریف تو مذکورہ بوڑھی عورتوں کا اس وصف سے متصف ہونے پر دلالت کرتی ہے تاکہ مذکورہ صفات میں حور عین کے اکیلے ہونے کا وہم پیدا نہ ہو بلکہ یہ دنیوی عورتیں ان صفات کی حوروں سے زیادہ حقدار ہیں۔ پس انشاء دو قسموں پر واقع ہوں گی۔ واللہ اعلم

اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں لفظ "عربا" عروب کی جمع ہے۔ جو کہ خاوندوں کو پیار دلانے والی عورتوں کو کہتے ہیں۔ ابن الاعرابی ﷺ فرماتے ہیں کہ عروب اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے خاوند کی فرمانبردار اور محبوبہ ہو' ابوعبیدہ فرماتے ہیں کہ عروب حسین و جمیل اور خاوند کی فرمانبردار عورت کو کہا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے مراد وہ عورت ہے کہ جماع کرتے وقت شوہر اس سے خوب لطف اندوز ہوتا ہو۔ مبرد ﷺ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ عورت

ہے جو اپنے خاوند پر عاشق ہو۔
لبید شاعر کا شعر ہے۔

وفی الحدوج عروب غیر فاحشتہ ربا الرواوف یعشی دونہا البصر

حضرات مفسرین علیہ نے "عرب" کے تفسیر میں (عواشق) المتحببات' الغنجات' الشکلات' المتعشقات' الغلمات' المغنوجات' وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ امام بخاری علیہ اپنی صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ "عربا" مثقل ہے اور اس کا واحد "عروب" ہے جیسے "صبور" اور "صبر" ہیں۔ اہل مکہ اس کو "عربتہ" کہتے ہیں اور اہل مدینہ "غنجہ" اور اہل عراق "مشکلہ" کہتے ہیں "عرب" کا معنی اپنے شوہروں کو محبوب عورتیں ہے اسی طرح اس کو امام بخاری نے کتاب "بدا الخلق" میں ذکر کیا ہے اور مذکورہ عبارات امام بخاری نے کتاب التفسیر میں سورہ واقعہ کی تفسیر میں ذکر کئے ہیں میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس لفظ میں ان عورتوں کے حسن صورت اور حسن عشرت کو جمع فرمایا ہے اور عورتوں میں مقصود یہی چیزیں ہوتی ہیں جس سے مرد کی لذت کی تکمیل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد (لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان) میں ان کے ذریعہ تکمیل لذت کا اعلان ہے۔ اس لئے کہ آدمی کو زیادہ لذت اس عورت میں محسوس ہوتی ہے جس کے ساتھ غیر نے صحبت نہ کی ہو اور اس کی لذت کو دوسروں پر فضیلت ہے۔

فصل :

( ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ان للمتقین مفازاً حدائق واعنابًا وکواعب اترابًا. (سورۂ نباء ۳۲)

بیشک ڈرنے والوں کو ان کی مراد ملنی ہے باغ ہیں اور انگور اور نوجوان عورتیں ایک عمر کی سب۔

"کواعب" "کاعب" کی جمع ہے۔ جس کا معنی ہے اٹھے ہوئے پستانوں والی عورت یہ قول قتادہ علیہ اور مجاہد علیہ اور دوسرے مفسرین علیہ کا ہے۔ کلبی علیہ فرماتے ہیں کہ اس

سے مراد وہ گول پستانوں والی عورتیں ہیں جن کے پستان ابھرے ہوئے ہوں' اس لفظ کا اصلی معنی گولائی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے پستان انار کی طرح اٹھے ہوئے اور ابھرے ہوئے ہوں گے۔ نیچے کی طرف ہموار نہیں ہوں گی ایسی عورتوں کو نواھد اور "کواعب" کہا جاتا ہے۔

فصل :

( )امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی صحیح بخاری میں انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سے بہتر ہے اور جنت میں ایک کمان یا ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سے بہتر ہے اور اگر ایک جنتی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو زمین اور آسمان کے درمیانی خلاء کو خوشبو سے بھردے اور روشن کردے اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سے بہتر ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی انکے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوں گے اور وہ جماعت جو اس کے بعد داخل ہوگی ان کے چہرے آسمان میں روشن ستارے کی طرح چمکدار ہوں گے۔ اور ہر آدمی کے لئے دو ایسی بیویاں ہوں گی جن کی ہڈی کا گودا گوشت کے اندر سے دکھائی دے گا۔ اور جنت میں کوئی بے جورو مرد نہیں ہوگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر جنتی آدمی کی حور عین میں سے دو بیویاں ہوں گی۔ ہر ایک ستر جوڑے پہنی ہوگی اس کی ہڈی کا گودا کپڑوں کے اندر سے دکھائی دے گا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اللہ عزوجل کے ارشاد (حور عین) کے بارے میں بتلا دیجئے (یعنی اس کی تفسیر فرما دیجئے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سفید ضخیم اور سرخ زرد آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ حور بمنزلہ گدھ کے پروں کے ہوں گی۔ پھر میں نے عرض کیا اللہ کے رسول مجھے اللہ عزوجل کے ارشاد (کانھن لولو مکنون کے) بارے میں بتلا دیجئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ عورتیں صفائی میں اس موتی کی مانند ہوں گی جو سیپوں کے اندر ہوں اور ابھی تک اس کو لوگوں کے ہاتھ نہ لگے

ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اللہ عزوجل کے ارشاد (فیھن خیرات حسان) کے متعلق خبر دیجئے (کہ اس کا کیا مطلب ہے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بہترین اخلاق والیاں اور حسین چہروں والی ہوں گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اللہ عزوجل کے ارشاد (کانھن بیض مکنون) کے متعلق بتلا دیجئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کی باریکی انڈے کے اندر والے چھلکے کی مانند ہو گی جس کو آپ دیکھتے ہیں یعنی انڈے کی سفیدی کی جھلی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اللہ عزوجل کے ارشاد (عربا اترابا) کا مطلب بتلا دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ بوڑھی کمزور نگاہ والی عورتیں ہوں گی جن کو اللہ تعالیٰ بڑھاپے کے بعد پیدا کر دے گا اس حال میں کہ وہ کنواری عشق دلانے والی محبت دلانے والی ہم عمر ہوں گی۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا حوریں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بلکہ دنیا کی عورتیں حورعین سے ایسی افضل ہیں جیسے ظاہر کی فضیلت باطن پر ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دنیا کی عورتوں کو یہ فضیلت کس وجہ سے حاصل ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ فضیلت ان کو نماز' روزے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سے حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو نور اور جسموں کو ریشم پہنا دیں گے۔ سفید رنگوں والی ہوں گی ہرے کپڑوں والی زرد زیورات والیاں ہوں گی۔ ان کے انگھیٹیوں کا بندھن موتی ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ وہ کہتی جائیں گی کہ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی ختم نہ ہوں گی۔ ہم نازو نعمت میں رہنے والیاں ہیں کبھی خستہ حال نہ ہوں گی۔ ہم راضی وخوش رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ بھلائی ہو اس کے لئے جو ہمارا بن گیا اور ہم اس کے ہو گئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ایک عورت دو شوہروں یا تین یا چار سے نکاح کر لیتی ہے اور پھر مرجاتی ہے اور جنت میں داخل ہو جاتی ہے اور ان کے شوہر بھی ان کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاتے ہیں تو اب ان میں سے اس کا شوہر کونسا ہو گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ام سلمہؓ اس عورت کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ ان میں اچھے اخلاق والے کو پسند کرے تو وہ عورت کہے گی اے میرے پروردگار یہ (فلاں شوہر) ان میں سے دنیا میں میرے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنے والا تھا ان سے میرا نکاح کر دے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

اے ام سلمہؓ اچھے اخلاق سے دنیا اور آخرت کی بھلائی ملتی ہے۔

ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان اس حال میں کہ آپ صحابہ کرام کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے صور پھونکنے والی حدیث ذکر کی جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز میں عرض کروں گا میرے پروردگار آپ نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا اب اہل جنت کے جنت میں داخل ہونے میں میری شفاعت قبول فرما۔ ارشاد ہو گا کہ میں نے آپ کی شفاعت قبول فرمالی اور میں نے انکو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دیدی اور رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق دیکر بھیجا ہے۔ جنتی لوگ دنیا کی بہ نسبت جنت میں اپنے ٹھکانوں گھروں اور بیویوں کو اچھی طرح پہچانیں گے ان میں سے ایک جنتی کی بہتر بیویاں ہوں گی جن کو اللہ نے پیدا کیا ہو گا بہتر میں دو بیویاں آدم کی اولاد میں سے ہوں گی۔ ان دونوں بیویوں کو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی وجہ سے ان عورتوں پر فضیلت حاصل ہوگی جن کو اللہ تعالیٰ نے جنت ہی میں پیدا فرمایا ہے۔ چنانچہ جب جنتی ان دونوں میں سے پہلی والی کے پاس جائے گا تو وہ یاقوت سے بنے ہوئے کمرے میں سونے کے پلنگ پر جو موتیوں سے مرصع ہو گا بیٹھی ہوئی ہوگی اور اس نے موٹے اور باریک ریشم کے ستر جوڑے پہنے ہوئے ہوں گے۔ اور جنتی جب اس کے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھے گا تو اس کو اپنا ہاتھ اس عورت کے سینے چمڑے' گوشت اور کپڑوں کے اندر سے دکھائی دے گا۔ اور جنتی کو اس کی ہڈی کا گودا اس طرح دکھائی دے گا جیسا کہ تم کو یاقوت کے موتی میں دھاگہ نظر آتا ہے۔ جنتی کا جگر اس کے لئے آئینے کا کام دے گا اور اسکا جگر جنتی کے لئے شیشہ ہو گا۔ یہ جنتی اس کے پاس رہے گا نہ تو عورت اکتائے گی اور نہ یہ تنگ ہو گا اور یہ جب بھی اسکے پاس آئے گا تو اس کو کنواری پائے گا نہ اس کے آلہ تناسل میں کوئی فتور آئے گا اور نہ وہ اپنی شرمگاہ میں کوئی شکایت محسوس کرے گی۔ چنانچہ وہ اس طرح مشغول ہوں گے کہ ایک اعلان ہو گا کہ ہم جانتے ہیں کہ نہ آپ اکتائیں گے اور نہ یہ اکتائیں گی۔ مگر یہ کہ یہاں نہ انزال ہوتا ہے اور نہ موت'

اس کے علاوہ تیری اور بھی بیویاں ہیں چنانچہ یہ نکلے گا اور ایک ایک بیوی کے پاس

جائے گا جب بھی اس کے پاس ایک بیوی آئے گی تو کہے گی خدا کی قسم میں نے جنت میں تجھ سے زیادہ کوئی حسین چیز نہیں دیکھی اور نہ تجھ سے بڑھ کر جنت میں کوئی چیز مجھے محبوب ہے۔ (علامہ ابن قیم علیہ) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صور کا ایک ٹکڑا ہے۔ جس کی روایت میں اسماعیل بن واقع متفرد ہے امام ترمذی نے اور ابن ماجہ نے اس سے روایات لی ہیں امام احمد اور یحییٰ اور ایک جماعت نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ دار قطنی وغیرہ نے اس کو متروک الحدیث کہا ہے۔ ابن عدی فرماتے ہیں عام طور پر اس کی احادیث میں اشکال ہوتا ہے۔ امام ترمذی علیہ فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور فرمایا کہ میں نے محمد بن اسماعیل البخاری علیہ سے سنا فرمایا کہ یہ ثقہ اور مقارب الحدیث ہے الخ۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ادنیٰ درجے کے جنتی کے اسی ہزار خدام اور بہتر بیویاں ہوں گی اور ان کے لئے موتیوں اور زبرجد اور یاقوت کا بنا ہوا ایسا قبہ نصب کیا جائے گا جو اتنا بڑا ہو گا جتنی مسافت جابیہ سے لیکر صنعاء تک ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد (کانھن الیاقوت والمرجان) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنتی کو حور کی گردن میں اپنا چہرہ شیشے سے زیادہ صاف نظر آئے گا اور اس کے اوپر ادنیٰ موتی کا یہ عالم ہو گا کہ مشرق اور مغرب کا درمیان روشن کردے اور اس پر ستر کپڑے ایسے ہوں گے جو بینائی کو ختم کردے۔ اس کی ہڈی کا گودا اس کے اندر سے دکھائی دے گا۔

ابی امامۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ بھی جنت میں داخل ہو گا تو بہتر بیویوں سے اس کا نکاح کیا جائے گا۔ جن میں دو حور عین میں سے ہوں گی اور ستر ان کی میراث والیوں میں سے دنیا کی عورتیں ہوں گی۔ ان میں سے ہر عورت کے لئے شہوت والی شرمگاہ ہوگی اور جنتی کا ایسا آلہ تناسل ہو گا جس میں کبھی فتور نہیں آئے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں مومنوں کی بہتر بیویاں ہوں گی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس کو اتنوں کی قوت ہوگی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو سو (جنتی) آدمیوں کی قوت دی جائے گی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول

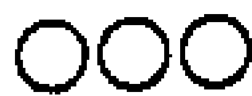
اللہ ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم جنت میں اپنی بیویوں سے جماع کر سکیں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں آدمی سو کنواری عورتوں سے جماع کرے گا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ کیا ہم جنت میں اپنی عورتوں سے جماع کر سکیں گے جس طرح ہم دنیا میں کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی ایک صبح کے وقت سو کنواری عورتوں سے جماع کر سکے گا۔

فصل :

(　　) صحیح احادیث میں صرف اتنا آیا ہے کہ ہر جنتی کی دو بیویاں ہوں گی۔ آگے صحیح حدیث میں کسی زیادتی کا ذکر نہیں۔ پھر اگر یہ احادیث محفوظ ہوں تو پھر یا تو اس سے مراد دو بیویوں کے علاوہ لونڈیاں اور خادمات ہوں گی اور پھر یہ جنتیوں کے مرتبوں کے لحاظ سے خدام اور ولدان کی طرح قلیل اور کثیر ہوں گی۔ یا اس سے مراد یہ ہوگی کہ جنتی کو اس عدد کے بقدر عورتوں سے صحبت کرنے کی طاقت دی جائے گی۔ پھر یہ محفوظ ہوگا اور بعضوں نے روایت بالمعنی کر کے کہا کہ اس کے لئے اتنی اتنی بیویاں ہوں گی۔ جامع ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کو جنت میں جماع کی اتنی اتنی قوت دی جائے گی پوچھا گیا یا رسول اللہ کیا وہ اس کی طاقت رکھ سکے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو سو آدمیوں کی قوت دی جائے گی۔ یہ صحیح حدیث ہے اور جس نے سو کنواری عورتوں کا جماع روایت کیا ہے شاید اس نے روایت بالمعنی کیا ہو یا درجوں میں تفاوت کی طرح عورتوں کی تعداد میں بھی تفاوت ہو۔ واللہ اعلم

لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ جنت میں مومنوں کی بیویاں دو سے زیادہ ہوں گی اس لئے کہ صحیحین میں عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مومن بندہ کے لئے جنت میں خولدار موتی کا ایک خیمہ ہوگا جس کی لمبائی ساٹھ میل کی مسافت کے برابر ہوگی۔ اس میں مومن بندے کی بیویاں ہوں گی وہ ان پر گھومے گا لیکن (دوری اور مکان کی وسعت کی وجہ سے) ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکیں گے۔



چونواں باب

وہ مادہ جس سے حوریں پیدا کی گئیں ہیں۔ انکے اوصاف اور اس دن اپنے شوہروں کو پہچاننا' احادیث کی روشنی میں

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حورعین زعفران سے پیدا کی گئی ہیں۔

ابوامامتہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حورعین کو زعفران سے پیدا کیا گیا ہیں۔ ابوسلامتہ ابن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ جنت میں اللہ کے ولی کی ایک ایسی دلہن ہوگی جس کو نہ آدم نے جنا ہوگا اور نہ حواء نے بلکہ اس کو زعفران سے پیدا کیا گیا ہوگا۔ یہ روایت دو صحابہ سے حضرت ابن عباس اور حضرت انس اور دو تابعین ابوسلمہ اور مجاہد سے مروی ہے۔ بہرصورت یہ جنت ہی میں پیدا ہوگئی ہوں گی ماں باپ سے پیدا نہیں ہوئیں ہوں گی۔ واللہ اعلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اگر ایک حور سات سمندروں میں تھوک دے تو اس کے منہ کے مٹھاس سے وہ سب میٹھے ہو جائیں گے اور حورعین زعفران سے پیدا کی گئی ہیں۔ جب وہاں آدمیوں کی صورتیں کیسی حسین اور خوبصورت ہوں گی جبکہ ان کا مادہ مٹی ہے تو ان صورتوں کے حسن کا کیا عالم ہوگا جس کا مادہ زعفران ہے۔ "فاللہ المستعان"

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک نور پھیلے گا تو جنتی لوگ سر اٹھا کر دیکھیں گے تو وہ اس حور کے دانتوں کا نور ہوگا جو اپنے شوہر کے چہرے میں ہنس رہی ہوگی (کیونکہ ان کے چہرے ایک دوسرے کے لئے شیشے کا کام

دیں گے) خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ کثیر ابن مرۃ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے مزید انعامات میں سے یہ بھی ہو گا کہ ایک بادل اہل جنت کے اوپر سے گزرے گا اور کہے گا کیا چاہتے ہو کہ میں تم پر برسادوں۔ چنانچہ وہ جس چیز کی تمنا کریں گے وہ ان پر برسا دی جائے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد کثیر ابن مرۃ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے وہاں حاضر ہونے کی سعادت نصیب فرمائی تو میں ضرور بہ ضرور کہوں گا کہ ہم پر خوبصورت مزین لڑکیاں برسادے اور ان کے مادہ تخلیق میں ایک اور صفت بھی روایت کی گئی ہے وہ یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جنت میں ایک نہر ہے جس کا نام بیدخ ہے اس پر یاقوت کے گنبد بنے ہوئے ہیں جس میں جنت میں پیدا شدہ حوریں رہتی ہیں۔ اہل جنت کہیں گے کہ ہمیں نہر بیدخ کی طرف لے چلو۔ چنانچہ وہاں پہنچ کر بڑے غور سے ان عورتوں کی طرف دیکھنے لگیں گے ان میں سے ایک آدمی کو ایک عورت بہت پسند آئے گی تو وہ اس کی کلائی کو ہاتھ لگادے گا تو وہ اس کے ساتھ چلے گی۔

ولید بن عبدۃ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بموقع معراج) جبرئیل سے فرمایا اے جبرئیل مجھے حور عین کے پاس ٹھہرا دو۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پاس ٹھہرا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم کون ہوں؟ وہ سب کہنے لگیں کہ ہم اس عزت مند لوگوں کی عورتیں ہیں جو یہاں آکر بوڑھے نہ ہوں گے اور صاف وشفاف رہیں گے کبھی میل کچیل ان پر نہیں آئے گا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم کعب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اگر آسمان سے ایک حور کا ہاتھ ظاہر ہو جائے تو وہ روئے زمین کو ایسا روشن کردے جیسا کہ سورج دنیا والوں کو روشن کر دیتا ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ تو میں نے اس کے ہاتھ کا حسن بتایا تو اس کے چہرے کی سفیدی اور حسن وجمال کا کیا عالم ہو گا۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بھی دنیا میں کوئی عورت اپنے شوہر کو ایذاء پہنچاتی ہے تو حور عین میں سے اس کی بیوی کہتی ہے کہ اللہ تجھے ہلاک کرے اس کو ایذاء مت پہنچا۔ اس لئے کہ یہ تو تیرے پاس مہمان ہے عنقریب یہ ہمارے

پاس آکر تجھ سے جدا ہو جائے گا۔

مراسیل عکرمہ ﷺ میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا حورعین تم سے (یعنی اے دنیا کی عورتوں) تعداد میں زیادہ ہیں۔ وہ اپنے شوہروں کے لئے اس طرح دعا کرتی ہیں۔ کہتی ہیں اے پروردگار اپنے دین پر اس کی مدد فرما۔ اور اپنی اطاعت پر اس کو دل سے متوجہ فرما اور اے ارحم الراحمین اس کو عزت سے منزل مقصود تک پہنچا دے۔ ابن مسعود ﷺ فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک حور ہے جس کو "لعبتہ" کہا جاتا ہے۔ جنتوں کی تمام حوریں اس سے تعجب کرتی ہیں۔ اور اس کے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر کہتی ہیں اے لعبہ تجھے خوشخبری ہو۔ اگر طالبین کو آپ کا پتہ چلے تو وہ آپ تک پہنچنے میں نہایت ہی کوشش سے کام لیں۔ اسکے دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہوگا کہ "جو مجھ جیسی کو تلاش کرتا ہے اس کو چاہئے کہ میرے رب کی رضا کے لئے عمل کرے۔" عطاء ﷺ نے مالک ابن دینار سے کہا۔ اے ابو یحیٰ ہمیں جنت کا شوق دلاوے۔ انہوں نے فرمایا اے عطاء جنت میں ایک ایسی حور ہے کہ اہل جنت اس کے حسن پر فخر کرتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ جنتیوں کے نہ مرنے کا فیصلہ نہ فرماتے تو اہل جنت اس کے غایت حسن سے مرجاتے چنانچہ عطاء ﷺ مالک ﷺ کے اس قول کی وجہ سے ہمیشہ غمگین رہتے تھے۔ جعفر بن محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک عقلمند حکمت والے شخص کی دوسرے حکیم شخص سے ملاقات ہوئی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کیا آپ حورعین کے مشتاق ہیں؟ اس نے کہا نہیں۔ پہلے والے حکیم نے کہا میں تو ان کی طرف مشتاق ہوں۔ اس لئے کہ ان کے چہروں کی نورانیت اللہ عزوجل کے نور سے ہے۔ یہ سن کر وہ بے ہوش ہوئے اس کو اٹھا کر گھر لیجایا گیا ور ہم ایک مہینہ اس کی عیادت کرتے رہے۔

ربیعہ ابن کلثوم فرماتے ہیں کہ حضرت حسن ﷺ نے ہماری طرف دیکھا اس حال میں کہ ہم نوجوان لوگ اسکے اردگرد موجود تھے۔ فرمایا جوانوں کی جماعت کیا تمکو حورعین کی رغبت ہے؟ اور ابن ابی الحواری نے مجھ سے کہا کہ حضرمی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک رات میں اور ابو حمزہ چھت پر سو گئے میں نے ابو حمزہ کو دیکھا کہ صبح تک بستر پر کروٹیں بدل رہا ہے۔ صبح میں نے پوچھا کہ اے حمزہ آپ پوری رات نہیں سوئے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں جب لیٹا تو ایک حور

میرے سامنے ظاہر ہوئی۔ یہاں تک میں نے اس کو ہاتھ لگایا اور اس نے مجھے ہاتھ لگایا یہ بات میں نے ابو سلیمان سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا ابو حمزہ تو مشتاق آدمی تھے۔

ابن ابی الحواری فرماتے ہیں کہ میں نے ابو سلیمان سے سنا کہ حور عین کو ایک انداز پر پیدا کیا جاتا ہے جب ان کی تخلیق کامل ہو جاتی ہے تو فرشتے ان پر خیمے نصب کر دیتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا علیہ نے زید الرقاسی علیہ سے نقل کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جنت میں ایک روشنی پھیلے گی۔ جنت میں کوئی جگہ ایسی نہیں رہے گی جہاں یہ روشنی نہ پہنچے۔ پوچھا جائے گا یہ کیا ہے؟ جواب ملے گا کہ ایک حور اپنے خاوند کے چہرے میں ہنسی۔ یہ سن کر مجلس کے کونے میں ایک آدمی نے چیخنا شروع کیا چیختا رہا یہاں تک کہ مر گیا۔

سعید ابن جبیر علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر ایک حور زمین اور آسمان کے درمیان اپنی ہتھیلی ظاہر کرے تو اس کے حسن سے تمام مخلوق فتنے میں پڑ جائے گی اور اگر اپنے چہرے کو ظاہر کر دے تو اس کا حسن زمین اور آسمان کا درمیانی خلاء روشن کر دے۔

حضرت عبداللہ علیہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک روشنی پھیلے گی تو اہل جنت اپنی نگاہیں اٹھا کر دیکھنے لگیں گے۔ تو وہ ایک حور کی اپنے خاوند کے چہرے میں ہنسی کی وجہ سے اس کے دانتوں کی چمک ہوگی۔ یحیٰی ابن ابی کثیر علیہ فرماتے ہیں کہ جب حور عین میں سے کوئی تسبیح پڑھے گی تو جنت میں کوئی درخت بغیر ورد کے نہ رہے گی۔

یحیٰی ابن ابی کثیر علیہ فرماتے ہیں کہ جب حور عین جنت کے دروازوں کے پاس اپنے شوہروں سے ملاقات کرے گی تو ان میں سے ایک کہے گی کہ ہم نے تمہارا بہت طویل انتظار کیا پھر وہ بہت ہی پیاری آواز سے کہیں گی۔

فنحن الراضيات فلا نسخط والمقيمات فلا نظعن

ہم راضی وخوش رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی
اور ہم ہمیشہ اسی ایک حالت پر قائم رہنے والیاں ہیں کبھی بوڑھی نہ ہوں گی

والخالدات فلانموت

اور ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی نہیں مریں گی

اور کہے گی تو میرا محبوب ہے میں تیری محبوبہ ہوں۔ نہ تیرے سامنے کوئی کوتاہی ہوگی اور نہ تیری عدم موجودگی میں کوئی تجاوز ہوگا۔

○○○

پچپنواں باب

جنتیوں کا نکاح اور صحبت کرنا اور اس کے ذریعہ کامل لذت حاصل کرنا۔ اور اس صحبت کا مذی، منی، اور کمزوری لاحق ہونے سے پاک ہونا اور اس صحبت سے ان پر غسل کا واجب نہ ہونا

اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے جس میں آپ ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ کیا ہم جنت میں اپنی عورتوں سے جماع کریں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی ایک دن میں سو کنواری عورتوں سے جماع کرے گا (یا اس کو اتنی مقدار کی طاقت دی جائے گی)

اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کی صحت پر اتفاق ہے گزر چکی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں مومن کے لئے ایک ہی خولدار موتی کا بنا ہوا خیمہ ہو گا جس کی لمبائی ساٹھ میل کی مسافت کے برابر ہوگی اس میں مومن کی بیویاں ہوں گی جن پر وہ گھومے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ارشاد ہے کہ مومن کو جنت میں اتنی اتنی عورتوں کے ساتھ جماع کی قوت دی جائے گی۔

لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت میں سے کن چیزوں کی اطلاع دی گئی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ شہد کی نہروں کا ایسا پیالہ جس میں نہ سر چکرانا ہو گا اور نہ ندامت ہوگی۔ اور ایسی دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں پھرا اور ایسی پانی کی نہریں ہیں جو بدبو نہیں کر گیا اور نہایت ہی عمدہ میوے ہوں گے جس کو تم جانتے ہو اور پاکیزہ بیویاں ہوں

گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا جنت میں ہماری نیک صالح بیویاں ہوں گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نیک عورتیں نیک مردوں کے لئے ہیں۔ تم ان سے ایسی ہی لذت حاصل کرو گے جس طرح تم دنیا میں حاصل کرتے ہو۔ سوا اس کے کہ وہاں ولادت نہیں ہوگی (یعنی بچے پیدا نہیں ہوں گے) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم جنت میں وطئی (صحبت) کریں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جی ہاں اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم زور سے دھکیل دھکیل کر صحبت کرو گے اور فرمایا کہ جنتی جب جماع سے فارغ ہو گا تو وہ عورت دوبارہ پاکیزہ اور باکرہ (کنواری) بن جائے گی۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اہل جنت جب اپنی بیویوں سے صحبت کر گزریں گے تو وہ عورتیں دوبارہ کنواریاں بن جائیں گی۔

ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے آپ ﷺ سے سنا جب آپ سے پوچھا گیا! کیا اہل جنت صحبت کریں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایسے آلہ تناسل سے جماع کریں گے جس میں فتور نہیں آئے گا اور ایسی شہوت ہوگی جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ اور خوب زور سے دھکیل کر جماع کریں گے۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ کیا اہل جنت صحبت کریں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ زور سے دھکیل کر صحبت کریں گے اور وہاں نہ انزال ہو گا اور نہ موت آئے گی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ کیا اہل جنت اپنی بیویوں سے صحبت کریں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق دیکر بھیجا وہ ایسے آلہ تناسل سے صحبت کریں گے جس میں تنگی اور فتور نہیں آئے گا اور عورتیں ایسی شرمگاہ سے صحبت کریں گی جو مخفی نہیں اور ایسی شہوت سے جو کبھی منقطع نہ ہوگی۔

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا! یا رسول اللہ کیا اہل جنت صحبت کریں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ زور زور سے صحبت کریں گے اور اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا اور فرمایا کہ وہاں نہ انزال

ہو گا اور نہ موت آئے گی۔ عکرمتہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد

ان اصحاب الجنتہ الیوم فی شغل فاکھون (سورۃ یٰسین ۵۵) تحقیق بہشت کے لوگ آج ایک مشغلہ میں ہیں باتیں کرتے۔

کی تفسیر میں فرمایا کہ اہل جنت کا شغل کنواری عورتوں سے جماع ہو گا۔ مقاتل ﷺ فرماتے ہیں کہ اہل جنت کنواری لڑکیوں کے ساتھ صحبت میں مشغول ہو کر نہ اپنے جہنمی رشتہ داروں وغیرہ کا تذکرہ کریں گے اور نہ کوئی پرواہ۔ ابوالاحوص ﷺ فرماتے ہیں کہ مزین کمرے میں خوشی کے باعث کنواری عورتوں کے ساتھ صحبت میں مشغول ہوں گے۔ ابو مجلز ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد (ان اصحاب الجنتہ الیوم فی شغل فاکھون) کی تفسیر دریافت کی کہ ان کا شغل کیا ہو گا؟ (جس کا آیت میں ذکر ہے) انہوں نے فرمایا کہ ان کا شغل کنواری عورتوں سے جماع ہو گا۔

سعید بن جبیر ﷺ فرماتے ہیں کہ جنتی کی شہوت ستر سال اس کے جسم میں دوڑے گی جس سے وہ لذت محسوس کرے گا اور اس شہوت سے ان کو جنابت لاحق نہیں ہوگی کہ جس کی وجہ سے وہ پاکی حاصل کرنے کی طرف محتاج بنیں۔ اور نہ ان کو کمزوری لاحق ہوگی اور نہ قوت کا اضمحلال۔ بلکہ ان کی صحبت تلذذ اور مزے کے لئے ہوگی جس میں کسی قسم کی کوئی آفت نہیں ہوگی۔

اس لذت میں کامل ترین شخص وہ ہو گا جو دنیا میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ حرام سے بچانے والا ہو گا۔ جیسا کہ کوئی شخص دنیا میں شراب پیئے تو آخرت میں اس کو نہیں ملے گی اور جو کوئی دنیا میں ریشم پہنے تو آخرت میں نہیں پہن سکے گا۔ اور جیسا کہ دشمن دنیا میں سونے اور چاندی کی پلیٹوں میں کھانا کھاتے ہیں تو آخرت میں اس میں نہیں کھا سکیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (یہ سونے چاندی کے برتن) کافروں کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں۔ جس شخص نے اپنے مزے اس دنیا میں ضائع کئے تو آخرت میں ان سے محروم رہے گا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے ایسے شخص کی مذمت فرمائی ہے (اس میں سورۃ احقاف کی آیت **اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا** کی طرف اشارہ کیا ہے)۔ ابن ادھم ﷺ

فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے صحابہ کرام اور تابعین اس معاملے میں بہت ڈرتے تھے۔

امام احمد ﷫ جابر بن عبداللہ ﷜ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر ﷜ نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میرے پاس گوشت تھا جو میں نے گھر والوں کے لئے خریدا تھا حضرت عمر ﷜ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ گوشت ہے جو میں نے ایک درہم کے عوض اپنے اہل خانہ کے لئے خریدا ہے؟ یہ سن کر فرمانے لگے کہ جب بھی تمہیں کسی چیز کی چاہت ہوگی تو تم اس کو خرید لو گے۔ کیا آپ نے اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد نہیں سنا

"اذهبتم طيباتكم في حياتكم الدنيا واستمتعتم بها" (سورۃ الاحقاف ۲۰) ضائع کئے تم نے اپنے مزے دنیا کی زندگانی میں اور ان کو برت چکے۔

حسن ﷜ فرماتے ہیں کہ ابو موسیٰ ﷜ کی معیت میں حضرت عمر ﷜ کے پاس بصرہ والوں کا ایک وفد آیا۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم ہر دن اس کے پاس حاضر ہوتے تو ان کے ہاں تین ہی روٹیاں ہوتی تھیں۔ وہ ہمیں اس طرح ملتے کہ اس کا سالن کبھی گھی ہوتا کبھی زیتون اور کبھی دودھ' اور کبھی ہمیں خشک کھجوروں کا سامنا کرنا پڑتا جس کو کوٹ کر پھر جوش دیا جاتا تھا۔ ہمیں ایک دن حضرت عمر ﷜ نے فرمایا! خدا کی قسم میں نے اپنے کھانے کے بارے میں تمہاری ناگواری دیکھ لی اور اس کا اندازہ کر لیا۔ خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو میں تم میں سب سے زیادہ عمدہ کھانے والا اور خوشگوار زندگی والا بن سکتا ہوں لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ ایک قوم کو ان کے کئے پر طعنہ دیا جائے گا کہ تم نے اپنے مزے اپنی دنیا کی زندگی میں ضائع کئے اور ان سے نفع اٹھایا۔ پس جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ لذت کو چھوڑ دیا تو قیامت کے دن اس کو پورا پورا حاصل کرے گا اور جس شخص نے یہاں پورا کیا تو آخرت میں یا تو اس کو اس سے محروم رکھا جائے گا یا اس کے کمال کو ختم کیا جائے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کی لذت کو جو اللہ کی نافرمانیوں اور اس کے محارم میں اس کو ضائع کرے اس شخص کی لذت کے برابر نہیں فرمائیں گے جس نے اللہ کی رضا کے لئے ہمیشہ اپنی شہوت ترک کر دی ہو۔

واللہ اعلم

○○○

چھپن واں باب

جنت میں حمل و ولادت کے بارے میں علماء کا اختلاف

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مومن جنت میں جب بچے کی خواہش کرے گا تو اس کا حمل اور وضع حمل اور عمر کے کمال کو پہنچنا جیسے ہی چاہے گا سب ذرا سی دیر میں ہو جائے گا۔ اہل علم کا اس میں اختلاف ہے۔ بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ جنت میں صحبت تو ہوگی لیکن اولاد پیدا نہیں ہوگی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسحاق ابن ابراہیم کی حدیث میں ذکر کیا ہے کہ مومن جنت میں جب بچے کی خواہش کرے گا تو ذرا سی دیر میں بچہ پیدا ہو جائے گا۔ لیکن وہ یہ خواہش ہی نہیں کرے گا۔

ابو ذر العقیلی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جنت میں جنتیوں کے بچے پیدا نہیں ہوں گے۔ میں (ابن القیم) کہتا ہوں کہ حدیث ابو سعید کی اسناد صحیح ہے اور اس کے رجال ایسے ہیں جن سے دلیل پکڑی جا سکتی ہے۔ لیکن بہت زیادہ غریب ہے اور اسحاق کی تاویل میں نظر ہے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا (اذا اشتھی الولد) لفظ "اذا" تحقیق اور وقوع کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اگر اس سے مذکورہ معنی مراد لیا جائے تو پھر آپ ﷺ یوں فرماتے (لو اشتھی المومن الولد لکان حملہ فی ساعۃ) یہاں حرف "لو" کا لانا ہی بہتر تھا جیسا کہ متحقق الوقوع چیز میں حرف "اذا" کا استعمال اولیٰ ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا جنتیوں کے بچے پیدا ہوں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ اتنی سی دیر میں ہو جائے گا جتنی دیر تم میں سے کوئی ایک تمنا کرتا ہے۔ چنانچہ اس کا حمل رضاعت اور جوانی ذرا سی دیر میں ہو جائے گی ابی رزین کی طویل حدیث جس کی طرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ہم اسے اپنی کتاب کو مزین کرنے کے لئے پوری ہی

ذکر کر دیتے ہیں۔

عاصم بن لقیط فرماتے ہیں کہ لقیط اپنے ایک ساتھی کی رفاقت میں جس کا نام نہیک بن عاصم بن مالک ابن المنفق ہے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے آ نکلے۔ لقیط فرماتے ہیں کہ میں اور میرا ساتھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس وقت پہنچے کہ آپ ظہر کی نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ چنانچہ آپ لوگوں کو خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا اے لوگو! سن رکھو میں نے چار دن سے اپنی آواز کو تم سے چھپائے رکھا سن رکھو اب میں تمہیں ضرور سناؤں گا۔ خبردار یہاں ایسا کوئی آدمی ہے جس کو اس کی قوم نے یہ کہہ کر بھیجا ہو کہ ہمیں اللہ کے رسول کا ارشاد بتلائے؟ سن رکھو پس اس شخص کو اس کے دل کی بات یا اس کے ساتھی کی باتوں یا گمراہی نے غفلت میں ڈال رکھا ہو۔ (یعنی ایسا نہیں ہونا چاہئے) سن رکھو مجھ سے پوچھا جائے گا۔ سن رکھو میں نے (اللہ کے پیغامات) پہنچا دیئے' خبردار سنو اور زندگی گزارو اور فرمایا کہ خبردار بیٹھ جاؤ خبردار بیٹھ جاؤ۔ یہ سن کر لوگ بیٹھ گئے۔ میں اور میرا ساتھی ہم کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی توجہ اور نگاہ ہمارے لئے فارغ ہوگئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس علم غیب میں سے کیا ہے؟ (یہ سن کر) آپ ﷺ مسکرائے اور خدا کی قسم آپ نے اپنا سر مبارک ہلایا اور آپ نے جان لیا کہ میں اس کا سقوط تلاش کر رہا ہوں۔ اور اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ آپ نے جان لیا کہ میں اس کا سقوط تلاش کر رہا ہوں۔ اور اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ آپ کے رب نے غیب کی پانچ چابیوں کی ضمانت لی ہے جسکو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اور اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا میں نے عرض کیا کہ وہ پانچ چابیاں کونسی ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ (۱) موت کا علم وہ جانتے ہیں کہ تم میں سے کسی کی موت کب آنی ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔ (۲) وہ جانتے ہیں کہ کل تم کیا کھاؤ گے اور تمہیں نہیں معلوم (۳) اور بارش کے دن کا علم کہ وہ کس دن برسے اس حال میں کہ تم ڈرتے ہو عاجزی کرتے ہو پھر اللہ تبارک وتعالیٰ ہنسنا شروع کر دیتے ہیں اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ تمہارے علاوہ اور بھی اس میں مبتلا ہونے والے ہیں۔ لقیط ﷺ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ ہمیں ایسے پروردگار سے خوف نہیں جو خیر (بارش برسانے کے ساتھ) ہنستے ہیں۔ (۴)

اور قیامت کے دن کا علم۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں وہ سکھا دیں جو آپ ﷺ لوگوں کو سکھاتے ہیں اور جو کچھ آپ ﷺ جانتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم ایسے قبیلے کے ہیں کہ جس میں کوئی ایک ہماری تصدیق نہیں کرتا۔ اس حج کے بعد سے جب سے انہوں نے ہم پر زیادتی کی۔ اور جب سے ہم نے قبیلہ خثعم سے دوستی کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جتنا تمہیں ٹھہرنا ہے تو ٹھہرے رہو گے۔ پھر تمہارا نبی انتقال کر جائے گا پھر تمہیں جتنا رہنا ہے رہو گے۔ پھر صائحہ (مہلک آواز) بھیج دیجائیگی۔ خدا کی قسم وہ روئے زمین پر کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑے گی جو نہ مرے اور وہ فرشتے بھی جو تیرے رب عزوجل کے پاس ہیں آپ کا رب زمینوں میں گھومے گا تمام شہر خالی پڑے ہوں گے۔ پھر آپ کا رب آسمان کو حکم دے گا کہ وہ عرش کی طرف سے برس پڑے۔ تیرے رب کی قسم وہ روئے زمین پر نہ کسی مقتول کے گرنے کی جگہ چھوڑے گا اور نہ کسی مردے کا مدفن (قبر) مگر اس سے قبر کو چھیر دے گا یہاں تک کہ اس کو اس کے سر کی طرف سے دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ چنانچہ وہ سیدھا بیٹھ جائے گا۔ اور کہے گا یا رب کیا خبر ہے؟ اس حالت کی وجہ سے یہ کہے گا جس میں یہ مبتلا ہوگا اور کہے گا اے پروردگار آپ آج مجھے موت دیدیں کیونکہ آپ کا وعدہ شام کو دوبارہ دوبارہ زندہ کرنے کا ہے آپ اس کو دیکھ کر یہی گمان کریں گے گویا کہ اس نے نئی شادی کی ہے' فرماتے ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ ہمیں کیسے جمع فرمائیں گے جبکہ ہمیں ہواؤں اور بوسیدگی اور درندوں نے ریزہ ریزہ کر دیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں آپ کو اللہ کی نعمتوں میں زمین کی مثال دیتا ہوں۔ آپ زمین کو دیکھتے ہیں کہ وہ خشک ہوتی ہے آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کبھی تروتازہ نہیں ہو سکتی۔ پھر تیرا رب اس پر بارش برساتا ہے چند دن گزرنے کے بعد جب آپ اس کو دیکھتے ہیں تو بالکل تروتازہ ہوتی ہے۔ تیرے رب کی بقاء کی قسم اللہ کی ذات اس پر زیادہ قادر ہے کہ تمہیں پانی سے جمع کرے بہ نسبت زمین کی نباتات کے جمع کرنے سے چنانچہ لوگ اپنی قبروں اور اپنے قتل ہونے کی جگہوں سے نکلیں گے تم اللہ کو دیکھو گے اور وہ تمہیں دیکھے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ زمین ہم سے بھری ہوئی ہوگی اور اللہ کی ذات تو ایک ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم سب اس کو دیکھیں ور وہ ہمیں دیکھے؟ آپ ﷺ

نے فرمایا اس کے سمجھانے کے لئے میں آپ کو اللہ کی نعمتوں میں چانداور سورج کی مثال پیش کرتا ہوں۔اللہ کی چھوٹی سی نشانی ہے تم سب اس کو ایک ہی گھڑی میں دیکھتے ہواور اس کے دیکھنے میں تم کو کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ تیرے رب کی بقاء کی قسم وہ ان سے اس بات پر زیادہ قادر ہے تم اس کو دیکھواور وہ تم سب کو دیکھے۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم جب اللہ سے ملیں گے تو وہ ہمارے ساتھ کیا معاملہ فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اللہ کے سامنے اس حال میں پیش کئے جاؤ گے کہ تمہارے ہاتھ خالی ہوں گے تمہاری کوئی بات اس پر مخفی نہ رہے گی پھر تیرا رب عزوجل پانی کا ایک چلو بھر کر تمہاری طرف چھڑک دے گا۔ تیرے رب کی بقاء کی قسم اس کا کوئی قطرہ تمہارے چہروں سے تجاوز نہ کرے گا اس کے لگنے سے مسلمان کا چہرہ سفیداور حسین وجمیل بنے گااور کافر کا چہرہ کالے کوئلے کی طرح سیاہ بن جائے گا۔

خبردار پھر تمہارا رسول اللہ ﷺ لوٹے گااور صالحین بھی اس کے نقش قدم پر چل کر لوٹنا شروع کر دیں گے۔ پھر آگ کے پل پر چلیں گے تم میں ایک آدمی چنگاری کو روند ڈالے گا تو ہلکی سی آواز نکالے گا۔ارشاد ہو گا۔ پیچھے ہٹ۔۔

پیاس کی شدت سے رسول اللہ ﷺ کے حوض پر جھانکنے لگیں گے۔اللہ تعالیٰ ان کو اس کے پاس لے آئے گا تیرے رب کی قسم جو اس کی طرف ہاتھ بڑھائے گا تو اس کے ہاتھ میں ایسا پیالہ پڑے گا جس کو بوجھ اور پیشاب اور تکلیف سے پاک کیا گیا ہو گا یعنی اس کے پینے سے یہ چیزیں پیدا نہیں ہوں گی) چانداور سورج کو روک لیا جائے گا ان میں سے ایک بھی آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب چانداور سورج نہیں ہوں گے ہمیں کس طرح نظر آئے گا؟ آپ نے فرمایا جس طرح اب آپ کو نظر آتا ہے اور جس طرح صبح کے وقت سورج طلوع ہو کر پہاڑوں پر لگتا ہے اور زمین اس سے روشن ہو جاتی ہے (یہی کیفیت جنت میں ہوگی) راوی کہتے ہیں پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں ہماری نیکیوں اور برائیوں کا کیا بدلہ ملے گا؟ ارشاد فرمایا ایک نیکی کا دس گنا جزااور برائی اگر معاف نہ کی گئی تو ایک ہی برائی شمار ہوگی۔ (یعنی اس کے برابر عذاب دیا جائے گا) فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا

رسول اللہ ﷺ جنت اور جہنم کیا ہیں؟ آپ ؑ نے ارشاد فرمایا تیرے رب کی بقاء کی قسم جہنم کے سات دروازے ہیں جن میں کوئی دو دروازے ایسے نہیں ہیں مگر ان کے درمیان اتنی مسافت ہے کہ ایک سوار ان کے درمیان ستر سال تک چلتا رہے اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں ہر دو دروازے کے درمیان اتنی مسافت ہے کہ ایک سوار ستر سال تک اس میں چلتا رہے۔ راوی نے فرمایا میں نے عرض کیا کہ جنت کی نعمتوں کے متعلق ہم اپنی قوم کو کن چیزوں کی اطلاع دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

شہد کی نہروں کی جس کا جھاگ اتارا گیا ہے۔ اور شراب کی نہروں کی جس میں نہ سر چکراتا ہے اور نہ ندامت اور دودھ کی نہریں جس کا مزہ نہیں پھرا اور پانی کی نہریں جو بو نہیں بدلتیں اور میوؤں کی۔ اور تیرے رب کی بقاء کی قسم وہ سب چیزیں ہوں گی جو تم جانتے ہو اور اس کے ساتھ اس کے برابر اور اس سے بہتر اور پاکیزہ بیویاں ہوں گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت میں جو ہماری بیویاں ہوں گی تو ان میں دنیا کی نیک عورتیں بھی ہوں گی؟ آپ ؑ نے فرمایا نیک عورتیں نیک مردوں کے لئے ہیں تم ان سے ایسی ہی لذت حاصل کرو گے جس طرح دنیا میں حاصل کرتے ہو اور وہ تم سے لذت حاصل کریں گی البتہ بچے پیدا نہیں ہوں گے۔

لقیط ؓ فرماتے ہیں پھر میں نے عرض کیا وہ بیان کریں جس کی طرف ہم پہنچنے والے ہیں اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کس چیز پر آپ کے ساتھ بیعت کریں چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک پھیلا کر ارشاد فرمایا کہ نماز کے قائم کرنے اور زکواۃ کے ادا کرنے اور اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو شریک نہ کرنے پر بیعت کرو۔ لقیط ؓ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا ہمارے لئے وہ ہے جو مشرق اور مغرب کے درمیان ہے؟ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سمیٹ لئے اس گمان پر کہ میں ایسی چیز کی شرط لگانا چاہتا ہوں جو آپ کو نہیں دی گئی ہے فرماتے ہیں پھر میں نے عرض کیا کہ ہم ان میں جہاں سے چاہیں مال دیدیں اور ہر آدمی کے تاوان کا وبال اس کی ذات پر پڑتا ہے یہ سن کر آپ نے ہاتھ پھیلا دیئے

اور ارشاد فرمایا یہ تیری بخشش ہے جہاں سے آپ چاہیں اور تیرا نفس ہی تیرا تاوان ادا کرتا ہے فرمایا کہ پھر ہم واپس ہوئے اور آپ نے ارشاد فرمایا یہی دونوں یہی دونوں تیرے رب کی بقاء کی قسم دنیا اور آخرت میں تمام لوگوں میں زیادہ متقی ہیں کعب بن جدار یہ (جو بنی بکر بن کلاب کا رشتہ دار تھا) نے عرض کیا اللہ کے رسول یہ کون تھے؟ آپ نے فرمایا بنوالمنتفق ہیں پھر میں نے عرض کیا اللہ کے رسول کیا زمانہ جاہلیت میں ان میں سے کسی ایک کا کوئی واقعہ ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قریش کے سرداروں میں سے ایک شخص تھا اور فرمایا خدا کی قسم تیرا باپ منتفق جہنم میں ہے راوی کہتے ہیں میرے والد کے متعلق لوگوں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے میرے خون اور گوشت میں آگ لگی اور میں نے ارادہ کیا کہ آپ سے پوچھوں یا رسول اللہ آپ کے والد کہاں ہے؟ لیکن دوسرا لفظ اس سے زیادہ اچھا تھا اس لئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور آپ کا اہل کہاں ہے؟ ارشاد فرمایا خدا کی قسم میں اپنے اہل میں سے کسی مشرک کی قبر پر نہیں گیا چاہے عامری ہو یا قریشی ہو۔

فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ ان سے کیا معاملہ فرمائیں گے جب کہ وہ ایسے عمل پر تھے جس کو وہ اچھا خیال کرتے تھے اور وہ اپنے آپ کو نیک گمان کرتے تھے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ اس وجہ سے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر سات امتوں کے آخر میں ایک پیغمبر بھیجا پس جس شخص نے پیغمبر کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہو گیا اور جس نے اپنے پیغمبر کی اطاعت کی وہ ہدایت پر رہا۔

یہ بہت بڑی اور مشہور حدیث ہے جس کو ابوالقاسم نے عبدالرحمٰن بن مغیرہ بن عبدالرحمٰن المدنی سے روایت کیا ہے پھر یہ ابراہیم بن حمزہ زبیری مدنی سے بھی منقول ہے اور یہ دونوں مدینے کے بہت بڑے اور ثقہ علماء میں سے ہیں باب حدیث میں ان دونوں سے استدلال کیا جاتا ہے چنانچہ امام بخاری ؒ نے ان دونوں سے استدلال کیا ہے اور ان دونوں سے اپنی کتاب میں کئی مقامات پر روایات نقل کی ہیں اور ائمہ حدیث نے بھی اپنی کتابوں میں ان سے روایات نقل کی ہیں۔ مثلاً ابو عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن امام احمد اور ابوبکر احمد بن عمرو بن ابوالقاسم اور ابوالقاسم طبرانی اور ابوالشیخ الحافظ اور ابو عبداللہ بن مندہ اور حافظ ابوبکر احمد بن

موسیٰ بن مردویہ اور حافظ ابو نعیم اصفہانی اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات نے بھی ان سے علیٰ سبیل القبول والتسلیم روایات لی ہیں۔

حافظ ابو عبداللہ بن مندہ فرماتے ہیں کہ محمد ابن اسحاق اور عبداللہ بن احمد بن حنبل وغیرہ حضرات نے اس حدیث کو عراق میں علماء اور اہل دین کے ایک مجمع میں بیان فرمایا کسی نے بھی اس پر نکیر نہیں کی اور نہ اس کی اسناد میں کوئی کلام کیا۔ اور اسی طرح ابو زرعہ اور ابو حاتم نے بھی اس کو قبول کیا اور ابوالخیر بن حمدان تو فرماتے ہیں کہ یہ بہت بڑی ثابت اور مشہور حدیث ہے اور فرمایا کہ ہم نے اس کے متعلق اپنے شیخ ابوالحاج المری سے پوچھا تو فرمایا کہ اس پر نبوت کا جلال معلوم ہوتا ہے اور فرمایا کہ اس میں ایلاد کی نفی ہے اور یہ حدیث جنت میں انتفاء ولادت پر صریح ہے اور پیغمبر علیہ السلام کا ارشاد (اذا اشتھای) شرط سے معلق ہے اور تعلیق سے معلق اور معلق بہ کا وقوع لازم نہیں آتا اور لفظ اذا اگرچہ ظاہر میں محقق الوقوع چیز میں استعمال ہوتا ہے لیکن کبھی کبھار محض تعلیق کے لئے جو محقق سے اعم ہو استعمال ہوتا ہے۔

یہاں پر یہ توجیہ چند وجوہ سے متعین ہے۔

(۱) حدیث ابی رزین کی وجہ سے

(۲) اللہ تعالیٰ کے ارشاد (ولھم فیھا ازواج مطھرۃ) کی وجہ سے یعنی وہ عورتیں حیض نفاس اور گندگی سے پاک ہوں گی سفیان ثوری " مجاہد " سے نقل کرتے ہیں کہ وہ عورتیں حیض پاخانہ پیشاب تھوک بلغم منی اور ولادت سے پاک ہوں گی عطاء " فرماتے ہیں کہ وہ حمل ولادت حیض اور پاخانے اور پیشاب سے پاک ہوں گی۔

(۳) پیغمبر علیہ السلام کے ارشاد میں یہ گزر چکا کہ جنت میں نہ موت ہے اور نہ انزال اور بچہ تو مرد کی منی سے پیدا ہوتا ہے تو جب وہاں نہ منی ہو اور نہ مذی اور نہ شرمگاہ میں پھونک تو وہاں بچے کیسے پیدا ہوں گے۔

(۴) حدیث صحیح میں آپ ؐ کا یہ ارشاد ثابت ہے کہ جب جنت میں جگہ بچے گی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کچھ مخلوق پیدا کر کے اس میں ٹہرا دیں گے۔ اگر جنت میں بچے پیدا ہوتے تو وہ دوسری مخلوق سے اس جگہ کے زیادہ حقدار تھے۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے بچوں کی پیدائش کو حیض اور منی کے ساتھ جوڑ دیا ہے تو اگر جنت میں عورتیں حاملہ ہو جائیں تو حیض اور انزال ان سے منقطع نہیں ہو گا۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے توالد و تناسل تو دنیا میں ہی مقدر فرمایا ہے اس لئے کہ ان کے لئے یہاں موت بھی مقدر کی ہے۔ اور مختلف اوقات میں ان کو اس دار سے نکالتے رہتے ہیں اور ان کے نکلنے کا ایک وقت مقرر فرمایا ہے اس وقت تک یہ پہنچتے ہیں تو اگر یہاں تناسل نہ ہوتا تو نوع انسانی باقی نہ رہتی اور اسی وجہ سے تو فرشتوں میں تناسل جاری نہیں کیا اس لئے کہ وہ انسانوں اور جنوں کی طرح مرتے نہیں ہیں جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ زمین سے تمام لوگوں کو نکال کر ان کو دوبارہ موت کے لئے نہیں بلکہ باقی رہنے کے واسطے زندہ کریں گے جس کے بعد یہ تناسل کی طرف محتاج نہیں ہوں گے۔ اور اس طرح نوع انسانی کی حفاظت ہوگی جو کہ بقاء اور دوام کا مقتضی ہے اس کے بعد نہ اہل جنت میں تناسل ہو گا اور نہ جہنمیوں میں۔

(۷) والذین آمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم (الطور ۲۱) اور جو لوگ یقین لائے اور ان کی راہ پر چلے ان کی اولاد ایمان کے ساتھ پہنچا دیا ہم نے ان تک ان کی اولاد کو

اللہ تعالیٰ نے یہ بتلا دیا کہ وہ اہل جنت کے ساتھ ان کے بچوں کو اکٹھا کرنے کی نعمت سے نوازیں گے۔ تو اگر اللہ تعالیٰ جنت میں ان کو دوسری اولاد دیتے تو ان کا بھی ذکر فرماتے جیسے ان کے دنیا والے اولاد کا ذکر فرمایا اس لئے ان سے بھی ان کی آنکھیں ایسی ہی ٹھنڈی ہوں گی جیسے دنیا والے بچوں سے ٹھنڈی ہوتی ہیں۔

(۸) وجہ یہ کہ یا تو جنت میں تناسل کا استمرار "لاالیٰ غایتہ" (غیر متناہی) مان لیا جائے یا "الیٰ غایتہ" مان لیا جائے اور پھر منقطع ہو جائے دونوں باتیں نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے کہ پہلے کے ماننے سے غیر متناہی اشخاص کا اجتماع لازم آئے گا اور دوسرے کے ماننے سے اہل جنت کی لذت اور سرور کا انقطاع لازم آئے گا جو کہ محال ہے اور یہ کہنا بھی ممکن نہیں کہ تناسل کے بعد وہ نسل مرجائے اور اس کے بعد دوسری نسل اس کی جگہ لے لیں۔ اس لئے کہ وہاں موت ہی نہیں ہوگی۔

(۹) نویں وجہ یہ ہے کہ انسان جنت میں ایسی نشو نما نہیں پاتا ہے جس طرح کہ دنیا میں بڑھتا ہے اور نہ جنت میں رہنے والے ولدان بڑے ہوں گے اور نہ جنتی مرد بلکہ ولدان تو چھوٹے بچے ہی رہیں گے کوئی تبدیلی ان میں نہیں آئے گی۔ اور خود اہل جنت تینتیس سال کے ہوں گے ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ اگر جنت میں ولادت ہوتی تو یہ بات ضروری تھی کہ بچہ کامل مرد بننے تک بڑھتا رہتا۔ حالانکہ یہ تو پہلے سے معلوم ہو چکا ہے کہ بچپن میں مرنے والے بچوں کو جنت میں بغیر نمو کے تینتیس سال کا بنایا جائے گا۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ جنتیوں کو فرشتوں کی طرح بنائیں گے یا ان سے بھی زیادہ مکمل طریقے پر کہ وہ پیشاب پاخانہ نہیں کریں گے اور نہ سوئیں گے اور ان کو تسبیح کا الہام کیا جائے گا اور عرصہ دراز گزرنے پر بھی بوڑھے نہیں ہوں گے اور نہ ان کے بدن بڑھیں گے بلکہ اللہ کے مخصوص انداز پر جس پر ان کو پیدا کیا گیا ہے ہمیشہ رہیں گے۔ اس مسئلہ میں یہی کچھ تھا جو بیان ہوا آگے واللہ اعلم۔

اور بعض کا یہ کہنا کہ قدرت اس کی صلاحیت رکھتی ہے اور یہ سب ممکن ہے اور دوسرے حضرات کا یہ کہنا کہ جنت مستحقین عمل کے لئے دارالمکلفین ہے وغیرہ ایسی مباحث ہیں جو بہت سستے ہیں اور لوگوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

حاکم علیہ فرماتے ہیں کہ استاذ ابو سہل ؒ نے فرمایا کہ اہل زیغ جنت میں ولادت کی حدیث کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہو گا جیسا کہ ہم نے روایات پیش کیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وفیھا ماتشتھیہ الانفس و تلذ الاعین اور وہاں ہیں جو دل چاہے اور جس سے آنکھیں آرام پائیں۔
(زخرف ۷۱)

اور یہ محال نہیں کہ مومن اپنی مرغوبات میں ایک ممکن پاکیزہ' صاف اور آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے ٹکڑے کو اپنی پاکیزہ بیویوں کے ذریعہ حاصل کرنے کی خواہش کرے اگر کوئی یہ کہے کہ جب حدیث میں آیا ہے کہ ان عورتوں کو حیض اور نفاس نہیں ہو گا تو پھر بچہ کہاں سے پیدا ہو گا؟ آپ جواب میں یہ کہیں گے کہ حیض تو اس ولادت کا اغلب سبب ہے جو

مدت حمل سے مستثنیٰ ہو وضع حمل سے بھی کہ جیسے دنیا کے تمام شہروں میں کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں میں تھکاوٹ اور تکلیف معروف ہے اور پھر ہر ایک کے برے انجام سے بھی ڈرا جاتا ہے دیکھو یہ دنیا کی حرام شراب جس کے بارے میں سوال ہو گا ہر قسم کی آفتوں سے بھرپور ہے اور اہل جنت کے لئے جو شراب اللہ تعالیٰ نے تیار کی ہے وہ لذت سے بھرپور اور آفتوں سے پاک ہے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جنتی بچہ بھی ان بلاؤں سے پاک ہو (انتہای کلامہ)

میں نے کہا کہ جنت میں ولادت کی نفی کرنے والے اپنے دلوں کی کجروی کی بناء پر نفی نہیں کر رہے ہیں بلکہ ابی رزین کی حدیث (غیران لاتوالد) کی وجہ سے نفی کرتے ہیں (یعنی جنت میں صرف ولادت نہیں ہوگی) ور ہم نے عطاء " کا قول بھی بیان کیا ہے کہ جنتی عورتیں حیض اور ولادت سے پاک ہوں گی۔ امام ترمذی " نے اس کے بارے میں سلف اور خلف اہل علم کے دو قول بیان کئے ہیں۔ اور ابو اسحاق " سے اس سے انکار کرنے کا قول بھی بیان کیا ہے۔ ابو امامہ نے اپنی حدیث میں فرمایا ہے (غیران لامنی ولامنیہ) (یعنی جنت میں صرف موت اور انزال نہیں ہو گا باقی سب چیزیں ہوں گی) جنت دارالتناسل نہین ہے بلکہ ہمیشگی اور بقاء کا گھر ہے۔ اس میں رہنے والا مرے گا ہی نہیں جس کے بعد اس کے قیام نسل کی ضرورت پڑے اور اس بارے میں ابو سعید خدری ﷺ کی حدیث کی اسانید میں بہتر سند ترمذی کی ہے اور اس پر غرابت کا حکم بھی لگایا گیا ہے کیونکہ یہ صرف ابوالصدیق ناجی کی حدیث سے پہچانی گئی ہے اور اس کے الفاظ میں بھی اضطراب ہے۔ اس لئے کہ کبھی حضرت ابو سعید ﷺ سے "اذا اشتھی الولد" کے الفاظ سے نقل کیا جاتا ہے اور کبھی "انہ یشتھی الولد" کے الفاظ سے اور کبھی "ان الرجل من اھل الجنۃ لیولد لہ" کے الفاظ سے مروی ہے۔ فاللہ اعلم۔

اگر یہ اللہ کے رسول نے فرمایا ہو تو پھر یہ حق ہے اور اس میں کوئی شک نہیں اور ان الفاظ کے درمیان کوئی تنافی اور تناقض نہیں اور ابی رزین کی حدیث "غیران لاتوالد" میں دنیا والی خاص ولادت کی نفی ہے اور جنت کی اس ولادت کی نفی نہیں جس کا حمل اور وضع حمل کمال عمر کو پہنچنا اور جوانی ایک گھڑی میں ہوگی ہمارا علم قاصر اس مسئلہ میں صرف یہاں تک پہنچا ہے اور اس میں ہم نے ایسی چیزیں ذکر کی ہیں جو کہ شاید آپ کو دوسری کتابوں میں مل جائیں۔

ستانواں باب

اہل جنت کا حوروں کی بہترین اور خوبصورت آوازوں کا سننا اور اس میں خوشی اور لذت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ویوم تقوم الساعتہ یومئذ یتفرقون فاما الذین آمنوا وعملوا الصالحات فھم فی روضۃ یحبرون (الروم ۱۴۔ ۱۵)

اور جس دن قائم ہوگی قیامت اس دن لوگ ہوں گے قسم قسم سو جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام سو باغ میں ہوں گے ان کی آؤ بھگت ہوگی۔

یحیٰی ابن ابی کثیر علیہ اللہ عزوجل کے ارشاد (فہم فی روضتہ یحبرون) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "الحبرۃ" سے مراد لذت اور سماع ہے یحیٰی ابن ابی کثیر کا (یحبرون) سے (سماع فی الجنتہ) مراد لینا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے منافی نہیں کہ وہ (یحبرون) کا معنیٰ (یکرمون) سے کرتے ہیں۔ مجاہد اور قتادہ" (ینعمون) سے اس لئے کہ کانوں سے سننے کی لذت خوشی اور نعمت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں حوروں کی ایک اجتماع گاہ ہوگی وہ ایسی پیاری آواز سے (درج ذیل شعر پڑھیں گی) کہ اس جیسی آواز کسی نے کبھی بھی نہ سنی ہوگی کہیں گی۔

نحن الخالدات فلا نبید
ونحن الناعمات فلا نبأس

ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی ختم نہ ہوں گی
ہم ناز و نعمت میں رہنے والیاں ہیں کبھی خستہ حال نہ ہوں گی

و نحن	الراضيات	فلا	نسخط
طوبیٰ لمن	كان لنا	و	كنا له

ہم راضی و خوش رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی
بھلائی ہو اس کے لئے جو ہمارا بن گیا اور ہم اس کے ہوگئے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پوری جنت میں ایک نہر ہے جس کے دونوں اطراف میں کنواری لڑکیاں آمنے سامنے کھڑی ہو کر ایسی آوازوں سے گائیں گی کہ تمام لوگ اس کو سنیں گے۔ اور اہل جنت اس سے زیادہ لذت جنت میں نہیں دیکھیں گے۔ ہم نے عرض کیا اے ابو ہریرہ وہ کیا گائیں گی؟ فرمایا اگر اللہ نے چاہا تو تسبیح و تحمید اور تقدیس اور اللہ عزوجل کی تعریف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کا تنا سونے کا اور شاخیں زبرجد اور موتیوں کی ہوں گی۔ اس کے لئے ایک ہوا چلے گی جس کے سے سننے والوں نے اس سے بڑھ کر لذیذ آواز کبھی نہیں سنی ہوگی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حوریں جنت میں اس طرح گائیں گی۔ کہیں گی۔

نحن	الحور	الحسان
خلقن	لازواج	كرام

ہم حسین وجمیل حوریں ہیں
ہمیں عزت مند شوہروں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اہل جنت میں سے ہر ایک کا چار ہزار کنواری لڑکیوں آٹھ ہزار بیواؤں اور ایک سو حوروں سے نکاح کیا جائے گا۔ وہ ہر ہفتے میں جمع ہوں گی اور ایسی پیاری آوازوں سے ذیل کے اشعار پڑھیں گی کہ مخلوق نے اس طرح کی پیاری آواز کبھی نہ سنی ہوگی۔

نحن	الخالدات	فلا	نموت
ونحن	الناعمات	فلا	نباس

ونحن الراضيات فلا نسخط
نحن المقيمات فلا نظعن
طوبى لمن كان لنا وكنا له
(ترجمہ وہی ہے جو گزر چکا ہے)

ابوامامہ ﷺ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ بھی جنت میں داخل ہوگا تو اس کے سر اور پیروں کے پاس دو حوریں بیٹھی ہوں گی اور ایسی پیاری آواز سے گائیں گی جو کسی انسان یا جن نے نہ سنی ہو اور یہ آواز مزا میر شیطان میں سے نہیں ہوگی۔

ابن عمر ﷺ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنتیوں کی بیویاں اپنے شوہروں کے ہاں ایسی پیاری آوازوں سے گائیں گی جو کسی نے نہ سنی ہوگی وہ یہ اشعار پڑھیں گی۔

نحن الخيرات الحسان
ازواج قوم كرام
ہم عمدہ اور حسین عورتیں ہیں
عزت مند قوم کی بیویاں ہیں
ينظرون بقرة اعين

اور یوں بھی کہیں گی۔
جو آنکھوں کی ٹھنڈک سے دیکھتے ہیں

نحن الخالدات فلا نمتنه
نحن الامنات فلا نخفنه
نحن المقيمات فلا نظعنه

ترجمہ گزر چکا ہے

ابن وہب فرماتے ہیں کہ سعید ابن ابی ایوب نے مجھ سے فرمایا کہ ایک قریشی شخص نے ابن شہاب سے پوچھا کیا جنت میں سماع (گیت) ہوگی؟ اس لئے کہ مجھے سماع بہت پسند

ہے۔ فرمایا ہاں اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں ابن شہاب کی جان ہے جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کے اوپر موتی اور زبرجد ہیں۔ اس کے نیچے ابھرے ہوئے پستانوں والی لڑکیاں ہیں۔ وہ مختلف آوازوں میں یوں گائیں گی۔

نحن الناعمات فلا نباس
نحن الخالدات فلا نموت

ہم نازو نعمت میں رہنے والیاں ہیں کبھی خستہ حال نہ ہوں گی
ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی نہیں مریں گی

جب درخت یہ اشعار سنے گا۔ تو ایک دوسرے سے ٹکرا جائے گا۔ تو وہ لڑکیاں اس کو جواب دیں گی۔ پھر ہمیں معلوم نہیں کہ ان لڑکیوں کی آوازیں پیاری ہیں یا درخت کی آوازیں۔

ابن وہب علیہ فرماتے ہیں کہ خالد بن زید لیث علیہ سے نقل کر کہ فرماتے ہیں کہ حوریں اپنے شوہروں کے سامنے گائیں گی۔ چنانچہ کہیں گی۔

نخن الخیرات الحسان
ازواج شباب کرام

ہم عمدہ خوبصورت عورتیں ہیں
عزت مند نوجوانوں کی بیویاں ہیں

نحن الناعمات فلا نباس
نحن الخالدات فلا نموت

ہم نازو نعمت میں رہنے والیاں ہیں کبھی خستہ حال نہ ہوں گی
ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی نہیں مریں گی

ونحن الراضيات فلا نسخط
نحن المقيمات فلا نظعن

اور ہم راضی رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی
اور ہمیشہ ایک حالت پر قائم رہنے والیاں کبھی بوڑھی نہ ہوں گی

ان میں سے ایک کے سینے پر لکھا ہوا ہو گا۔ تو میرا محبوب ہے اور میں تیری محبوب ہوں۔ میری خواہش آپ پر ختم ہے۔ میری آنکھوں نے تجھ جیسے کو نہیں دیکھا۔ یحییٰ ابن ابی کثیر فرماتے ہیں کہ حوریں جب اپنی شوہروں سے باب جنت کے پاس ملاقات کریں گی تو ان سے کہیں گی کہ ہم نے تمہارا بہت لمبا انتظار کیا اور پھر پیاری آوازوں سے مذکورہ اشعار پڑھیں گی اور پھر کہیں گی کہ تو میرا محبوب ہے اور میں تیری محبوبہ ہوں۔ نہ تیرے سامنے کوئی کوتاہی ہو گی اور نہ تجاوز۔

فصل :

اہل جنت کے لئے اس سے بھی بڑھ کر اعلیٰ سماع (گیت) ہو گا

ابن ابی الدنیا اوزاعی سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کی آواز جیسی کوئی آواز پیدا نہیں فرمائی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کو حکم دیں گے تو وہ گیت شروع کریں گے تو آسمان میں کوئی ایسا فرشتہ باقی نہیں رہے گا جس پر اس کی تسبیح اور عبادت منقطع نہ ہو جائے۔ جتنا اللہ چاہیں گے تو اسکی وجہ سے ٹھہرے ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے میری عزت کی قسم اگر میرے بندے میری عظمت کو جانتے تو میرے علاوہ غیر کی عبادت نہ کرتے۔ محمد بن المنکدر انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو مزا میر شیطان اور لہو کی مجلسوں سے اپنے کانوں اور دلوں کی حفاظت کرتے تھے؟ ان کو مشک کے باغ میں ٹھہرا دو۔ پھر فرشتوں سے ارشاد فرمائیں گے کہ ان کو میری بزرگی اور تعریف (کے گیت) سنا دو۔

ابن ابی الدنیا مالک ابن دینار سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد (وان لہ عندنا لزلفی وحسن ماب) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو جنت میں بہت اونچے منبر کی تنصیب کا حکم دیا جائے گا۔ پھر آواز دی جائے گی اے داؤد اس منبر پر اس پیاری اور نرم آواز سے میری بزرگی بیان کر جس طرح تو دنیا میں میری بزرگی بیان کرتا تھا۔ چنانچہ داؤد علیہ السلام کی آواز جنتیوں کو جنت کی دوسری نعمتوں سے فارغ کر دیگی۔ یہی اللہ تعالیٰ کے ذیل ارشاد سے مراد ہے۔

وان لہ عندنا لزلفی وحسن ماب اور اسکا ہمارے یہاں مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا۔
(سورۃ ص ۴۰)

شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل و ثناء فرشتوں سے فرمائیں گے کہ میرے بندے دنیا میں پیاری آواز کو پسند کرتے تھے۔ لہٰذا میرے بندوں کو سنادو چنانچہ فرشتے تسبیح و تہلیل اور تکبیر کی آوازیں شروع کر دیں گے۔ وہ ایسی پیاری آوازیں ہوں گی کہ انہوں نے اس طرح کبھی نہ سنی ہوں گی۔ عبداللہ بن الامام احمد اپنے والد سے (کتاب الزھد) میں مالک بن دینار سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد (وان لہ عندنا لزلفی وحسن ماب) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام کو عرش کے ساق کے پاس کھڑا کر کے ارشاد فرمائیں گے۔ اے داؤد آج اپنی پیاری اور نرم آواز سے میری بزرگی بیان کر۔ حضرت داؤد علیہ السلام عرض کریں گے۔ پروردگار کیسے آپ کی بزرگی بیان کروں حالانکہ وہ تو آپ نے دنیا میں مجھ سے سلب فرمائی ہے۔ ارشاد ہو گا میں دوبارہ آپ کو عطاء کر دوں گا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ داؤد علیہ السلام کو اس سے بڑھ کر حسین آواز عطاء فرمادیں گے تو داؤد علیہ السلام کی آواز اہل جنت کو دیگر نعمتوں سے فارغ کر دیگی۔

ابن ابی الدنیا ابن ابی لبابہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے پھل زبرجد یاقوت اور موتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجیں گے اس درخت سے ایسی آوازیں پیدا ہوں گی کہ اس سے بڑھ کر پیاری اور لذیذ آوازیں کسی نے نہ سنی ہوں گی۔

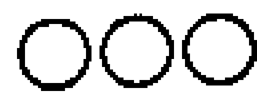
ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک اتنا بڑا تناور درخت ہے کہ ایک

سوار سو سال تک اس کے سایہ میں چلتا رہے تو اس کو طے نہ کر سکے۔ اہل جنت اس کے سائے میں بیٹھ کر آپس میں باتیں کریں گے تو ان میں سے بعض کو اشتہا پیدا ہوگی اور وہ دنیا کے لہو ولعب کو یاد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ جنت سے ہوا بھیج کر اس کو حرکت دیں گے جس کی وجہ سے وہ دنیا کی تمام لہو ولعب کی چیزیں برسا دے گا۔ سعید بن سعید الحارثی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے یہ بیان کیا گیا کہ جنت میں ایک گنجان درخت ہوگا جس کا تنا سونے کا اور شاخیں موتیوں کی ہوں گی۔ جب اہل جنت کو پیاری آواز سننے کی چاہت پیدا ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان گنجان درختوں پر ایسی ہوا بھیجیں گے۔ جس سے ان کی چاہت کے مطابق ہر قسم کی آواز پیدا ہوگی۔

فصل :

اس سے بڑھ کر اہل جنت ایک اعلیٰ قسم کی آواز سنیں گے جس کے سامنے تمام آوازیں کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہوں گی یہ اس وقت ہوگا جبکہ اہل جنت اللہ عزوجل کے کلام' سلام اور خطاب سے مشرف ہوں گے اور وہاں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنا کلام سنائیں گے۔ جب یہ لوگ اللہ کا کلام سنیں گے تو یوں معلوم ہوگا کہ اس سے پہلے انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں۔ عنقریب اس کے متعلق صحاح کی احادیث آپ کے سامنے گذر جائیں گی۔ اور ان احادیث کا سننا بھی دنیا میں محبوب اور کانوں میں پڑنے والی سب سے زیادہ باعث لذت اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس لئے کہ اللہ کا دیدار اور اس کا کلام سننے سے بڑھ کر جنت میں کوئی چیز زیادہ لذیذ نہیں ہوگی۔ اور اہل جنت کو اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں دی جائے گی۔

عبداللہ بن ابی بریدہ فرماتے ہیں کہ جنتی ہر دن دو مرتبہ اللہ جل جلالہ کے پاس جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنا کلام پڑھ کر سنائیں گے۔ ہر آدمی اپنے مخصوص سونے موتی اور زبر جد زمرد اور یاقوت سے بنے ہوئے منبر پر بیٹھے گا۔ اس کے بغیر نہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور نہ اس سے بڑھ کر پیاری آواز انہوں نے سنی ہوگی۔ اس کے بعد ناز و نعمت میں آنکھوں کی ٹھنڈک کے ساتھ اپنی منزل کی طرف لوٹیں گے جس طرح گذشتہ کل لوٹے ہوں گے۔



اٹھاونواں باب

اہل جنت کی سواریوں اور گھوڑوں کا بیان

حضرت بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک صاحب نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا جنت میں گھوڑے بھی ہوں گے؟ فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنت میں داخل فرما دیا تو تم اگر یہ چاہو گے کہ وہاں تمہیں سرخ موتی کے ایسے گھوڑے پر سوار کر دیا جائے جو تمہیں جنت میں وہاں لے کر اڑے جہاں تم چاہو تو یہ بھی ہو جائے گا: ایک صاحب نے آپ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ: کیا جنت میں اونٹ بھی ہوں گے؟ فرمایا (راوی نے) کہ ان سے آپ نے وہ بات نہ فرمائی جو ان کے دوسرے ساتھی سے فرمائی تھی۔ آپ نے یہ فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں داخل فرمائیں گے تو تمہیں وہ سب ملے گا جو تمہارا نفس چاہے گا اور تمہیں اچھا لگے گا۔

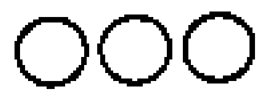
حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول مجھے گھوڑا پسند ہے کیا جنت میں گھوڑا ہو گا؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں جنت میں داخل کر دیا گیا تو تمہارے پاس یاقوت کا بنا ہوا ایک گھوڑا لایا جائے گا جس کے دو پر لگے ہوں گے تمہیں اس پر سوار کر دیا جائے گا پھر تم جہاں چاہو گے وہ تمہیں لے کر اڑتا پھرے گا۔

ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے جنت کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا فردوس بہت بلند و بالا مقام ہے اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں اور قیامت کے دن اس پر عرش رکھا جائے گا۔ ایک صاحب کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ مجھے گھوڑا پسند ہے: کیا جنت میں گھوڑا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جنت میں ایسے باریک کروالے عمدہ گھوڑے اور اونٹ ہیں جو جنت کے درختوں کے پتوں کے درمیان میں سے تیزی سے گزریں گے اہل جنت جہاں چاہیں گے اس پر سوار ہو کر

ایک دوسرے سے ملاقات کے لئے جائیں گے۔ ایک دوسرے صاحب کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! مجھے اونٹ پسند ہے راوی نے آگے آخر تک اسی طرح حدیث بیان کی۔

واصل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت کے گھوڑے شریف النسل عمدہ اور سفید ہوں گے گویا کہ وہ یاقوت ہیں: جنت میں اونٹوں اور گھوڑوں کے علاوہ چوپایوں میں سے کوئی جانور نہیں ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے پاس سرخ یاقوت کے ایسے گھوڑے آئیں گے جن کے پر لگے ہوئے ہوں گے۔ وہ نہ پیشاب کریں گے اور نہ لید۔ یہ ان پر بیٹھ جائیں گے وہ ان کو لیکر جنت میں اڑتے پھیریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے تجلی فرمائیں گے جب یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیں گے تو سجدے میں گر پڑیں گے۔ ارشاد ہو گا سر اٹھالو یہ عمل کا دن نہیں ہے۔ بلکہ یہ نعمتوں اور عزتوں کا دن ہے۔ چنانچہ وہ اپنے سر اٹھائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر خوشبو برسا دیں گے۔ ان کا گذر مشک کی ٹیلوں پر ہو گا تو اللہ تعالیٰ ان ٹیلوں پر ایک ہوا چلائیں گے جس کی وجہ سے وہ اپنے اہل کی طرف اس حال میں لوٹیں گے کہ ان کے بال پراگندہ اور غبار آلود ہوں گے۔



انسٹھ واں باب

جنتیوں کا ایک دوسرے سے ملاقات اور ان کا آپس میں دنیوی احوال کا مذاکرہ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فاقبل بعضهم علٰى بعضٍ يتسآءلون قال قائل منهم انى كان لي قرين. يقول ائنك لمن المصدقين ائذا متنا و كنا ترابًا وعظاما ائنا لمدينون ٥ قال هل انتم مطلعون ○ فاطلع فراه في سواء الجحيم قال تالله ان كدت لتردين ○ولولا نعمة ربى لكنت من المحضرين. (سورة الصافات ۵۰-۵۷)

پھر منہ کیا ایک نے دوسرے کی طرف پوچھنے لگے (ایک دوسرے سے) ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا میرا ایک ساتھی تھا جو کہا کرتا کیا تو یقین کرتا ہے۔ کیا جب ہم مرکر مٹی ہو گئے اور ہڈی کیا ہم کو جزا ملے گی؟ کہنے لگا بھلا تم جھانک کر دیکھو گے۔ پھر جھانکا تو اس کو دیکھا بیچوں بیچ دوزخ کے۔ بولا قسم اللہ کی تو تو مجھ کو ڈالنے لگا تھا گڑھے میں اور اگر نہ ہوتا میرے رب کا فضل تو میں بھی ہوتا انہی میں جو پکڑے ہوئے آئے۔

اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ بتلا دیا کہ اہل جنت آپس میں بیٹھ کر دنیوی احوال کے متعلق تبادلہ خیال کریں گے۔ اس دوران ان میں سے ایک شخص کہے گا کہ دنیا میں میرا ایک ساتھی تھا جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور آخرت کا انکار کرتا تھا اور اس قسم کی باتیں کرتا تھا جو اللہ تعالیٰ نے آیات مذکورہ میں اس سے نقل کی ہیں۔ یعنی مجھ سے یہ کہا کرتا تھا کیا تو اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا اور ہمیں ہمارے

اعمال کا بدلہ دیا جائے گا اور حساب کیا جائے گا جبکہ ہم گل سڑ کر ریزہ ریزہ ہو چکے ہوں گے۔ اور صرف مٹی اور ہڈیاں باقی رہ چکی ہوں گی؟ پھر مومن اپنے جنتی بھائیوں سے کہے گا۔ کیا تم اس کو جہنم میں جھانک کر دیکھو گے؟ چلو میرے اس ساتھی کا ٹھکانا اور انجام دیکھ کر آتے ہیں۔

یہ قول تو سب اقوال سے زیادہ ظاہر ہے۔ اس میں دو قول اور بھی ہیں۔ (۱) فرشتے ان تذکرہ کرنے والوں سے پوچھیں گے (هل انتم مطلعون؟ کیا تم جھانک کر اس کو دیکھو گے؟) یہ قول عطاء علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائیں گے۔ هل انتم مطلعون؟ لیکن صحیح قول پہلا ہے کہ یہ مومن کا مقولہ ہے جو اپنے ساتھی کی حالت کی اطلاع اپنے ہمنشینوں کو دے رہے ہیں۔ حضرت کعب علیہ فرماتے ہیں کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک کھڑکی ہے جب مومن اپنے دنیوی دشمن کی طرف دیکھنے کا ارادہ کرے گا تو اس کڑکی سے جھانک کر اس کو دیکھے گا "واطلاع" کا معنی "اشرف" ہے۔ مقاتل علیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ مومن اپنے ساتھیوں سے کہے گا کیا تم جھانک کر دیکھو گے۔ وہ جواب میں کہیں گے۔ آپ اس کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں لہٰذا آپ ہی جھانک کر دیکھ لیں۔ چنانچہ جب وہ جھانکے گا تو اس کو جہنم کے بیچ میں دیکھ لے گا اگر اللہ اس کی پہچان نہ کراتے تو مومن اس کو نہیں پہچان سکتا۔ اس لئے کہ عذاب کی وجہ سے اس کا چہرہ اور رنگ نہایت بگڑ چکا ہوگا۔ اس وقت مومن یہ کہے گا خدا کی قسم تو مجھ کو بھی گڑھے میں ڈالنے لگا تھا اگر اللہ کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو میں بھی تیرے ساتھ انہی میں سے ہوتا جو پکڑے ہوئے آئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

و اقبل بعضهم علی بعض یتساءلون ○ قالوا انا کنا قبل فی اهلنا مشفقین ○ فمن اللہ علینا و وقنا عذاب السموم ○ انا کنا من قبل ندعوه انه هو البر الرحیم۔
(سورۃ الطور ۲۴-۲۶)

اور منہ کیا بعضوں نے دوسروں کی طرف آپس میں پوچھتے ہوئے بولے ہم بھی تھے اس سے پہلے اپنے گھروں میں ڈرتے رہتے۔ پھر احسان کیا اللہ نے ہم پر اور بچا دیا ہمکو لو کے عذاب سے ہم پہلے سے پکارتے تھے اس کو بیشک وہی ہے نیک سلوک والا مہربان۔

ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کیا کہ اہل جنت ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اوپر والے نیچے والوں سے ملاقات کریں گے مگر نیچے والے اوپر والوں سے ملاقات نہیں کر سکیں گے مگر وہ لوگ جو اللہ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے' وہ اونٹوں پر سوار ہو کر ان کے پاس جہاں سے چاہیں گے اس حال میں آئیں گے کہ اپنے بچوں کو پیچھے بٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اور اس سے پہلے بھی اس کے متعلق حدیث گزر چکی ہے کہ اہل جنت ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے جس کی وجہ سے ان کی لذت اور سرور مکمل ہو گا۔ اسی وجہ سے جب آپ ﷺ نے حارثہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے حارثہ آپ نے کس حال میں صبح کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اس حال میں صبح کی کہ میں سچا مومن ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر حق کے لئے ایک حقیقت ہوتی ہے تو تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے دنیا سے بے رغبتی اختیار کر کے شب بیدار کی اور دن کو پیاسا رہا گویا کہ میں اپنے رب کے عرش کو سامنے دیکھ رہا ہوں۔ اور اہل جنت کو جنت میں ایک دوسرے سے ملتے ہوئے اور جہنمیوں کو اس میں عذاب ملتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ ایسا بندہ ہے جس کے دل کو اللہ نے منور فرمایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو ایک دوسرے کی ملاقات کی خواہش ظاہر کریں گے۔ تو ان کے پلنگ خود چل کر جمع ہو جائیں گے۔ ایک جنتی دوسرے سے پوچھے گا آپ کو معلوم ہے اللہ تعالیٰ نے کب ہماری بخشش فرمائی؟ اس کا ساتھی جواب دے گا کہ ہم فلاں دن فلاں مقام پر تھے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اس نے ہماری مغفرت فرمائی۔

شفی ابن مانع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اہل جنت کو یہ نعمت بھی ملے گی کہ وہ عمدہ سواریوں پر سوار ہو کر ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے اور ان کو جنت میں زین کسا ہوا گھوڑا دیا جائے گا جو نہ لید کرے گا اور نہ پیشاب' یہ لوگ اس پر سوار ہو کر جہاں تک اللہ چاہیں گے پہنچ جائیں گے۔ ان کے اوپر ایک بادل سا آئے گا جس میں وہ

انعامات ہوں گے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے ہوں گے اور نہ کان نے سنے ہوں گے' یہ کہیں گے ہم پر برسادو' چنانچہ وہ برستا رہے گا۔ ان کو ان کی امیدوں سے بڑھ کر ملے گا' پھر اللہ تعالیٰ ضرر سے پاک ہوا بھیجیں گے جو ان کے دائیں اور بائیں جانب سے مشک کے ٹیلوں سے مشک کو اڑا کر ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں اور ان کے سروں اور مانگوں میں بسادے گا ان میں ہر آدمی کے لئے ان کی چاہت کے مطابق لو سے نیچے تک سر کے بال ہوں گے تو مشک ان کے اس بالوں میں اور کپڑوں میں اور گھوڑوں میں خوب لگ کر رہے گا۔ پھر یہ لوگ چلنا شروع کریں گے جہاں تک اللہ نے چاہا پہنچیں گے۔ ان میں سے بعض کو ایک عورت پکار کر کہے گی۔ اے اللہ کے بندے کیا آپ کو ہماری ضرورت نہیں؟ جنتی کہے گا تو کیا ہے؟ اور کون ہے؟ وہ جواب دے گی میں تیری بیوی اور محبوبہ ہوں۔ جنتی کہے گا کہ مجھے تو آپ کی جگہ کا علم ہی نہیں تھا کہ تو کہاں ہے؟ وہ کہے گی کیا آپ کو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد معلوم نہیں۔

فلا تعلم نفسٌ ما اخفی لھم من قرۃ اعینٍ جزاءً بما کانوا یعملون۔ (سورۃ السجدہ) سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا دھری ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلا اس کا جو کرتے تھے۔

جنتی کہے گا خدا کی قسم کیوں نہیں معلوم۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ شاید اس کو جنت کی دوسری عزتوں اور نعمتوں نے اس جگہ سے چالیس سال مشغول رکھا ہوگا۔

ابو ہریرۃ ﷺ فرماتے ہیں کہ اہل جنت نہایت ہی سیاہ سفید اونٹوں پر سوار ہو کر ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے جن پر سونے کے کجاویں ہوں گے ان کے کھر مشک کا غبار اڑائیں گے۔ ان میں سے ایک اونٹ کا لگام دنیا اور اس میں کچھ ہے سے بہتر ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔

ونفخ فی الصور فصعق من فی السموت ومن فی الأرض الا من شاء اللہ. (سورۃ الزمر ٦٨) اور پھونکا جاوے گا صور میں پھر بے ہوش ہو جائے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے (وہ بے ہوش نہ ہوں گے)

جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مراد شہداء ہیں جن کو اللہ تعالیٰ عرش کے گرد اس حال میں اٹھائیں گے کہ تلواریں لٹکائے ہوئے ہوں گے۔ فرشتے ان کے پاس محشر سے یاقوت کے عمدہ اونٹوں پر سوار ہو کر آئیں گے جن کی لگامیں سفید موتی کی بنی ہوں گی۔ کجاوے سونے کے ہوں گے قلادیں موٹے اور باریک ریشم کے ہوں گے اور تکئے ریشم سے زیادہ نرم ہوں گے اس کے ایک قدم اتنی مسافت کی ہوگی جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے اور اسی طرح جنت میں گھوڑوں پر سوار ہو کر چلیں گے۔ پوری سیر و تفریح کرتے وقت وہ یہیں کہیں گے ہمیں لے چلو تاکہ ہم دیکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے درمیان کیسے فیصلہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف مسکرائیں گے اور جب اللہ تعالیٰ کسی جگہ اپنے بندے کے لئے مسکراتا ہے تو اس پر کوئی حساب نہیں ہوتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کی شاخوں سے جوڑے نکلتے ہیں اور اس کی جڑ سے موتی اور یاقوت کے زین کسے ہوئے سونے کے ایسے گھوڑے نکلتے ہیں جو نہ پیشاب کریں گے اور نہ لید ان کے پر لگے ہوں گے۔ قدم اتنا تیز ہو گا جہاں تک نگاہ جاتی ہے۔ اہل جنت ان گھوڑوں پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گے وہ ان کو لیکر اڑتے پھیریں گے۔ ان سے کم درجے والے جنتی عرض کریں گے اے پروردگار آپ کے یہ بندے کس عمل کے ذریعہ اس عزت کو پہنچے؟ ارشاد ہو گا یہ لوگ رات کو نماز پڑھتے تھیں اور آپ لوگ سوتے تھے' یہ روزہ رکھتے تھے اور آپ لوگ کھاتے تھے۔ یہ خرچ کرتے تھے اور آپ لوگ بخل سے کام لیتے تھے' یہ اللہ کے راستے میں قتال کرتے تھے اور آپ لوگ بزدلی دکھاتے تھے۔

فصل :

اس سے بڑھ کر یہ لوگ اللہ کے دیدار اور اس کا کلام سننے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کی رضامندی سے مالا مال ہوں گے۔ اگر اللہ نے چاہا تو عنقریب اس کے دیدار کا بیان آنے والا ہے۔

○○○

ساٹھواں باب

جنت کے بازار اور وہ انعامات جو اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنے بندوں کے لئے تیار کئے ہیں

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک بازار ہے جس میں جنتی لوگ ہر جمعہ کے دن جمع ہوا کریں گے پھر شمالی ہوا چلے گی تو وہاں کا گرد و غبار (جو مشک اور زعفران ہے) ان کے چہروں اور کپڑوں پر پڑے گا جس سے ان کا حسن و جمال اور زیادہ ہو جائے گا پھر جب اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ کر آئیں گے تو ان کا بھی حسن و جمال بڑھ گیا ہو گا ان کے گھر والے ان سے کہیں گے خدا کی قسم تمہارا حسن و جمال ہمارے بعد تو بہت بڑھ گیا ہے پھر وہ جواب دیں گے کہ خدا کی قسم تمہارا بھی حسن و جمال ہمارے بعد زیادہ ہو گیا۔

سعید بن مسیب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ حضرت ابو ہریرہ سے ملے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا رہتا ہوں کہ وہ مجھے اور آپ کو جنت کے بازار میں اکٹھا فرمادیں۔۔ سعید بن المسیب علیہ الرحمہ نے عرض کیا کیا جنت میں بازار بھی ہو گا؟ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتلایا ہے کہ جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے تو اپنے اعمال کی فضیلت کے مطابق جگہ پائیں گے۔ پھر دنیا کے دنوں کے حساب سے ایک جمعہ کے برابر زمانہ میں آواز دی جائے گی جس سے وہ اپنے پروردگار کی زیارت کریں گے اور ان لوگوں پر اس کا عرش ظاہر ہو گا اور خود پروردگار ان کے لئے جنت کے کسی باغ میں ظاہر ہوں گے اور ان کے لئے نور موتی یاقوت زمرد چاندی اور سونے کے منبر رکھے جائیں گے ان لوگوں میں نسبتاً جو سب سے معمولی اور ادنیٰ ہوں گے وہ بھی مشک اور کافور کے ٹیلوں پر ہوں گے یہ لوگ یہ نہ سمجھیں گے کہ منبروں والے ان سے اچھے اور افضل ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں کیا تم سورج اور چودھویں کا چاند دیکھنے میں کوئی شک وشبہ کرتے ہو ہم نے عرض کیا جی نہیں۔ ارشاد فرمایا اسی طرح تم اپنے رب کا دیدار کرنے میں کوئی شک وشبہ نہ کرو گے۔ اس مجلس میں جتنے ہیں سب سے ایک ایک سے اللہ تعالیٰ روبرو بات چیت کریگا حتیٰ کہ وہ آدمی سے فرمائے گا۔ اے فلاں کے بیٹے فلاں تجھے وہ دن یاد ہے جب تو نے فلاں فلاں بات کہی تھی۔ اس طرح اس کو اس کی بعض نافرمانیاں یاد دلائے گا جو اس نے دنیا میں کی تھیں۔

وہ عرض کرے گا کیوں نہیں لیکن کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا حق تعالیٰ فرمائیں گے۔ یقیناً بخش دیا میری بخشش کی وسعت کی وجہ سے تو تو اس درجہ تک پہنچا ہے اتنے میں ان کو اوپر سے ایک بادل ڈھانپ لے گا پھر اس کو ان پر ایسی خوشبو برسانے کا حکم دیا جائے گا کہ اس جیسی خوشبو کسی چیز کی نہیں دیکھی ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ہمارے رب تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہو گا اٹھو ہم نے جو کچھ انعام واکرام لوگوں کے لئے مہیا کر رکھا ہے اس کی طرف بڑھو اور جو چاہو لو۔ اب ہم ایک بازار میں آئیں گے جسے فرشتے گھیرے ہوں گے اس میں ایسی ایسی چیزیں ہوں گی کہ اس جیسی نہ آنکھوں نے دیکھی ہوں گی نہ کانوں نے کبھی سنی ہوں گی اور نہ کبھی دل میں ان کا خیال گزرا ہو گا اور ہماری طرف لائی جائے گی جو ہم چاہیں گے وہاں خرید وفروخت نہ ہوگی اس بازار میں جنتیوں کی آپس میں ملاقات ہوگی۔ بلند مرتبہ والا آگے بڑھے گا اور اپنے سے نیچے مرتبہ والے سے ملے گا۔ جبکہ ان میں کوئی بھی کم درجہ کا نہیں ہے وہ اس کا لباس دیکھ کر خوش ہو گا ابھی اس کی باتیں ختم نہ ہوں گی کہ اس کو خیال آئے گا کہ اس کا لباس اس سے بہتر ہے اور ایسا اس لئے ہو گا کہ وہاں کسی کو رنج والم زیبا نہیں۔ پھر ہم اپنے گھروں میں واپس آئیں گے ہماری بیویاں ہمارا استقبال کریں گی اور خوش آمدید کہیں گی تم آئے ہو جبکہ تم حسن وجمال میں اس سے بڑھ کر ہو جب تم ہمارے پاس سے گئے تھے۔ ہم کہیں گے کہ آج ہم نے اپنے پروردگار جبار کے ساتھ ہم نشینی کی ہے اس لئے لائق ہے کہ ہم اس حالت میں پھریں۔

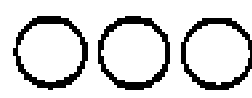
علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے (مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک

بازار ہے جس میں خرید وفروخت نہیں ہے بلکہ اس میں مردوں اور عورتوں کی تصویریں ہیں جب کوئی آدمی کسی تصویر کو پسند کرلے گا تو وہی صورت اختیار کرلے گا۔

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنتی کہیں گے بازار چلتے ہیں چنانچہ وہ مشک کے ٹیلوں کی طرف چلیں گے پھر جب اپنی بیویوں کی طرف لوٹیں گے تو کہیں گے کہ آج تو تم سے ایسی خوشبو مہکتی ہے جو پہلے نہیں تھی۔ راوی فرماتے ہیں کہ وہ عورتیں جواب دیں گی کہ تم بھی ایسی خوشبو کے ساتھ لوٹ کر آئے ہو کہ ہمارے پاس سے جاتے وقت وہ خوشبو تم میں نہیں تھی۔

عبداللہ بن المبارک علیہ الرحمۃ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جنت میں مشک کے ٹیلوں کا ایک بازار ہے جنتی اس کی طرف نکل کر اکٹھے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی طرف ایک ہوا بھیجیں گے جو ان کے گھروں میں داخل ہوگی جب یہ لوگ اپنے بیویوں کے پاس لوٹیں گے تو وہ کہیں گی کہ ہمارے بعد تو تمہارا حسن بہت بڑھ گیا ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ ہم اکٹھے تھے۔ ارشاد فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت جنت میں ایک بازار ہے جس میں تصویروں کے علاوہ کوئی خرید وفروخت نہیں ہوگی جب آدمی کو کسی مرد یا عورت کی صورت پسند آئے گی تو اس صورت میں داخل ہو جائے گا۔ واللہ اعلم



اکسٹھ واں باب

اہل جنت کا اللہ تبارک وتعالیٰ کے دیدار کا بیان

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس ایسا سفید شیشہ لائے جس پر چھوٹے چھوٹے نشانات تھے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ جمعہ ہے جس کی وجہ سے آپ کو اور آپ کی امت کو فضیلت دی گئی اور لوگ یعنی یہود اور نصاری اس میں تمہارے تابع ہیں۔ اور تمہارے لئے اس میں خیر کی ایک گھڑی ہے اور اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کوئی مسلمان بندہ اس کو نہیں پاتا کہ اللہ سے اس میں بھلائی کا سوال کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرما لیتے ہیں۔ اور ہمارے ہاں جمعہ کا دن یوم المزید ہے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا اے جبرئیل یوم المزید کیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا تیرے رب نے جنت فردوس میں ایک وادی بنائی ہے جس میں مشک کے کشادہ سرسبز ٹیلے بنائے گئے ہیں جب قیامت کا دن ہو گا اللہ تعالیٰ جتنے فرشتوں کو چاہیں گے نازل فرما دیں گے۔ اس کے گرد نور کے منبر ہوں گے جس پر نبیوں کی نشستیں ہوں گی اور ان منبروں کا سونے کے منبروں سے جو یاقوت اور زبرجد سے مرصع ہوں گے گھیراؤ کیا گیا ہو گا۔ ان پر شہداء اور صدیقین کی نشستیں ہوں گی۔ چنانچہ وہ ان ٹیلوں کے پیچھے بیٹھ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے میں تمہارا پروردگار ہوں تم میرے وعدے کی تصدیق کر چکے ہو اب مانگو میں عطا کروں گا۔ اہل جنت عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ہم آپ سے آپ کی رضا مانگتے ہیں۔ ارشاد ہو گا میں تم سے راضی ہوا اور تمہارے لئے وہ ہے جس کی تم نے تمنا کی ہے اور میرے پاس مزید بھی ہے۔ پس وہ جمعہ کا دن پسند کریں گے اس لئے کہ ان کے رب نے اس میں ان کو بھلائی عطا کی تھی۔ جمعہ کا دن وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عرش پر استویٰ کیا اور اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اس میں قیامت قائم ہو گی۔ اس حدیث کے مختلف طرق ہیں اگر اللہ نے چاہا

تو ہم "باب المزید" میں اس کی طرف اشارہ کریں گے۔

ابو برزۃ اسلمی ﷺ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اہل جنت دیدار کے لئے صبح ایک جوڑے میں جائیں گے اور شام کو دوسرے جوڑے میں۔ جس طرح تم دنیا کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کی ملاقات کے لئے صبح اور شام جاتے ہو تو اسی طرح اہل جنت بھی صبح اور شام اپنے رب کے دیدار کرنے کے لئے جائیں گے۔ اور ان کے پاس کچھ ایسی علامات اور اندازے ہوں گے جس سے انکو اللہ کے دیدار کی گھڑی معلوم ہوگی۔

حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں جب جنتی جنت میں رہنے لگیں گے تو ان کے پاس ایک فرشتہ آکر کہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیدار کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ وہ اکٹھے ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ داؤد علیہ السلام کو حکم دیں گے تو وہ اپنی مخصوص آواز میں تسبیح و تہلیل پڑھیں گے۔

پھر مائدۃ الخلد رکھا جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مائدۃ الخلد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کا ایک کونہ مشرق اور مغرب کی درمیانی مسافت سے زیادہ وسیع ہے۔ (یعنی اتنا بڑا دسترخوان ہے) پھر جنتی کھائیں گے اور پئیں گے اور پہنیں گے۔ اور کہیں گے کہ اب اللہ تعالیٰ کے دیدار کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے ظاہر ہوں گے تو وہ سجدے میں گر پڑیں گے ان سے کہا جائے گا تم دار العمل میں نہیں ہو بلکہ تم دار الجزاء میں ہو (یعنی یہاں سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں)۔

محمد بن علی بن الحسین ابن فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کو طوبیٰ کہا جاتا ہے اگر عمدہ سوار اس کے سائے میں ایک گھوڑے پر چلنا شروع کردے تو سو سال تک چلتا رہے۔ اس درخت کے پتے سبز دھاری دار کپڑے ہیں۔ اور اس کے پھول زرد رنگ کے باغیچے ہیں۔ اس کے چھلکے موٹے اور باریک ریشم ہوں گے اس کے پھل جوڑیں ہیں۔ اور اس کے خوشے زنجبیل اور شہد ہیں۔ اس کی مٹی مشک کی اور گھاس زعفران کی ہے اور زمین بہت پختہ ہے۔

اور اس کی جڑ سے سلسبیل چشمے اور شراب کی نہریں جاری ہیں اور اس کا سایہ اہل جنت کے لئے مجلس کی جگہ ہے جہاں وہ سب بیٹھ کر آپس میں باتیں کریں گے۔ چنانچہ وہ اسی

گفتگو میں مصروف ہوں گے کہ فرشتے ان کے پاس یاقوت سے پیدا شدہ سواری کے عمدہ اونٹ ہنکاتے ہوئے لے آئیں گے۔ پھر اس میں روح پھونک دیں گے وہ سونے کی زنجیروں سے بندھے ہوئے ہوں گے اور ان کے چہرے تروتازہ حسین ہوں گے گویا کہ وہ چراغ ہیں ان کے بال سرخ ریشم اور سفید پشم کے اختلاط سے ایسے خوبصورت ہوں گے کہ دیکھنے والوں نے اس طرح نہ دیکھیں ہوں گے اس پر کجاوے ہوں گے جس کے تختے موتی اور یاقوت کے ہوں گے جس پر موتیوں اور مرجان کے نگینے لگے ہوں گے اور اس کی گدی سرخ سونے کی ہوگی جس پر سرخ اور سبز رنگ کا بچھونا ہو گا۔ فرشتے (مذکورہ صفات کے حامل) اونٹوں کو ان کے پاس بٹھا دیں گے پھر ان سے کہیں گے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں سلام کہا ہے عنقریب تم اس کا دیدار کرو گے تم سلام کرو گے وہ تمہارے سلام کا جواب دیں گے۔ تم ان سے بات کرو گے اور وہ تم سے بات فرمائیں گے اور اپنے وسعت فضل سے تمہیں مزید عطا فرمائیں گے کیونکہ وہ وسیع رحمت اور بڑے فضل والے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک آدمی اپنی سواری پر سوار ہو جائے گا اور پھر ایک سیدھی برابر قطار میں چلنے لگیں گے۔ ایک اونٹنی کا کان دوسرے کے قریب نہیں ہو گا اور نہ ایک اونٹنی کے بالکل متصل چلے گی۔

اور جنت کے کسی درخت پر ان کا گزر نہیں ہو گا مگر وہ ان کو اپنے پھلوں کا تحفہ پیش کریں گے اور ان کا راستہ خالی کر دیں گے تاکہ نہ ان کی صف ٹوٹے اور نہ کسی کو اپنے ساتھی سے الگ کرے۔ پھر جب یہ حضرات جبار تبارک وتعالیٰ کے پاس پہنچیں گے تو وہ ان کے لئے اپنی ذات کو ظاہر فرمالیں گے اور اپنی عظیم شان میں ان کے سامنے تجلی فرمالیں گے۔ اہل جنت بول اٹھیں گے۔ ربنا انت السلام ومنک السلام ولک حق الجلال والاکرام. (اللہ تو سلامت رہنے والا ہے اور تجھ ہی سے سلامتی مل سکتی ہے بزرگی اور عظمت تیرا حق ہے) اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے ارشاد فرمائیں گے۔ میں سلامت رہنے والا ہوں اور سلامتی میری طرف سے ہی مل سکتی ہے اور بزرگی اور عظمت میرا ہی حق ہے۔ میں اپنے ان بندوں کو خوش آمدید کہتا ہوں جنہوں نے میری وصیت کی حفاظت کی اور میرے عہد کی رعایت کی اور بن دیکھے مجھ سے ڈرے اور ہر حال میں مجھ سے ڈرنے والے تھے' جنتی کہیں گے اے پروردگار تیری عزت اور جلال اور بلند

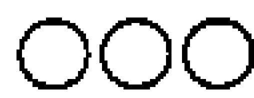
مرتبے کی قسم ہم نے اس طرح آپ کی قدر نہیں کی جس طرح کرنے کا حق تھا اور پوری طرح ہم سے آپ کا حق ادا نہ ہو سکا لہٰذا ہمیں سجدہ کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے میں نے تم سے عبادت کی مشقت ہٹالی ہے اور تمہارے بدنوں کو راحت دی ہے۔ تم نے میرے لئے اپنے بدنوں اور چہروں کو بہت تھکا لیا ہے اب تو تم میری عزت اور رحمت میں پہنچ چکے ہوں۔ جو چاہو مجھ سے مانگو اور تمنا کرو میں تمہاری تمناؤں کو پورا کروں گا۔ آج میں تم کو تمہارے اعمال کے بقدر بدلہ نہیں دوں گا بلکہ اپنی رحمت اور عزت طاقت اور جلال اور اپنے بلند مرتبے اور عظمت شان کے بقدر دوں گا۔ چنانچہ اہل جنت بہت ساری تمناؤں اور بخششوں میں لگ جائیں گے یہاں تک کہ ان میں سب سے کم گھٹیا تمنا کرنے والا شخص پوری دنیا کے برابر (اس کی پیدائش سے لیکر یوم فناء) کی تمنا کرے گا اللہ تعالیٰ ان سے ارشاد فرمائیں گے کہ تم لوگوں نے اپنی تمناؤں میں کوتاہی کی اور اپنا حق لئے بغیر راضی ہو گئے پس جو تم نے مانگا اور تمنا کی وہ میں نے تمہارے لئے واجب کر دیا اور میں تم سے تمہاری اولاد ملاؤں گا اور وہ زیادہ عطا کروں گا جس میں تمہاری تمناؤں نے کوتاہی کی۔

"ولا یصح دفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحسبہ ان یکون من کلام محمد ابن علی۔ فغلط فیہ بعض ھؤلاء الضعفاء فجعلہ من کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔"

ضحاک ﷺ اللہ کے ارشاد

یوم نحشر المتقین الی الرحمان وفدا (سورۃ مریم ۸۵) جس دن ہم اکٹھا کر لائیں گے پرہیز گاروں کو رحمان کے مہمان بلائے ہوئے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وہ عمدہ اونٹوں پر جس پر کجاوے رکھے ہوں گے سوار ہو کر آئیں گے۔



باسٹھواں باب

جنت میں اہل جنت پر بارش برسنے اور بادل کا بیان

جنت کے بازار کے بیان میں حدیث گزر چکی ہے جس میں یہ ہے کہ دیدار کے دن اہل جنت کو اوپر سے بادل ڈھانپ لے گا اور ان پر ایسی خوشبو برسا دے گا کہ اس جیسی خوشبو انہوں نے کبھی نہیں پائی ہوگی۔ کثیر ابن مرۃ فرماتے ہیں مزید انعامات میں سے یہ ہوگا کہ اہل جنت پر بادل کا گزر ہوگا بادل کہے گا تم کیا چاہتے ہو کہ میں تم پر برساؤں چنانچہ وہ جس چیز کی تمنا کریں گے وہ ان پر برسائی جائے گی۔

صفی یمانی نے عبدالعزیز ابن مروان سے وفد اہل جنت کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ اہل جنت ہر جمعرات کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس مہمان بن کر جائیں گے وہاں ان کے لئے چارپائیاں رکھی جائیں گی۔ آپ اب جس چارپائی پر ہیں ہرایک آدمی اس سے زیادہ اپنی چارپائی کو پہچانے گا جب وہ ان چارپائیوں پر بیٹھ جائیں گے اور لوگ اپنی اپنی نشستوں پر پہنچ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے۔ میرے بندوں اور میری مخلوق اور میرے پڑوسیوں اور میرے مہمانوں کو کھانا کھلا دو۔ چنانچہ وہ کھانا کھالیں گے۔ پھر ارشاد ہوگا ان کو پلا دو۔ فرمایا پھر ان کے پاس مہر شدہ مختلف رنگوں کی شراب کے برتن لائے جائیں گے یہ لوگ اس کو پی لیں گے۔ پھر ارشاد ہوگا۔ میرے بندوں نے اور میری مخلوق میرے پڑوسیوں اور میرے مہمانوں نے کھایا پیا اب ان کو میوے کھلا دو۔ چنانچہ درخت کے میوے ان کے قریب کر دیئے جائیں گے۔ یہ جتنا چاہیں گے اس سے کھالیں گے۔ پھر ارشاد ہوگا میرے بندوں میرے مخلوق اور میرے پڑوسیوں اور میرے مہمانوں نے کھایا پیا اور میوے کھالئے اب ان کو لباس پہنا دو۔ چنانچہ ان کے پاس زرد سبز اور سرخ رنگ کے پھل لائے جائیں گے اور ہر رنگ جوڑے ہی اگاتا ہے چنانچہ انکے سامنے جوڑے اور قمیصیں پھیلا دیئے جائیں گے۔ پھر ارشاد ہوگا کہ میرے بندوں اور میری مخلوق اور میرے پڑوسیوں اور میرے مہمانوں نے کھایا پیا اور میوؤں سے تلذذ

حاصل کرلی اور جوڑے پہن لئے اب ان کو خوشبو لگا دو۔ چنانچہ ان پر بارش کی فوار کی طرح خوشبو چھڑکادی جائے گی۔ پھرارشاد ہو گا میرے بندوں اور میرے پڑوسیوں اور میری مخلوق اور میرے مہمانوں نے کھایا' پیا اور جوڑے پہنیں اور میوؤں سے لذت حاصل کی اور خوشبو لگائی اب میں ضرور تجلی فرماؤں گا حتیٰ کہ یہ لوگ میرا دیدار کر لیں۔ جب اللہ تعالیٰ ان کے سامنے تجلی فرمائیں گے اور یہ دیدار سے مشرف ہوں گے تو انکے چہرے تروتازہ ہو جائیں گے پھر ان سے ارشاد ہو گا کہ اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ وہاں پہنچ کر ان کی بیویاں ان سے کہیں گی کہ تم ایک صورت پر ہمارے پاس سے نکلے تھے اور اب دوسری صورت میں لوٹ کر آئے ہو؟ وہ جواب دیں گے یہ اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے تجلی فرمائی اور ہم اس کے دیدار سے مشرف ہوئے تو ہمارے چہرے تروتازہ ہو گئے۔

فصل

اللہ تعالیٰ نے جس طرح اس دنیا میں بارش کو زندگی اور رحمت کا سبب بنایا ہے بعینہ اس طرح قبروں میں دوبارہ زندہ کرنے کے لئے زمین پر عرش کے نیچے سے لگاتار چالیس دن تک بارش برسے گی اور لوگ کھیتی کی طرح زمین کے نیچے سے اگنا شروع ہوں گے۔ اور قیامت کے دن لوگوں کو اس حال میں دوبارہ زندہ کیا جاوے گا اوپر سے ان پر فوار سی برس رہی ہوگی۔ واللہ علم۔

گویا کہ وہ عظیم بارش اسی طرح اثر کرے گی جیسے دنیا میں کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جنتیوں کے لئے جنت میں بادل اٹھا دیں گے جو ان کی چاہت کے مطابق ان پر خوشبو وغیرہ برسائے گا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ جہنمیوں کے لئے عذاب پر عذاب برسانے کے لئے بادل اٹھاویں گے جیسے اللہ تعالیٰ نے قوم ہود اور قوم شعیب کی ہلاکت کے لئے بادل بھیجے تھے۔ بادل کو اللہ تعالیٰ رحمت اور عذاب دونوں کے لئے استعمال فرماتے ہیں۔

○○○

تریسٹھ واں باب

اہل جنت کی بادشاہت کا بیان

اللہ تعالٰی فرماتے ہیں

واذا رایت ثم رایت نعیما وملکا کبیرا. (سورۃ الانسان ۲۰) اور جب تو دیکھے گا وہاں تو دیکھے نعمت اور سلطنت بڑی۔

مجاہد ؒ فرماتے ہیں کہ "ملکا کبیرا" کا معنی ہے "ملکا عظیما" (بڑی بادشاہت) اور فرمایا کہ فرشتے ان کی اجازت بغیر ان کے پاس نہیں آئیں گے۔

حضرت کعب ؓ مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی ان کے پاس فرشتے بھیجیں گے فرشتے آکر ان سے داخل ہونے کی اجازت لیں گے اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد خدام ہیں وہ بغیر اجازت کے داخل نہیں ہوں گے۔ حکم بن ابان عکرمہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جنت کے مراتب کا ذکر فرمایا اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی (واذا رایت ثم رایت نعیما وملکا کبیرا) بن ابی الحواری ؒ فرماتے ہیں میں نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں ابو سلیمان سے سنا "الملک الکبیر" یعنی بڑی بادشاہی یہ ہے کہ اللہ کا قاصد اور بھیجا ہوا اس کے پاس تحفے تحائف لیکر حاضر ہوگا تو اجازت کے بغیر جنتی تک اس کی رسائی نہیں ہوگی۔ چنانچہ وہ دربان سے کہے گا میرے لئے اللہ کے ولی سے اجازت لے لو کیونکہ میں بغیر اجازت کے اس کے پاس نہیں پہنچ سکتا ہوں۔ اس کے بعد یہ دربان دوسرے دربان کو اطلاع کرے گا اور وہ تیسرے کو وہ پھر چوتھے کو اسی طرح آخر تک ایک دربان اپنے سے آگے والے کو اطلاع کرتا رہے گا اور اس کے گھر سے دارالسلام کی طرف ایک دروازہ نکلتا ہوگا جس سے یہ جب چاہے اپنے رب کے پاس جاسکے گا پس اس سے بڑھ کر بڑی بادشاہی کیا ہوگی کہ رب العزت کا قاصد بغیر اجازت کے اس کے پاس نہ آسکے اور وہ رب العزت کے پاس بغیر اجازت کے داخل

ہو۔

انس بن مالک ﷺ سے مرفوعاً مروی ہے کہ سب سے کم درجے والے جنتی کے سرہانے دس ہزار خادم کھڑے ہوں گے۔

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے کم درجے والے جنتی کے خدمت کے لئے جبکہ وہاں کوئی بھی ادنیٰ نہیں ہوگا ہر دن صبح اور شام پندرہ ہزار خادم آئیں گے جائیں گے اور ہر خادم کے پاس وہ نئی چیز ہوگی جو دوسرے کے پاس نہیں ہوگی۔

حمید بن ہلال فرماتے ہیں کہ ہر جنتی کے ایک ہزار خدام ہوں گے ہر خادم الگ الگ خدمت اور کام میں مصروف ہوگا۔

ابو عبدالرحمٰن الحبلی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جنتی جب جنت میں داخل ہوگا تو موتیوں کی مانند ستر ہزار خدام اس کا استقبال کریں گے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ادنیٰ درجہ کے جنتی کے لئے جبکہ وہاں کوئی بھی ادنیٰ نہیں ہوگا دس ہزار خادم ہوں گے ہر خادم کے پاس ایسا نیا تحفہ ہوگا جو دوسرے کے پاس نہیں ہوگا ابو عبدالرحمٰن المعافری فرماتے ہیں کہ جنتی کے استقبال کے لئے غلمان کی دو صفیں ہوں گی کہ جنتی کو اس کی انتہا نظر نہیں آئے گی۔ جب یہ ان کے درمیان سے گزرے گا تو وہ اس کے پیچھے چلیں گے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ادنیٰ درجہ کے جنتی کے اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی اور اس کے لئے موتی، یاقوت اور زبرجد کے ایسے گنبد نصب کئے جاویں گے جن کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا کہ جابیہ اور صنعاء کے درمیان ہے۔ ابوالحجاج فرماتے ہیں میں ابوامامۃ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا انہوں نے ارشاد فرمایا کہ مومن جنت میں داخل ہونے کے بعد پلنگ پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا اس کے سامنے خدام کی دو قطاریں ہوں گی ان کے آخر میں ایک دروازہ ہوگا اللہ عزوجل کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اس دروازے سے آکر اجازت طلب کرے گا تو سب سے ادنیٰ خادم دروازہ کی طرف اٹھ کر

دیکھے گا تو وہ فرشتہ ہو گا جو اجازت طلب کر رہا ہو گا۔ چنانچہ وہ اپنے سے قریب خادم کو اطلاع دے گا کہ فرشتہ اجازت طلب کر رہا ہے اسی طرح ایک دوسرے کو اطلاع دیتے دیتے مومن کے پاس اطلاع پہنچے گی وہ کہے گا فرشتے کو اجازت دیدو تو پھر یہی بات (فرشتے کو اجازت دیدو) بھی خدام ایک دوسرے سے نقل کرتے کرتے اس خادم کے پاس اطلاع پہنچے گی جو دروازے کے پاس ہے۔ اطلاع کے بعد وہ دروازہ کھولے گا فرشتہ داخل ہو کر سلام کرے گا اور پھر لوٹے گا۔

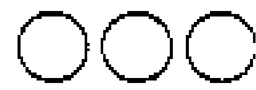
ضحاک بن مزاحم فرماتے ہیں کہ اللہ کا ولی اپنے گھر میں ہو گا کہ اس کے پاس اللہ کا قاصد حاضر ہو کر اجازت طلب کرے گا یوں عرض کرے گا کہ اللہ کے قاصد کے لئے اللہ کے ولی سے اجازت لے لو۔ اطلاع کرنے والا عرض کرے گا اے اللہ کے ولی اللہ کا قاصد آپکے پاس آنے کی اجازت مانگ رہا ہے' وہ کہے گا اس کو اجازت دیدو' چنانچہ اطلاع دینے والا فرشتے کو اطلاع دے گا اور وہ اللہ کے ولی کے پاس چلا جائے گا اور اس کے سامنے تحفہ رکھ دے گا اور عرض کرے گا اے اللہ کے ولی تیرے رب نے تجھے سلام کہا ہے اور تحفے کے کھانے کا حکم دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ وہ تحفہ اس کھانے کے مشابہ ہو گا جو وہ کھا چکا ہو گا کہے گا یہ تو میں ابھی کھا چکا ہوں فرشتہ عرض کرے گا تیرے رب نے تجھے اس کے کھانے کا حکم دیا ہے۔ پھر جنتی اس کو کھانا شروع کر دے گا تو جنت کے تمام پھلوں کا مزہ اس میں محسوس کرے گا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد (واتوا بہ متشابہا) کا یہی مطلب ہے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے پوچھا کہ سب سے کم درجہ والا جنتی کونسا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وہ ایک آدمی ہے جس کو جنتیوں کے جنت میں داخل کرنے کے بعد لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جا وہ کہے گا اے رب میں کیسے داخل ہو جاؤں جبکہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں جا چکے ہیں اور جو کچھ لینا تھا لے چکے ہیں؟ اس سے کہا جائے گا کیا تو اس پر راضی ہے کہ تجھے اتنا ملے جتنا دنیا کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ کے لئے ہوا کرتا ہے وہ عرض کرے گا اے رب میں راضی ہوا ارشاد ہو گا کہ اس کے ساتھ تیرے لئے چار گنا اور بھی پانچویں مرتبہ وہ عرض کرے گا میرے

پروردگار میں راضی ہوا اور ارشاد ہوگا کہ تیرے لئے یہ بھی اور اس کے ساتھ دس گنا اور بھی اور تجھے وہ بھی ملے گا جو تیرا دل چاہے اور آنکھوں کو جو اچھا لگے وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار میں راضی ہوا۔

ابو سعید خدری ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جنت کو ایسا بنایا کہ اس میں ایک اینٹ سونے کی ہے اور دوسری چاندی کی۔ اور اس میں اپنے ہاتھ سے درخت لگائے اور پھر اس کو حکم دیا بول (بات کر) جنت بولی "قد افلح المومنون" (مومن کام نکال لے گئے) پھر فرشتے جنت میں دخل ہوئے تو کہنے لگے خوشخبری ہو بادشاہوں کا ٹھکانا ہے۔

اور پہلے ایک حدیث میں گزر چکا ہے کہ اہل جنت کے سروں پر ایسے تاج ہوں گے جیسے بادشاہ پہنتے ہیں۔



چونسٹھ واں باب

جنت میں جنتی کو اس کے خیال اور خواہش سے بڑھ کر ملے گا اور جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً وطمعاً ومما رزقنھم ینفقون فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون.

(سورۃ السجدہ ۱۶ - ۱۷)

جدا رہتی ہیں ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور لالچ سے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں ۔ سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا دھری ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلا اس کا جو کرتے تھے۔

رات کو قیام کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے وہ انعامات چھپا کر رکھے ہیں جس کو کوئی نہیں جانتا۔ اور نماز کے لئے اپنے بستروں سے اٹھتے وقت ان کے اضطراب اور پریشانی اور ڈرنے کے بدلے میں ان کو جنت میں آنکھوں کی ٹھنڈک سے نوازیں گے یہ سب غور کرنے کی چیزیں ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ عزوجل فرماتے ہیں میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ انعامات تیار کر رکھے ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے ہیں اور نہ کسی کان نے سنے ہیں اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے۔ اللہ کی کتاب میں اس کا مصداق یہ آیت ہے ۔ (فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ عین جزاء بما کانوا یعملون) صحیح

مسلم میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ اس مجلس میں حاضر تھا جس میں آپ نے جنت کی نعمتیں بیان فرمائی آخر تک حدیث بیان کی پھر حدیث کے آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا جنت میں ایسی نعمتیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے اس کی تائید میں مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جنت میں تمہارے ایک کمان کے برابر جگہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے یا غروب ہوتا ہے (یعنی پوری دنیا سے) ابو امامتہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کیا جنت کا کوئی طلبگار نہیں حالانکہ جنت بہت بلند مقام ہے۔ رب کعبہ کی قسم جنت چمکتا ہوا نور ہے اور کھل کھلاتا ہوا پھول ہے اور پختہ محل ہے اور جاری نہر ہے اور پکا میوہ ہے۔ اور حسین وجمیل بیوی ہے اور بہت جوڑے ہیں اور ہمیشہ رہنے کے لئے سلامتی کا گھر ہے۔ اور خوشگوار اونچا مقام ہے۔

جنت کی برتری اور شرافت کے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ کی ذات کے واسطے سے جنت کے علاوہ کسی چیز کی دعا نہیں مانگی جاتی ہے۔ اس لئے کہ سنن ابوداؤد میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی ذات کے واسطے سے صرف جنت ہی کے لئے دعا مانگی جا سکتی ہے! ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا کیا تو اس میں وہ نعمتیں پیدا فرمادیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے پھر اس سے فرمایا بول جنت نے کہا "قد افلح المومنون" (مومن کام نکال لئے گئے) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ علیہ السلام سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک کوڑے کی مقدار جگہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سے بہتر ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ زمین اور آسمان کے درمیانی خلاء (یعنی پوری دنیا) سے بہتر ہے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں نبی علیہ السلام نے

ارشاد فرمایا اگر جنت کی کوئی چیز ناخن پر بھی ظاہر ہو جائے تو دنیا جگمگا اٹھے اور بارونق ہو جائے اور اگر اہل جنت میں سے کوئی شخص جھانک لے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو سورج کی روشنی ماند پڑ جائے جس طرح سورج سے تاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔اس مقام کی عظمت کا کیا ٹھکانا ہے جس کے درخت اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہوں اور اپنے محبوب لوگوں کے لئے قرار گاہ بنایا ہو۔اور اپنی رضاء اور رحمت وکرامت سے بھر دیا ہو اور اس کی نعمتوں کو بڑی کامیابی اور بڑی بادشاہت قرار دیا ہو۔اور تمام بھلائیاں اس میں ودیعت فرمائی ہوں اور ہر عیب اور نقص اور آفت سے اس کو پاک کیا ہو۔اگر آپ اس کی زمین اور مٹی کے بارے میں پوچھیں تو وہ مشک اور زعفران کی ہے اور اگر آپ اس کی چھت کے بارے میں پوچھیں تو وہ رحمٰن کا عرش ہے' اگر آپ اس کے گارے کے بارے میں پوچھیں تو وہ خالص مشک ہے۔اور اگر آپ اس کی کنکریوں کے متعلق پوچھیں تو وہ موتی اور جواہرات ہیں۔اور اگر آپ اس کے تعمیر کے بارے میں پوچھیں اس کی تعمیر میں ایک اینٹ سونے کی اور دوسری چاندی کی ہے۔اگر آپ اس کے درختوں کے بارے میں پوچھیں تو اس میں کوئی ایسا درخت نہیں جس کا تنا سونے اور چاندی کا نہ ہو۔کسی درخت کا تنا لکڑی کا نہیں ہوگا۔اور اگر آپ اس کے پھلوں کے بارے میں پوچھیں تو وہ مٹکوں کے برابر بڑے مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھے ہیں۔اور اگر آپ اس کے پتوں کے بارے میں پوچھیں تو وہ باریک جوڑوں سے زیادہ خوبصورت ہیں۔اور اگر آپ اس کی نہروں کے متعلق پوچھیں تو اس میں دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزا نہیں بدلا اور شراب کی نہریں ہیں جس میں پینے والوں کے لئے مزا ہے اور جھاگ اتارے ہوئے شہد کی نہریں ہیں۔اور اگر آپ ان کے کھانے کے متعلق پوچھیں تو وہ میوے ہیں جس کو وہ پسند کرتے ہیں اور پرندے کا گوشت جس کو وہ چاہتے ہیں اور اگر آپ ان کے پینے کے بارے میں معلوم کرنا چاہیں تو وہ تسنیم اور زنجبیل اور کافور ہیں اور اگر آپ ان کے برتنوں کے بارے میں پوچھیں تو وہ شیشے کی طرح صاف سونے اور چاندی کی ہیں۔اور اگر آپ ان کے دروازوں کی کشادگی کے بارے میں پوچھیں تو ایک دروازے کے دو چوکھٹوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے۔اس کے باوجود اس پر ایسا دن ضرور آئے گا کہ وہ

ازدحام کی وجہ سے بھرا ہوا ہو گا۔اگر آپ اس کے درختوں پر ہوا چلنے کے بارے میں پوچھیں تو اس کی آواز سے سننے والے کو خوشی ہوگی۔اور اگر آپ اس کا سایہ معلوم کرنا چاہے تو اس میں ایک ایسا درخت ہے کہ عمدہ تیز سوار اس کے سایہ میں سو سال تک چلتا رہے۔ تو پھر بھی اس کو طے نہ کر سکے۔اور اگر آپ جنت کی وسعت کے بارے میں پوچھیں تو اس کا عالم یہ ہے کہ ادنیٰ جنتی اپنی بادشاہی اور مسہریوں اور محلات اور باغوں میں دو ہزار سال کی مسافت چلتا رہے گا۔ اور اگر آپ اس کے خیموں اور گنبدوں کے بارے میں پوچھیں تو ایک خیمہ ایک ہی خولدار موتی کا بنا ہو گا جس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی۔

اور اگر آپ اس کے محلات کے متعلق پوچھیں تو وہ تہ بہ تہ بالا خانے بنے ہوئے ہیں جس کی نیچے نہریں بہتی ہیں اور اگر آپ اس کی بلندی کو معلوم کرنا چاہیں تو آسمان کے کنارے میں طلوع ہونے والے یا غروب ہونے والے ستارے کو دیکھ لیں جو مشکل سے نظر آتا ہے۔اگر آپ ان کے لباس کا پوچھیں تو وہ ریشم اور چاندی ہے اگر آپ ان کے بچھونوں کا پوچھیں تو ان کے استر موٹے ریشم کے ہیں جو اونچے اونچے پلنگوں پر بچھے ہوئے ہیں اور اگر ان کی مسہریوں کا پوچھیں تو وہ تخت ہیں جس پر سونے کے نگینوں سے مزین چھت بنا ہوا ہے اس میں کسی قسم کا سوراخ نہیں۔اگر آپ ان کے چہروں کا پوچھیں تو وہ چاند کی طرح حسین ہیں ۔اگر آپ ان کی عمروں کا پوچھیں تو وہ ابوا لبشر آدم علیہ السلام کے صورت پر تینتیس سال کی عمر میں ہوں گے۔اور اگر آپ ان کے سماع (گیت) کا پوچھیں تو وہ حور عین میں سے اپنی بیویوں کی پیاری آوازیں سنیں گے۔اور اس سے بڑھ کر فرشتوں کی آوازوں کا سننا ہوگا اور پھر ان دونوں سے بھی بڑھ کر رب العالمین کا خطاب سننے سے مشرف ہوں گے اور اگر آپ ان کی سواریوں کا پوچھیں جن پر وہ سوار ہو کر ایک دوسرے سے ملاقات کرنے جائیں گے اگر اللہ نے چاہا تو وہ عمدہ اونٹ ہوں گے یہ جنتوں میں جہاں جانا چاہیں گے وہ ان کو لے چلیں گے۔اور اگر آپ ان کے زیورات کا پوچھیں تو وہ سونے اور موتیوں کے کنگن ہوں گے اور سروں پر تاج ہوں گے۔

اگر آپ ان کے غلمان (خدام) کا پوچھیں تو وہ سدا رہنے والے لڑکے ہوں گے گویا کہ وہ موتی ہیں غلاف کے اندر۔اگر آپ ان کی دلہنوں اور بیویوں کا پوچھیں تو وہ ستاروں کی

طرح حسین اور ہم عمر ہوں گی ان کے اعضاء میں جوانی کا پانی جاری ہو گا ان کے رخساروں کا رنگ گلاب اور سیب کی طرح خوبصورت ہو گا اور پستان انار کی طرح ابھرے ہوئے ہوں گے اور پروئے ہوئے موتیوں کی طرح ان کے دانت ہوں گے۔ اور ان کے سرین نرمی اور لطافت پر مشتمل ہوں گے۔ جب وہ ظاہر ہوگی تو اس کے چہرے کے محاسن میں سورج دوڑتا ہو گا اور جب وہ ہنسے گی تو ان کے دانتوں کے درمیان بجلی چمکے گی۔ ان کی محبت آگ کی طرح تیز ہوگی اور جب وہ جنتی سے بات کرے گی تو پھر دو محبوبوں کی آپس کی گفتگو کا کیا کہنا اور جب وہ اس کو اپنے سینے سے لگالے تو اس معانقہ کا کیا عالم ہو گا۔ جنتی کو اس کے رخسار میں اپنا چہرہ ایسا نظر آئے گا جیسا کہ صاف شیشے میں دکھائی دیتا ہے اور اس کی ہڈی کا گودا اس کے گوشت کے اندر سے دکھائی دے گا۔ اس کا چمڑا اور اس کی ہڈی اور اس کے جوڑے اس کو نہیں چھپا سکے گا۔ اگر وہ دنیا میں جھانک لے تو زمین اور آسمان کا درمیانی خلاء خوشبو سے بھر جائے اور مخلوق کی زبانوں پر بے ساختہ لاالہ الا اللہ ' اللہ اکبر' اور سبحان اللہ کا ورد جاری ہو جائے اور مشرق اور مغرب کا درمیان مزین ہو جائے اور آنکھیں صرف اسی میں مشغول ہو جائیں اور سورج کی روشنی ماند پڑ جائے جس طرح سورج کے سامنے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔

اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے اور جنتی کو اس کا وصال تمام امیدوں اور تمناؤں میں مرغوب ہو گا اور زمانوں کے گزرنے پر ان کا حسن و جمال بڑھتا رہے گا اور بہت زمانہ ساتھ رہنے سے ان کی محبت اور وصال اور بڑھے گا۔ حمل ولادت اور حیض ونفاس سے بری ہوں گی' بلغم اور تھوک پیشاب اور پاخانے اور تمام گندگیوں سے پاک ہوں گی۔ نہ ان کی جوانی ختم ہوگی نہ کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ ان کا حسن پرانا ہو گا' اور نہ اس کے وصال سے اکتایا جائے گا۔ اس کی نگاہ اپنی خاوند پر ہی بند رہے گی غیر کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گی اور اس کے خاوند کی نگاہ بھی اسی پر محصور ہوگی۔ جب اس کی طرف نظر کرے گا تو اس کو خوش کرے گی۔ حکم دے گا تو اطاعت کرے گی اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرے گی۔ جنتی کی عظیم تمنا یہی عورت ہوگی اس سے پہلے اس کو نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہو گا اور نہ کسی جن نے جنتی جب بھی اس کی طرف نگاہ اٹھائے گا تو اس کا دل سرور سے بھر

جائے گا۔اور جب بھی اس کے ساتھ ہمکلام ہو گا تو اسکے کان پروئے ہوئے اور بکھرے ہوئے موتیوں سے بھر جائیں گے۔اور جب وہ ظاہر ہوگی تو محل اور کمرہ کو نور سے بھر دے گی۔اگر آپ ان کی عمروں کا پوچھیں تو وہ ہم عمر اور سن شباب کے درمیان میں ہوں گی۔اگر آپ ان کے حسن کا پوچھیں تو کیا آپ نے سورج اور چاند نہیں دیکھا؟

اگر آپ ان کے قدوں کا پوچھیں تو کیا آپ نے خوبصورت ٹہنیوں کو نہیں دیکھا۔ اوراگر آپ ان کے پستانوں کا ابھار پوچھیں تو وہ عمدہ انار کی طرح ہے اور اگر آپ ان کا رنگ پوچھیں تو گویا کہ وہ یاقوت اور مرجان ہے۔اوراگر آپ ان کے چال ڈھال کا حسن پوچھیں تو وہ بڑا عمدہ اور حسین ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان میں حسن اور احسان جمع فرمایا اور جمال باطن اور ظاہر جمع فرما کر ان کو دلوں کی خوشی کا سبب اور جاذب نظر بنایا۔اوراگر آپ ان کے حسن عشرت اور لذت کو پوچھنا چاہیں تو وہ خاوندوں کو پیار دلانے والیاں اور محبوب ہیں۔اس عورت کے حسن کے متعلق آپ کا کیا گمان ہے کہ جب وہ اپنے خاوند کے چہرے میں ہنسے گی تو اس کے ہنسنے سے پوری جنت روشن ہوگی اور جب وہ ایک محل سے دوسرے محل میں منتقل ہوگی تو آپ کہیں گے کہ یہ سورج اپنے آسمان کے برجوں میں منتقل ہو رہا ہے۔اور پھر جب وہ اپنے شوہر کے پاس حاضر ہوں گی تو اس ملاقات کے حسن کا کیا کہنا اور پھر جب وہ اس کے کمر میں ہاتھ ڈالے گا اور گلے لگائے گا تو اس معانقے کے لذت کا کیا پوچھنا۔

وحديثها السحر الحلال لوانه

لم يجن قتل المسلم المتحرز

وان طال لم يمل وان هي حدثت

ود المحدث انها لم توجز

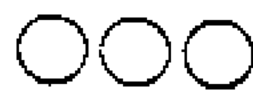
اور جب وہ گائے گی تو اس میں کیا لذت ہوگی اور جب آپ اس سے محبت کریں گے اور فائدہ اٹھائیں گے تو وہ موانست اور فائدہ کیا اچھا ہو گا۔اور جب آپ اس کا بوسہ لیں گے تو اس سے بڑھ کر آپ کے ہاں کوئی مرغوب چیز نہیں ہوگی' اور جب آپ اس کو پکڑ لیں گے تو اس سے بڑھ کر کوئی اچھی چیز نہیں ہو سکتی۔اوراگر آپ یوم المزید اور اللہ تعالیٰ عزیز و رحیم کے

دیدار کا پوچھیں جس کی ذات تمثیل اور تشبیہ سے منزہ ہیں تو وہ اس طرح ہو گا جیسا کہ آپ دوپہر کے وقت سورج کو اور چودھویں رات میں چاند دیکھتے ہیں۔ اس پر صادق، مصدوق ﷺ سے نقل متواتر ثابت ہے جو کہ صحاح اور سنن اور مسانید میں بروایت جریر رضی اللہ عنہ اور صہیب اور انس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ اور ابو موسیٰ اشعری اور ابو سعیدی رضی اللہ عنہم موجود ہیں اور کان لگالے جس دن پکارنے والا پکارے گا اے جنتیوں عنقریب تم اپنے رب تبارک وتعالیٰ کے دیدار کرو گے۔ یہ سن کر جنتی جواب دیں گے ہم نے سن لیا اور مان لیا۔ چنانچہ وہ دیدار کے لئے جلدی اٹھ کھڑے ہوں گے۔ ان کے لئے عمدہ اونٹوں کی سواریاں حاضر کر دی جائیں گی یہ جلدی ان پر سوار ہو کر وادی افیح پہنچیں گے جو ان کے دیدار کے لئے مقرر ہو گی۔ یہ سب وہاں جمع ہوں گے وہ داعی ان میں سے ایک کو بھی نہیں چھوڑے گا۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کرسی کا حکم دیدیں گے جو وہاں نصب کر دی جائے گی۔ اور اہل جنت کے بیٹھنے کے لئے نور موتی سونے اور چاندی زبرجد اور زمرد کے بنے ہوئے منبر نصب کر دیئے جائیں گے۔ ان میں ادنیٰ شخص مشک کے ٹیلوں پر ہو گا جبکہ وہاں کوئی بھی ادنیٰ نہیں ہو گا۔ اور ان کو خیال بھی نہیں ہو گا کہ کرسیوں والے ان سے افضل ہیں۔ یہاں تک کہ جب یہ لوگ اپنی اپنی نشستوں پر اطمینان سے بیٹھیں گے تو پکارنے والا پکارے گا۔ اے جنتیوں اللہ تعالیٰ نے تم سے ایک وعدہ کیا تھا۔ جس کو وہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔ عرض کریں گے وہ کیا ہے؟ کیا آپ نے ہم کو سرخ رو نہیں کیا اور ہمارے میزان کو بھاری نہیں کیا اور ہمیں جنت میں داخل کر کے جہنم سے نہیں بچایا؟ وہ اسی میں ہوں گے کہ ان کے سامنے ایک نور بلند ہو گا جو جنت کو روشن کر دے گا جنتی سر اٹھا کر دیکھیں گے تو وہ جبار جل جلالہ وتقدس اسماہ کی ذات اقدس ہو گی۔ وہ ان کے اوپر آکر ارشاد فرمائیں گے اے جنتیوں تم پر سلام ہو جنتی بڑے عمدہ طریقے سے جواب دیں گے کہ اے اللہ تو ہی سلامتی دینے والا ہے اور سلامتی تیرے ہی طرف سے ہی ہے اور بابرکت ہے آپ کی ذات اے بزرگی اور عزت والے۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف تبسم فرما کر تجلی فرمائیں گے اور ارشاد فرمائیں گے اے جنتیوں چنانچہ جنتی سب سے پہلی بات جو اللہ سے سنیں گے۔ کہاں ہیں میرے وہ بندے جنہوں نے بن دیکھے میری اطاعت کی اور تم لوگوں نے آج تک مجھے نہیں

دیکھا تھا۔ یہ انعام کا دن ہے۔ چنانچہ جنتی ایک بات پر متفق ہو کر یہی عرض کریں گے اے اللہ ہم راضی ہو گئے آپ ہم سے راضی ہو جائیں۔ ارشاد ہو گا اے جنتیوں اگر میں تم لوگوں سے راضی نہ ہوتا تو تمہیں اپنی جنت میں نہ ٹھہراتا یہ یوم المزید احسان کا دن ہے مجھ سے مانگو جنتی پھر ایک ہی بات پر متفق ہو کر عرض کریں گے اے اللہ ہمیں اپنی دیدار کرا دیں۔ (ان کی درخواست پر) اللہ تعالیٰ پردہ ہٹالیں گے اور تجلی فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا نور ان کو ڈھانپ لے گا اور اگر اللہ تعالیٰ ان کے نہ جلنے کا فیصلہ نہ فرماتے تو یہ لوگ جل جاتے۔ اللہ تعالیٰ اس مجلس کے ہر شخص سے روبرو بات کریں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ایک شخص سے فرمائیں گے اے فلاں؟ کیا آپ کو فلاں دن یاد ہے جس دن آپ نے فلاں فلاں کام کیا تھا۔ دنیا کے بعض گناہ اس کو یاد دلائیں گے۔ وہ عرض کرے گا اے پروردگار کیا آپ نے میری بخشش نہیں فرمائی؟ ارشاد ہو گا کہ میری بخشش ہی کی وجہ سے تو آپ اس مرتبے کو پہنچے۔ اس ملاقات میں کیا ہی لذت ہو گی اور آخرت میں اللہ کے دیدار سے نیک لوگوں کی آنکھیں کیسی ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ اور صفت خسران کے ساتھ لوٹنے والوں کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

وجوہ یومئذ ناضرة الي ربهانا ظرة ووجوه يومئذ باسرة تظن ان يفعل بها فاقرة. (سورة القيامة ۲۲-۲۵)

کتنے منہ اس دن تازہ ہیں اپنے رب کی طرف دیکھنے والے اور کتنے منہ اس دن اداس ہیں خیال کرتے ہیں کہ ان پر وہ آئے جس سے ٹوٹے کمر۔



پینسٹھواں باب

اہل جنت کا اپنی آنکھوں سے کھلم کھلا چودھویں رات کے چاند کی طرح اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا اور اللہ تعالیٰ کا مسکراتے ہوئے ان کے سامنے تجلی فرمانا۔

یہ باب اس کتاب کے اہم اور عظیم الشان ابواب میں سے ہے۔ اس لئے کہ یہ بحث اہل سنت والجماعت کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور گمراہوں اور بدعتیوں پر سخت ترین چیز ہے۔ یہ وہ مقصد ہے جس کی طرف دوڑنے والوں نے دوڑ لگائی اور رغبت کرنے والوں نے اس میں رغبت کی اور سبقت کرنے والوں نے اس میں ایک دوسرے سے سبقت کی۔ اور عمل کرنے والوں کو چاہئے کہ اس کے لئے عمل کریں۔ اہل جنت جب اس نعمت سے مالامال ہوں گے تو دوسری تمام نعمتوں کو بھول جائیں گے۔ اور جہمیوں پر اللہ کے دیدار کے حرمان کا پردہ جہنم کے عذاب سے زیادہ سخت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار کے اثبات پر تمام انبیاء اور پیغمبروں اور تمام صحابہ اور تابعین اور ائمہ اسلام کا اتفاق ہے۔ تجاوز کرنے والے بدعتیوں نے اور گمراہ جماعت جہمیوں نے' اور تعطل کے قائل فرقہ فرعونیہ نے' اور تمام ادیان سے خارج فرقہ باطنیہ نے' اور شیطان کی رسیوں سے استدلال کرنے والے' اور اللہ کی رسی سے الگ ہونے والے' اور اللہ کے رسول کے اصحاب پر تبراء اور گالی دینے پر ٹوٹ پڑنے والے اور اہل سنت سے لڑنے والے' اللہ اور اس کے رسول اور اس کے دین کے ہر دشمن سے صلح کرنے والے رافضیوں نے اللہ تعالیٰ کے دیدار کا انکار کیا۔ یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم کر دیئے جائیں گے۔

اور یہ سب کے سب گمراہوں کی جماعتیں اور لعین گروہ ہے۔ اللہ کے رسول کے دشمن اور اس کے دشمنوں کے ہم جماعت ہیں۔ حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے زمانے کی

تمام مخلوق میں بڑے عالم کے بارے میں جو کہ روئے زمین میں اس کا کلیم اور راز دار اور برگزیدہ ہیں بتلایا کہ انہوں نے اپنے رب سے اس کے دیدار کرنے کی درخواست کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

رؤیت باری تعالیٰ کے دلائل

دلیل (۱).
لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانه فسوف ترانی فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا. (سورة الاعراف ۱۴۳)

فرمایا ہرگز نہ دیکھے گا لیکن تو دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو تو مجھ کو دیکھ لے گا پھر جب تجلی کی اس کے رب نے پہاڑ کی طرف کر دیا اس کو ڈھاکر برابر۔

آیت مذکورہ سے مختلف طریقوں پر استدلال کیا گیا ہے۔

(۱) کلیم رحمان (موسیٰ علیہ السلام) پر یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ناجائز چیز کی درخواست کریں۔ اس لئے کہ یہ تو بڑا باطل اور اعظم المحال ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر کوئی نکیر نہیں فرمائی اگر رؤیت باری محال ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس پر ضرور نکیر فرماتے۔ اسی وجہ سے جب ابراہیم خلیل اللہ نے مردوں کے زندہ ہونے کی کیفیت دکھانے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے نکیر نہیں فرمائی۔ اور اسی طرح جب عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آسمان سے دسترخوان اتارنے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر بھی کوئی نکیر نہیں فرمائی۔ لیکن جب حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنے بیٹے کی نجات کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر نکیر فرمائی چنانچہ ارشاد ہے۔

انی اعظك ان تكون من الجاهلين قال رب انی اعوذبك أن أسالك ماليس لي به علم والا تغفرلي وترحمني اكن من الخاسرين. (سورة هود ٤٦-٤٧)

میں نصیحت کرتا ہوں تجھ کو کہ نہ ہو جائے تو جاہلوں میں بولا اے رب میں پناہ لیتا ہوں تیری اس سے کہ پوچھوں تجھ سے جو معلوم نہ ہو مجھ کو اور اگر تو نہ بخشے مجھ کو اور رحم نہ کرے تو میں ہوں نقصان والوں میں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی دعا یہ کہہ کر قبول فرمائی (لن ترانی) یہ نہیں فرمایا "لا ترانی" اور میں دکھائی نہیں دیتا ہوں اور نہ یہ کہ میرا دیدار جائز نہیں۔ غور کرنے والے کے لئے ان دونوں جوابوں میں فرق ظاہر ہے۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ دکھائی دیتا ہے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قویٰ اس دنیا میں قوت بشری کے ضعف کی وجہ سے رویت کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ جس کی وضاحت چوتھی وجہ میں ہوگی۔

(۴) وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے (انظرالی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی) چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتلا دیا جب اس دنیا میں پہاڑ اپنی سختی اور قوت کے باوجود اللہ کی تجلی کے سامنے ثابت اور قائم نہیں رہ سکتا تو ضعیف انسان جس کی تخلیق ہی ضعف سے ہوئی ہو کیسے ٹھہر سکتا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ پہاڑ کو اپنی جگہ برقرار رکھنے پر قادر تھے۔ اور یہ اس کے مقدور میں ممتنع نہیں تھا۔ بلکہ ممکن تھا اللہ تعالیٰ نے رویت کو اس کے ساتھ معلق بنایا اگر رویت اپنی ذات میں محال ہوتی تو ذات کے اعتبار سے ممکن چیز کے ساتھ اس کو معلق نہ فرماتے۔ اگر رویت محال ہوتی تو یہ آیت اس قول کی نظیر ہوتی۔ "ان استقرالجبل فسوف اکل واشرب وانام" (یعنی اگر اپنی جگہ پہاڑ ٹھہرا رہا تو عنقریب میں کھاؤں گا پیوں گا اور سوؤں گا) پس یہ دونوں باتیں تمہارے ہاں برابر ہوتیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ کا ارشاد (فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا) ہے آیت کا یہ حصہ رویت باری تعالیٰ کے جواز پر سب سے زیادہ بین دلیل ہے۔ اس لئے کہ جب یہ بات جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ پہاڑ کے لئے تجلی فرمادیں جو کہ جماد ہے نہ ثواب کا مستحق ہے نہ عذاب کا' تو یہ کیسے ممتنع ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور پیغمبروں اور اولیاء کو جنت میں اپنا دیدار نہ کرائے؟ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ بتادیا کہ جب اس دنیا میں پہاڑ میرے دیدار کا تحمل نہیں تو انسان تو اس سے زیادہ کمزور ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوئے اور اس کے ساتھ سرگوشی فرمائی اور

اس کو آواز دی۔ تو جب اللہ تعالیٰ کا بغیر واسطہ کے کلام کرنا اور اس کا کلام سننا جائز ہے تو اس کا دیدار تو اولیٰ بالجواز ہے۔ اس وجہ سے کلام کا انکار کرنا صحیح نہیں۔ مذکورہ جماعتوں نے ان دونوں باتوں کا انکار کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کا انکار کیا کہ اللہ تعالیٰ کسی ایک سے بات کرے یا کوئی ایک اس کو دیکھ سکے۔ حالانکہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام سنایا تو انہوں نے دیدار کی درخواست کی کیونکہ اللہ کے نبی کو وقوع خطاب کی وجہ سے رؤیت کے جواز کا علم ہو گیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی موسیٰ علیہ السلام کو رؤیت کے محال ہونے کی خبر نہیں دی بلکہ صرف اس کو یہ سمجھایا کہ اس نے جس چیز کی درخواست کی ہے اس کی برداشت پر قادر نہیں جیسا کہ پہاڑ اس کی تجلی کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (لن ترانی) تو مستقبل میں رویت کی نفی پر دلالت کرتا ہے دوام نفی پر تو دلالت نہیں کرتا۔ اور اگر اسکو تائید یعنی ہمیشگی کے ساتھ مقید کیا جائے تو پھر آپ اللہ کے ارشاد "ولن یتمنوہ ابدا" (اور ہرگز آرزو نہ کریں گے موت کی کبھی) کو کیسے مطلق بنائیں گے جبکہ دوسری جگہ ان کے بارے میں ارشاد ہے "ونادو یامالک لیقض علینا ربک" (اور پکاریں گے اے مالک کہیں ہم پر فیصلہ کر چکے تیرا رب)

دلیل (۲)

واتقو اللہ واعلموا انکم ملاقوہ (سورۃ البقرۃ ۲۲۳)	اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ تم کو اس سے ملنا ہے۔
تحیتھم یوم یلقونہ سلام (سورۃ احزاب ۴۴)	دعا ان کی جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے
فمن کان یرجوا لقاء ربہ۔ (سورۃ کہف)	پھر جس کو امید ہو ملنے کی اپنے رب سے۔
قال الذین یظنون انھم ملاقوا للہ (سورۃ البقرۃ ۲۴۹)	کہنے لگے وہ لوگ جن کو خیال تھا کہ ان کو اللہ سے ملنا ہے۔

اہل لسان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ لقاء کی نسبت جب کسی بینا اور زندہ شخص کی طرف کی جائے تو یہ مشاہدے اور رویت کا تقاضا کرتا ہے۔ مذکورہ قاعدہ اللہ تعالیٰ کے اس

ارشاد سے نہیں ٹوٹتا۔

فاعقبهم نفاقا فی قلوبهم الی یوم یلقونه (سورۃ التوبۃ ۷۷) پھر اس کا اثر رکھ دیا نفاق ان کے دلوں میں اس دن تک کہ وہ اس سے ملیں گے۔

صحیح اور صریح احادیث اس بات پر دال ہیں کہ منافقین قیامت کے میدان میں اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور کفار بھی دیکھیں گے جیسا کہ صحیحین میں قیامت کے دن تجلی فرمانے کی حدیث میں وارد ہے اگر اللہ نے چاہا تو عنقریب آنے والی ہے۔ اس مسئلے میں اہل سنت کے تین اقوال ہیں۔ (۱) صرف مومن ہی اللہ کو دیکھیں گے۔

(۲) میدان حشر میں مومن اور کافر سب دیکھیں گے پھر کفار کو ہمیشہ کے لئے محروم کیا جائے گا۔

(۳) منافقین اس کو دیکھ سکیں گے کفار نہیں۔

یہ تینوں اقوال امام احمد ؒ اور ان کے اصحاب کے ہیں اور بعینہ ان کے یہی تینوں اقوال اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کے بارے میں بھی ہیں۔ اور اس بارے میں ہمارے شیخ (علامہ ابن تیمیہ) کی ایک منفرد تصنیف ہے جس میں انہوں نے یہی تینوں اقوال اور ان کے اصحاب کے دلائل ذکر کئے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یایها الانسان انک کادح الی ربک کدحا فملاقیه (سورۃ الانشقاق ۶) اے آدمی تجھ کو تکلیف اٹھانی ہے اپنے رب تک پہنچنے میں سہ سہ کر پھر اس سے ملنا ہے۔

اگر اس میں (ملاقیہ) کی ضمیر کا مرجع عمل ہو تو اس کا معنی اس کو کتاب میں لکھا ہوا ثابت پانا ہے اور اگر اس کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہو تو پھر اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ ملاقات ہے جس کا اس نے وعدہ کیا ہے۔

دلیل (۳)

اور اللہ بلاتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف اور

و اللہ یدعوا الی دار السلام ویھدی من یشاء الی صراط مستقیم. للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ ولا یرھق وجوھم قتر ولا ذلۃ اولئك اصحاب الجنۃ ھم فیھا خالدون. (سورۃ یونس ۲۶)

دکھلاتا ہے جس کو چاہے راستہ سیدھا' جنہوں نے کی بھلائی ان کے لئے ہے بھلائی اور زیادتی اور نہ چڑھے گی ان کے منہ پر سیاہی اور نہ رسوائی اور وہ ہیں جنت والے وہ اسی میں رہا کریں گے۔

"الحسنیٰ" سے مراد جنت اور "زیادۃ" سے مراد اللہ کا دیدار ہے۔ یہی تفسیر رسول کریم ﷺ نے جن پر قرآن کریم نازل ہوا ہے اور آپ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے کی ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت صہیب ؓ سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ پھر ارشاد فرمایا جب اہل جنت جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا اے جنتیو اللہ کے پاس تمہارا ایک وعدہ ہے جس کو وہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اہل جنت عرض کریں گے کہ وہ وعدہ کیا ہے؟ کیا آپ نے ہمیں سرخ رو نہیں فرمایا! کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں فرمایا۔ اور جہنم سے نجات عطا نہیں فرمائی۔ فرمایا حجاب ہٹا دیا جائے گا اور وہ اللہ جل شانہ کا دیدار کریں گے۔ انہیں اپنے پروردگار کے دیدار سے زیادہ کوئی اور چیز محبوب نہیں ہوگی۔ (زیادۃ) سے یہی مراد ہے۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں (للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ) کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کو جو دنیا میں اچھا عمل کریں جنت ملے گی اور اللہ کا دیدار کریں گے۔ کعب ابن عجرہ ؓ نبی کریم ﷺ سے اس آیت کی تفسیر میں یہی نقل فرماتے ہیں۔

ابو موسیٰ ؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک اعلان کرنے والا بھیجے گا جو اتنی اونچی آواز سے اعلان کرے گا جس کو اولین اور آخرین سب سنیں گے! اے جنتیو اللہ تعالیٰ نے تم سے حسنیٰ اور زیادۃ کا وعدہ کیا تھا۔ حسنیٰ جنت ہے اور "زیارت" رحمٰن کا دیدار ہے' ابوبکر صدیق ؓ فرماتے ہیں (للذین

احسنوا الحسنی وزیادۃ) سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔

ابو موسیٰ اشعری ﷺ فرماتے ہیں جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ جنتیوں کی طرف ایک اعلان کرنے والا بھیجے گا جو یہ اعلان کرے گا! کیا اللہ نے تمہیں سب کچھ پورا عطا فرمایا؟ یہ سن کر جنتی اللہ کے انعامات کی طرف نظر دوڑا کر عرض کریں گے جی ہاں۔ وہ کہے گا (للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ) یعنی اللہ کا دیدار ثواب باقی ہے۔

ابو تمیمہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو موسیٰ اشعری ﷺ سے بصرہ کی جامع مسجد میں خطبہ دیتے ہوئے سنا فرمایا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنتیوں کے پاس فرشتہ بھیجیں گے۔ فرشتہ اعلان کرے گا اے جنتیوں جس چیز کا اللہ نے تم سے وعدہ کیا تھا کیا وہ تم کو پورا عطا فرمایا؟ یہ سن کر اہل جنت زیورات اور جوڑوں اور نہروں اور پاکیزہ بیویوں میں نظر دوڑانے لگیں گے۔ پھر عرض کریں گے جی ہاں اللہ تعالیٰ نے ہم سے جس چیز کا وعدہ کیا تھا وہ پورا عطاء فرمایا پھر تین مرتبہ فرشتہ اعلان کرے گا کیا تم کو وعدے کے مطابق پورا عطا فرمایا جنتی پھر دیکھ کر وعدہ کی گئی چیزوں میں سے کسی کو غائب نہ پائیں گے تو عرض کریں گے جی ہاں! فرشتہ کہے گا ابھی تمہاری ایک چیز باقی ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے (للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ) سن رکھو الحسنی سے مراد جنت ہے اور "زیادۃ" سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔ ابن مسعود ﷺ (للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ ولا یرھق وجوھھم قترولاذلۃ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حسنیٰ تو جنت ہے ور زیادہ اللہ تعالیٰ کی دیدار ہے اور "قتر" کا معنی سیاہ ہے' یہی تفسیر عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ عامر بن سعد اور اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی اور ضحاک بن مزاحم اور عبدالرحمٰن بن سابط اور ابو اسحاق السبیعی ﷺ اور قتادہ اور سعید بن المسیب ﷺ اور حسن بصری ﷺ اور عکرمہ مولیٰ بن عباس' مجاہد بن جبیر وغیرہ سب حضرات سے منقول ہے اور سلف میں سے تو یہ تفسیر کسی ایک نے نہیں کی۔ (بلکہ سب نے کی ہے)

ولا یرھق وجوھھم قترولاذلہ (سورۃ یونس ۲۶) اور نہ چڑھے گی ان کے منہ سیاہی اور نہ رسوائی۔

مذکورہ آیت میں بیان شدہ کیفیت اللہ تعالیٰ کی دیدار کے بعد ہوگی۔ جیسے کہ صحیح

احادیث اس میں وارد ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے "الزیادۃ" کا عطف (الحسنیٰ) پر کیا تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ زیادت جنت کے علاوہ کوئی اور چیز ہے اور اس پر ایک قدر زائد ہے۔ اور جس نے زیادت کی تفسیر مغفرت اور اللہ کی رضامندی سے کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے لوازمات میں سے ہیں۔

فصل (۳)

دلیل (۴) کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون۔ (سورۃ المطففین ۱۵)　　کوئی نہیں وہ اپنے رب سے اس دن روک دیئے جائیں گے۔

اس آیت سے اس طرح استدلال کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دیدار اور اس کے کلام سننے سے محرومی کو عظیم عذاب اور عقوبت قرار دیا اگر مومن اللہ تعالیٰ کی دیدار نہ کرتے اور اس کا کلام نہ سنتے تو وہ بھی اس طرح مجوب شمار ہوتے۔ امام شافعی اور دوسرے ائمہ نے اس سے استدلال کیا ہے۔ طبرانی وغیرہ نے مزنی سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد (**کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون**) کی تفسیر میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا فرمایا اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے اولیاء قیامت کے دن اس کا دیدار کریں گے۔ ربیع ابن سلیمان کہتے ہیں کہ میں محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود تھا کہ اس کے پاس صعید کا رقعہ (یعنی استفتاء) آیا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے ارشاد (**کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون**) کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب کافروں کو ناراضگی میں دیدار سے روکا گیا تو اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے اولیاء (یعنی مومنین) حالت رضاء میں اس کا دیدار کریں گے۔ ربیع کہتے ہیں میں نے عرض کیا اے ابا عبداللہ آپ کا یہی فتویٰ ہے؟ فرمایا جی ہاں اگر محمد ابن ادریس کو اس کے دیدار کا یقین نہ ہوتا تو وہ اللہ عزوجل کی عبادت نہ کرتے۔

محمد بن الحسین فرماتے ہیں محمد بن عبداللہ بن الحکم سے پوچھا گیا، کیا قیامت کے دن سب لوگ مومن اور کافر اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ محمد بن عبداللہ نے فرمایا صرف

مومن ہی اس کا دیدار کریں گے اور پھر فرمایا کہ امام شافعی ﷬ سے رویت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے (**کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون**) اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ مومن اللہ کے دیدار سے نہیں روکے جائیں گے۔

دلیل (۵)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لھم ما یشاءون فیہا ولدینا مزید (سورۃ ق ۳۵) ان کے واسطے ہے وہاں جو وہ چاہیں اور ہمارے پاس ہے کچھ زیادہ بھی۔

علی ابن ابی طالب ﷛ اور انس بن مالک ﷛ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔ تابعین میں سے زید بن وہب کا بھی یہی قول ہے۔

دلیل (۵)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار۔ نہیں پا سکتیں اس کو آنکھیں اور وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو۔ (سورۃ الانعام ۱۰۳) اس آیت سے

رویت پر استدلال بنسبت نفی پر استدلال والوں کے دلائل سے زیادہ عجیب ہے ہمارے شیخ ﷬ نے بڑے باریک اور احسن طریقے پر اس سے طریقہ استدلال بیان کیا ہے۔ چنانچہ شیخ نے مجھ سے کہا کہ جب بھی کوئی باطل والے کسی آیت یا حدیث صحیح سے اپنے باطل کے ثابت کرنے کے لئے استدلال کرتے ہیں تو اسی آیت میں ایسی دلیل ہوتی ہے جو ان کے قول کے نقیض پر دلالت کرتی ہے ان میں سے ایک یہ آیت بھی ہے۔ یہ نفی رویت کے بنسبت جواز رویت پر زیادہ دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو تمدح (تعریف) کے سیاق میں ذکر کیا ہے اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ مدح اوصاف ثبوتیہ سے ہوتا ہے اور کسی چیز کا

معدوم محض ہونا کوئی کمال نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی مدح کو اس معدوم چیز سے نہیں کیا جا سکتا مگر اس صورت میں کہ جب وہ امر وجودی کو متضمن ہو۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے آپ سے نیند اور اونگ جو کہ اس کے کمال قیومیت کو متضمن ہے۔ نفی کر کے تعریف کرنا۔ اور موت کی نفی کر کے تعریف کی جو کہ اس کے کمال حیات اور تھکاوٹ کی نفی کو متضمن ہے۔ اور جیسے کہ صفت احیاء کمال قدرت کو متضمن ہے۔ شریک اور بیوی اور بیٹے اور مددگار کی نفی اس کے کمال ربوبیت اور الوہیت اور غلبے کو متضمن ہے اور کھانے پینے کی نفی اس کے کمال بے نیازی اور استغناء کو متضمن ہے۔ اور اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کی نفی اس کے کمال توحید اور ظلم کی نفی اس کے کمال عدل اور علم اور احاطے کو متضمن ہے۔ اور مثل کی نفی اس کی ذات اور صفات کے کمال کو متضمن ہے اس وجہ سے ایسے معدوم محض سے اللہ کی تعریف نہیں جا سکتی جو کسی امر ثبوتی کو متضمن نہ ہو۔ کیونکہ اس کی تعریف ایسے امر سے نہیں کی جاتی جس میں اس کے ساتھ معدوم شریک ہو۔ اگر (لاتدرکہ الابصار) سے مراد یہ لیا جائے کہ کسی حال میں وہ دکھائی نہیں دیتا۔ تو اس میں نہ تعریف ہے اور نہ کمال کیونکہ اس وصف میں معدوم بھی اس کے ساتھ شریک ہے اس لئے کہ معدوم محض دکھائی نہیں دیتا اور نہ آنکھیں اس کا احاطہ کر سکتی ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے بہت بلند وبالا ہیں کہ ایسی چیز سے اس کی تعریف کی جائے جس میں اس کے ساتھ معدوم شریک ہو حالانکہ آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ دکھائی دیتا ہے لیکن اسکا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا معنی ہے۔

وما یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ یعنی وہ ہر چیز جانتے ہیں۔

وما مسنا من لغوب یعنی وہ کامل قدرت والے ہیں۔

"ولا یظلم ربک احدا" یعنی وہ کامل عدل والے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کا قول (لاتدرکہ الابصار) اس کی نہایت عظمت اور اس کے ہر چیز سے بڑے ہونے اور اس کی عظمت کے عدم احاطے پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے کہ "ادراک" کے معنی کسی چیز کے احاطہ کرنے کے ہیں۔ جو کہ رویت پر ایک قدر زائد ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے۔

فلما تراء الجمعن قال اصحاب موسٰی انا لمدرکون (سورۃ الشعراء) پھر جب مقابل ہوئیں دونوں فوجیں، کہنے لگے موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے۔

اس میں موسیٰ علیہ السلام نے نہ رویت کی نفی فرمائی اور نہ ان کے قول (انا لمدرکون) سے "انا لمریئون" (ہم دیکھ لئے گئے) مراد لیا۔ بلکہ موسیٰ علیہ السلام نے "کلا" کہہ کر ادراک کی نفی فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ذیل ارشاد سے یہ بتلا دیا کہ موسیٰ علیہ السلام ان کے پکڑنے سے نہیں ڈرتا۔

ولقد اوحینا الی موسی أن أسر بعبادی فاضرب لھم طریقا فی البحر یبسا لا تخاف درکا ولا تخشی (سورۃ طٰہ ۷۷) اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ علیہ السلام کو کہ لے نکل میرے بندوں کو رات سے پھر ڈال دے ان کے لئے سمندر میں راستہ سوکھا نہ خطرہ کہ آ پکڑنے کا اور نہ ڈر ڈوبنے سے۔

پس رویت اور ادراک میں سے کبھی ایک دوسرے کے ساتھ پایا جاتا ہے اور کبھی نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ دکھائی تو دیتا ہے لیکن اس کا ادراک نہیں کیا جا سکتا جیسے کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں لیکن اس کے علم کا احاطہ ناممکن ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور ائمہ رحمہم اللہ نے اس آیت سے یہی کچھ سمجھا ہے جو بیان ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں (لاتدرکہ الابصار) کا معنی ہے کہ آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ قتادۃ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند وبالا ہیں کہ آنکھیں اس کا احاطہ کر سکیں۔ عطیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل جنت اللہ کا دیدار کریں گے لیکن اس کی عظمت کی وجہ ان کی آنکھیں اللہ کا احاطہ نہیں کر سکیں گی اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ ان کا احاطہ کرے گی۔ فرمایا یہی اس کے ارشاد (لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار) کا مطلب ہے چنانچہ مومن کھلم کھلا اپنے رب کا دیدار کریں گے لیکن ان کی آنکھیں اس کا احاطہ نہ کر سکیں گی۔ اس لئے یہ جائز نہیں کہ ایسی چیز سے اللہ کی تعریف کی جائے جو اس کا احاطہ کر سکے۔ اس لئے کہ وہ خود ہر چیز پر احاطہ کرنے والی ذات ہیں۔ اسی طرح وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے اپنا کلام سنا دے لیکن مخلوق اس کے کلام کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ اور اسی طرح وہ جو مخلوق کو سکھلائے تو وہ جان لیتے ہیں لیکن اس کے علم کا

احاطہ نہیں کر سکتے اس کی مثال جیسے منکرین (لیس کمثلہ شی) سے صفات کی نفی پر استدلال کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ آیت تو اس کے صفات کمال کی کثرت پر سب سے بڑی دلیل ہے۔ اس لئے کہ اللہ کی ذات اپنی کثرت صفات اور عظمت اور وسعت کے اعتبار سے ایسی ہے کہ اس جیسا کوئی نہیں ہو سکتا ورنہ اگر اس سے نفی صفات مراد لی جائے تو پھر تو معدوم محض اولی بالمدح ہے ۔ باوجودیکہ تمام عقلاء کہنے والے کے قول سے یہی سمجھتے اور مراد لیتے ہیں (فلاں لا مثل لہ ولیس لہ نظیر ولا شبیہ ولا مثل)

یعنی اس میں ایسی صفات ہیں جس کی وجہ سے وہ عام لوگوں سے ممتاز ہے جس میں ان کے ساتھ کوئی شریک نہیں اور جب اس کے اوصاف بہت زیادہ ہو گئے تو ان صفات کے حامل لوگ بھی ختم ہو گئے اور یہ شخص اب اپنے ہم مثلوں کی مشابہت سے دور ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ کا ارشاد (لیس کمثلہ شی) اس کی کثرت صفات پر سب سے بڑی دلیل ہے اور اس کا ارشاد (لاتدرکہ الابصار) اس کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ وہ دکھائی دیتا ہے لیکن اس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

هو الذی خلق السموٰت والارض في ستة ايام ثم استوىٰ على العرش يعلم مايلج في الأرض وما يخرج منها وما ينزل من السماء وما يعرج فيها وهو معكم اينما كنتم والله بما يعملون بصير.

وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں پھر قائم ہوا تخت پر جانتا ہے جو اندر جاتا ہے زمین اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ اترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو اس کو دیکھتا ہے

(سورۃ حدید)

اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق سے مباینت پر سب سے بڑی دلیل ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی ذات میں پیدا نہیں کیا بلکہ ان کو اپنی ذات سے خارج پیدا کیا۔ پھر عرش پر استویٰ فرما کر ان سے اوجھل ہو گئے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ کس حالت پر ہیں اور اپنی صفت علم اور

قدرت، صفت ارادہ اور صفت سمع وبصر کے ذریعہ ان کا احاطہ فرماتے ہیں۔ اس کے ارشاد (وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ) کا یہی مطلب ہے۔ آپ غور فرمائیں یہ کیا ہی اچھا لفظی و معنوی تقابل ہے جو کہ اس کے ارشاد (لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار) سے مستفاد ہوا۔

اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ اپنی عظمت کی وجہ سے اس سے بہت بلند وبالا ہیں کہ آنکھیں اس کا احاطہ کر سکیں اور وہ اپنی صفت لطیف و خبیر کی وجہ سے تمام مخلوق کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ کوئی چیز ان سے مخفی نہیں وہ اپنے لطف میں عظیم اور عظمت میں لطیف ہیں وہ اپنے قرب میں عالی اور علو میں قریب ہیں اس کی مثل کوئی چیز نہیں وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتی اور وہ آنکھوں کا احاطہ کرتے ہیں وہ باریک بین اور باخبر ہے۔

دلیل (۷)

وجوہ یومئذ ناضرۃ اِلیٰ رَبِّهَا نَاظِرۃ (سورۃ القیٰمہ آیت نمبر ۲۳) کتنے منہ اس دن تازہ ہیں اپنے رب کی طرف دیکھنے والے۔

جب آپ نے اس آیت کو تحریف سے اور اس کے متکلم کو اپنی مراد میں جھوٹ سے بچایا تو آپ اس آیت کو کھلم کھلا یہ اعلان کرتا ہوا پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کھلم کھلا نظر آئیں گے۔

ورنہ وہ تحریف جس کو محرفین تاویل کہتے ہیں ان کے لئے یہ تاویل بنسبت نصوص معاد جنت اور جہنم میزان و حساب کی تاویل کے زیادہ آسان ہے اور اس طرح ہر اس نص کی تاویل جس کو قرآن وسنت متضمن ہو ان پر آسان ہوگی اور روئے زمین پر جو بھی باطل پرست چاہے گا تو نصوص میں تاویل کر کے اپنے مقام سے ہٹائے گا۔ یہی چیز ہے جس نے دین ودنیا کو بگاڑ دیا۔ لفظ "وجہ" کی طرف نظر کی اضافت اور لفظ "الی" کے ساتھ اس کو متعدی کرنے جو کہ آنکھوں سے دیکھنے میں صریح ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں اللہ کی ذات کی طرف اس آنکھوں سے دیکھنا مراد ہے جو چہرے میں ہیں۔ اسلئے کہ لفظ نظرفی نفسہ متعدی ہو

تو اس کا معنی توقف اور انتظار کے آتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
انظرونا نقتبس من نورکم — راہ دیکھو ہماری ہم بھی روشنی لے لیں تمہارے نور سے۔ (سورۃ الحدید)
اگر یہ لفظ الی کے ساتھ متعدی ہو تو اس کے معنی آنکھوں سے دیکھنے کے آتے ہیں۔
جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
انظروا الی ثمرہ اذا اثمر (سورۃ الانعام ۹۹) — دیکھو ہر ایک درخت کی پھل کو جب وہ پھل لاتا ہے
تو پھر چہرے کی طرف اس کی اضافت کر کے جو آنکھوں کا محل ہے کیسے دیکھنے کے معنی مراد نہیں ہوں گے؟

عبداللہ بن مبارک حسن ﷺ سے نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف نظر کی تو میں نے اس کو نور سے دیکھا۔ اے شریف اور بلند مرتبے والے شخص اس آیت میں نبی کریم ﷺ اور اس کے صحابہ اور تابعین کی تفسیر کان لگا کر سن لے۔ ابن مردویہ اس کی تفسیر میں عبداللہ بن عمرو سے نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت (وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناضرۃ) کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کے دیدار کی وجہ سے بہت سے چہرے حسین اور تروتازہ ہوں گے۔ ابو صالح نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (الی ربہا ناظرۃ) کی تفسیر میں نقل کر کے فرمایا یہ چہرا اپنے رب کی ذات کی طرف دیکھے گا۔ عکرمتہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (وجوہ یومئذ ناضرۃ) کا معنی ہے (من النعیم الی ربہا ناظرۃ)

اور فرمایا یہ چہرا اپنے رب کا دیدار کرے گا بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس طرح منقول ہے اور اہل سنت والحدیث کے ہر مفسر کا یہی قول ہے۔

رویت باری تعالیٰ کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے متواتر احادیث نقل کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

(۱) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (۳) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ (۴) جرید ابن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ (۵) صہیب رضی اللہ عنہ (۶) ابن سنان رومی رضی اللہ عنہ (۷) عبداللہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ

(۸) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۹) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ (۱۰) عدی بن ابی حاتم طائی رضی اللہ عنہ (۱۱) انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ (۱۲) بریدۃ بن الحصیب اسلمی رضی اللہ عنہ (۱۳) ابو رزین العقیلی رضی اللہ عنہ (۱۴) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (۱۵) ابو امامۃ باہلی رضی اللہ عنہ (۱۶) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (۱۷) عامر بن یاسر رضی اللہ عنہ (۱۸) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (۱۹) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (۲۰) عمارۃ بن رویبہ رضی اللہ عنہ (۲۱) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (۲۲) حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ (۲۳) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (۲۴) عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان کی حدیث موقوف ہے (۲۵) ابن بن کعب رضی اللہ عنہ (۲۶) کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ (۲۷) فضالۃ بن عبیدۃ رضی اللہ عنہ ان کی حدیث بھی موقوف ہے (۲۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک غیر مسمّٰی شخص کی روایت۔

اور اس کے علاوہ صحاح اور مسانید اور سنن کی احادیث کا سیاق بھی اس پر دلالت کرتا ہے جن کو تلقی بالقبول والتسلیم حاصل ہے اور شرح صدر ہوتا ہے۔ تحریف و تبدیل اور طعن و تشنیع سے شرح صدر نہیں ہوتا۔ اور نہ ان حدیثوں کی تکذیب کی جا سکتی ہے اور جس شخص نے ان کی تکذیب کی تو وہ قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ کے دیدار سے محروم رہے گا۔

فصل:

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھا کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ جب چاشت کا وقت ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز پڑھ کر تبسم فرمایا اور پھر اپنی جگہ بیٹھے رہیں۔ یہاں تک کہ ظہر عصر اور مغرب کی نماز ادا کی۔ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے بات نہیں کی یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لے گئے۔ لوگوں نے حضرت ابو بکر سے کہا کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی حالت دریافت نہیں کرتے؟ اس لئے کہ آج انہوں نے ایسا کام کیا جو اس سے پہلے کبھی نہیں کیا۔ چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا جی ہاں دنیا و آخرت میں جو ہونے والے امور تھے وہ میرے سامنے پیش کئے گئے اللہ تعالیٰ نے اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع فرمایا لوگ پریشان ہو گئے حتی کہ

حضرت آدم علیہ السلام کے پاس اس حال میں آئے کہ قریب تھا پسینہ ان کے حلق گلوں تک پہنچ جاتا۔ عرض کیا اے آدم آپ ابوالبشر ہیں اور اللہ عزوجل نے آپ کو چنا اس لئے اپنے رب کے پاس ہماری سفارش فرمایئے آدم علیہ السلام نے فرمایا مجھے بھی وہی درپیش ہے جو تمہیں درپیش ہے۔ اس لئے اپنے دوسرے باپ نوح علیہ السلام کے پاس چلیں۔

اس لئے کہ اللہ پاک نے چنا آدم نوح آل ابراہیم اور آل عمران کو جہاں والوں میں (ترجمہ آیت آل عمران ۳۳)

فرمایا کہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس چلے جائیں گے اور عرض کریں گے کہ اپنے رب کے پاس ہماری سفارش فرمائیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چنا اور آپ کی دعا قبول فرماکر روئے زمین پر کسی کافر کو بسنے نہیں دیا وہ فرمائیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جائیں کیونکہ اللہ نے ان کو اپنا خلیل بنایا ہے چنانچہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور یہی عرض کریں گے وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلو اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں موسیٰ علیہ السلام بھی یہی جواب دیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے پاس چلے جائیں اس لئے کہ وہ مادر زاد اندھوں' برص کے مریضوں اور مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ آپ لوگ اولاد آدم کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں وہ تمہارے رب کے ہاں تمہاری سفارش فرمادیں گے۔ فرمایا کہ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس حاضر ہوں گے اللہ کی طرف سے حکم ملے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دیدو اور ان کو جنت کی بشارت دو۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام یہ پیغامات لیکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جمعہ کی مقدار سجدے میں گر پڑیں گے۔ پھر اللہ کی طرف سے ارشاد ہوگا۔ اپنا سر اٹھایئے اور کہئے آپ کی بات سنی جائے گی اور سفارش فرمایئے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ فرمایا کہ میں سر اٹھالوں گا لیکن جب اپنے رب کے دیدار سے مشرف ہوں گا تو دوبارہ سجدے میں گر پڑوں گا اور دوبارہ ایک جمعہ کی مقدار سجدہ کروں گا اللہ کے طرف سے ارشاد ہوگا۔ اپنا سر اٹھالیں اور کہئے آپ کی بات سنی جائے گی اور سفارش فرمایئے آپ کی

سفارش قبول کی جائے گی۔ فرمایا کہ اس کے بعد میں پھر سجدہ کرنے کا ارادہ کروں گا تو جبرئیل علیہ السلام میرے بازو پکڑ لیں گے۔ پھر اللہ کی طرف سے ایسی دعا مجھے سکھائی جائے گی جو کبھی کسی بشر کو نہیں سکھائی گئی ہوگی۔ میں عرض کروں گا اے میرے پروردگار آپ نے مجھے اولاد آدم کا سردار بنایا اور مجھے اس پر فخر نہیں اور سب سے پہلے مجھ سے زمین کو چیرا جائے گا لیکن مجھے اس پر فخر نہیں۔ حتیٰ کہ میرے حوض پر اس سے زیادہ لوگ پانی پینے آئیں گے جتنا کہ صنعاء اور ایلہ کی درمیانی مسافت ہے۔ پھر ارشاد ہو گا۔ صدیقین کو بلاؤ چنانچہ وہ بھی سفارش کریں گے پھر ارشاد ہو گا انبیاء کو بلاؤ چنانچہ ایک پیغمبر تشریف لائیں گے جن کے ساتھ چند ساتھی ہوں گے اور ایک نبی آئے گا جس کے ساتھ پانچ یا چھ ساتھی ہوں گے اور ایک پیغمبر ایسے بھی آئیں گے جن کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہو گا۔ پھر ارشاد ہو گا شہداء کو بلاؤ چنانچہ وہ جس کے لئے چاہیں گے سفارش کر دیں گے فرمایا کہ جب شہداء اس کام سے فارغ ہو جائیں گے تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائیں گے میں ارحم الراحمین ہوں۔ میری جنت میں وہ شخص داخل ہو جائے جس نے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ فرمایا کہ ایسے لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر اللہ عزوجل ارشاد فرمائیں گے جہنمیوں میں دیکھو ان میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے کبھی بھی نیکی کا کام کیا ہو؟ فرمایا کہ ان کو جہنم میں ایک آدمی ملے گا۔ ان سے پوچھیں گے کیا آپ نے کبھی بھی کوئی بھلائی کا کام کیا ہے؟ وہ کہے گا کچھ نہیں سوا اس کے کہ میں خرید و فروخت کے معاملہ میں لوگوں سے چشم پوشی کرتا تھا۔ اللہ عزوجل ارشاد فرمائیں گے میرے بندوں کے ساتھ چشم پوشی کرنے کی وجہ سے میرے اس بندے کے ساتھ بھی چشم پوشی کرو۔ پھر جہنم سے ایک آدمی کو نکال کر اس سے کہیں گے کیا تو نے کبھی کوئی بھلائی کا کام کیا تھا؟ وہ کہے گا نہیں سوا اس کے میں نے اپنی اولاد کو اس بات کا حکم دیا تھا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے آگ میں جلا دو پھر مجھے پیسو یہاں تک کہ میں آٹے کی طرح ہو جاؤں تو پھر مجھے سمندر کے پاس لیجا کر ہوا میں اڑا دو۔ خدا کی قسم اس طرح میں کبھی رب العالمین کے قابو میں نہیں آسکوں گا۔ اللہ رب العزت اس سے ارشاد فرمائیں گے تو نے یہ کیوں کیا؟ وہ کہے گا یا اللہ تیرے ڈر کی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے اس بڑی بادشاہی کی طرف دیکھ اس کا دس گنا تجھے ملے گا وہ عرض کرے

گا آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں حالانکہ آپ بادشاہ ہیں فرمایا کہ یہی چیز تھی جس کی وجہ سے بوقت چاشت میں ہنسا تھا۔

صحیحین میں روایت ہے

ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ پھر آپ نے پوچھا کیا جب بادل نہ ہو تو تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پھر تم اسی طرح اللہ کو دیکھو گے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا اور کہے گا تم میں جو کوئی جس کی عبادت کرتا تھا اس پیچھے کے ہو جائے جو چاند کی عبادت کرتا تھا وہ چاند کے پیچھے ہو جائے گا اور جو بتوں کی عبادت کرتا تھا وہ بتوں کے پیچھے ہو جائے گا۔ پھر یہ امت باقی رہ جائے گی اس میں ان کی شفاعت کرنے والے ہوں گے یا منافق ہوں گے یعنی ابراہیم کو شک ہے پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا اور کہے گا۔ میں تمہارا رب ہوں۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم یہیں رہیں گے۔ یہاں تک کہ ہمارا رب آ جائے۔ جب ہمارا رب آ جائے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس اس صورت میں آئے گا جسے وہ پہچانتے ہوں گے اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں وہ اقرار کریں گے کہ تو ہمارا رب ہے چنانچہ اس کے پیچھے ہو جائیں گے اور جہنم کی پشت پر "صراط" نصب کر دی جائے گی اور میں اور میری امت سب سے پہلے اس کو پار کرنے والے ہوں گے اور اس دن صرف انبیاء کلام کر سکیں گے اور انبیاء کی زبان پر ہو گا اے اللہ! محفوظ رکھ محفوظ رکھ اور جہنم میں سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکڑے ہوں گے کیا تم نے سعدان دیکھا ہے لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں یا رسول اللہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ سعدان کے کانٹوں ہی کی طرح ہوں گے۔ البتہ وہ اتنے بڑے ہوں گے کہ اس کا طول و عرض اللہ کے سوا اور کسی کو معلوم نہ ہو گا۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے بدلے میں اچک لیں گے تو ان میں سے وہ ہوں گے جو ہلاک ہونے والے ہوں گے اور اپنے عمل کی وجہ سے باقی رہ جائیں گے یا اپنے عمل کے ساتھ بندھے ہوں گے اور ان

میں سے بعض ٹکڑے کر دیئے جائیں گے یا بدلہ دیئے جائیں گے یا آپ ﷺ نے اس جیسے الفاظ بیان کئے۔ پھر اللہ تعالیٰ تجلی فرمائے گا اور جب بندوں کے درمیان فیصلہ کر کے فارغ ہو گا اور دوزخیوں میں سے جسے اپنی رحمت سے باہر نکالنا چاہے تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے انہیں جہنم سے نکال لیں۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ رحم کرنا چاہے گا ان میں جنہوں نے کلمہ لاالہ الا اللہ کا اقرار کیا تھا چنانچہ فرشتے انہیں سجدوں کے اثر سے جہنم میں پہچانیں گے۔

جہنم ابن آدم کا ہر عضو بھسم کر دے گی سوا سجدے کے اثر کے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جہنم پر حرام کیا ہے کہ وہ سجدے کے اثر کو جلائے چنانچہ یہ لوگ جہنم سے اس حال میں نکالے جائیں گے کہ یہ جل چکے ہوں گے پھر ان پر آب حیات ڈالا جائے گا اور یہ اس کے نیچے سے اس طرح اگ کر نکلیں گے جس طرح سیلاب کے کوڑے کرکٹ سے سبزہ اگ آتا ہے پھر اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ سے فارغ ہو گا ایک شخص باقی رہ جائے گا جس کا چہرہ جہنم کی طرف ہو گا وہ ان دوزخیوں میں سب سے آخری فرد ہو گا وہ کہے گا اے رب میرا چہرہ دوزخ سے پھیر دے مجھے اس کی ہوا نے ہلکان کر رکھا ہے اور اس کی تیزی نے جھلسا ڈالا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے وہ اس وقت تک دعا کرتا رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ کہے گا کیا اگر میں تیرا یہ سوال پورا کر دوں تو تو اور مجھ سے مانگے گا؟ وہ کہے گا نہیں تیرے غلبہ کی قسم اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں مانگوں گا اور وہ شخص اللہ رب العزت سے بڑے عہد و پیمان کرے گا۔ چنانچہ اللہ اس کا چہرہ جہنم کی طرف سے پھیر دیگا۔ پھر جب وہ جنت کی طرف رخ کرے گا اور اسے دیکھے گا تو اتنی دیر خاموش رہے گا جتنی دیر تک اللہ تعالیٰ اسے خاموش رہنے دینا چاہے گا پھر وہ کہے گا اے رب مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے اللہ تعالیٰ کہے گا کیا تو نے عہد و پیمان نہیں کئے تھے کہ جو کچھ میں نے دیدیا ہے اس کے سوا اور کچھ بھی تو نہ مانگے گا۔ افسوس ابن آدم تو کتنا عہد شکن ہے پھر وہ کہے گا اے رب اور اللہ سے دعا کرے گا آخر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا اگر میں نے تیرا یہ سوال پورا کر دیا تو اور اس کے سوا کچھ مانگے گا؟ وہ کہے گا تیرے غلبہ کی قسم اس کے سوا اور کچھ نہیں مانگوں گا اور جتنے اللہ چاہے گا وہ شخص عہد و پیمان کرے گا۔ چنانچہ اسے جنت کے

دروازے تک پہنچا دیا جائے گا پھر جب وہ جنت کے دروازے پر کھڑا ہو جائے گا تو جنت اسے سامنے نظر آئے گی اور دیکھے گا کہ اس کے اندر کس قدر بھلائی اور مسرت ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ جتنی دیر چاہے گا وہ خاموش رہے گا پھر کہے گا اے رب مجھے جنت میں پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہے گا کیا تو نے عہد و پیمان نہیں کئے تھے کہ جو کچھ میں نے تجھے دیدیا اس کے سوا تو اور کچھ نہیں مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا افسوس ابن آدم تو کتنا عہد شکن ہے وہ کہے گا اے رب مجھے اپنی مخلوق میں سب سے بدبخت نہ بنا چنانچہ وہ مسلسل دعا کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں پر ہنس دے گا جب ہنس دے گا تو اس کے متعلق کہے گا اسے جنت میں داخل کر دو۔ جب جنت میں اسے داخل کر دے گا تو اس سے کہے گا کہ اپنی آرزوئیں بیان کر۔ وہ اپنی تمام آرزوئیں بیان کریگا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے یاد دلائیں گے وہ کہے گا فلاں فلاں چیز یہاں تک کہ اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ آرزوئیں اور انہیں جیسی اور تمہیں ملیں گی۔ عطا بن زید نے بیان کیا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اس وقت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے ان کی حدیث کا کوئی حصہ رد نہیں کرتے تھے البتہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "یہ اور اپنی جیسی تمہیں اور ملیں گی" تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے دس گناہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے حضور علیہ السلام کا یہی ارشاد یاد ہے کہ "یہ اور اپنی جیسی اور" اس پر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے آپ کا یہ ارشاد یاد کیا ہے کہ "تمہیں یہ سب چیزیں ملیں گی اور اس سے دس گنا اور" ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ شخص جنت میں سب سے آخری داخل ہونے والا ہو گا۔۔۔۔

اسی طرح صحیحین میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم سورج اور چاند دیکھنے میں دشواری محسوس کرتے ہو جبکہ آسمان صاف ہو۔ ہم نے عرض کیا نہیں ۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اپنے رب کے دیدار میں تمہیں دشواری پیش نہیں آئے گی جس طرح سورج اور چاند کو دیکھنے میں نہیں پیش آتی۔ پھر آپ نے

فرمایا کہ ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ ہر قوم اس کے ساتھ جائے جس کی وہ عبادت کرتی تھی۔ چنانچہ صلیب کے پجاری اپنی صلیب کے ساتھ بتوں کے پجاری اپنے بتوں کے ساتھ اور تمام معبودان باطل کے پجاری اپنی معبودوں کے ساتھ چلے جائیں گے اور صرف وہ باقی رہ جائیں گے جو اللہ کی عبادت کرنے والے تھے ان میں نیک اور فاجر دونوں ہوں گے اور اہل کتاب کے کچھ باقی ماندہ بھی ہوں گے پھر دوزخ ان کے سامنے پیش کی جائے گی وہ ایسی ہوگی جیسے ریت کا میدان ہوتا ہے پھر یہود سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے وہ کہیں گے ہم عزیز ابن اللہ کی عبادت کرتے تھے انہیں جواب ملے گا کہ تم جھوٹے ہو۔ خدا کی نہ کوئی بیوی ہے نہ لڑکا۔ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں سیراب کیا جائے۔ ان سے کہا جائے گا پیو اور پھر وہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے پھر نصاریٰ سے کہا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم مسیح ابن اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا تم جھوٹے ہو۔ اللہ کی نہ بیوی تھی اور نہ کوئی بچہ۔ اب تم کیا چاہتے ہو۔ وہ کہیں گے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں سیراب کیا جائے۔ ان سے کہا جائے گا پیو اور انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہی باقی رہ جائیں گے جو اللہ کی عبادت کرتے تھے نیک و بدکار دونوں ان سے کہا جائے گا کہ تم لوگ کیوں رکے ہوئے ہو جبکہ سب لوگ جا چکے ہیں وہ کہیں گے ہم ان سے ایسے وقت جدا ہوئے کہ ہمیں ان کی بہت زیادہ ضرورت تھی۔ اور ہم نے ایک آواز دینے والے کو سنا ہے کہ ہر قوم اس کے ساتھ ہو جائے جس کی وہ عبادت کرتی تھی اور ہم اپنے رب کے منتظر ہیں۔ بیان کیا کہ پھر اللہ جبار انکے سامنے اس صورت کے علاوہ دوسری صورت میں آئے گا جس میں انہوں نے اسے پہلے مرتبہ دیکھا ہو گا۔ اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ لوگ کہیں گے کہ تو ہی ہمارا رب ہے۔ اور اس دن انبیاء کے سوا اور کوئی بات نہیں کرے گا پھر پوچھے گا کیا تمہیں اسکی کوئی نشانی یاد ہے؟ وہ کہیں گے "ساق" (پنڈلی) پھر اللہ تعالیٰ اپنی ساق کو کھولے گا اور ہر مومن اس کے لئے سجدہ ریز ہو جائے گا صرف وہ باقی رہ جائیں گے جو ریاء اور شہرت کے لئے اسے سجدہ کرتے تھے وہ بھی سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی پیٹھ تختہ کی طرح ہو جائے گی۔ پھر انہیں پل پر لایا جائے گا ہم نے پوچھا یا رسول اللہ پل کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ

نے فرمایا کہ پھسلنے اور گرنے کی جگہ ہے اس پر کانٹے اور آنکڑے ہوں گے اور چوڑے گوکھر ہوں گے اور ایسے مڑے ہوئے کانٹے ہوں گے جیسے نجد میں ہوتے ہیں انہیں سعدان کہا جاتا ہے مومن اس پر سے چشم زدن میں بجلی کی طرح ہوا کی طرح تیز رفتار گھوڑے اور سواری کی طرح گزر جائیں گے ان میں سے بعض تو صحیح سلامت نجات پانے والے ہوں گے۔ (اور بعض جہنم کی آگ سے جھلس کر بچ نکلنے والے ہوں گے یہاں تک کہ آخری شخص اس پر سے گھسٹتے ہوئے گزرے گا تم آج مجھ سے حق کے معاملے میں اس قدر سخت نہیں ہو جیسا کہ اس دن اللہ کے سامنے مومن کریں گے اور جب وہ دیکھیں گے کہ اپنے بھائیوں میں سے ان کو نجات ملی ہے تو وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہمارے بھائی بھی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ دوسرے (نیک) اعمال کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دل میں ایک دینار کے برابر بھی ایمان پاؤ اسے نکال لو اور اللہ تعالیٰ ان کی صورتوں کو دوزخ پر حرام کر دے گا۔ چنانچہ وہ آئیں گے اور دیکھیں گے کہ بعض کا تو جہنم میں قدم اور آدھی پنڈلی تباہ ہوئی ہے۔ چنانچہ جنہیں وہ پہچانیں گے انہیں نکالیں گے پھر واپس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر بھی ایمان ہو اسے نکال لو تو چنانچہ جسے وہ پہچانیں گے اسے نکالیں گے پھر وہ واپس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو اسے بھی نکال لاؤ۔ چنانچہ پہچانے جانے والوں کو نکالیں گے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے تو یہ آیت پڑھو۔ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا اگر نیکی ہے تو اس کو بڑھاتا ہے) پھر انبیاء علیہم السلام اور فرشتے شفاعت کریں گے اور ذوالجبروت کا ارشاد ہوگا کہ میری شفاعت باقی رہ گئی ہے چنانچہ جہنم سے ایک مٹھی بھرے گا اور ایسے لوگوں کو نکالے گا جو کوئلہ ہو گئے ہوں گے پھر وہ جنت کے سامنے ایک نہر میں ڈال دیئے جائیں گے جسے آب حیات کہا جاتا ہے اور یہ لوگ اس کے کنارے سے اس طرح اگ آئیں گے جس طرح سیلاب کے کوڑے کرکٹ سے سبزہ اگ آتا ہے۔ تم نے یہ منظر کسی چٹان کے یا کسی درخت کے کنارے دیکھا ہو گا تو جس پر دھوپ پڑی رہتی ہے وہ سبزہ اگتا ہے اور جس پر سایہ ہوتا ہے وہ سفید ہوتا

ہے پھر وہ اس طرح نکلیں گے جیسے موتی۔ اس کے بعد ان کی گردنوں میں مہریں ڈال دی جائیں گی اور انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا اور اہل جنت انہیں "عتقاء الرحمٰن" (رحم کرنے والے کے آزاد کردہ) کہیں گے۔ اور انہیں اللہ نے بلا عمل کے جو انہوں نے کیا ہو اور بلا خیر کے جو ان سے صادر ہوئی ہو جنت میں داخل کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے اے ہمارے رب آپ نے تو ہمیں اتنا دیا کہ جہان والوں میں سے کسی کو اتنا نہیں دیا ارشاد ہو گا تمہارے لئے میرے پاس اس سے بھی افضل ہے عرض کریں گے اے رب اس سے افضل کیا چیز ہوگی؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے میری رضامندی ہے میں اس کے بعد ہمیشہ کے لئے تم سے کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ قیس بن ابی حازم ﷺ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے چودھویں کی چاند کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا عنقریب تم اپنے رب کی اس طرح دیدار کرو گے جیسے کہ تم اس چاند کو دیکھتے ہو اور تمہیں اس کے دیکھنے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوتا۔ اگر تم سے ہو سکے کہ طلوع شمس اور غروب شمس سے پہلے والی نماز سے مغلوب نہ ہو تو پڑھا کرو۔ پھر آپ ﷺ نے ذیل کی آیت تلاوت فرمائی

وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب۔ (سورۃ ق ۳۹) اور پاکی بولتا رہ خوبیاں اپنے رب کی پہلے سورج کے نکلنے سے اور پہلے ڈوبنے سے۔

حضرت صہیب ﷺ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کیا تم مزید کچھ چاہتے ہو وہ عرض کریں گے "اے پروردگار کیا آپ نے ہمیں سرخرو نہیں فرمایا" اور جنت میں داخل نہیں کیا؟ اور ہمیں جہنم سے نجات نہیں دی؟ فرمایا کہ اس کے بعد پردہ ہٹا دیا جائے گا تو اپنے رب کے دیدار سے بڑھ کر کوئی محبوب چیز ان کو عطا نہیں کی گئی ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی تائید میں یہ آیت تلاوت فرمائی (للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ)

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اولین اور آخرین کو اس حال میں جمع فرمائیں گے وہ چالیس سال اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے فیصلے کے انتظار میں کھڑے رہیں گے۔ فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ بادلوں کے سایوں میں عرش

سے کرسی پر نزول فرمائیں گے۔ پھر ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا اے لوگو! کیا تم اپنے اس پروردگار سے راضی نہیں ہو جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہیں رزق دیا اور تم کو اس بات کا حکم دیا تھا کہ تم اس کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور یہ کہ وہ تم میں ان تمام لوگوں کو اس کے حوالہ کر دے جس کی وہ دنیا میں بندگی اور محبت کرتے تھے کیا یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے عدل نہیں ہوگا؟ جواب دیں گے کیوں نہیں؟ اس کے بعد ہر قوم ان کی طرف چل پڑے گی جن کی وہ دنیا میں بندگی اور محبت کرتے تھے۔ فرمایا کہ یہ چلیں گے تو ان کی معبودین کی اشباہ ان کے سامنے کر دی جائے گی۔ فرمایا کہ ان میں سے بعض لوگ سورج کی طرف چل پڑیں گے اور بعض چاند کی طرف اور پتھر کے بتوں اور ان اشباہوں کی طرف چل پڑیں گے جس کی یہ لوگ دنیا میں عبادت کرتے تھے' فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرنے والوں کے آگے عیسیٰ ... سامنے کر دیا جائے گا۔ اور عزیر علیہ السلام کی عبادت کرنے والوں کے لئے عزیر کی شبیہ سامنے کر دی جائے گی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت باقی رہ جائے گی اللہ تعالیٰ ان کے پاس آکر ارشاد فرمائیں گے تم کیوں نہیں چلتے جیسے کہ لوگ چلے۔ فرمایا کہ وہ لوگ جواب دیں گے ہمارا ایک ہی معبود تھا اس کے علاوہ ہم کسی کو معبود نہیں سمجھتے تھے۔ ارشاد ہوگا اگر تم اس کو دیکھ لو تو پہچان سکو گے۔ عرض کریں گے ہمارے اور ان کے درمیان ایک علامت ہے اگر وہ ہمیں نظر آجائے تو ہم پہچان لیں گے۔ ارشاد ہوگا وہ علامت کیا ہے عرض کریں گے ساق کی تجلی فرمائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ساق کی تجلی فرمائیں گے تو یہ سجدے میں گر پڑیں گے اور ایک قوم باقی رہ جائے گی کہ ان کی پیٹھ گائے کی سینگوں کی طرح ہو جائے گی یہ بھی سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن اس کی طاقت نہیں ہوگی اس لئے کہ یہ لوگ سجدے کی طرف بلائے جاتے تھے اس حال میں کہ یہ تندرست تھے (پھر بھی سجدہ نہیں کرتے تھے) پھر ان سے ارشاد ہوگا اپنے سر اٹھالو۔ یہ لوگ اپنے سر اٹھالیں گے انکے اعمال کے بقدر ایک نور ان کو ڈھانپ لے گا۔ ان میں بعض وہ ہوں گے جن کو ایک بڑے پہاڑ کے برابر نور دیا جائے گا جو انکے آگے دوڑے گا۔ اور بعض وہ ہوں گے جن کا نور اس سے چھوٹا ہوگا یہاں تک آخری آدمی کو اس کے پاؤں کے انگوٹھے کے برابر نور عطا کیا جائے گا جو کبھی روشن ہوگا اور کبھی بجھے گا۔ اللہ تعالیٰ

ان کے سامنے ہوں گے حتی کہ یہ جہنم پر گزرے گا تو اس کا اثر تلوار کی دھار کی مانند باقی رہے گا۔ فرمایا ان سے کہا جائے گا گزرو۔ چنانچہ ہر ایک اپنے نور کے بقدر گزرنے لگے گا۔ ان میں بعض وہ ہوں گے جو آنکھ کی جھپک میں گزر جائیں گے اور بعض وہ ہوں گے جو بجلی کی طرح پار ہو جائیں گے اور بعض وہ ہوں گے جو بادل کی طرح گزر جائیں گے اور بعض وہ ہوں گے جو ستارہ ٹوٹنے کی طرح گزر جائیں گے اور بعض ہوا کی طرح پار ہوں گے اور بعض تیز گھوڑے کی طرح پار ہوں گے اور بعض پیادہ تیزی سے گزریں گے یہاں تک کہ وہ آدمی بھی گزرنے لگے گا جس کو اس کے پاؤں کے انگوٹھے کے برابر نور دیا گیا تھا تو وہ ہاتھ پیر اور چہرے کے بل گھسٹا ہوا گزرے گا اس حال میں کہ اس کے پہلوؤں میں آگ پہنچے گی اور اس حالت میں گھسٹتا ہوا چلتا رہے گا یہاں تک کہ اس کو بھی نجات ملے گی اور جب وہ نجات پائے گا تو اس کو جہنم پر کھڑا کر دیا جائے گا پھر یہ ان کو دیکھ کر کہے گا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس نے مجھے وہ کچھ عطا فرمایا جو کسی ایک کو بھی نہیں ملا کہ مجھے جہنم سے نجات ملی اس کے دیکھنے کے بعد چنانچہ اس کو باب جنت کے پاس بڑے تالاب پر لایا جائے گا یہ اس میں غسل کرے گا پھر اہل جنت کی ہوا اور انکے رنگ اسکی طرف لوٹیں گے تو دروازے کے بیچ سے جنت کی تمام نعمتیں اس کو نظر آئیں گی عرض کرے گا اے رب مجھے جنت میں داخل کر دے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے جنت مانگتے ہو؟ حالانکہ میں نے تجھے جہنم سے نجات دی۔ عرض کرنے گا اے رب میرے اور جہنم کے درمیان ایک پردہ حائل فرما دے تاکہ میں اس کی آواز بھی نہ سنوں فرمایا کہ پھر یہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور اس کا ٹھکانا اس کے سامنے کر دیا جائے گا۔ گویا کہ وہ اس کے اندر ہے تاکہ یہ اس میں داخل ہو جائے۔ عرض کرے گا اے رب یہ ٹھکانا مجھے عطا فرمائیں ارشاد ہو گا اگر میں یہ آپ کو دے دوں تو آپ اور مانگیں گے۔ عرض کرے گا تیرے غلبہ کی قسم اس کے علاوہ کچھ نہیں مانگوں گا اور اس سے بڑھ کر خوبصورت ٹھکانا کیا ہو گا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وہ مقام اس کو دیدیں گے اور یہ اس میں داخل ہو جائے گا فرمایا پھر اس کو ایک دوسرا مقام دکھایا جائے گا تاکہ یہ اس میں داخل ہو جائے۔ چنانچہ یہ اس منظر کو دیکھ کر پھر عرض کرے گا اے رب یہ مقام مجھے دیدیں۔ ارشاد ہو گا اگر میں یہ آپ کو دے دوں تو آپ اور مانگیں گے عرض کرے گا نہیں۔

تیرے غلبہ کی قسم اس کے علاوہ کچھ نہیں مانگوں گا اور اس سے بڑھ کر کونسا مقام اچھا ہو گا؟ فرمایا کہ وہ مقام بھی اس کو دیا جائے گا اور یہ اس میں داخل ہو جائے گا فرمایا کہ پھر اس منزل کے سامنے ایک اور مقام اس کے سامنے کر دیا جائے گا گویا کہ یہ اس کے اندر ہے۔ عرض کرے گا اے رب یہ مقام مجھے عطا فرمایئے۔ اللہ جل جلالہ ارشاد فرمائیں گے اگر میں یہ آپ کو دیدوں تو اور مانگو گے۔ عرض کرے گا نہیں تیرے غلبہ کی قسم اس کے علاوہ کچھ نہیں مانگوں گا اور اس سے بڑھ کر اچھا مقام کیا ہو سکتا ہے فرمایا اس کو یہ مقام بھی عطا کیا جائے گا اور یہ اس میں داخل ہو جائے گا پھر چھپ رہے گا اللہ عزوجل فرمائیں گے تجھے کیا ہوا کہ تو نہیں مانگ رہا؟ عرض کرے گا اے رب میں تجھ سے مانگتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے آپ سے حیا آنے لگی اور میں تیری قسم کھاتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے آپ سے حیا آنے لگی۔ اللہ عزوجل ارشاد فرمائیں گے کیا تو اس پر راضی نہیں کہ یہ دنیا جب سے میں نے اس کو پیدا کیا ہے یوم فناء تک یہ سب اور اس کے دس گنا تجھے دیدوں ۔ وہ عرض کرے گا کیا آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں اور آپ رب العزت ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی اس بات سے ہنسیں گے راوی کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن مسعود کو دیکھ رہا تھا کہ جب حدیث کے اس مقام پر پہنچے تو ہنسنے لگے ایک شخص نے اس سے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن میں نے کئی مرتبہ آپ کو یہ حدیث بیان کرتے سنا جب بھی آپ اس مقام پر پہنچتے ہیں تو آپ ہنستے ہیں؟ فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ حدیث بیان کرتے کئی مرتبہ سنا آپ ﷺ جب بھی اس مقام پر پہنچتے تو آپ ہنستے۔ یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو جاتے۔ فرمایا کہ اللہ رب العزت فرمائیں گے نہیں (یعنی میں استہزاء نہیں کر رہا ہوں) بلکہ میں قادر ہوں مانگ۔ وہ عرض کرے گا مجھے لوگوں میں شامل کر دے۔ ارشاد ہو گا لوگوں سے مل جا چنانچہ یہ چلے گا جنت میں رمی کرتا ہوا چلے گا یہاں تک کہ جب لوگوں کے قریب پہنچے گا تو ایک موتی کا محل اس کے سامنے کر دیا جائے گا تو یہ سجدے میں گر پڑے گا اس سے کہا جائے گا تجھے کیا ہوا اپنا سر اٹھا لے یہ کہے گا میں نے اپنے رب کو دیکھا اس سے کہا جائے گا یہ تو آپ کے ٹھکانوں میں سے ایک ٹھکانہ ہے فرمایا کہ پھر جنت میں ایک آدمی سے ان کی ملاقات ہو گی تو یہ سجدے کے لئے تیار ہو جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کیا ہوا وہ کہے گا میں نے سمجھا کہ آپ

فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہیں وہ کہے گا میں تو آپ کے غلاموں میں سے ایک غلام کے داروغوں میں سے ایک داروغہ ہوں۔ میری ذمہ داری میں میرے ماتحت ایک ہزار خدام شامل ہیں۔ فرمایا کہ وہ اس کے آگے چلے گا یہاں تک کہ ایک محل اس کے لئے کھول دے گا فرمایا کہ وہ محل ایک خولدار (کھوکھلے) موتی کا ہوگا اس کی چھت دروازے تالے اور چابیاں باہر سے سبز جواہرات اور اندر سے سرخ جواہرات کی بنی ہوں گی۔ ہر ہیرے کا رنگ دوسرے سے علیحدہ ہوگا۔

ہیرے اور مسہریاں اور بیبیاں اور خادمات جن میں سے سب سے اونیٰ حورعین ہوگی جو ستر جوڑے پہنے ہوئی ہوگی اس کی ہڈی کا گودا ان تمام جوڑوں کے اندر سے دکھائی دے گا اس کا جگر اس کے شوہر کا آئینہ ہوگا جب یہ اس سے ایک مرتبہ اعراض کرے گا تو اسکی نگاہوں میں پہلے کی بہ نسبت ستر گنا زیادہ محبت بڑھ جائے گی تو یہ اسے کہے گا خدا کی قسم تو میری نگاہ میں ستر گنا (حسن میں) بڑھ چکی ہے تو وہ کہے گی خدا کی قسم' خدا کی قسم' آپ بھی میری نگاہ میں ستر گنا بڑھ چکے ہیں اس سے کہا جائے گا: جھانک لے فرمایا کہ وہ جھانکے گا: اسے کہا جائے گا تیری بادشاہی سو سال کی مسافت پر ہے جہاں تک نگاہ ختم ہو جاتی ہے راوی کہتا ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اے کعب: کیا آپ ابن ام عبد کی حدیث نہیں سن رہے جو انہوں نے ادنی جنتی کے بارے میں بیان کی تو اعلیٰ جنتی کا کیا مقام ہوگا؟ حضرت کعب نے فرمایا "اے امیرالمومنین اس میں تو وہ نعمتیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں۔ اللہ عزوجل نے اس میں ایک گھر بنایا اور پھر بیویوں اور میووں اور مختلف قسم کی مشروبات میں سے جو چاہا اس میں رکھا اور پھر اس کو بند کیا اس کی مخلوق میں سے اس کو کسی ایک نے بھی نہیں دیکھا

نہ جبرئیل نے اور نہ فرشتوں میں سے کسی اور نے

پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ (سجدة: ۱۷)

سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا دھری ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلا اس کا جو کرتے تھے۔

فرمایا اس کے علاوہ اور دو جنتیں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائیں اور جس سے چاہا ان کو مزین فرمایا' جس کا اعمال نامہ علیین میں ہو وہ اپنے گھر میں داخل ہو گا۔ جو کسی نے بھی نہیں دیکھا یہاں تک کہ علیین والوں میں سے ایک آدمی نکلے گا اور اپنی بادشاہی میں چلنا شروع کرے گا کوئی خیمہ جنت کے خیموں میں سے ایسا باقی نہیں رہے گا جس میں اس کے چہرے کی رونق داخل نہ ہو اس کی خوشبو سے اہل جنت خوش ہوں گے اور کہیں گے واہ کیا ہی اچھی خوشبو ہے یہ آدمی علیین والوں میں سے ہے جو اپنی بادشاہی میں تفریح کے لئے نکلا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے کعب رضی اللہ عنہ تعجب ہے آپ نے تو ان دلوں کو آزاد کر دیا اب ان کو قابو (کنٹرول) کر دے یہ سن کر حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ قیامت کے دن جہنم کے لئے ایک چنگھاڑ ہوگی کہ نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی بھیجا ہوا پیغمبر ایسا باقی نہیں رہے گا جو گھٹنوں کے بل نہ گرے۔ یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ بھی کہیں گے اے رب میری جان' میری جان: یہاں تک کہ اگر آپ کے پاس اپنے عمل کے ساتھ ستر انبیاء کا بھی عمل ہو تو آپ کو پھر بھی اپنی نجات کا یقین نہیں ہو گا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اہل جنت ہر جمعے کو اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے' اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو ملنے والی نعمتوں کا ذکر فرمایا' فرمایا کہ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائیں گے پردہ ہٹا دو چنانچہ ایک پردہ ہٹایا جائے گا پھر دوسرا پردہ ہٹا دیا جائے پھر اللہ تعالیٰ ان کے لئے اپنی ذات کی تجلی فرما دیں گے ان کو ایسا محسوس ہو گا گویا کہ انہوں نے اس سے پہلے کوئی نعمت دیکھی ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذیل ارشاد کا یہی مصداق ہے۔

ولدینا مزید (سورۃ ق ۳۵) اور ہمارے پاس ہے کچھ زیادہ بھی

صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو جنتیں ایسی ہوں گی جو خود اور ان میں سارا سامان چاندی کا ہو گا اور دو جنتیں ایسی ہوں گی جو خود اور ان میں سارا سامان سونے کا ہو گا جنت عدن میں لوگوں اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کرنے کے درمیان اس کی ذات پر اس کی کبریائی کی چادر حائل ہو گی۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت

کے دن تمام امتوں کو ایک میدان میں جمع فرمادیں گے پھر جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو جدا کرنا شروع کریں گے تو ہر قوم کے سامنے اسی کا نمونہ دکھایا جائے گا جس کی وہ عبادت کرتی تھی یہ اس کے پیچھے ہو جائیں گے یہاں تک کہ ان کو آگ میں داخل کر دے گا پھر ہمارے پاس اللہ عزوجل اس حال میں آئیں گے کہ ہم ایک اونچے مقام پر ہوں گے۔ ارشاد ہو گا تم کون ہو؟ عرض کریں گے ہم مسلمان ہیں۔ ارشاد ہو گا تمہیں کس چیز کا انتظار ہے ہم عرض کریں گے کہ ہم اپنے رب عزوجل کا انتظار کر رہے ہیں۔ ارشاد ہو گا اگر تم اسے دیکھ لو تو پہچان سکو گے؟ ہم عرض کریں گے ہاں اس لئے کہ اس کے برابر کا کوئی نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ ہنستے ہوئے ہمارے لئے تجلی فرمادیں گے اور ارشاد فرمائیں گے اے مسلمانوں کی جماعت خوش رہو۔ اس لئے کہ تم میں کوئی ایک ایسا نہیں جس کی جگہ میں نے جہنم میں کسی یہودی یا نصرانی کو نہ ڈالا ہو۔

صحیح بخاری میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھا کہ ایک شخص آپ کے پاس فاقہ کی شکایت کرنے آیا پھر دوسرا آکر ڈکیتی کی شکایت کرنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عدی کیا آپ نے حیرہ مقام دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں لیکن مجھے اس کی خبر دی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر آپ کی عمر دراز ہوئی تو آپ ایک عورت کو دیکھیں گے جو مقام حیرہ سے چلکر یہاں تک کہ کعبہ کا طواف کرے گی اس کو اللہ کے علاوہ کسی کا خوف نہیں ہو گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا۔ مومنین قیامت کے دن جمع کیے جائیں گے یہاں تک کہ اس کی وجہ سے وہ غمگین ہو جائیں گے (۱) یہاں تک کہ اس کی وجہ سے وہ غمگین ہو جائیں گے۔ اور کہیں گے کہ کاش کوئی ہماری شفاعت کرتا تاکہ ہم اپنی اس حالت سے نجات پاتے چنانچہ وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ آدم ہیں انسانوں کے جد امجد اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا آپ کو سجدہ کرنے کا فرشتوں کو حکم دیا۔ اور ہر چیز کے نام آپ کو سکھائے۔ پس آپؑ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کریں تاکہ ہمیں اس حالت سے چھٹکارا ملے۔ چنانچہ آپ جواب دیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں اور آپ اپنی غلطی انہیں یاد دلائیں گے جو آپ سے سرزد ہوئی تھی۔ اور کہیں گے کہ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ

کیونکہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ نے زمین والوں کی طرف مبعوث کیا تھا چنانچہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو آپ بھی فرمائیں گے کہ میرا یہ مقام نہیں ہے اور اپنی اس غلطی کو یاد کریں گے جو بغیر علم کے اللہ رب العزت سے سوال کر کے انہوں نے کی تھی اور کہیں گے کہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ کے خلیل ہیں۔ بیان کیا کہ سب لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی یہی عذر کریں گے کہ میرا یہ مقام نہیں اور اور آپ ان تین باتوں کو یاد کریں گے جن میں آپ نے غلط بیانی کی تھی اور کہیں گے کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ' وہ ایسے بندے ہیں جنہیں اللہ نے توریت دی۔ انہیں ہم کلامی کا شرف بخشا اور ان سے سرگوشی کی۔ بیان کیا کہ پھر لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے کہ میرا یہ مقام نہیں اور آپ اپنی وہ غلطی یاد کریں گے جو ایک شخص کو قتل کر کے آپ نے کی تھی البتہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے اور اسکے رسول 'اللہ کی روح اور اسکا کلمہ ہیں۔ چنانچہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ آپ فرمائیں گے کہ میرا یہ مقام نہیں تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ نے ان کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے تھے۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں اپنے رب سے اس کے گھر میں آنے کے لئے اجازت چاہوں گا۔ مجھے اس کی اجازت دی جائے گی۔ پھر جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر پڑوں گا اور اللہ مجھے جب تک چاہیں گے اس حالت میں رہنے دے گا پھر فرمائے گا کہ محمد! اٹھو کہو سنا جائے گا شفاعت کرو' تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی' مانگو دیا جائے گا۔ بیان کیا کہ پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی حمد وثناء کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ بیان کیا کہ پھر شفاعت کروں گا چنانچہ میرے لئے حد مقرر کی جائے گی اور اسکے مطابق لوگوں کو نکال کر جنت میں داخل کروں گا پھر میں دوبارہ سجدے میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ جب تک مجھے چاہیں گے اسی حالت میں رہنے دے گا۔ پھر فرمائے گا سر اٹھاؤ مانگ اپنا قبول کی جائے گی بیان کیا پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی حمد وثناء کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا بیان کیا کہ میں پھر شفاعت کروں گا چنانچہ میرے لئے حد مقرر کر لی جائے گی اور اس کے مطابق میں لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ راوی کہتا ہے کہ پھر میں نہیں جانتا کہ آپ نے تیسری مرتبہ یا چوتھی مرتبہ میں یوں فرمایا کہ

پھر میں عرض کروں گا اے پروردگار اب جہنم میں صرف وہی باقی رہ گئے جنہیں قرآن نے روک رکھا ہے، یعنی انہیں ہمیشہ ہی اس میں رہنا ہو گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جتنا چاہے لوگوں کو روکے رکھے گا۔ لوگ کہیں گے ہمیں آدم علیہ السلام کے پاس لے چلو تاکہ وہ ہمارے رب کے ہاں ہماری سفارش کریں پھر آخر تک حدیث کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا لوگ محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سفارش کی درخواست کریں گے۔ میں کہوں گا کہ میں ہی اس کا اہل ہوں۔ چنانچہ میں جاؤں گا یہاں تک کہ جنت کا دروازہ کھولنے کو کہوں گا تو وہ میرے لئے کھول دیا جائے گا میں اس حال میں داخل ہو جاؤں گا کہ میرا رب عرش پر ہو گا میں اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا اللہ کو دیکھنا حدیث وسنت کے علم رکھنے والون کے ہاں قطعی طور پر ثابت ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حدیث میں ہے فرمایا کہ میں اول وہ شخص ہوں جس سے زمین چیری جائے گی اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں اور میں اولاد آدم کا سردار ہوں مجھے اس پر فخر نہیں میں لواء الحمد فلا ہوں مجھے اس پر فخر نہیں (ا) اور میں لواء الحمد والا ہوں مجھے اس پر فخر نہیں۔ اور میں ہی سب سے پہلا شخص ہوں جو جنت میں داخل ہو گا اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ میں جنت کا کواڑ پکڑ لوں گا تو مجھے اجازت دیدی جائے گی جبار جل جلالہ میرا استقبال کریں گے میں اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد **(للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادہ)** میں "زیادت" سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ جبرئیل علیہ السلام ہاتھ میں سفید شیشے کی طرح چیز اٹھائے میرے پاس آئے کہ اس میں کالا سا داغ تھا میں نے کہا اے جبرئیل تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ فرمانے لگے یہ جمعہ ہے۔ میں نے کہا جمعہ کیا ہے؟ فرمایا اس میں تمہارے لئے بہت خیر و برکت ہے۔ میں نے پوچھا اس میں ہمارے لئے کیا ہیں؟ فرمایا اس میں آپ کی اور آپ کی قوم کی وعید ہے۔ یہود اور نصاریٰ آپ کے تابع ہیں۔ میں نے پھر پوچھا ہمارے لئے اس میں کیا ہے؟ فرمایا تمہارے لئے اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ بندہ اس

میں جو کچھ اللہ سے مانگتا ہے جس میں اس کے لئے مصلحت ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرماتے ہیں۔ اگر اس میں بندے کی مصلحت نہ ہو تو اس کو اس کی آخرت کے لئے ذخیرہ فرما دیتے ہیں جس کا فائدہ دنیا میں ملنے سے بڑھ کر ہے۔ میں نے پوچھا اس میں یہ داغ کس چیز کا ہے؟ فرمایا یہ وہی گھڑی ہے اور ہم اس کو یوم المزید کہتے ہیں میں نے پوچھا اے جبرئیل وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ تیرے رب نے جنت میں وادی بنائی ہے جس میں سفید مشک کے ٹیلے ہیں۔ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ علیین سے کرسی پر اترتے ہیں۔ پس اس کی کرسی کو نور کی کرسیوں سے ڈھانپ لیا جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام تشریف لاکر ان کرسیوں پر بیٹھ جائیں گے اور یہ کرسیاں نور اور سونے اور جواہرات کے منبروں سے گھیر لی جاویں گی پھر صدیقین اور شہداء آکر ان نور کے منبروں پر بیٹھ جائیں گے۔ پھر بالاخانوں والے اپنے بالاخانوں سے اتر پڑیں گے' مشک کے ان ٹیلوں پر بیٹھ جاویں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لئے تجلی فرمائیں گے اور ارشاد فرمائیں گے کہ میں وہ ذات ہوں جس نے تم سے اپنے کئے ہوئے وعدے کو سچا کر دکھایا اور میں نے تم پر اپنی نعمت کو پورا کیا۔ یہ میری عزت کی جگہ ہے مجھ سے مانگو۔ چنانچہ وہ مانگنا شروع کر دیں گے حتیٰ کہ ان کی رغبت ختم ہو جائے گی۔ اس دوران ان کے لئے وہ نعمتیں کھول دی جائیں گی جو نہ کسی آنکھ دیکھی اور نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا یہ اتنی مقدار میں ہوگا جتنی مقدار میں تم جمعے کی نماز پڑھ کر واپس لوٹتے ہو۔ پھر اللہ عزوجل اپنی کرسی پر بلند ہو جاویں گے تو اس کے ساتھ انبیاء اور صدیقین بھی اونچے ہو جائیں گے اور بالا خانوں والے اپنے بالا خانوں کی طرف لوٹ جائیں گے اور جنت کے دروازے اور بالاخانے اور سبز زبرجد اور سرخ یاقوت کے بنے ہوئے ہیں اور اس میں جاری نہریں ہیں اور اہل جنت کی بیویاں اور خدام ہیں۔ اور اس کے میوے جھکے ہوئے ہیں۔ وہ سب سے زیادہ جمعے کے دن کے محتاج ہوں گے تاکہ زیادہ سے زیادہ اپنے رب کا دیدار کریں اور اس کے ہاں ان کی عزت بڑھے۔

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے طریق سے بھی یہ روایت نقل کی ہے اس میں اس کا اتنا اضافہ ہے کہ جب ان منبروں کو نور کی کرسیوں سے گھیر لیا جائے گا تو پھر بالاخانوں والوں کو اجازت ملے گی۔ چنانچہ وہ مشک کے ٹیلوں میں گھس کر سواروں میں شامل ہوں گے ان کے پاس

سونے اور چاندی کے کنگن اور ریشم کے کپڑے ہوں گے حتیٰ کہ اس میں پہنچیں گے۔ جب اس میں اطمینان سے بیٹھ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایک ہوا بھیجیں گے جس کو "مثیرہ" کہا جاتا ہے وہ مشک کو اڑا کر ان کے کپڑوں اور چہروں میں بسا دے گی اور اس وقت وہ لوگ بے ریش ہوں گے اور بدن پر بال نہ ہوں گے سرگیں آنکھوں والے اور تینتیس سال کے نوجوان ہوں گے۔ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوں گے جس دن اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا فرمایا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ رضوان (خازن جنت) کو آواز دیں گے۔ ارشاد فرمائیں گے اے رضوان! میرے اور میرے بندوں اور وزیروں کے درمیان سے پردہ ہٹا دو۔ چنانچہ جب وہ اللہ تعالیٰ اور ان کے درمیان سے پردہ ہٹائیں گے تو یہ لوگ اس کے نور اور تروتازگی کو دیکھ کر سجدہ کرنے کا ارادہ کریں گے۔ اللہ ان کو اپنی آواز سے پکاریں گے۔ اپنے سر اٹھالو۔ عبادت دنیا میں تھی اب تم دار الجزاء میں ہوں جو چاہو مجھ سے مانگو میں تمہارا وہ رب ہوں جس نے تم سے اپنے کئے ہوئے وعدہ کو سچا کر دکھایا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں یہ میری عزت کی جگہ ہے جو چاہو مجھ سے مانگو۔ وہ عرض کریں گے اے رب وہ کونسی بھلائی ہے جو آپ نے نہیں کی۔ کیا آپ نے ہمیں موت کی سختیوں سے نہیں بچایا؟ اور قبروں کے اندھیروں میں وحشت سے ہماری حفاظت نہیں فرمائی؟ اور صور پھونکتے وقت گھبراہٹ سے ہمیں امن میں نہیں رکھا؟ کیا آپ نے ہماری لغزشیں کم نہیں فرمائیں؟ اور ہمارے ناشائستہ افعال پر پردہ نہیں ڈالا؟ اور جہنم کے پل پر ہمارے قدموں کو نہیں جمایا؟ کیا آپ وہ ذات نہیں ہیں کہ ہمیں اپنے پڑوس میں قریب کیا اور اپنے کلام سے ہمیں لطف اندوز نہیں فرمایا؟ اور ہمارے لئے اپنے نور کی تجلی نہیں فرمائی۔ اے پروردگار وہ کونسی بھلائی ہے جو آپ نے ہمارے ساتھ نہیں کی۔ ارشاد ہو گا میں تمہارا وہ رب ہوں جس نے تم سے کئے ہوئے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں۔ پس مجھ سے مانگو۔ عرض کریں گے ہم آپ سے آپ کی رضامندی چاہتے ہیں ارشاد ہو گا۔ اپنی رضامندی ہی کی وجہ سے تو میں نے تمہاری لغزشیں کم کیں اور تمہارے ناشائستہ کاموں پر پردہ ڈالا اور تمہیں قریب کر کے اپنا پڑوسی بنایا اور اپنے کلام کی چاشنی تمہیں چکا دی اور اپنے نور کی تجلی تم کو دکھا دی یہ میری عزت کی جگہ ہے مجھ سے مانگو چنانچہ وہ اتنا مانگیں گے کہ ان کی رغبت

ختم ہو جائے گی پھر ارشاد ہو گا مجھ سے مانگو چنانچہ وہ پھر اتنا مانگیں گے کہ ان کی رغبت ختم ہو جائے گی۔ پھر ارشاد ہو گا۔ مجھ سے مانگو۔ یہ عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ہم راضی ہوئے اور ہم نے مان لیا پھر اللہ تعالیٰ ان کو ایسے مزید فضل اور عزت سے نوازیں گے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہو گی اور نہ کسی کان نے سنی ہو گی اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گزرا ہو گا اور یہ اتنی مقدار میں ہو گا جتنی مقدار تم جمعہ پڑھ کر جدا ہوتے ہو انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو ان کے جدا ہونے کی مقدار کیا ہو گی؟ فرمایا ایک جمعہ سے لیکر دوسرے جمعہ تک کی مقدار فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا عرش اٹھایا جائے گا اس کے ساتھ انبیاء اور فرشتے بھی ہوں گے۔ پھر بالاخانوں والوں کو اجازت ملے گی وہ اپنے بالاخانوں کی طرف لوٹیں گے۔ وہ دو سبز زمرد کے بنے ہوئے بالاخانے ہوں گے۔ اہل جنت یوم جمعہ سے بڑھ کر کسی چیز کے مشتاق نہیں ہوں گے تاکہ اپنے رب کا دیدار کرے اور مزید اس کے فضل اور اکرام کا مستحق بنیں۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حال میں سنی کہ میرے اور آپ کے درمیان کوئی حائل نہیں تھا۔ عبداللہ بن بریدۃ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا نہیں جو قیامت کے دن خلوت میں اللہ تعالیٰ سے نہ ملے اس کے اور اللہ کے درمیان نہ کوئی پردہ ہو گا اور نہ کوئی ترجمان۔

زرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا قیامت کے دن ہم سے میں ہر ایک اللہ تعالیٰ کا دیدار کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں میں نے عرض کیا کہ اس کی مخلوق میں اس کی کوئی علامت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اللہ تو اس سے بہت بڑے اور عظیم ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم قیامت کے دن لوگوں سے اوپر ہوں گے۔ امتوں کو اپنے بتوں اور جس کی وہ عبادت کرتے تھے کے ساتھ ایک ایک کر کے بلایا جائے گا پھر اللہ ہمارے پاس آکر پوچھیں گے کہ تمہیں کس کا انتظار ہے؟ ہم کہیں گے ہم اپنے رب کے منتظر ہیں۔ ارشاد ہو گا میں تمہارا رب ہوں۔ عرض کریں گے حتیٰ کہ ہم آپ کو دیکھ لیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ہنس کر ان کی طرف تجلی فرما دیں گے اس کے بعد اس کے پیچھے ہو جاویں گے ہر آدمی کو

چاہے مومن ہو یا منافق ایک نور دیا جائے گا۔ پھر یہ اس کے پیچھے جہنم کے پل پر گزریں گے جس میں مڑے ہوئے کانٹے ہوں گے جس کو اللہ چاہیں گے وہ کانٹے اس کو اٹھالیں گے پھر منافقوں کا نور ختم ہو جائے گا اور مومنوں کو نجات مل جائے گی سب سے پہلے نجات پانے والی جماعت کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکدار ہوں گے۔ اور ستر ہزار کے ساتھ کوئی حساب نہیں ہو گا۔ اور اس کے بعد والی جماعت کے چہرے آسمان میں سب سے زیادہ چمکدار ستارے کی طرح ہوں گے پھر اس طرح صحن شفاعت شروع ہو جائے گی یہاں تک جہنم سے ہر اس شخص کو نکالا جائے گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو اور اس کے دل میں جو کے برابر بھلائی ہو۔ پھر ان کو جنت کے صحن میں ڈال دیا جائے گا اہل جنت ان پر پانی چھڑکانا شروع کر دیں گے یہاں تک یہ سبزے کی طرح اگنا شروع ہو جائیں گے اور انکی جلن ختم ہو جائے گی پھر سوال کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اس دنیا اور اس کے ساتھ اس جیسے دس گنا اور دیں گے۔
جابر بن عبداللہ ﷺ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اہل جنت کے لئے تجلی فرمائیں گے تو یہ لوگ اس کو دیکھ کر سجدہ ریز ہو جائیں گے ارشاد ہو گا اپنے سر اٹھالو۔ یہ عبادت کا دن نہیں ہے جابر بن عبداللہ ﷺ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اہل جنت اپنی نعمتوں میں مشغول ہوں گے کہ ایک نور بلند ہو گا وہ سر اٹھالیں گے تو وہ اللہ عزوجل ان پر اوپر سے جھانک رہے ہوں گے ارشاد ہو گا اے جنتیو السلام علیکم فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد

سلام قولا من رب الرحیم (یس ۵۸)　　"سلام بولنا ہے رب مہربان سے" کا مصداق یہی ہے۔

چنانچہ اہل جنت تمام نعمتوں کو چھوڑ کر اس کا دیدار کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی نظروں سے اوجھل ہو جائیں گے اور ان میں اس کی برکت اور نور رہ جائے گا جابر بن عبداللہ ﷺ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اہل جنت اپنی مجلس میں مشغول ہوں گے جنت کے دروازے پر ان کے لئے ایک نور ہو گا یہ سر اٹھا کر دیکھیں گے تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہو گی۔ چنانچہ ارشاد ہو گا اے جنتیو مجھ سے مانگو عرض کریں گے کہ ہم آپ سے

یہی چاہتے ہیں کہ آپ ہم سے راضی ہو جائیں۔ارشاد ہو گا کہ میری رضا مندی نے ہی تو تمہیں میری جنت میں داخل کیا اور جنت میری عزت کی جگہ ہے یہی وقت ہے مجھ سے مانگو۔ عرض کریں گے ہم آپ سے زیادتی مانگتے ہیں۔ فرمایا کہ ان کے پاس سرخ یاقوت کے اونٹ لائے جائیں گے جن کی لگامیں سبز زمرد اور سرخ یاقوت کے بنے ہوں گے۔ چنانچہ یہ لوگ اس پر سوار ہو کر آئیں گے ان کی رفتار کا یہ عالم ہو گا کہ جہاں ان کی نگاہ جاتی ہے وہاں ان کا قدم پڑے گا اللہ تعالیٰ پھلدار درختوں کو حکم دے گا وہ حورعین میں سے لڑکیاں ان کے پاس پیش کریں وہ کہتی ہوں گی۔ **نحن الناعمات فلا نبأس۔ نحن الخالدات فلا نموت۔ ازواج قوم مومنون کرام۔** (ترجمہ پہلے گزر چکا ہے) پھر اللہ تعالیٰ خالص سفید مشک کے ٹیلوں کو حکم دیں گے وہاں سے ان پر ایک ہوا چلے گی جس کو مثیرہ (خوشبو بسانے والی) کہا جاتا ہے حتی کہ یہ لوگ جنت عدن میں پہنچ کر تب وہ ختم ہو جائے گی فرشتے عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار لوگ آگئے ہیں ارشاد ہو گا تابعداری کرنے والوں اور صادقین کو خوش آمدید ہو۔ فرمایا کہ پھر پردہ ہٹا دیا جائے گا یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار کریں گے اور رحمٰن کے نور سے لطف اندوز ہوں گے یہاں تک کہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکیں گے پھر ارشاد ہو گا کہ تحفوں کے ساتھ محلات میں لوٹ جاؤ چنانچہ جب وہ لوٹیں گے تو ایک دوسرے کو دیکھ لیں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ارشاد

نزلا من غفور رحیم (سورۃ فصلت ۳۲) مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے

کا مصداق یہی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے عام تجلی فرمائیں گے اور ابوبکر کے لئے خاص تجلی فرمائیں گے ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا آپ نے خطبے میں اکثر دجال کا تذکرہ فرما کر ہمیں اس سے ڈرایا اور اسکے متعلق کچھ بیان فرمایا حتی کہ آپ ﷺ اپنے خطبے سے فارغ ہوئے۔اس کے متعلق اس دن ہم سے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل نے کوئی ایسا پیغمبر مبعوث نہیں کیا جس نے اپنی امت کو اس سے نہ ڈرایا ہو۔ میں آخر الانبیاء ہوں اور تم لوگ

آخرالامم ہو۔ لامحالہ دجال کا خروج تم میں ہو گا اگر وہ اس وقت نکلا جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں تو تب تو میں ہی ہر مسلمان کی طرف سے اس کا مقابل ہوں گا۔ لیکن اگر وہ میرے بعد تم میں نکلا تو ہر شخص بذات خود اس کا مقابل ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ ہی ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہو گا دجال عراق اور شام کے درمیان والے شگاف سے نکلے گا۔

اے اللہ کے بندوں ثابت قدم رہو وہ نکل کر یہ کہنا شروع کر دے گا کہ میں نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں پھر اپنی تعریف کرے گا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں آپ ﷺ نے فرمایا حالانکہ تم اپنے رب کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے ہو جب تک کہ تم مر نہ جاؤ۔ (یعنی اس دنیا میں اللہ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا) اور دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" لکھا ہو گا' ہر مومن اس کو پڑھ سکے گا تم میں سے جو اس سے ملے تو اسکے چہرے پر تھوک دے اور سورۃ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھ لیں۔ اس کو اولاد آدم میں سے ایک شخص پر قابو دیا جائے گا چنانچہ یہ اس کو قتل کرے گا اور پھر زندہ کر دے گا اس سے تجاوز نہیں کر سکے گا اور نہ اس کے علاوہ کسی اور جان پر قابو پائے گا اس کے فتنے میں یہ بھی ہو گا کہ اس کے پاس جنت اور آگ ہوگی۔ اس کی آگ جنت اور اسکی جنت آگ ہیں۔ پس جس شخص کو اس کی آگ میں آزمایا گیا تو اس کو چاہئے کہ اپنی آنکھیں بند کر کے (اس میں کود پڑے) اور اللہ سے امداد مانگے تو وہ آگ ایسی ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جائے گی جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن گئی تھی۔ اس کا زمانہ چالیس دن کا ہو گا پہلا دن سال کے برابر ہو گا۔ دوسرا مہینے کے برابر۔ تیسرا جمعہ کے برابر اور چوتھا عام دنوں جیسا اور آخری دن بالکل دھوکہ ہی ہو گا فرمایا کہ باب مدینہ کے پاس ایک آدمی پر صبح ہو جائے گی تو اسکے دوسرے دروازے تک پہنچنے سے پہلے شام ہو جائے گی صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان دنوں میں ہم نمازیں کیسے پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم کو ایسی ہی نماز پڑھنے کی قدرت ہوگی جیسے کہ ان لمبے دنوں میں تمہیں قدرت حاصل تھی۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا سکھائی اور اس کو اس بات کا حکم فرمایا کہ اپنے گھر والوں سے ہر دن اس کی پابندی کراؤ۔ فرمایا صبح کے وقت یہ دعا پڑھا کرو۔

لبّيك ، اَللّٰهم لبيك ، لبيك وسَعديك والخير كله في يديك ومنك واليك اللهم وما قلتُ من قولٍ او نذرتُ من نذرٍ او حلفتُ من حلفٍ فمشيئتك بين يديه ، ما شئت كان وما لم تشاء لم يكن ، لا حول ولا قوة إلاّ بك انك على كل شيئٍ قدير ، اللهم وما صليت من صلواةٍ فعلى من صليتُ وما لعنتُ من لعنةٍ فعلى من لعنتُ ، انت ولى فى الدنيا والاخرة توفنى مسلماً والحقنى بالصالحين ، أسئلك اللهم الرضا بعد القضاء وبرد العيش بعد الموت، ولذةَ النظر الى وجهك والشوق إلى لقائك من غير ضراءٍ مضرة ولا فتنةٍ مضلة،ياعوذبك اللّهم ان اظلم او أظلم أو اَعتدى اوَ يُعتدىٰ علىّ او اكسب خطيئةً محبطةً او ذنباً لا تغفره، اللهم فاطرالسموات والارض عالم الغيب والشهادة ذوالجلال والاكرام۔ فانى اعهد اليك فى هذه الحيواة الدنيا واشهدك وكفى بك شهيداً انى اشهد أن لااله الاّ انت وحدك لا شريك لك، لك الملك ولك الحمد وانت على كل شيئٍ قدير واشهد ان محمداً عبدك ورسولك ان وعدك حق وان لقائك حق والجنة حق والساعة اتيةٌ لا ريب فيها وانت تبعث من فى القبور واشهد انك ان تكلنى الى نفس تكلنى الى ضيعة وعورة وذنب وخطيئةً وانى لا اثق الاّ برحمتك فاغفرلى ذنبى انه لا يغفرالذنوب الاّ انت وتب علىّ انك أنت التواب الرحيم (رواه ابو داؤد فى سننه)

اے اللہ میں حاضر ہوں اور پھر حاضر ہوں اور مستعد ہوں تیری حکم برداری کے لئے اور بھلائی جو بھی ہے وہ سب تیرے ہی دست قدرت میں ہے تیری ہی جانب سے ہے اور تیری ہی طرف ہے اے اللہ جو کوئی بات میں نے منہ سے نکالی یا کوئی قسم کھالی یا کوئی منت مانی تو ان سب پر تیرا ارادہ مقدم ہے جو تو نے چاہا وہ ہو گیا اور جو نہ چاہا وہ نہ ہو گا۔ ہم میں گناہوں سے بچنے کی نہ طاقت ہے اور نہ عبادت کی قوت مگر تیری ہی توفیق سے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ یا اللہ جو دعائیں میں نے کی ہوں تو یہ دعا اس کو لگے جس کو تو نے دعا کا مستحق سمجھا ہو اور جو کسی پر لعنت کی ہو تو یہ لعنت اسی پر پڑے جس کو تو نے لعنت کے لائق سمجھا ہو تو ہی دنیا اور آخرت میں

میرا کارساز ہے مجھے دنیا سے مسلمان اٹھانا اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما لینا۔ اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں تیرے حکم پر خوشنودی اور موت کے بعد آرام کی زندگی اور تیرے روئے انور کے دیدار کی لذت اور تیری ملاقات کا شوق نہ اس تکلیف کی حالت میں جو تکلیف دہ ہو اور نہ کسی ایسے فتنہ میں جو گمراہ کرنے والا ہو اور تیری پناہ لیتا ہوں کہ خود کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر کوئی ظلم کرے خود یا کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر کوئی ظلم کرے یا کسی پر خود زیادتی کروں یا کوئی میرے اوپر زیادتی کرے یا قصداً کسی غلطی میں مبتلا ہوں یا کسی ایسے گناہ میں جس کو تو نہ بخشے (یعنی شرک) یا اللہ تو ہمیں ایمان کی زینت سے آراستہ کر دے اور راہ بتانے والا اور خود راہ یافتہ بنا دے اے اللہ آسمانوں اور زمین کے بنانے والے چھپے اور کھلے کے جاننے والے بزرگی اور بخشش والے میں اس دنیا کی زندگی میں تجھ سے عہد کرتا ہوں اور تجھے گواہ کرتا ہوں اور تیری گواہی کافی ہے اس بات پر کہ میں دل سے گواہی دیتا ہوں کہ معبود سوا تیرے کوئی نہیں ہے بس تو ہی ایک معبود ہے تیرا شریک کوئی نہیں بادشاہی صرف تیری ہے تمام تعریفیں صرف تیری ہیں اور تو ہر بات پر قادر ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) تیرے بندہ ہیں اور تیرے رسول ہیں اور اس کی کہ تیرا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ تیری ملاقات ہوتی ہے اور قیامت ضرور آکر رہے گی اس میں ذرا شبہ نہیں اور بیشک تو قبروں سے مردوں کو اٹھائے گا اور اگر مجھ کو تو نے کہیں خود میری جان سپرد کر دیا تو یقیناً سپرد کرے گا کمزوری' عیب گناہ اور غلطیوں کے (کہ یہ سب کچھ ہو کر رہیں گے) بیشک مجھ کو بجز تیری رحمت کے کسی پر کوئی بھروسہ نہیں تو اب میرے سب گناہ بخشدے کیونکہ کوئی نہیں بخشتا مگر تو اور میری توبہ قبول فرما کیونکہ تو ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

عمار بن یاسر ﷺ کے متعلق ابو مجلز ﷺ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں ایک مرتبہ بہت مختصر سی نماز پڑھائی۔ لوگوں نے اس پر نکیر کی۔ انہوں نے لوگوں سے پوچھا کیا رکوع اور سجدہ پورا پورا ادا نہیں ہوا۔ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں فرمایا کہ میں نے اس نماز میں وہ دعا مانگی جو رسول اللہ ﷺ مانگا کرتے تھے۔

اللهم بعلمك الغيب وقدرتك على الخلق احينى ما علمت الحيوة خيرا لى وتوفنى اذا علمت الوفاة خيرا لى وأسئلك خشيتك فى الغيب والشهادة وكلمة الحق فى الغضب والرضاء والقصد فى الفقر والغنى ولذة النظر الى وجهك والشوق الى لقائك فى غير ضراء مضرة ولا فتنة مضلة اللهم زينا بزينة الايمان واجعلنا هداة مهتدين (رواه ابن حبان والحاكم)

الٰہی اپنے علم غیب کی برکت سے اور مخلوق پر اپنی قدرت کے وسیلے سے مجھ کو زندہ رکھنا اس وقت تک جب تک تو میری زندگی میرے لئے بہتر جانے اور مجھ کو اٹھا لینا اس وقت جب تو میرے لئے مرنا بہتر جانے۔ الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں تیرا ڈر غائب اور حاضر ہر حالت میں اور اخلاص کی بات خوشی میں بھی اور غصہ میں بھی اور تجھ سے میانہ روی کا طالب ہوں تنگدستی میں بھی اور دولتمندی میں بھی اور تیرے روئے (انور) کے دیدار کی لذت اور تیری ملاقات کے شوق کا طلب گار ہوں۔ بغیر کسی نقصان کے اور ایسے فتنے سے جو گمراہ کر دے اے اللہ ہم کو زینت بخش ایمان کی زینت سے اور ہمکو بنا دے ہدایت کرنے والا جو خود بھی ہدایت یافتہ ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے جابر کیا میں آپ کو خوشخبری نہ دوں عرض کیا کیوں نہیں اللہ آپ کو خیر کی خوشخبری دیدیں۔ چنانچہ فرمایا کہ میں نے محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد کو زندہ فرما کر اپنے سامنے اس کو بٹھایا اور اسے فرمایا اے میرے بندے جو کچھ آپ چاہیں مجھ سے مانگ لیں میں عطا کروں گا۔ تیرے والد نے عرض کیا اے میرے پروردگار میں نے اس طرح تیری بندگی نہیں کی جیسا کہ کرنے کا حق تھا میں یہی چاہتا ہوں کہ آپ مجھے دنیا میں دوبارہ لوٹا دیں تاکہ میں آپ کے نبی کی معیت میں لڑتا رہوں اور تیری رضا کے لئے دوبارہ قتل کیا جاؤں۔ ارشاد ہو گا اس کا تو فیصلہ ہو چکا کہ آپ دنیا میں واپس نہیں لوٹیں گے۔

ترمذی شریف میں بروایت جابر رضی اللہ عنہ اس طرح مذکور ہے کہ جب احد میں عبداللہ بن عمرو بن حرام کو شہید کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے جابر کیا میں آپ کو اس کی خبر دوں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تیرے والد سے کہا۔ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں فرمایا کہ اللہ

تعالیٰ نے ہر آدمی کے ساتھ پردے کے پیچھے سے کلام فرمایا اور تیرے والد کے ساتھ آمنے سامنے کلام فرمایا اور ارشاد فرمایا اے میرے بندے مجھ سے مانگ میں تجھے عطا کروں گا۔ تیرے والد نے عرض کیا اے میرے پروردگار مجھے زندہ فرما کہ میں دوبارہ تیرے راستے میں قتل کیا جاؤں۔ ارشاد ہوا کہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے وہاں واپسی نہیں ہو گی۔ اس نے عرض کیا اے میرے پروردگار میں بعد والوں کو یہ پیغام پہچانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی۔

والا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا۔ اور تو نہ سمجھ ان لوگوں کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے
(سورۃ ال عمران ۱۶۹)

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے کم درجے والا جنتی وہ شخص ہو گا جو دو ہزار سال اپنی ملک میں نظر دوڑائے گا اس کے دور کو ایسے ہی دیکھے گا جیسا کہ قریب کو دیکھے گا چنانچہ وہ اپنی بیویوں اور مسہریوں اور خدام کو دیکھے گا اور ان میں سب سے افضل درجے والا وہ شخص ہو گا جو ہر دن دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو گا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کا دن سب سے پہلا دن ہو گا جس میں آنکھیں اللہ تعالیٰ کے روئے انور کا دیدار کریں گی۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا فرمایا کیا میں تم کو سب سے نیچے درجے کا جنتی نہ بتاؤں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں (ضرور بتائیں) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوری حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جب اہل جنت کی نعمتیں اپنی انتہا کو پہنچیں گی تو وہ گمان کریں گے کہ اب اس سے بڑھ کر کوئی انعامات نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ ان پر تجلی فرمائیں گے اور یہ اسکے روئے (انور) کا دیدار کریں گے ارشاد ہو گا اے جنتیوں میری ایسی تسبیح و تہلیل اور بڑائی بیان کرو جیسا کہ تم دنیا میں کرتے تھے۔ چنانچہ اہل جنت رحمٰن کا تہلیل سے جواب دیں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام سے ارشاد فرمائیں گے اے داؤد اٹھ اور میری بزرگی بیان کر چنانچہ داؤد علیہ السلام اٹھیں

گے اور اپنے رب عزوجل کی بزرگی بیان کریں گے۔

سلمان فارسی ﷛ فرماتے ہیں کہ قیامت دن لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے اللہ کے نبی بیشک اللہ نے آپ کے ذریعہ افتتاح فرمائی اور آپ پر نبوت ختم فرمائی اور آپ کی بخشش فرمائی ہے آپ اٹھیں اور اپنے رب کے ہاں ہماری شفاعت فرمائیں۔ آپ جواب دیں گے جی ہاں میں تمہارا ساتھی ہوں۔ چنانچہ آپ لوگوں کو لیکر جنت کے دروازے پر پہنچیں گے اور دروازے کا کواڑ پکڑ کر کھٹکھٹائیں گے۔ پوچھا جائے گا کون؟ کہا جائے گا محمد (ﷺ) چنانچہ آپ کے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا اور آپ کو لاکر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا آپ سجدے کی اجازت چاہیں گے تو آپ کو اجازت دی جائے گی۔

عبادۃ بن صامت ﷛ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے دجال کے متعلق خبر نہیں دی ہے یہاں تک کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تمہیں اس کے متعلق سمجھ نہ آئے مسیح دجال ٹھگنے قد کا پھڈا مڑے ہوئے بالوں والا اور کانا ہے اس کی آنکھ مٹی ہوئی ہے نہ ابھری ہوئی اور نہ اندر کو دھنسی ہوئی ہے اگر پھر تم کو شک پڑ جائے تو یاد رکھو تمہارا رب کانا نہیں ہے۔

عباد بن منصور فرماتے ہیں کہ میں نے عدی بن ارطاۃ کو مدائن میں خطبہ دیتے سنا چنانچہ وعظ فرماتے فرماتے خود رونے لگے اور ہمیں بھی رلایا پھر فرمایا کہ ایسے شخص کی طرح بنو جو اپنے بیٹے کو اس پیارے انداز میں نصیحت کر رہا ہو۔ اے پیارے بیٹے میں آپ کو اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ آپ موت تک ہر نماز کو 'آخری نماز سمجھ کر پڑھیں اور اے بیٹے ہمیں اس طرح عمل کرنا چاہئے جیسا کہ دو آدمیوں کو جہنم کے اوپر کھڑا کر کے پھر ان سے نماز پڑھنے کے لئے رومال مانگا جائے اور فرمایا میں نے فلاں سے سنا (عباد اس کا نام بھول گئے ہیں) فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ سے اس حال میں یہ ارشاد سنا کہ میرے اور آپ کے درمیان کوئی حائل نہیں تھا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے فرشتے ہیں کہ اللہ کے خوف سے ان کے کندھوں کے درمیان کا گوشت پھڑ پھڑانے لگتا ہے ان میں سے جس فرشتے کا بھی آنسو گرتا ہے تو وہ تسبیح

پڑھتا ہوا فرشتہ بن جاتا ہے اور بعض فرشتے ایسے ہیں کہ زمین اور آسمان کی پیدائش سے لیکر اب تک سجدے میں ہیں اور قیامت تک سجدے سے سر نہیں اٹھائیں گے اور ایسی صفوں میں کھڑے ہیں کہ قیامت تک اس سے نہیں پھریں گے۔ جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ تجلی فرمادیں گے تو یہ فرشتے اس کی طرف دیکھ کر کہیں گے تیری ذات پاک ہے ہم نے تیری ایسی عبادت نہیں کی جس طرح کرنا مناسب تھا۔

رویت باری تعالیٰ کے بارے میں صحابہ کرام تابعین اور ائمہ اسلام رضی اللہ عنہم کے اقوال

(۱) ناصر بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی۔ للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ" لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کے خلیفہ زیادہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کے روئے (انور) کا دیدار۔

(۲) عمارہ بن عبید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ فرمایا کہ جنت کی نعمتیں جنت میں داخل ہونے اور اس کی جنت میں اس کے روئے انور کا دیدار سے پوری ہوں گی۔

(۳) حذیفۃ الیمان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "زیادۃ" سے مراد اللہ تعالیٰ کے روئے انور کا دیدار ہے۔

(۴) عبداللہ ابن حکیم فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ کی اس مسجد میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا فرمایا خدا کی قسم تم میں سے کوئی ایسا انسان نہیں مگر یہ کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روئے انور کا اس طرح دیدار کریگا جس طرح کہ چودھویں رات کا چاند دیکھتا ہے۔ فرمایا اللہ رب العزت تین مرتبہ ارشاد فرمائیں گے اے آدم کے بیٹے تجھ کو میرے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا اور تین مرتبہ ارشاد فرمائیں گے کہ تو نے پیغمبروں کی کیسی بات مانی تھی اور جو کچھ آپ جانتے تھے اس پر کتنا عمل

کیا۔

(۵) عکرمہ ﷺ فرماتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ جو شخص بھی جنت میں داخل ہو گا وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کرے گا؟

فرمایا جی ہاں

(۶) ابو حمزہ فرماتے ہیں کہ میں ابو وائل کے پاس بیٹھا تھا ایک شخص داخل ہوا جس کو ابو عفیف کہا جاتا تھا شفیق بن سلمہ نے اسے کہا اے ابو عفیف کیا آپ معاذ بن جبل کی کوئی حدیث ہمیں نہیں سنائیں گے؟ فرمایا کیوں نہیں میں نے ان کو فرماتے سنا کہ قیامت کے دن تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا۔ پھر آواز دی جائے گی کہاں ہیں متقی لوگ چنانچہ متقی لوگ ایک کونے میں کھڑے ہو جائیں گے رحمان کے قریب وہ ان سے پردے میں نہیں ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کہ متقی لوگوں سے کون مراد ہیں فرمایا وہ لوگ جو شرک اور بت پرستی سے بچے اور خالص اللہ کی بندگی کی چنانچہ جنت کی طرف چلے جائیں گے۔

(۷) ابو نصر فرماتے ہیں ابو ہریرہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ تم ہرگز اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے ہو۔ یہاں تک کہ موت کو چکھ لو۔

(۸) عبداللہ بن عمر ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے ادنیٰ درجے کا جنتی وہ شخص ہو گا جو دو ہزار سال اپنے ملک میں نظر دوڑائے گا اور اس کے قریب کو ایسا ہی دیکھے گا جیسا کہ دور کو دیکھتا ہے اور ان میں سب سے افضل درجے والا جنتی وہ ہو گا جو ہر دن دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کے روئے انور کا دیدار کریگا۔

(۹) فضالہ بن عبید یوں دعا مانگا کرتے تھے (اللھم انی اسئلک الرضا بعد القضاء وبرد العیش بعد الموت ولذت النظر الی وجھک) ترجمہ پہلے گزر چکا ہے۔

(۱۰) ابو موسیٰ اشعری ﷺ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے کہ لوگوں کی آنکھیں پھر گئیں فرمایا کس چیز نے تمہاری آنکھوں کو مجھ سے پھیر لیا؟ لوگوں نے عرض کیا چاند نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کے روئے انور کا

دیدار کرو گے۔

(۱۱) انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد (ولدینا مزید) سورۃ ق آیت نمبر ۳۵ (اور ہمارے پاس ہیں کچھ زیادہ بھی) کی تفسیر میں فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے سامنے ظاہر ہوں گے۔

(۱۲) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ان کے پاس یاقوت کے گھوڑے لائے جائیں گے جو نہ پیشاب کریں گے نہ لید کریں گے ان کے پر لگے ہوں گے یہ ان پر بیٹھ کر جب رب جل جلالہ کے پاس آئیں گے جب ان کے سامنے تجلی فرمائیں گے تو یہ سجدے میں گر پڑیں گے ارشاد ہو گا اے جنتیو! اپنے سر اٹھالو میں تم سے راضی ہو چکا ہوں اس کے بعد کوئی ناراضگی نہیں ہو گی!

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رویت کے باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیئس صحابہ کرام نے حدیثیں نقل کی ہیں اور ان میں سے بعض کی فہرست پیچھے گزر چکی ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رویت کے اثبات میں ہم نے ابوبکر صدیق حزیفہ یمان عبداللہ ابن مسعود عبداللہ ابن عباس ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم کی احادیث نقل کی ہیں ان میں سے کسی ایک سے بھی نفی مروی نہیں اگرچہ وہ اس میں مختلف ہیں جیسا کہ ہم تک نقل کرنے میں اختلاف موجود ہے جیسا کہ انہوں نے آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو اس دنیا میں دیکھنے میں اختلاف کیا تو ان کا اختلاف ہم تک نقل کیا گیا ہے۔

لیکن جب آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ان سے منقول ہے اور اس کے بارے میں ان میں سے کسی کا کوئی اختلاف منقول نہیں تو ہم نے جان لیا کہ وہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار پر سب کے سب متفق اور مجتمع تھے۔

اس بارے میں تابعین ائمہ فقہ تفسیر حدیث کے اتنے اقوال موجود ہیں جن کا احاطہ اللہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔

سعید بن مسیب حسن ابو حاتم عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ وغیرہ سب حضرات فرماتے ہیں

(وللذین احسنوا الحسنی وزیادۃ) میں زیادت مراد اللہ تعالیٰ کے روئے انور کا دیدار ہے۔

عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمہ نے اپنے بعض گورنروں کو لکھ کر بھیجا (اما بعد) میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کی اطاعت کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے اس دینی معاہدے کے پورا کرنے کی وصیت کرتا ہوں جس کا بوجھ اللہ تعالیٰ نے تم پر ڈالا ہے اور اپنی کتاب کی حفاظت تمہارے سپرد کی ہے۔ اس لئے کہ اس کے تقویٰ ہی کے ذریعہ اس کے دوست اس کی ناراضگی سے نجات پاتے ہیں اور اس کے تقویٰ کے ذریعے ان کو انبیاء علیہم السلام کی رفاقت نصیب ہوئی اور ان کے چہرے تروتازہ ہوئے اور اپنے خالق کا دیدار کیا اور تقویٰ دنیا میں فتنوں سے بچاؤ اور قیامت کے دن عزت کا سبب ہے۔

حسن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر عابدوں کو دنیا میں اس بات کا پتہ چل جائے کہ وہ آخرت میں اپنے رب کا دیدار نہیں کریں گے تو دنیا میں انکی جانیں پگھل جائیں۔

اعمش اور سعید بن جبیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سب سے زیادہ خوش نصیب جنتی وہ ہوگا جو صبح وشام اللہ تبارک وتعالیٰ کے روئے انور کا دیدار کریگا کعب فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب بھی جنت کی طرف دیکھا تو اسے کہا اپنے اہل کے لئے عمدہ بن جا چنانچہ جنت پہلی حالت سے دگنا عمدہ بن جاتی ہے اور اس طرح ہوتی رہے گی یہاں تک کہ جنتی اس میں داخل ہو جائیں اور دنیا میں جس دن ان کی عید ہوا کرتی تھی۔ اس کی مقدار میں جنت کے باغیچوں میں نکلیں گے اللہ تعالیٰ ان کے سامنے ظاہر ہوں گے اور یہ اسکا دیدار کریں گے پھر ان پر مشک کی ہوا چلے گی اور یہ لوٹنے تک جو چیز بھی اللہ سے مانگیں گے اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرمائیں گے اور پہلے کی نسبت ستر گنا ان کا حسن وجمال بڑھ جائے گا پھر یہ اپنی بیویوں کی طرف لوٹیں گے تو ان کا حسن بھی ان کی طرح بڑھ چکا ہوگا ہشام بن حسان فرماتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اہل جنت کے سامنے تجلی فرمائیں گے تو جب اہل جنت اس کو دیکھیں گے تو جنت کی تمام نعمتیں بھول جائیں گے۔

طاؤس علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس بارے میں جھگڑوں اور قیاس والوں سے ہمیشہ جھگڑا اور قیاس بازی رہی۔ حتیٰ کہ انہوں نے رویت باری تعالیٰ کا انکار کر کے اہل سنت کی مخالفت کی۔

اسحاق اور سبیعی فرماتے ہیں کہ زیادت سے مراد اللہ تبارک وتعالیٰ کے روئے انور

کا دیدار ہے۔

عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ ابو لیلیٰ نے یہ آیت تلاوت کی (للذین احسنو الحسنی وزیادہ) اور فرمایا جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے جو کچھ چاہیں گے وہ مانگیں گے وہ دیا جائے گا پھر اللہ عزوجل ان سے ارشاد فرمائیں گے کہ تمہارے حق میں سے ایک چیز باقی ہے جو تمہیں نہیں ملی اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کے لئے تجلی فرمائیں گے اس وقت ان کے ہاں ان چیزوں کی کوئی حیثیت نہیں رہے گی جو ان کو دی گئیں تھیں اور فرمایا کہ (الحسنٰی) سے مراد جنت اور زیادت سے اللہ کا دیدار ہے۔

ولا یرھق وجوھھم قترولاذلتہ۔ (سورہ یونس آیت ۲۶) اور نہ چڑھے گی ان کے منہ پر سیاہی اور نہ رسوائی

یعنی اس کے دیدار کے بعد

علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا۔

فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحا۔ سورہ کھف ۱۱۰ سو پھر جس کو امید ہو ملنے کی اپنے رب سے سو وہ کرے کچھ کام نیک۔

عبداللہ بن مبارک نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے خالق کا دیدار کرنا چاہے اس کو چاہئے کہ نیک عمل کرے۔

نعیم بن حماد فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار سے محروم رکھا اس کو عذاب دیا گیا اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

(کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون. ثم انھم لصالوا الجحیم ثم یقال ھذا الذی کنتم بہ تکذبون. (سورہ طففین ۱۷) کوئی نہیں وہ اپنے رب سے اس دن روک دیئے جائیں گے پھر مقرر وہ گرنے والے ہیں دوزخ میں پھر کہا جائے گا یہ وہی ہے جس کو تم جھوٹ جانتے تھے۔

یعنی اس کے دیدار کو

عباد بن العوام فرماتے ہیں کہ شریک بن عبداللہ ﷫ پچاس سال سے ہمارے ہاں تشریف لاتے تھے ایک مرتبہ میں نے اس سے عرض کیا اے ابو عبداللہ ہمارے ہاں یہ معتزلہ قوم اس قسم کی احادیث کا انکار کرتے ہیں "ان اللہ ینزل الی السماء الدنیا" (بیشک اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں) "ان اھل الجنۃ یرون ربھم" (بیشک اہل جنت اپنے رب کا دیدار کریں گے) چنانچہ انہوں نے یہ سن کر اس بارے میں مجھے دس حدیثیں سنا دیں اور پھر فرمایا کہ ہم نے تو اپنے اس دین کو تابعین سے سیکھا اور انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان معتزلہ نے اپنا دین کس سے لیا ہے؟

عقبہ بن قبیصہ فرماتے ہیں ایک دن ہم ابو نعیم کے پاس آئے تو وہ اپنے گھر کی بالائی منزل سے ہمارے لئے نیچے اتر کر مجلس کے درمیان میں بیٹھ گئے اور غضب ناک معلوم ہو رہے تھے۔ فرمانے لگے کہ ہم سے سفیان بن سعید اور منذر ثوری اور زہیر بن معاویہ نے بیان کیا اور اس طرح ہم سے حسن بن صالح بن حی نے بیان کیا اور ہم سے شریک بن عبداللہ نخعی نے بیان کیا اور مہاجرین کی ان سب اولاد سے رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ آخرت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ یہاں تک کہ یہودی کے بیٹے صباغ نے آکر دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوگا۔ پھر امام دار الھجرۃ مالک بن انس کا قول ذکر کیا انہوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ اشہب ﷫ فرماتے ہیں کہ امام مالک ﷫ سے اللہ تعالیٰ اس ارشاد کے بارے میں پوچھا گیا۔

وجوہ یومئذ ناظرۃ الی ربھا ناظرۃ (سورۃ القیامتہ ۲۳) کتنے منہ اس دن تازہ ہیں اپنے رب کی طرف دیکھنے والے۔

کہ کیا ہم اس کو دیکھ سکیں گے؟ فرمایا ہاں میں نے عرض کیا کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بجائے اس کے پاس جو کچھ ہے اس کا دیدار ہوگا۔ فرمایا نہیں بلکہ آپ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی کا دیدار کریں گے اور یقیناً حضرت موسیٰ ﷤ نے فرمایا۔

رب ارنی انظر الیک (سورۃ الاعراف ۱۴۳) اے میرے رب تو مجھ کو دکھا کہ میں تجھ کو دیکھوں

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون. (سورۃ مطففون ۱۵) کوئی نہیں وہ اپنے رب سے اس دن روک دیئے جائیں گے۔

طبری ﷺ وغیرہ حضرات نے ذکر کیا ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوگا امام مالک ﷺ نے فرمایا کہ تلوار تلوار (یعنی تلوار ان کا علاج ہے) اور پھر ابن ماجشون کا قول ذکر کیا۔ لیث کے کاتب ابو صالح فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون کی طرف لکھوا کر پوچھا کہ جہمیہ نے کس کا انکار کیا؟ انہوں نے فرمایا شیطان ہمیشہ ان کو ورغلاتا رہا حتی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا انکار کیا۔ (وجوہ یومئذ ناظرۃ الی ربہا ناظرۃ) اور دعویٰ کیا کہ قیامت کے دن کوئی شخص اس کا دیدار نہیں کر سکے گا۔ حالانکہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کے لئے اپنے دیدار سے بڑھ کر کوئی چیز افضل نہیں بنائی اور فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کے رب کی قسم مخلصون قیامت کے دن ضرور اس کا دیدار کریں گے مجرمین کے علاوہ اور اس کے ذریعہ ضرور منکرین پر حجت قائم فرمائیں گے۔ اور منکرین اس دن اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم کئے جائیں گے۔ ان کے عقیدے کے مطابق نہ وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کر سکیں گے اور نہ اللہ تعالیٰ ان سے بات کریں گے اور نہ نظر کرم فرمائیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب مقرر ہے اور بروایت ابن ابی حاتم اوزاعی کا قول ذکر کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ جہم بن صفوان اور ان کے پیروکاروں کو اپنے دیدار سے محروم رکھیں گے جو اللہ کی طرف سے بہترین بدلہ ہے جس کا اس نے اپنے دوستوں سے وعدہ کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا (وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ)

ولید بن مسلم فرماتے ہیں کہ میں نے امام اوزاعی سفیان ثوری اور مالک بن انس سے ان احادیث کے متعلق سوال کیا جن میں رویت کا ذکر ہے۔

سب نے فرمایا کہ بلاکیفیت کے اس پر گزرو۔ (یعنی مان لو) طبری علیہ وغیرہ نے ذکر کیا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے کلام (یعنی قرآن) اور جنت میں اس کے دیدار کو نہ مانے وہ جہمی ہے۔ابو حاتم نے جریر بن عبدالحمید کے بارے میں نقل کیا کہ انہوں نے "زیادۃ" کی تفسیر میں ابن سابط علیہ کی حدیث بیان کی' جس میں رویت کا ذکر ہے یہ سن کر ایک آدمی نے چیخ کر اس پر سخت نکیر کی اور اس کو مجلس سے نکال دیا۔

عبدالرحمٰن ابن ابو حاتم فرماتے ہیں ایک جہمی نے عبداللہ بن مبارک سے کہا اے ابو عبدالرحمٰن "خدارا بان جہان چون بیند" اس کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن کس چیز سے اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا؟ فرمایا آنکھوں سے۔

وکیع بن جراح فرماتے ہیں کہ جنت میں مومنین اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور فرمایا کہ صرف مومن ہی اس کا دیدار کریں گے۔ قتیبہ بن سعید فرماتے ہیں کہ رویت کی احادیث جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں کی تصدیق اور رویت پر ایمان کے متعلق اسلام میں ائمہ کرام کا قول معتبر ہے اور اس کو قبول کیا گیا ہے۔

ابو عبید قاسم بن سلام کے سامنے رویت کی احادیث ذکر کی گئی تو فرمایا ہمارے ہاں یہ حق ہیں ثقات نے اس کو روایت کیا ہے حتی کہ اگر کوئی شخص ہم سے اس کی تفسیر بیان کرنے کو کہے تو ہم جواب دیں گے کہ ہم ان میں سے کسی کی بھی تفسیر نہیں کرتے بلکہ یہ جس طرح منقول ہیں ہم اس کو اسی طرح مانتے ہیں۔

امام احمد علیہ کے شیخ اکسور بن سالم علیہ فرماتے ہیں کہ میں احادیث رویت پر طلاق اور ہمیشہ پیادہ چلنے کی قسم کھاتا ہوں کہ یہ حق ہیں اور اس بارے میں بروایت ربیع امام شافعی علیہ کا قول گزر چکا ہے کہ انہوں (کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون) کے متعلق فرمایا کہ جب ناراضگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان سے پردے میں رہیں گے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے دوست اس کی رضامندی کی وجہ سے اس کا دیدار کریں گے۔ ربیع فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے ابو عبداللہ آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے؟ فرمایا ہاں اگر محمد بن ادریس کو اس کے دیدار کا یقین نہ ہوتا تو وہ اللہ کی عبادت نہ کرتے۔

اسحاق بن منصور فرماتے ہیں کہ میں نے امام السنۃ امام احمد بن حنبل ﷺ سے پوچھا کیا اہل جنت اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار نہیں کریں گے؟ کیا اس کے متعلق احادیث کو آپ نہیں مانتے؟ امام احمد ﷺ نے فرمایا وہ احادیث صحیح ہیں ابن منصور فرماتے ہیں کہ اسحاق بن راہویہ نے فرمایا رویت کی احادیث صحیح ہیں صرف بدعتی اور ضعیف الرائے آدمی ہی ان کو چھوڑ سکتا ہے۔

فضل بن زیاد فرماتے ہیں کہ ابو عبداللہ سے پوچھا گیا آپ رویت کو مانتے ہیں؟ فرمایا جو رویت کو نہ مانے وہ جہمی ہے۔ فرمایا کہ ابو عبداللہ کو کسی شخص کے متعلق بتایا گیا کہ وہ کہتا ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہو گا۔ چنانچہ سخت غصے ہوئے اور پھر فرمایا جو شخص یہ کہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہو گا وہ یقیناً کافر ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار اور لعنت ہو کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا۔

وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ (سورۃ القیامتہ ۲۳)　　کتنے منہ اس دن تازہ ہیں اپنے رب کی طرف دیکھنے والے۔

اور یہ نہیں فرمایا (کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون) ابوداؤد ﷺ فرماتے ہیں کہ امام احمد ﷺ کے سامنے رویت کے متعلق کسی شخص کا تذکرہ کیا گیا سخت غصہ ہو کر فرمایا جو رویت کو نہ مانے وہ کافر ہے پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو رسوا کرے۔

ابوبکر مروزی ﷺ فرماتے ہیں کہ عبداللہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یزید بن ہارون نے ابی المعطوف سے اور انہوں نے ابوالزبیر سے اور اس نے حضرت جابر ﷺ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو جواب میں فرمایا اگر پہاڑ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو آپ مجھے دیکھ لیں گے اور اگر پہاڑ اپنی جگہ ٹھہر نہ سکا تو آپ نہ مجھے دنیا میں دیکھ سکتے ہیں اور نہ آخرت میں۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ اتنے غصے ہوئے کہ چہرہ بدل گیا وہ بیٹھے تھے اور لوگ اس کے گرداگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ چنانچہ اس نے اپنا جوتا لیکر پہنا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس (قول کے قائل) کو رسوا کرے۔ اور اس بات کا لکھنا مناسب نہیں ہے۔ اور اس بات کو روکا کہ یزید بن ہارون نے اس طرح کوئی حدیث بیان کی ہو اور یا کوئی روایت نقل کی ہو اور فرمایا یہ کافر اور جہمی ہے اللہ عزوجل کا فرمان ہے (وجوہ یومئذ ناظرۃ الی ربہا ناظرۃ) (کلا انہم عن

ربہم یومئذ لمحجوبون) اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس خبیث کو رسوا کرے۔ ابو عبداللہ نے کہا کہ جس شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ آخرت میں اللہ کا دیدار نہیں ہو گا تو وہ یقیناً کافر ہے۔ فرمایا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔

ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملائکتہ (سورۃ البقرۃ ۲۰۱)	کیا وہ اس کی راہ دیکھتے ہیں کہ آوے ان پر اللہ ابر کے سائبانوں میں اور فرشتے
وجاء ربک والملک صفاصفا سورۃ الفجر ۲۲)	اور آوے تیرا رب اور فرشتے آئیں قطار قطار

فرمایا کہ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہو گا تو وہ کافر ہے جہمی ہے اور جہمی کافر ہے اور جس شخص نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل نہیں بنایا تو وہ کافر ہوا اور اس نے اللہ کے قول کو مسترد کیا اور فرمایا ان احادیث پر ہمارا ایمان ہے اور ہم ان کو ایسا ہی برقرار رکھتے ہیں جیسے وارد ہوئیں ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس نے رویت کی تکذیب کی وہ زندیق ہے ابو عبداللہ نے فرمایا کہ ہم نے لوگوں کو اسی پر پایا ہے کہ انہوں نے ان احادیث میں کسی کا انکار نہیں کیا اور نہ اس میں شک کیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا۔ (سورۃ الشوریٰ ۵۱)	اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا

موسیٰ علیہ السلام پردے کے پیچھے سے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تو دعا کی

رب أرنئ انظر اليك قال لن ترانی ولكن انظر الي الجبل فإن استقر مكانه فسوف ترانی۔ (سورۃ الاعراف ۱٤۳)	اے میرے رب تو مجھ کو دکھا کہ میں تجھ کو دیکھوں فرمایا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھے گا لیکن تو دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو مجھ کو دیکھ لے گا۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتلا دیا کہ موسیٰ علیہ السلام آخرت میں اس کا دیدار کریں گے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون) میں بتلا دیا کہ یہ حجاب دیکھنے سے ہو گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گے دیدار کرائیں گے اور کفار اس کے دیدار سے محروم ہوں گے اور فرمایا کہ جس شخص نے رویت کی تکذیب کی وہ یقیناً کافر بنا اور قرآن کی تکذیب کی اور اللہ کے حکم کو مسترد کیا چنانچہ اس سے توبہ کرنے کو کہا جائے گا اگر توبہ کرے تو ٹھیک ہے ورنہ قتل کیا جائے گا۔

خراسان کے امیر عبداللہ بن طاہر نے اسحق بن راہویہ سے پوچھا اے ابو یعقوب رویت باری تعالیٰ اور نزول کے متعلق جو احادیث ہیں ان کی کیا حیثیت ہے؟ فرمایا کہ ان احادیث کو ان ہی لوگوں نے روایت کیا جنھوں نے آپ ﷺ سے وضو غسل اور نماز اور دیگر احکام کی احادیث نقل کیں اور مزید چیزوں کو ذکر کر کے فرمایا اگر صحابہ کرام ان چیزوں کے نقل کرنے میں عادل ہیں تو رویت اور نزول کے متعلق احادیث میں بھی وہ عادل ہی ہوں گے ورنہ پھر سارے احکام اٹھ جائیں گے اور شریعت باطل ہو جائے گی یہ سن کر امیر نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی شفا دے جیسے تو نے مجھے شفا دے دی۔

ابو العباس احمد بن یحییٰ ثعلبی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرماتے ہیں۔

وکان بالمومنین رحیما تحیتھم یوم یلقونہ سلام (سورۃ الاحزاب ۴۴-۴۳) اور ہے ایمان والوں پر مہربان دعا ان کی جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے۔

کہ تمام اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے لقاء سے مراد یہاں آنکھوں سے دیکھنا ہے۔ لقاء نص قرآن سے ثابت ہے جیسا کہ گزر چکا اور اس بارے میں سب احادیث صحیح ہیں جیسا کہ قصہ بئر معونہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

انا قد لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا — ہم اپنے رب سے ملیں وہ ہم سے راضی ہوئے اور اس نے ہمیں راضی کیا

حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ

جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات پسند کرتے ہیں۔

حدیث انس رضی اللہ عنہ

انکم ستلقون بعدی اثرہ فاصبروا حتی تلقوا اللہ ورسولہ

(بیشک میرے بعد تم کو اس کا اثر پہنچے گا صبر کرتے رہو یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول سے ملو۔

حدیث ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

لو لقیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لا تشرک لی شیاء لقیتک بقرا بہا مغفرۃ۔

بندے اگر تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تیری خطائیں زمین کے برابر ہوں لیکن تو اس حال میں ملے کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو میں تجھ سے ملوں گا زمین کے برابر بخشش کے ساتھ

حدیث ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

من لقی اللہ لایشرک بہ شیاء دخل الجنہ

جو اللہ کے ساتھ اس حال میں ملے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ اور بھی لقاء کی احادیث ہیں جو ایک ہی لفظ سے مروی ہیں۔

○○○

فصل

دیدار کے منکر کے لئے وعیدیں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

كلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون
کوئی نہیں وہ اپنے رب سے اس دن روک دیئے جائیں گے۔

عبداللہ بن مبارک ﷺ نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار سے محروم رکھا تو اس کو عذاب دیا اور پھر یہ تلاوت فرمائی۔

ثم انهم لصالوا الجحيم ثم يقال هذا الذى كنتم به تكذبون. (سورۃ المطففين ۱۶ - ۱۷)
پھر مقرر وہ گرنے والے ہیں دوزخ میں پھر کہا جائے گا یہ وہی ہے جس کو تم جھوٹ جانتے تھے۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی حدیث ہے فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ فرمایا کیا تم بوقت دوپہر سورج کو دیکھنے میں کوئی تکلیف محسوس کرتے ہو جبکہ آسمان میں بادل نہ ہو۔ عرض کیا نہیں فرمایا کیا تم چودھویں کا چاند دیکھنے میں تکلیف محسوس کرتے ہو جبکہ آسمان پر بادل نہ ہو۔ عرض کیا نہیں فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے تم کو اپنے رب کے دیدار میں اتنی بھی مشقت اٹھانی نہیں پڑے گی جتنی کہ سورج اور چاند کے دیکھنے میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے سے ملاقات کریں گے اور ارشاد فرمائیں گے۔ اے (بندے) تجھے عورت نہ دی تھی۔ اونٹ اور گھوڑے نہیں دیئے تھے؟ اور کیا تجھے آزادی نہیں دی تھی؟ بندہ عرض کرے گا اے رب کیوں نہیں۔ ارشاد ہوگا کیا تجھے میری ملاقات کا یقین تھا۔ عرض کرے گا نہیں۔ ارشاد ہوگا میں تجھے ایسا بھلا دوں گا جیسا کہ تو نے مجھے بھلا دیا

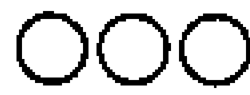
تھا پھر اللہ تعالیٰ دوسرے بندے سے ملاقات فرماکر یہی سوالات اس سے فرمائیں گے۔ تو وہ بھی ان چیزوں کا اقرار کریگا۔ پھر اللہ ان سے سوال فرمائیں گے کہ کیا تجھے میری ملاقات کا یقین تھا وہ عرض کریگا نہیں۔ ارشاد ہو گا میں تجھے ایسا بھلادوں گا جیسا کہ تو مجھے بھولا تھا فرمایا کہ پھر اللہ رب العزت تیسرے شخص سے ملاقات فرماکر یہی سوالات اس سے فرمائیں گے' وہ عرض کریگا۔ اے رب میں آپ کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان لایا پڑھتا رہا اور روزہ رکھتا رہا اور صدقہ کرتا رہا اور اپنی طاقت وقوت کے مطابق آپ کی تعریف کرتا رہا۔ ارشاد ہو گا کہ اب یہاں بھی (جھوٹ بولتا ہے) پھر اسے کہا جائے گا کہ اب ہم تیرے خلاف گواہ پیش کرتے ہیں چنانچہ وہ دل میں سوچے گا کہ ایسا کون شخص ہے جو میرے خلاف گواہی دے گا سو اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور ہڈیاں اس کے اعمال بتانے لگیں گیں اور یہ اپنی جانب سے عذر پیش کرتا رہے گا۔ فرمایا کہ یہ شخص وہ منافق اور وہ شخص ہو گا جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے۔ نبی ﷺ کے ارشاد (فانکم سترون ربکم) اور اس شخص کے لئے جسے ملاقات کا یقین نہیں تھا اللہ کا یہ فرمانا کہ (میں تجھے بھلادوں گا جیسے کہ تو نے مجھے بھلادیا تھا) کو ملالیں (تو اللہ کا دیدار ثابت ہوتا ہے)

اہل لغت کا اس بات پر اجماع ہے کہ لقاء کا معنی آنکھوں سے دیکھنا ہے۔ لہٰذا آپ کو معلوم ہو گا کہ رویت کا منکر اس وعید کا سب سے زیادہ حقدار ہے اور احادیث پر محدثین کے اس قسم کے تراجم (باب فی الوعید لمنکر الرویت) باندھنے سے جیسا کہ شیخ الاسلام نے کیا ہے' یہی بات معلوم ہوتی ہے فصل قرآن اور سنت متواتر صحابہ اور ائمہ اسلام کا اجماع اس پر دلالت کرتا ہے کہ قیامت کے دن آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا ایسا صاف دیدار ہو گا جیسا کہ چودھویں رات کا چاند دکھائی دیتا ہے جس وقت آسمان صاف ہو اور جیسا کہ دوپہر کے وقت سورج نظر آتا ہے۔ جب اللہ اور اس کے رسول نے اس کی حقیقت بتادی تو اب ضروری ہے کہ یہ لوگ اوپر کی جانب سے اس کا دیدار کریں گے اس لئے کہ یہ محال ہے یہ لوگ اوپر نیچے یا دائیں اور بائیں جانب سے اس کا دیدار کرسکیں اور اس حقیقت سے صابئہ اور فلاسفہ مجوسیوں اور فرعونیوں کے چوزوں نے انکار کرکے شریعت اور قرآن کو بدل ڈالا حالانکہ ہم تک ان احادیث کے پہنچانے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے قرآن وشریعت اور دین کو ہم تک پہنچایا

ہے۔ چنانچہ یہ جائز نہیں کہ اس کے رسول کے کلام کو بوٹی بوٹی بنا کر بعض کو مانا جائے اور بعض کا انکار کیا جائے لہٰذا کسی بندے کے دل میں ان احادیث اور ان کے معانی سے انکار اور محمد ﷺ کی ابدی رسالت کی گواہی جمع نہیں ہو سکتیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے حق کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی اگر اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی نہ فرماتے تو ہم حق تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ ہمارے رب کے رسولوں نے ہم تک سچی بات پہنچا دی ہے۔

(۱) منکرین کی پہلی قسم وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں دکھائی دے سکتا ہے۔

(۲) دوسری قسم وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں بالکل دکھائی نہیں دے سکتے اور نہ اپنے بندوں سے ہم کلام ہوں گے جس کی خبر اس نے خود اور اسکے پیغمبر نے دی ہے۔ ان دونوں فرقوں کے جھوٹے ہونے پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔



چھیاسٹھواں باب

اللہ تعالیٰ کا اہل جنت سے روبرو ہم کلامی اور اللہ کی طرف سے ان کو سلام کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

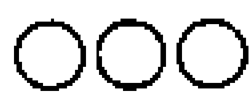
ان الذین یشترون بعھد اللہ و أیمانھم ثمنا قلیلا اولئک لاخلاق لھم فی الآخرۃ و لا یکلمھم اللہ و لا ینظر الیھم یوم القیامۃ و لا یزکیھم. (سورۃ آل عمران ۷۷)

جو لوگ مول لیتے ہیں اللہ کے قرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا سا مول ان کا کچھ حصہ نہیں آخرت میں اور نہ بات کریگا ان سے اللہ اور نہ نگاہ کریگا ان کی طرف قیامت کے دن اور نہ پاک کریگا ان کو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے نازل ہونے والے واضح دلائل اور ہدایت کے چھپانے والوں کے حق میں ارشاد فرمایا (کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے بات نہیں کریں گے) اگر اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں سے بھی بات نہ کرے پھر تو اس میں مومن اور اللہ کے دشمن برابر ہو جائیں گے اور پھر اس میں دشمنوں کی کوئی تخصیص نہ رہے گی۔ ☆اور نہ ان سے بات نہ کرنے کا کوئی فائدہ سامنے آئے گا اس لئے کہ فرقہ فرعونیہ اور معطلہ کے ہاں اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے بات کرنا ایسا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ان کو کھلاتا اور پلاتا ہے وغیرہ وہ باتیں جس سے اللہ تعالیٰ بری ہیں اور اس بات کی بھی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ اہل جنت کو سلام کریں گے اور یہ سلام حقیقتاً ہوگا "سلام قولا" من رب الرحیم" باب رویت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس آیت کے متعلق نبی کریم ﷺ کی تفسیر گزر چکی ہے۔ یعنی وہ ان کے اوپر سے سر اٹھا کر کہیں گے۔ "سلام علیکم یا اھل الجنۃ" اور جنتی اپنی آنکھوں سے اس کا دیدار کریں گے

چنانچہ اس میں اللہ تعالیٰ کے کلام فرمانے اور دیدار اور اس کی بلندی کا اثبات ہے۔ معطلہ ان تین چیزوں کا انکار کر کے ان کے قائل کی تکفیر کرتے ہیں۔ حالانکہ جنت کے بازار کے بیان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی کریم علیہ السلام کا یہ ارشاد گزر چکا ہے کہ اس مجلس میں کوئی شخص ایسا باقی نہیں رہے گا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ روبرو بات نہ کرے چنانچہ کہے گا اے فلاں آپ کو وہ دن یاد ہے جس دن آپ نے فلاں فلاں کام کیا تھا۔ الخ

اور عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی گذر چکی ہے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کے ساتھ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بات کریں گے اور باب رویت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے سے کہیں گے کیا میں نے آپ کو عزت نہیں دی اور تجھے سردار نہیں بنایا تھا؟ اور حضرت بریدہ کی حدیث گزر چکی ہے جس میں ہے تم میں سے ہر آدمی کے ساتھ اللہ تعالیٰ خلوت میں بات کریں گے ان کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان ہو گا اور نہ کوئی حجاب۔ اور یوم المزید کے متعلق حضرت انس کی حدیث اور اہل جنت سے کئی بار اللہ تعالیٰ کا خطاب اور اس طرح رویت کی تمام احادیث میں آپ غور فرمائیں گے تو ان سے اکثر میں آپ کو کلام کا ذکر ملے گا۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی صحیح بخاری میں اسطرح باب باندھا ہے (باب کلام الرب تبارک وتعالیٰ مع اھل الجنۃ) اور پھر اس کے تحت چند احادیث ذکر کیں جنتیوں کی سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار اور اس سے ہمکلامی ہو گی لہٰذا اس سے انکار جنت کی خوشی اور اس کی سب سے بڑی نعمت کا انکار کرنا ہے۔



ستر سٹھواں باب

جنت ہمیشہ رہے گی کبھی ختم نہ ہوگی

اس بارے میں تو رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں خبر دے چکے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

واما الذین سعدوا فی الجنة خالدین فیھا مادامت السموة والأرض الا ما شآء ربك عطاء غیر مجذوذ. (سورۃ ھود ۱۰۸)	اور جو لوگ نیک بخت ہیں سو جنت میں ہیں ہمیشہ رہیں اس میں جب تک رہے آسمان اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب بخشش ہے بے انتہاء۔

یعنی یقینی طور پر یہ بات اس کے ارشاد "الا ماشاء ربک" کے منافی ہیں۔ اس استثناء کے متعلق سلف رحمہم اللہ کا اختلاف ہے۔ چنانچہ معمر ضحاک علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ لوگ جنت میں ہمیشہ رہیں گے جتنا کہ رہے آسمان اور زمین مگر وہ مدت جو انہوں نے جہنم میں گزاری۔ اس میں دو باتوں کا احتمال ہے۔

(۱) ایک تو یہ کہ مخصوص نیک بخت لوگوں کے بارے میں خبر دی جارہی ہے کہ وہ یہ ہیں۔

(۲) دوسرا احتمال یہ اس سے تمام سعداء مراد ہو اور مذکورہ لوگوں کی تخصیص پر استثناء دلالت کرتا ہے اور ان دونوں سے بہتر یہ ہے کہ آپ مشیت کو سب کی طرف پھیر دیں اس توجیہ پر آیت میں کوئی تخصیص باقی نہیں رہے گی۔

ایک جماعت کا کہنا ہے کہ استثنیٰ اللہ نے کیا ہے وہ اس طرح نہیں کرتے جیسا کہ آپ کہتے ہیں "خدا کی قسم میں تجھ کو ضرور ماروں گا مگر یہ میں اسکے علاوہ کو مناسب سمجھوں" حالانکہ آپ غیر کو مناسب نہیں سمجھتے اور اس کے مارنے کا یقینی ارادہ کر لیتے ہیں۔

دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ جب عرب کسی چیز کا کثرت سے استثناء کرتے ہیں تو اس وقت اس میں "الا" اور "واو" کے معنی "سواء" (یعنی علاوہ کے) آتے ہیں۔ اس توجیہ کے مطابق معنی یہ ہو گا کہ زمین اور آسمان کے دوام کے علاوہ جو زیادتی اللہ چاہیں یہ فراء اور سیبویہ کا قول ہے کہ انہوں نے "الا" کو "سیویٰ" کے معنی میں کیا۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ اس کی نظیر یہ ہے کہ جیسا کہ آپ کہیں۔ "لی علیک الف الا الالفین قبلہا" (یعنی مجھ پر آپ کے ایک ہزار روپے ہیں سوا اس سے پہلے والے دو ہزار کے) ابن جریر ﷺ نے فرمایا اور یہ مجھے بہت پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کی مخالفت نہیں فرمائی اور اپنے قول "عطاء غیر مجذوذ" سے استثنای کو متصل بنایا۔ فرمایا کہ اس کی نظیر یہ ہے جیسا کہ آپ کہیں "اسکنتک داری حولا الا ماشئت" (یعنی میں نے آپ کو ایک سال کے لئے اپنے گھر میں ٹھہرایا سوا اس زیادتی کے جو اس پر آپ چاہیں) تیسری جماعت کہتی ہے اس استثناء سے موت اور دوبارہ زندہ ہونے تک کی برزخی مدت سے لیکر جنت میں پہنچتے تک کا احتباس مراد ہے۔ یعنی اس کے بعد وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے سوا اس مقدار کے جو عالم برزخ میں گزری۔

چوتھی جماعت کہتی ہے کہ اللہ کی طرف سے تو ان کے لئے دوام اور خلود کا فیصلہ ہو چکا ہے ہاں اگر اللہ تعالیٰ اس کے خلاف چاہے گویا کہ ان کو یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ لوگ ہیشگی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہیں۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا ہے۔

ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا الیک. (سورۃ الاسراء ر ۸۶)	اور اگر ہم چاہیں تو لیجائیں اس چیز کو جو ہم نے تجھ کو وحی بھیجی۔
فان یشاء اللہ یختم علی قلبک (سورۃ الشوریٰ ۲۴)	سو اگر چاہے اللہ مہر کر دے تیرے دل پر

فرمایا

قل لو شاء اللہ ماتلوتہ علیکم (سورۃ یونس ۱۶)	کہہ دے اگر اللہ چاہتا تو میں نہ پڑھتا اس کو تمہارے سامنے

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ بتا دیا کہ سارے کام اس کے ارادے اور مشیت سے ہوتے ہیں جس کو وہ چاہتے ہیں ہو جاتا ہے اور جس کام کو وہ نہیں چاہتے وہ نہیں ہوتا۔ پانچویں جماعت کہتی ہے کہ آسمان اور زمین کے دوام سے اس عالم کی مدت دوام کے بقدر رہیں گے ہاں وہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر زیادتی فرمائیں۔ شاید یہ ان لوگوں کا قول ہو جنھوں نے "لا" کو "سِوٰی" کے معنی میں لیا۔ لیکن یہاں عبارت مختلف ہو قتیبہ علیہ نے اس کو پسند کر کے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جنت میں اس عالم کی مدت کی مقدار میں رہیں گے الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس عالم کی مدت پر خلود میں اضافہ فرمائے۔

چھٹی جماعت کہتی ہے کہ آیت میں "ماء" بمعنی "من" ہے جیسا کہ اس کے اس ارشاد میں ہے۔

فانکحوا ماطاب لکم من النساء (سورۃ النساء ۳) تو نکاح کر لو جو عورتیں تم کو خوش آویں

معنی یہ ہو گا کہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے مگر وہ نیک لوگ جن کو اللہ تعالیٰ گناہوں کے سبب جہنم میں داخل کریں اس قول میں اور پہلے والے اقوال میں فرق یہ ہے کہ وہاں استثناء مدت سے تھا اور یہاں استثناء اعیان سے ہے۔

ساتویں جماعت کہتی ہے کہ یہاں آسمان اور زمین سے جنت کے آسمان اور زمین مراد ہے۔ اور وہ زمین اور آسمان ہمیشہ باقی رہیں گے۔ "الا ما شاء ربک" میں اگر "ماء" بمعنی "من" ہو تو اس سے وہ لوگ مراد ہوں گے جو جہنم میں داخل ہو کر پھر اس سے نکلیں گے۔ اور اگر بمعنی وقت کے ہو تو اس سے مراد برزخ اور میدان محشر میں ان کا حتبس ہو گا جعفی فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن وہیب سے اس استثناء کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کے متعلق میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میدان محشر میں ان کے لئے ان لوگوں کے درمیان فیصل ہونے تک وقوف مقرر فرمائی ہے آٹھویں جماعت کا کہنا ہے کہ یہ استثناء ان کے دنیا میں ٹھہرنے کی مدت کی طرف راجع ہے اور یہ سب اقوال متقارب ہیں اور ان کے درمیان تطبیق بھی ممکن ہے۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق جنت میں ہمیشہ رہنے کے فیصلے

کی خبر دی ہے کہ یہ لوگ جنت میں ہمیشہ رہیں گے مگر وہ وقت جس میں اللہ تعالیٰ کی مشیت ان کے جنت میں نہ ہونے کی تھی جو کہ ان کے دنیا میں رہنے اور عالم برزخ اور میدان محشر اور پل صراط پر گزرنے کا وقت ہے اور بعض کا جہنم میں رہنا ہے بہر تقدیر یہ آیت متشابہات میں سے ہے اور ''عطاء غیر مجذوذ'' ''ان ھذا لرزقنا مالہ من نفاذ'' اور ''اکلھا دائم وظلھا'' ''وما ھم منھا بمخرجین'' وغیرہ آیتیں محکم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اہل جنت کی ہمیشگی کو تاکید کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ اور وہاں دوبارہ موت نہیں چکھیں گے مگر جو پہلے آچکی ہے بس یہ استثناء منقطع ہے اور جب آپ اس کو ''الا ماشاء ربک'' کے استثناء کے ساتھ ملائیں گے تو دونوں آیتوں کی مراد آپ کے سامنے واضح ہو جائے گی۔ اور مدت خلود سے اس وقت کا استثناء جس میں یہ جنت میں موجود نہیں تھے ایسا ہے جیسا کہ جملہ موت سے پہلے موت کی استثناء ہے اس سے پہلے والی موت نے تو ان کو ابدی حیات دیدی اور اس جنت سے جدا رہنے نے تو ان کو اس میں ہمیشگی کی نعمت سے نوازا۔ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد گزر چکا ہے کہ جو جنت میں داخل ہو گا تو ناز و نعمت میں رہے گا کبھی خستہ حال نہ ہو گا اور ہمیشہ رہے گا کبھی مرے گا نہیں اور اسی طرح آپ کا ارشاد ہے۔ ایک اعلان کرنے والا جنت میں اعلان کرے گا کہ تمہارے لئے یہ طے ہو چکا ہے کہ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے کبھی بیماری تم پر نہ آئے گی اور ہمیشہ نوجوان رہو گے کبھی بڑھاپا تم پر نہیں آئے گا اور تم ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت تم پر نہیں آوے گی۔

صحیحین میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن موت کو سفید مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور پھر اس کو جنت اور دوزخ کے بیچ میں کھڑا کر دیا جائے گا پھر اعلان کیا جائے گا کہ اے جنتیوں یہ سن کر اہل جنت ڈر کے مارے جھانکنے لگیں گے پھر اعلان ہو گا اے جہنمیوں تو اہل جہنم خوش ہو کر اپنا سر اٹھائیں گے اور اس کو دیکھیں گے کہا جائے گا کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ کہیں گے ہاں ہم اس کو پہنچاتے ہیں یہ موت ہے چنانچہ اس کو جنت اور جہنم کے درمیان ذبح کیا جائے گا پھر اعلان ہو گا اے جنت والوں تم کو ہمیشہ رہنا ہے کبھی موت نہیں ہے اور اے دوزخ والوں تم کو ہمیشہ رہنا ہے کبھی موت نہیں ہے۔

اس مقام پر متاخرین نے اختلاف کر کے تین اقوال بیان کئے ہیں۔

(۱) جنت اور جہنم فانی ہیں ابدی نہیں بلکہ دونوں جیسے حادث ہیں ویسے ہی فانی بھی ہیں۔

(۲) دونوں ہمیشہ باقی رہیں گے کبھی فنا نہ ہوں گے۔

(۳) جنت ہمیشہ باقی رہے گی اور جہنم فنا ہو گی یہاں ہم ان تینوں اقوال اور ان کے مقابل والوں کے اقوال اور ہر قول کے مستدلات ذکر کریں گے اور جو قول کتاب اللہ اور سنت رسول کے خلاف ہو اس کی تردید کریں گے۔

چنانچہ جنت اور جہنم کے فناء کا قائل فرقہ معطلہ جہمیہ کا امام صفوان بن جہم ہے حالانکہ اس بارے میں اس کے پاس نہ کسی صحابی کا قول ہے اور نہ تابعین اور نہ ائمہ اسلام میں سے کسی ایک کا اور نہ اہل سنت میں سے کوئی ایک اس کا قائل ہے ان کے اس قول کے وجہ سے ائمہ اسلام نے جہم بن صفوان اور اس کے پیروں کار پر نکیر فرمائی اور ان کی تکفیر کی اور زمین کے اطراف میں ان کے خلاف یہ آواز اٹھائی جیساکہ امام احمد کے بیٹے عبداللہ ﷫ نے کتاب السنتہ میں خارجہ بن مصعب سے نقل کیا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی کتاب کی تین آیتوں سے جہمیہ کی تکفیر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اکلھا دائم وظلھا (سورۃ الرعد ۳۵) میوہ اس کا ہمیشہ ہے اور سایہ بھی

یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ نہیں ہوں گے ارشاد ہے۔

ان ھذا لرزقنا مالہ من نفاد (سورۃ ص ۵۴) یہ ہے روزی ہماری دی ہوئی اس کو نہیں نبڑنا۔

یہ کہتے ہیں کہ وہ ختم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ماعندکم ینفد وما عنداللہ باق (سورۃ النحل ۹۶) جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہو گا۔

شیخ الاسلام (ابن تیمیہ ﷫) فرماتے ہیں کہ جہم بن صفوان کے اس قول کی وجہ اس کا وہ اصول ہے جس کا اس نے عقیدہ رکھا جو کہ غیر متناہی حوادث کے وجود کا امتناع ہے' اور یہ اہل کلام کی وہ بنیاد ہے جس سے انہوں نے حدوث اجسام پر استدلال کیا ہے اور حدوث

عالم میں بھی انہوں نے اس کو دلیل بنایا۔ چنانچہ جہم نے یہ سمجھا کہ ممتنع حوادث کا ماضی میں رول نہ ہو تو وہ مستقبل میں ممتنع ہوں گے۔ چنانچہ اس کے ہاں فعل کا دوام مستقبل میں اللہ تعالیٰ پر ممتنع ہے جیسا کہ اس کے ہاں ماضی میں اللہ تعالیٰ پر ممتنع تھا' معتزلہ کے شیخ ابو الھذیل علاف نے اس کے ساتھ اس دلیل میں موافقت کی۔ الخ

مقصد یہ ہے کہ جنت اور جہنم کی فنایت کا قول ایک ایسا گھڑا ہوا قول ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین اور ائمہ اسلام میں سے کوئی اس کا قائل نہیں اور جنہوں نے یہ قول کیا ہے تو انہوں نے یہاں اپنے قیاس فاسد کو استعمال کیا ہے جیسا کہ بہت سارے لوگوں پر ان کا یہ اصل مشتبہ رہا اور انہوں نے اس کو حق سمجھا اور اس پر قرآن کو مخلوق کہنے اور صفات کی نفی کرنے کی بنیاد رکھی۔ حالانکہ قرآن اور سنت اور عقل صریح اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات اور اس کے افعال غیر متناہی ہیں نہ دوسرے سے منقطع ہوتے ہیں اور پہلے میں محدود ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قل لو كان البحر مدادا لكلمات ربي لنفد البحر قبل أن تنفد كلمات ربي ولو جئنا بمثله مددا. (سورة الكهف ۱۰۹)

تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کہ لکھے میرے رب کی باتیں بیشک دریا خرچ ہو چکے ابھی نہ پوری ہوں میرے رب کی باتیں اور اگرچہ دوسرا بھی لائیں ہم ویسا ہی اس کی مدد کو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ولو أن ما في الأرض من شجرة أقلام والبحر يمده من بعده سبعة أبحر ما نفدت كلمات الله إن الله عزيز الحكيم. (سورة لقمان ۲۷)

اور اگر جتنے درخت ہیں زمین میں قلم ہوں اور سمندر ہوں اس کی سیاہی اس کے پیچھے ہوں سات سمندر نہ تمام ہوں باتیں اللہ کی بیشک اللہ زبردست ہے حکمتوں والا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت اور حکمت کے کلمات ختم نہ ہونے کی خبر دی ہے یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے ذاتی اوصاف ہیں۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں سلیمان بن عامر سے نقل کیا ہے کہ میں نے ربیع بن انس

ﷺ سے سنا فرمایا کہ تمام لوگوں کے علم کی مثال اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں ایسی ہے جیسا کہ تمام سمندروں میں سے پانی کا ایک قطرہ لیا جائے۔ فرمایا کہ مذکورہ آیت اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں نازل فرمائی ہے اور دنیا کی تمام نعمتیں آخرت کی نعمتوں کے مقابلے ایسی ہیں جیسا کہ تمام زمین کے درمیان رائی کا ایک دانہ پڑا ہو۔

جہنم کے دائمی اور ابدی ہونے کے بارے میں شیخ الاسلام (ابن تیمیہ) نے فرمایا کہ اس میں سلف اور خلف کے دو قول مشہور ہیں اور اس بارے میں تابعین کا نزاع بھی مشہور ہے میں کہتا ہوں اس میں سات اقوال ہیں

(۱) ایک یہ ہے کہ جو اس میں داخل ہو جائے وہ ہمیشہ کے لئے کبھی اس سے نہیں نکلے گا بلکہ اس میں داخل ہونے والا ابدالاباد تک اللہ کے حکم سے اس میں رہے گا۔ یہ قول معتزلہ اور خوارج کا ہے۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ جہنمیوں کو کچھ مدت تک اس میں عذاب دیا جائے گا۔ پھر جہنم ان پر تبدیل ہو جائے گی اور ان لوگوں کی طبیعت ناری ہو جائے گی جس کی وجہ سے یہ اس سے لذت محسوس کریں گے یہ قول فرقہ اتحادیہ کے امام ابن عربی الطائی کا ہے اس نے اپنے عقائد میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو سچا کر دکھانا قابل تعریف ہے نہ کہ وعید اللہ کی ذات بالذات تعریف کا تقاضا کرتی ہے چنانچہ صدق وعدہ کی تعریف کی جائے گی نہ کہ وعید پورا کرنے کی بلکہ وعید کا معاف کرنا قابل تعریف ہے۔

فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ (سورۃ ابراہیم ۴۷) سو خیال مت کر کہ اللہ خلاف کرے گا اپنا وعدہ اپنے رسول سے

وعید کے متعلق اس طرح ارشاد نہیں ہے بلکہ وعید کے متعلق فرمایا

ونتجاوز عن سیئاتھم (احقاف ۱۶) اور معاف کرتے ہیں ہم برائیاں

حالانکہ اللہ تعالیٰ وعید کے ذریعہ ڈراتے بھی ہیں' اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے صادق الوعدہ ہونے کی تعریف فرمائی ہے (انہ کان صادق الوعد و کان رسولا نبیا) (سورۃ مریم)۔

فلم یبق الاصادق الوعد وحدہ
ومالو عبدالحق عین تعاین
اذا دخلوا دارالشقاء فانہم
علی لذہ فیہا نعم مباین
نعیم جنان الخلد والامر واحد
وبینہما عندالتجلی تباین
یسمی عذابا من عذوبتہ طعمہ
وذاک لہ کالقشر والقشر صاین

(۳) تیسرا قول یہ ہے کہ جہنمی جہنم میں ایک محدود وقت تک عذاب میں مبتلا ہوں گے پھر سے نکلیں گے اور انکی جگہ دوسری قوم رہے گی یہ قول ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آیت ذیل میں ان کی تکذیب فرمائی۔

وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ قل أتخذ تم عنداللہ عهدا فلن یخلف اللہ عهده ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون بلی من کسب سیئة وأحاطت به خطیئة فاؤلئك اصحاب النار هم فیها خالدون.
(سورۃ البقرۃ ۸۰-۸۱)

اور کہتے ہیں ہمکو ہرگز آگ نہ لگے گی مگر چند روز گنے چنے کہہ دو کیا تم لے چکے ہو اللہ کے یہاں سے اقرار کہ آب ہرگز خلاف نہ کریگا اللہ اپنی اقرار کے یا جوڑے ہو اللہ پر جو تم نہیں جانتے کیوں نہیں جس نے کمایا گناہ اور گھیر لیا اس کو اس کے گناہ نے سو وہی دوزخ کے رہنے والے ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔

فرمایا

الم تر الی الذین اوتو نصیباً من الکتاب یدعون الی کتاب اللہ لیحکم بینهم ثم

کیا نہ دیکھا تو نے ان لوگوں کو جن کو ملا کچھ حصہ کتاب کا ان کو بلاتے ہیں اللہ کی کتاب کا ان کو بلاتے ہیں اللہ کی کتاب کی طرف تاکہ وہ

يتولى فريق منهم وهم معرضون ذالك بانهم قالوا لن تمسنا النار الا اياماً معدودات وغرهم في دينهم ما كانوا يفترون (آل عمران)

کتاب ان میں حکم کرے پھر منہ پھیرتے ہیں بعض ان میں سے تغافل کر کے یہ اس واسطے کہ کہتے ہیں وہ ہم کو ہرگز نہ لگی آگ دوزخ کی مگر چند دن گنتی کے اور بہکے ہیں اپنے دین میں اپنی بنائی باتوں پر

یہ اللہ کے دشمنوں یہودیوں کا قول ہے چنانچہ یہود اس طرح کے اقوال کے قائلین کے شیوخ ہیں حالانکہ اس قول کے فساد پر قرآن و سنت اور صحابہ تابعین اور ائمہ اسلام کا اجماع دال ہے (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وماهم منها بمخرجين (النحل)

وماهم بخارجين من النار (البقرة)

كلما ارادوا ان يخرجوا منها اعيدوا فيها (سورۃ الحج ۲۰)

اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے

اور وہ ہرگز نکلنے والے نہیں نار سے

جب چاہیں کہ نکل پڑیں دوزخ سے گھٹن کے مارے پھر ڈال دیئے جائیں گے اس کے اندر

كلما ارادوا ان يخرجوا منها اعيدوا فيها (سورۃ الم سجدہ)

جیسا چاہیں کہ نکل پڑیں اس سے میں ڈال دیئے جائیں پھر اسی میں

لا يقضى عليهم فيموتوا ولا يخفف عنهم من عذابها (فاطر ۳۶)

نہ ان پر حکم پہنچے کہ مر جائیں اور نہ ان پر ہلکی ہو وہاں کی کچھ کلفت

ولا يدخلون الجنة حتى يلج الجمل في سم الخياط. (اعراف ۴۰)

اور نہ داخل ہوں گے جنت میں یہاں تک کہ گھس جائے اونٹ سوئی کے ناکے میں

یہ سب آیتیں اس بات کی بلیغ خبر دے رہی ہیں کہ ان کا جنت میں داخل ہونا محال ہے۔

(۴) چوتھا قول جس کو شیخ الاسلام ﷺ نے نقل کیا ہے ان لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں کہ جہنمی

جہنم سے نکلیں گے اور آگ اپنی حالت پر رہے گی اس کے بعد اس میں کسی کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ لیکن قرآن و سنت اس قول کی بھی تردید کر رہی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

(۵) پانچواں قول یہ ہے کہ جہنم فی نفسہ فنا ہوگی اس لئے کہ یہ حادث ہے پہلے نہیں تھی تو جب اس کا حدوث ثابت ہو گیا تو اس کا باقی ابدی ہونا محال ہوا۔ یہ قول جہنم بن صفوان اور اس کے پیروکاروں کا ہے۔ اس مسئلے میں اس کے ہاں جنت اور جہنم کے درمیان کوئی فرق نہیں دونوں برابر ہیں۔

(۶) چھٹا قول یہ ہے کہ جہنمیوں کی حیات اور حرکات ختم ہو جائیں گے اور وہ جمادات کی طرح بن جائیں گے نہ حرکت کریں گے اور نہ تکلیف محسوس کریں گے یہ قول معتزلہ کے امام ابو الہذیل علاف کا ہے۔ تاکہ غیر متناہی مدت تک اس کا حدوث ممتنع ہو جائے۔ چنانچہ اس حکم میں اس کے ہاں جنت اور جہنم برابر ہیں۔

(۷) ساتواں قول یہ ہے کہ جہنم کو اس خالق تبارک و تعالیٰ ختم فرمائیں گے کیونکہ اس نے اس کے لئے ایک مدت مقرر فرمائی ہے جس پر پہنچ کر یہ فانی ہوگی اور اس کا عذاب ختم ہو گا۔ شیخ الاسلام علیہ فرماتے ہیں کہ یہ قول عمر اور عبداللہ بن مسعود ابو ہریرہ ﷺ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم وغیرہ سے منقول ہے اور عبد بن حمید نے بھی جو کہ حدیث کے بڑے ائمہ میں سے ہیں اپنی مشہور تفسیر میں حضرت عمر ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر جہنمی لوگ جہنم میں بہت زیادہ ریت کی مقدار بھی ٹھہرے رہیں لیکن ایک دن ان پر ضرور ایسا آئے گا جس میں وہ نکلیں گے یہ بات انہوں نے آیت (لبثون فیہا احقابا) (رہیں گے اس میں قرنوں) کی تفسیر میں ذکر فرمائی ہے۔

اور لفظ اہل نار اس میں موحدین کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ان کے علاوہ کو بھی شامل ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

(اما اهل النار هم اهلها لایموتون فیها ولا یحیون) یعنی اہل نار سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس میں ہوں گے نہ اس میں مریں گے اور نہ اچھی زندگی گزاریں گے اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد اللہ تعالیٰ کے ارشاد "خالدین فیہا" اور "وما منہا بمخرجین" کے منافی نہیں۔ بلکہ اللہ

تعالیٰ جس بات کی خبر دے چکے وہ حق اور سچ ہے اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب اس کی مدت ختم ہو جائے گی تو وہ فنا ہو جائے گی۔ پھر نہ اس میں آگ رہے گی اور نہ عذاب اس قول کے قائل کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے ارشاد (قال النار مثواکم خالدین فیھا الاماشاء اللہ ان ربک حکیم علیم (فرماوے گا آگ ہے گھر تمہارا رہا کرو گے اس میں مگر جب چاہے اللہ البتہ تیرا رب حکمت والا مہربان ہے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہیں کہ وہ اللہ کی مخلوق کے بارے میں فیصلہ کرے اور نہ کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ ان کو جنت میں ٹھہرائے اور نہ جہنم میں اور فرمایا اس آیت میں یہ وعید صرف اھل قبلہ کے ساتھ خاص نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

ویوم یحشرھم جمیعایا معشر الجن قد استکثرتم من الانس وقال اولیأھم من الأنس ربنا استمتع بعضنا ببعض وبلغنا اجلنا الذی اجلت لنا. قال النار مثوکم خالدین فیھا الا ماشاء اللہ ان ربك حکیم علیم. وکذالك نولی بعض الظالمین بعضا بما کانوا یکسبون. (انعام ۱۲۸-۱۲۹)

اے جماعت جنات کی تم نے بہت کچھ تابع کر لئے اپنے آدمیوں میں سے اور کہیں گے ان کے دوستدار آدمیوں میں سے اے رب ہمارے کام نکالا ہم میں ایک نے دوسرے سے اور ہم پہنچے اپنے اس وعدہ کو جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا۔ فرماوے گا آگ ہے گھر تمہار رہا کرو اس میں مگر جب چاہے اللہ البتہ تیرا رب حکمت والا خبردار ہے اور اس طرح ہم ساتھ ملاویں گے گناہ گاروں کو ایک کو دوسرے سے ان کے اعمال کے سبب۔

انسانوں میں سے جنوں کے دوستوں میں کفار قطعی طور پر شامل ہیں کیونکہ گناہگار مسلمانوں کی بہ نسبت کفار ان کی دوستی کے زیادہ حقدار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

انا جعلنا الشیطین اولیاءَ للذین لایومنون ۔ ہم نے کر دیا شیطانوں کو رفیق ان لوگوں کا جو ایمان نہیں لاتے۔

انه لیس له سلطان علی الذین امنوا وعلی ربهم یتوکلون. انما سلطانه علی الذین یتولونه والذین هم به مشرکون. (سورۃ نحل ۹۹-۱۰۰)

اس کا زور نہیں چلتا ان پر جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس کا زور تو انہیں پر ہے جو اس کو رفیق سمجھتے ہیں اور جو اس کو شریک مانتے ہیں۔

ان الذین اتقوا اذا مسهم طائف من الشیطٰن تذکروا فأ ذاهم مبصرون واخوانهم یمدونهم فی الغی ثم لایقصرون.
(سورۃ اعراف ۲۰۱)

جس کے دل میں ڈر ہے جہاں پڑ گیا ان پر شیطان کا گذر چونک گئے پھر اس وقت ان کو سوجھ آجاتی ہے اور جو شیطانوں کے بھائی ہیں وہ ان کو کھینچتے چلے جاتے ہیں گمراہی میں پھر وہ کمی نہیں کرتے۔

افتتخذونه وذریته اولیاء من دونی وهم لکم عدو (سورہ کہف)

سو کیا اب تم ٹھہراتے ہو اس کو اور اس کی اولاد کو رفیق میرے سوائے اور وہ تمہارے دشمن ہیں۔

فقاتلوا اولیاء الشیطٰن

سو لڑو تم شیطان کے حمایتوں سے

اولئک حزب الشیطٰن الا ان حزب الشیطٰن هم الخاسرون. (مجادلہ ۱۹)

وہ لوگ ہیں گروہ شیطان کا بنتا ہے؟ جو گروہ ہے شیطان کا وہی خراب ہوتے ہیں۔

و اِن الشیطن لیوحون الی اولیائهم لیجادلوکم وان اطعتموهم اِنکم لمشرکون. (انعام ۱۲۱)

اور شیطان دل میں ڈالتے ہیں اپنے رفیقوں کے تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اگر تم نے ان کا کہا مانا تو تم بھی مشرک ہوئے۔

استثناء تو اس آیت میں واقع ہے جو شیطان کے دوستوں کا جہنم میں داخل ہونا بتا رہی ہے اسی وجہ سے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اللہ

کی مخلوق میں کوئی فیصلہ کرے۔ اور کہا کہ جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ "الا" بمعنی سوا کے ہے' یعنی اللہ تعالیٰ جتنا چاہیں گے ان کو مختلف قسم کے عذابات زیادہ دیں گے اس قول میں مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کے درمیان جو منافرت ہے وہ واضح ہے اس لئے کہ مخاطب نے "الا" کے ماقبل سے جو سمجھا "الا" کا مابعد (مستثنیٰ) اس کا مخالف ہے اس طرح ان لوگوں کا کہنا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ استثناء ان کے دخول سے قبل زمانہ برزخ اور میدان حشر اور جہنم میں گزرا ہوا باقی ماندہ وقت نکالنے کے لئے ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں اس لئے کہ یہ استثناء جملہ خبریہ سے ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جب یہ لوگ جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک کہ زمین اور آسمان ہیں مگر وہ وقت جو اللہ چاہے اور ان کے اسی کہنے میں کہ "ربنا استمتع بعضنا ببعض وبلغنا اجلنا الذی اجلت لنا" (اے رب ہمارے کام نکالا ہم میں ایک نے دوسرے سے اور ہم پہنچے اپنے اس وعدہ کو جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا) تو ایک قسم کا اقرار اور تسلیم اور افسوس موجود ہے یعنی جنوں نے ہم سے فائدہ اٹھایا اور ہم نے ان سے فائدہ اٹھایا تو ہم شرک اور اس کے سبب اور دواعی میں برابر کے شریک رہے اور ہم نے ان سے فائدہ اٹھانے کو تیری اور تیری رسول کی اطاعت پر ترجیح دی اور اس میں ہماری عمریں ختم ہو گئیں ہیں اور ہم نے آپ کی رضا حاصل نہ کی' بس اس مدت میں تو ہمارا بڑا مقصود ایک دوسرے سے فائدہ اٹھانا رہا۔ اب آپ ان کے اس اعتراف میں غور فرمائیں کہ وہ کس حقیقت پر تھے اور آج ان کے سامنے کیسے حقیقت کھل گئی اور یہ جان لیں گے کہ اپنی زندگی میں انہوں نے صرف ایک دوسرے سے فائدہ اٹھانا اپنے حصے میں لیا تھا اور انہوں نے اپنے رب کی عبادت اور اس کی مغفرت اور اسکی توحید و معرفت اور اس کی مرضی کو ترجیح دینے سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ چنانچہ ان کے اقرار کا ایک نمونہ یہ ہے۔

(۱) **لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحٰب السعیر**

اور کہیں گے اگر ہم ہوتے سنتے یا سمجھتے تو نہ ہوتے دوزخ والوں میں

(۲) **فاعترفوا بذنبہم**

سو قائل ہو گئے اپنے گناہ کے

(۳) فعلموا ان الحق
سو جان گئے کہ حق اللہ کے لئے ہے۔

چنانچہ مقصود اللہ تعالیٰ کے ارشاد "الا ماشاء ربک" سے یہ ہے کہ یہ ان مذکورہ لوگوں کے ساتھ خاص اور گناہ گار موحدین کو بھی شامل ہے۔ صرف گنہگار مسلمان کے ساتھ اس کو خاص قرار دینا دوسروں کو چھوڑ کر کوئی معنی نہیں رکھتا اور جب ایک جماعت نے اس قول کے ضعف کو دیکھا یعنی استثناء مدت برزخ اور میدان حشر کی طرف راجع ہے' تو کہا ہے کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ تم جہنم میں ہمیشہ رہو گے ہاں اگر اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ تم لوگوں کو عذاب دینا چاہے یعنی زمہریر میں داخل کرے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ان جهنم كانت مرصادا للطاغين مابالا لبثين فيها احقابا. (سورۃ نباء ۲۳-۲۱)
بیشک دوزخ ہے تاک میں شریروں کا ٹھکانا رہا کریں اس میں قرنوں۔

کہا کہ ابد کا اندازہ احقاب سے نہیں کیا جا سکتا۔ اس آیت کے متعلق ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہنم پر ایک ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ اس میں کوئی بھی نہیں ہو گا اور یہ اس وقت کے بعد ہو گا کہ لوگ اس میں کئی احقاب رہ چکے ہوں گے۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح نقل کیا ہے اور پھر فرمایا کہ اہل سنت والجماعت کے ہاں اس قول کا معنی یہ ہے کہ اگر یہ بات ثابت ہو تو اسکا مطلب یہ ہو گا ایمان والوں میں سے اس میں کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ بات حضرت ابو یرہرہ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔ حرب نے اس آیت کے متعلق اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت تمام وعیدات قرآنی کو شامل ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ جہنم پر ایک ایسا دن ضرور آئے گا جس دن اس کے دروازے خالی ہوں گے کوئی بھی اس میں نہیں ہو گا اور یہ اس وقت ہو گا جبکہ لوگ بہت زمانہ تک اس میں رہ چکے ہوں گے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہ نہیں ہوں اور میں یہ نہیں کہتا کہ عنقریب جہنم پر ایسا دن آئے گا کہ اس میں کوئی بھی نہیں ہو گا اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

فاما الذین شقوا ففی النار لھم فیھا زفیر و شھیق۔ (ھود ۱۰۶) سو جو لوگ بد بخت ہیں وہ تو آگ میں ہیں ان کو وہاں چیخنا ہے اور دھاڑنا۔

عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب اس سے موحدین مراد لیتے ہیں۔ جابر بن عبداللہ اور اس کے بعض ساتھی اللہ تعالیٰ کے ارشاد (**خالدین فیھا مادامت السموات الخ**) کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ پوری وعیدات قرآنی کو شامل ہے۔ ابن جریر ﷫ نے یہ قول اپنی تفسیر میں سلف سے نقل کیا ہے اور دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ اس سے مراد جہنمی ہیں اور ہر وہ شخص جو جہنم میں داخل ہو جائے عبدالرزاق رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی شخص سے نقل کرتے ہیں کہ قرآن میں جہاں بھی "خالدین فیہا" کے الفاظ ہو تو یہ آیت اس کو شامل ہے۔ ابو مجلز فرماتے ہیں کہ یہ ان کا بدلہ ہے اگر چاہے تو ان سے اپنا عذاب رفع فرما سکتے ہیں۔ ابن جریر ﷫ آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس ﷠ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے استثناء فرمایا اور آگ کو ان کے کھانے کا حکم دیا۔

شعبی ﷫ فرماتے ہیں کہ جہنم بہت جلد تیزی سے بننے والی اور بہت جلد ویران ہونے والی چیز ہے۔ ابن جریر ﷫ نے اس میں ایک دوسرا قول بھی نقل فرمایا ہے۔ فرمایا کہ ہمیں تو اہل جنت کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مشیت معلوم ہوئی اس کے ارشاد "عطاء غیر مجذوذ" سے کہ وہ زمین اور آسمان کی مدت بقاء سے بھی زیادہ رہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کے متعلق ہمیں اپنی مشیت نہیں بتائی۔ اس لئے کہ ان کے بارے میں اس کی مشیت زیادتی میں بھی ممکن ہے اور نقصان میں بھی۔ ابن زید ﷫ نے بھی آیت مذکورہ "عطاء غیر مجذوذ" تک تلاوت فرما کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لئے جو کچھ چاہا اس سے ہمیں آگاہ فرمایا لیکن جو کچھ جہنمیوں کے لئے چاہا اس کی ہمیں اطلاع نہیں دی۔

حضرت جابر ﷜ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت (فاما الذین شقوا الخ) تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ چاہے تو بعض بد بخت جہنمیوں کو اس سے نکال کر جنت میں داخل فرما دیں گے۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے یہ استثناء جہنم میں داخل ہونے کے بعد اس سے نکلنے کے لئے ہے۔ اور ان لوگوں کے خلاف ہے جو کہتے ہیں کہ یہ قبل الدخول

کے لئے ہے لیکن یہ بعض کے جنہم سے نکلنے پر دلالت کرتا ہےاور بلاشک وشبہ یہ حق ہےاور یہ بات اس کےانقطاع اور عذاب کے فنا ہونےاور اپنےاندر والوں کو کھانے کی نفی نہیں کرتی اور وہ لوگ ہمیشہ اس کےاندر عذاب سہتے رہیں گے جب تک جنہم اس طرح رہے گی اور وہ اس سے نکل نہیں سکیں گے چنانچہ حدیث دو باتوں پر دلالت کرتی ہے۔

(۱) اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو بعض بدبختوں کو جنہم سے نکال لیں گے تو اس صورت میں استثناء بعد الدخول کے لئے ہو گا نہ کہ قبل الدخول کے لئے استثناء کا معنی یہ ہو گا (مگر جو تیرا رب چاہے کہ بعض بدبخت اس میں ہمیشہ رہیں گے) اس صورت میں اشقیاء کی دو قسمیں بنیں گی۔ایک قسم تو وہ ہوگی جو نکل جائے گی اور دوسری قسم اس میں ہمیشہ رہے گی تو اس صورت میں یہ اول اشقیاء تھے بعد میں سعید بن گئے تو ان کے لئے دو مختلف وقتوں میں شقاوت وسعادت جمع ہوئیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ان جھنم کانت مرصاداً للطاغین مآبا لابثین فیھا احقاباً. (سورۃ نباء ۲۱-۲۳)

بیشک دوزخ ہے تاک میں سریروں کا ٹھکانہ رہا کریں اس میں قرنوں نہ چکھیں وہاں کچھ مزا ٹھنڈک کا اور نہ پینا ملے کچھ مگر گرم پانی اور بہتی پیپ بدلا ہے پورا ان کو توقع نہ تھی حساب کی اور جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو مکرا کر۔

یہ آیتیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانے والے کفار کی وعید میں صریح ہیں۔ابد کا اندازہ احقاب سے نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ قدیم کا اندازہ احقاب سے نہیں کیا جاسکتا اسی وجہ سے عبداللہ بن عمرو نے فرمایا کہ جنہم پر ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ اس کے دروازے خالی پڑے ہوں گے کوئی بھی اس میں نہیں ہو گا اور یہ اس وقت ہو گا کہ لوگ کئی احقاب اس میں رہ چکے ہوں گے اور جن لوگوں نے جنہم کے دوام کو قطعی قرار دیا ان کے استدلال کے چھ طریقے ہیں

(۱) اجماع کا اعتقاد اکثر لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ مسئلہ صحابہ اور تابعین کے درمیان مجمع علیہ رہا ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں تھا اس میں اختلاف بعد کی ایجاد ہے۔اور بدعتوں کے

اقوال میں سے ہے (۲) قرآن کریم قطعی طور پر اس پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جہنم (عذاب مقیم) ہے جس میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور عذاب پر عذاب زیادہ ہوتا رہے گا اور یہ کہ جہنمی اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اس سے کبھی نکل نہیں پائیں گے اور نہ ان کو نکالا جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے اس وقت تک جنت کافروں پر حرام قرار دیا یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے (اور یہ محال ہے) اور نہ ان کے لئے موت کا فیصلہ ہو گا کہ مرجائیں اور نہ عذاب میں کوئی تخفیف کی جائے گی اور اس کا عذاب ہمیشہ والا ہے ان لوگوں کا کہنا ہے جہنم کے دائمی اور استمراری ہونے میں یہ آیتیں قطعی ہیں (۳) سنت مستفیضہ یہ بات بتا رہی ہیں کہ کفار کو چھوڑ کر جس شخص کے دل میں ایمان کا ایک ذرہ بھی ہو گا تو اس کو جہنم سے نکالا جائے گا اور شفاعت کی حدیثیں اول سے لیکر آخر تک سب کی سب صراحتاً بتا رہی ہیں کہ گناہ گار موحدین کو جہنم سے نکالا جائے گا اور یہ حکم ان کے ساتھ خاص ہے پس اگر کفار بھی جہنم سے نکلیں وہ بھی گناہ گار موحدوں کی طرح ہو جائیں گے اور پھر یہ حکم اہل ایمان کے ساتھ مختص نہیں ہو گا۔

(۴) پیغمبر ﷺ نے جس طرح ہمیں دوام جنت اور اس کے عدم فنائیت کے بارے میں اطلاع دی تو اسی طرح ہمیں اس کی بھی اطلاع دی کہ جہنم فنا نہیں ہو گی۔

(۵) اہل سنت اور سلف کے عقائد اس کے بارے میں صریح اور صاف ہیں کہ جنت اور جہنم اب پیدا کئے گئے ہیں اور یہ کبھی فنا نہیں ہوں گے بلکہ ہمیشہ رہیں گے اور سلف اس کی فنائیت کا عقیدہ اہل بدعت کے طرف منسوب کرتے تھے۔

(۶) عقل بھی کفار کا جہنم میں ہمیشہ رہنے کا مقتضی ہے اور یہ ایک قاعدہ پر مبنی ہے وہ یہ کہ معاد اور فرمانبردار نفوس کو ثواب دینا اور نافرمان فاجر نفوس کو عذاب دینا عقل سے معلوم کیا جائے گا یا صرف سماع سے؟ اس میں مسلمانوں کی رائے دو طریقوں پر ہے۔ ان میں سے اکثر اس طرف گئے ہیں کہ یہ چیزین سمع کے ساتھ ساتھ عقل سے بھی معلوم کی جاتی ہیں۔ جیسا کہ قرآن کے کئی مقامات اس پر دال ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید فرمائی ہے جو موت اور زندگی کے معاملے میں فجار اور ابرار کو برابر مانتے ہیں۔ اور ان لوگوں کی تردید کی ہے جو کہتے

تھے کہ اللہ نے اپنی مخلوق کو عبث پیدا کیا اور وہ واپس نہیں لوٹیں گے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بیکار چھوڑا ہے نہ ان کو ثواب دے گا اور نہ عذاب۔ حالانکہ یہ عقیدہ اس کی حکمت اور کمال میں قادح ہے اور ایسی چیز کو اس کی طرف منسوب کرنا ہے جو اس کے شایان شان نہیں۔ بلکہ بسا اوقات تو نفوس بشریہ کے بقاء کے ساتھ ساتھ ان کے اعتقادات اور صفات بھی ان کے ساتھ لازم اور ہمیشہ رہیں گی اگرچہ وہ عذاب دیکھ کر تھوڑی دیر کے لئے اپنے فاسد عقائد پر نادم ہو جائیں گے لیکن جیسے ہی عذاب سے جدا ہوں گے تو پھر وہی پہلے والے عقائد کی طرف لوٹ آئیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

ولو تری اذوقفوا علی النار فقالوا یالیتنا نرد ولا نکذب بایات ربنا ونکون من المئومنین. بل بدالھم ما کانوا یخفون من قبل. ولو ردوا لعادوا لما نھوا عنہ وانھم لکاذبون.

(سورۃ الانعام ۲۷ - ۲۸)

اور اگر تو دیکھے جس وقت کہ کھڑے کے جائیں گے وہ دوزخ پر کہیں گے اے کاش ہم پھر بھیج دیئے جاویں اور ہم نہ جھٹلائیں اپنے رب کی آیتوں کو اور ہو جاویں ہم ایمان والوں میں۔ کوئی نہیں بلکہ ظاہر ہو گیا جو چھپاتے تھے پہلے اور اگر پھر بھیجے جاویں تو پھر بھی وہی کام کریں جس سے منع کئے گئے تھے اور وہ بیشک جھوٹے ہیں۔

یہ لوگ عذاب چکھ چکے ہوں گے لیکن ان کا کفر اور خبث ان کے ساتھ قائم رہے گا جیسے ہی عذاب سے الگ ہوں گے تو پہلے کی طرح کفار بنیں گے۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے دوام عذاب کا سمع کی طرح عقل بھی مقتضی ہے۔ اصحاب فن نے فرمایا اس مسئلے میں یہ طریقہ استدلال حق کو واضح کر رہا ہے۔ پہلے طریق میں جو انہوں نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے تو وہ غیر معلوم ہے اجماع تو اس مسئلہ میں ان کا ہو سکتا ہے جو اس میں نزاع سے ناواقف ہو۔ حالانکہ اس میں تو نزاع قدیماً اور حادثاً مشہور چلا آرہا ہے۔ بلکہ اگر مدعی اجماع کو اس بات کا مکلف بنایا جائے کہ دس صحابہ کرام سے ایک تک کہ ان میں سے کسی ایک نے بھی یہ کہا ہو کہ جنہم کبھی بھی فناء نہیں ہوگی تو نہیں ثابت کر سکے گا۔ حالانکہ ہم نے تو اس کے خلاف ان سے

صریحاً نقل کیا اور اس کے خلاف ہمنے کسی کا قول نہیں پایا بلکہ تابعین نے ان سے یہی نقل کیا ہے کہا کہ اجماع معتد بہ کی دو قسمیں متفق علیہ ہیں اور تیسری قسم اختلافی ہے لیکن اس مسئلہ میں کوئی بھی نہیں پائی جاتی۔

پہلی قسم: وہ ہے جس کا ضروریات دین میں سے ہونا معلوم ہو۔ جیسے ارکان اسلام کا وجوب اور محرمات ظاہرۃ کی تحریم۔

دوسری قسم: وہ ہے کہ اہل اجتہاد سے اس کے حکم پر تصریح منقول ہو۔

تیسری قسم: ان میں سے بعض کوئی بات کہدے اور وہ امت میں پھیل بھی جائے اور کسی نے بھی اس پر نکیر نہ کی ہو تو تمہارے پاس اجماع کی ان اقسام میں سے کون سی قسم ہے؟

اگر کوئی شخص ان طرق سے اجماع کا دعویٰ کرے اور یہ دلیل پکڑے کہ یہ صحیح طور پر صحابہ کرام سے منقول ہے اور کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہیں کیا تو اس کا اجماع تمہارے اجماع سے بہتر ہوگا۔

طریقہ استدلال نمبر ۲ جو کہ جہنم کی بقاء اور اس کی عدم فنائیت پر قرآن کی دلالت تھی تو قرآن کریم میں کوئی ایسی دلیل کہاں ہے جو اس پر دلالت کرتی ہو ہاں قرآن کریم اس پر دلالت کرتا ہے کہ کفار جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور اس سے کبھی نہیں نکلیں گے اور نہ ان سے عذاب منقطع ہوگا اور نہ اس میں مریں گے اور اس میں ہمیشہ ان کو عذاب دیا جائے گا یہ ساری کی ساری ایسی چیزیں ہیں جن میں صحابہ اور تابعین اور ائمہ اسلام کے درمیان کوئی نزاع نہیں رہا اور نہ یہ مورد نزاع ہے۔ بلکہ نزاع تو ایک دوسری چیز میں ہے وہ یہ کہ آیا جہنم ابدی ہے یا اس کی فنائیت مقرر ہے؟ باقی کفار کا اس سے نہ نکلنا اور ان سے عذاب کا منقطع نہ ہونا اور مرکز ختم نہ ہونا اور اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہونا جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو' وغیرہ میں صحابہ اور تابعین اور اہل سنت کے مابین کوئی اختلاف نہیں رہا' بلکہ اختلاف اس میں رہا جس کے متعلق ہم نے یہود اور اتحادیہ اور بعض اہل بدع کے اقوال نقل کئے۔ یہ اور اس جیسے اور نصوص ان کا دارالعذاب میں ہمیشگی کے مقتضی ہیں۔ جب تک وہ باقی رہے اس سے کبھی نہیں نکل سکتے۔ جیسے کہ اس کی بقاء کے باوجود توحید والے اس سے نکلیں

گے۔

اور استدلال کا طریق ثالث جو کہ مشرکوں کے علاوہ اہل کبائر کے نکلنے پر سنت مستفیضہ کا وارد ہونا ہے یہ حق ہے اس میں کوئی شک نہیں بلکہ یہ تو ہمارے قول کی تائید کرتا ہے کہ موحدین اس سے نکالے جاویں گے اور جہنم خود تو دارالعذاب ہے فنا نہیں ہوگی جب تک باقی رہے گی مشرک اس میں رہیں گے نصوص اس پر بھی دلالت کرتے ہیں اور اس پر بھی۔

استدلال کا طریق رابع یعنی اہل سنت والجماعۃ کا عقیدہ ہے جنت اور جہنم اب پیدا شدہ ہیں کبھی فنا نہیں ہوں گے۔ چنانچہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں کی فنائیت کے قائل صرف اہل بدع اور جہمیہ اور معتزلہ ہیں۔ یہ قول صحابہ کرام اور تابعین اور ائمہ اسلام میں سے کسی کا بھی نہیں ہے۔ البتہ صرف اکیلے جہنم کی فنائیت کی دلیل ہم نے آپ کو بتادی جو صحابہ اس کے قائل ہیں اور اس مسئلے میں جنت اور جہنم میں تفریق کرتے ہیں۔ تو یہ قول اہل بدع کے درمیان ہوئی باوجودیکہ اہل بدع دارین میں تفریق کے قائل نہیں۔ اب تمہارا اس کو اہل بدع کے اقوال میں سے قرار دینا ایسی بات ہے جس کا مقالات بنی آدم اور ان کی آراء اور اختلاف سے کوئی مناسبت نہیں۔ جو قول کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ اور اجماع امت سے (خواہ اجماع صحابہ کا ہو یا ان کے بعد کے لوگوں کا) مخالف ہو تو اس کو اہل بدع کے اقوال میں سے شمار کیا جائے گا۔ اور جو قول کتاب اللہ اور سنت اور اقوال صحابہ کے موافق ہو تو اس کو اہل بدع کے اقوال میں سے نہیں شمار کیا جائے گا۔ اگر وہ اس کے قریب ہو' حق جو بھی کہے اس کا قبول کرنا واجب ہے۔ اور باطل جو بھی کہے اس کی تردید کرنی چاہیے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عادل حاکم ہیں۔ شک کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ اس کے بعد فتنے ہوں گے اس میں مال بڑھے گا اور قرآن کو کھول دیا جائے گا یہاں تک مومن اور منافق عورت' اور بچہ' کالا' اور گورا' سب اس کو پڑھیں گے۔ عنقریب ان میں سے ایک کہے گا کہ میں نے قرآن پڑھا ہے۔ ان کے متعلق میرا یہ گمان نہیں کہ وہ ہماری تابعداری کریں حتی کہ وہ بدعت میں مبتلا ہو جائیں گے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ حکیم کے زیغ سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ شیطان کبھی ان کی زبان سے گمراہی کی بات کرواتا ہے اور منافق بھی کبھی حق بات کہتا ہے لہٰذا حق جہاں سے

بھی آئے اس کو قبول کرو حق پر ایک نور ہوتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حکیم کا ٹیڑھا پن کیسے ہو گا؟ فرمایا کہ وہ بات جو تم کو ڈرائے گی اور تم اس کو برا سمجھو گے اور تم کہو گے کہ یہ کیا ہے؟ لہٰذا اس کی کجروی سے بچو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دے۔

علم اور ایمان قیامت تک اپنی جگہ رہیں گے۔

اہل سنت والجماعت نے جن چیزوں کی خبر اپنے عقائد میں دی ہے جس پر کتاب اللہ' سنت رسول اور اجماع سلف دلیل ہیں' یعنی جنت اور جہنم اب پیدا شدہ ہیں اور جہنمی اب اس سے نہیں نکل پائیں گے اور نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہو گی اور نہ انقطاع اور جہنمی اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور جہمیوں نے جہنم کی عدم فنائیت ذکر کی ہے وہ اس لئے کہ بعض بدعتیوں نے اس کی فنائیت کا قول کیا تھا۔ اور گزشتہ آثار ان کو نہیں پہنچے تھے اور جہمیوں کے جہنم میں ہمیشہ رہنے پر عقل کا فیصلہ ایسا ہے جس پر ان کے پاس کوئی نقلی دلیل نہیں حالانکہ یہ مسئلہ ان میں سے ہے جو خبر صادق ہی سے معلوم کیا جاتا ہے۔

ثواب وعذاب سمع کے ساتھ عقل سے بھی معلوم کئے جاتے ہیں یا صرف سمع سے؟ اس میں ائمہ اربعہ کے متبعین کے دو قول ہیں' صحیح بات یہ ہے کہ نقل معاد اور ثواب اور عقاب پر اجمالا دلالت کرتا ہے تفصیل اس کی سماع ہی سے معلوم کی جاتی ہے ثواب وعذاب کا دوام ایسی چیز ہے جس پر صرف عقل دلالت نہیں کرتی بلکہ وہ سماع سے جان لئے گئے ہیں اور سماع فرمانبرداروں کے دائمی ثواب پر قطعی دلیل ہے اور گناہ گاروں کے عذاب پر بھی دلیل قطعی ہے اس بات پر کہ وہ عذاب موحدین سے منقطع ہو گا اور کفار کے حق میں عذاب کا دوام اور انقطاع ہی مورد نزاع ہے پس جن کی جانب سے سماع ہو گا وہی حق بجانب ہیں۔

فصل

جنت اور جہنم کے دوام کے مابین شرعی و عقلی فرق کئی وجوہ پر

(۱) اللہ تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کی بقاء اور دائمی ہونے اور ختم نہ ہونے کی خبر دی ہے اور جہنم

کے بارے میں سوائے اس کے کہ اہل جہنم اس میں ہمیشہ رہیں گے نہیں نکلیں گے اور اس طرح کہ اہل جہنم نہ اس میں مریں گے اور نہ جئیں گے اور جہنم ان پر بند کر دی جائے گی اور یہ کہ جب اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو اس میں دوبارہ لوٹائے جائیں گے اور اس کا عذاب ان کے لئے لازم اور دائمی ہوگا کوئی خبر نہیں دی۔ چنانچہ ان دونوں خبروں میں فرق ظاہر ہے

(۲) دوزخ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تین آیات میں خبر دی ہے جو اس کے عدم ابدیت پر دلالت کرتی ہیں۔

پہلی آیت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

قال النار مثواکم خالدین فیہا الا ماشاء اللہ ان ربک حکیم علیم. (الانعام ۱۲۹)	فرمادے گا آگ ہے گھر تمہارا رہا کرو گے اسی میں مگر جب چاہے اللہ البتہ تیرا رب حکمت والا خبردار ہے۔

دوسری آیت۔

خالدین فیہا مادامت السموت والارض الا ماشاء ربک ان ربک فعال لما یرید۔ ھود ۱۰۷	ہمیشہ رہیں اس میں جب تک رہے آسمان اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب بیشک تیرا رب کر ڈالتا ہے جو چاہے۔

تیسری آیت۔

لبثین فیہا احقابا۔ نباء۔ ۲۳	رہا کریں اس میں قرنوں

اگر جنت کی ابدیت ودوام پر قطعی دلائل دلالت نہ کرتے تو دونوں جگہوں میں استثناء کا حکم ایک ہوتا اور یہ کیسے ہو سکتا جب کہ سیاق دونوں استثناؤں میں فرق کرتا ہے اس لئے کہ اہل جہنم کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان ربک فعال لما یرید (کر ڈالنے والا جو چاہے) تو ہمیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کچھ کرنا چاہتے ہیں اس کی خبر ہمیں نہیں دی اور اہل جنت کے بارے میں ارشاد ہے (عطاء غیر مجذوذ) (بخشش ہے بے انتہا) تو ہمیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور نعمتیں اہل جنت سے ختم نہیں ہوں گی پس عذاب موقت اور معلق ہے اور نعمتیں موقت اور معلق نہیں

ہیں۔

(۳) جنت کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ اس میں جہنم سے نکلنے والے معذب لوگوں میں سے وہ شخص کبھی داخل نہیں ہوگا جس نے کبھی بھلائی کا کام نہ کیا ہو اور جہنم میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس نے کبھی بھی برا عمل کیا نہ ہو بلکہ اس میں صرف نافرمان کو ہی عذاب دیا جائے گا۔

(۴) یہ بات یقینی ثابت ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت کے لئے نئی مخلوق پیدا فرما کر اس میں ٹھہرا دیں گے لیکن یہ معاملہ جہنم کے ساتھ نہیں ہوگا۔ صحیح بخاری میں جو حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ جہنم کے لئے بھی نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے تو یہ بعض راویوں سے غلطی واقع ہوئی ہے اور حدیث ان پر اشتباہ کی وجہ خلط ملط ہوگئی حالانکہ خود امام بخاری علیہ نے جب یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ جنت کے لئے نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے ذکر کی تو وہاں صاف طور پر بتا دیا کہ اس حدیث کے الفاظ راویوں پر خلط ہو گئے حاصل یہ کہ ان فرقوں کے باوجود جنت کی ہمیشگی پر جہنم کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

(۵) پانچویں وجہ اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ جنت اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت کی جگہ ہے اور جہنم اس کے غضب و قہر کی جگہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اس کے غضب پر سبقت اور غلبہ حاصل ہے اور جیسا کہ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کا فیصلہ کر چکے تو کتاب میں آیت لکھی جو اس کے پاس عرش پر رکھی ہوئی ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب رہے گی اور جب اللہ تعالیٰ کی رضا کو اس کے غضب پر غلبہ اور سبقت حاصل ہے تو اس چیز کو جو موجب رضا ہے اس چیز کے برابر قرار دینا جو موجب غضب ہو ممتنع ہے۔

(۶) چھٹی وجہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ جس چیز کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی اور رحمت کے لئے ہوگی تو وہ مقصود لذاتہ ہے اور جو موجب غضب اور ناراضگی ہے تو وہ مقصود لغیرہ ہے وسیلہ ہے چنانچہ وہ غیر کی وجہ سے مسبوق مغلوب ہے اور جو رحمت کے لئے ہے وہ غالب اور سابق ہے۔

(۷) ساتویں وجہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے میں

تیرے ذریعہ جس پر چاہوں رحم کرتا ہوں اور جہنم سے فرمایا تو میرا عذاب ہے میں تیرے ذریعہ جس کو چاہوں عذاب دیتا ہوں اور جہنم کا عذاب طے شدہ اور الگ ہے اور یہ اس کے غضب سے پیدا ہے اور یہاں اس کی رحمت جنت ہی ہے جو کہ اس رحمت سے پیدا ہے جو رحمٰن کی صفت ہے۔ یہاں چار چیزیں ہیں (۱) ایک تو وہ رحمت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے (۲) ثواب تو اس سے الگ چیز ہے جس کے پیدا ہونے کا سبب اس کی رحمت ہے (۳) تیسری چیز غضب ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے (۴) عذاب الگ چیز ہے جس کے وجود میں آنے کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کا غضب ہے تو جب اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت صفت غضب پر غالب ہے تو صفت رحمت سے پیدا شدہ چیز (جنت) بھی غضب سے پیدا ہونے والی چیز (جہنم) پر غالب رہے گی تو اب غضب سے پیدا شدہ چیز اس کا مقابلہ کیسے کرے گی جو اللہ کی رحمت سے پیدا ہے۔

(۸) آٹھویں وجہ اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ جہنم کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ڈرانے اور خطاکاروں اور مجرموں کی پاکی کا ذریعہ بنایا ہے۔ چنانچہ جہنم نفس کی ان خباثتوں کے پاک کرنے کا ذریعہ ہے جو اس نے عالم دنیا میں کی ہوں گی۔ اس وجہ سے اگر نفس سچی اور خالص توبہ اور گناہوں کے مٹانے والے حسنات اور کفارہ بننے والے مصائب کے ذریعہ پاک ہو جائے تو پھر وہاں اس کی پاکی کی کوئی ضرورت نہیں پڑے گی بلکہ دیگر پاک لوگوں کے ساتھ اس کو کہا جائے گا جیسا کہ تمام پاک لوگوں سے کہا جائے گا۔ سلامتی ہو تم پر کہ تم پاکیزہ لوگ ہو ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جاؤ لیکن اگر وہ اس دنیا میں پاک نہ ہوا اپنے نجاست اور خبث سمیت اس دار سے منتقل ہوا تو پھر بطور پاکی اس کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ پھر جب پوری طریقے سے نفس پاک ہو جائے گا تو آگ سے نکال لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سیدھا اور احکام پر عمل پیرا ہونے کی استعداد پر پیدا فرمایا تھا یعنی وہ فطرت جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اگر لوگ اسی حالت پر رہتے توحید ہی پر ان کی نشوونما ہوتی لیکن اکثر فطرتوں کو وہ عوارض پیش آئے جس نے ان فطرتوں کو تبدیل کیا۔ اسی وجہ سے تو جہنم کا حصہ جنت کے حصے سے اکثر اور وافر ہے۔ اس تبدیلی کے کئی مراتب ہیں جس پر اللہ ہی احاطہ فرما سکتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج کر اور کتابیں نازل فرما کر اپنے بندوں کو وہ فطرت یاد دلائی جس پر ان

کو پیدا کیا تھا جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بھلائی کی توفیق دی تو وہ پیغمبروں کے لائے ہوئے احکامات اور کتابوں میں اترے ہوئے احکامات کے ذریعہ فطرت اولیٰ پر آئے۔ چنانچہ اللہ کی جانب سے اترنے والی شریعت اور کمال کو پہنچانے والی فطرت نے نفوس کو ایسے خبث اور میل کچیل کے کمانے سے منع کیا جو پھر بھی ان نفوس سے الگ نہیں ہوتے۔ بلکہ جب ان میں سے کوئی بھی چیز یا شیطان کا گزر ان پر ہو جائے تو ان کی شریعت اور فطرت کو بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ تو ان پیغمبروں نے اس کے موجب اور اثر کو زائل فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا ایسا انتظام فرمایا جس کے مقابلے کی طاقت کسی میں نہیں تھی اور اگر یہ بات نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کو بغیر کسی سبب کے اپنے بندوں کو عذاب دینے میں کوئی غرض نہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم و امنتم و کان اللہ شاکراً علیماً. (سورۃ النساء ۱۴۷)	کیا کریگا اللہ تم کو عذاب کر کے اگر تم حق کو مانو اور یقین رکھو اور اللہ قدردان ہے سب کچھ جاننے والا۔

بدبخت لوگ فطرت کی تبدیلی میں ہمیشہ لگے رہیں گے یہاں تک کہ اس کا بگاڑ محکم ہو گیا اور مکمل تبدیل ہوئی۔ چنانچہ اس تعبیر کے ازالہ میں ان کو ایک دوسری تبدیلی اور پاکی کی ضرورت پڑی تاکہ یہ صحت یاب ہو جائیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کی پڑھی جانے والی آیتوں اور احادیث کے ذریعہ انہوں نے صحت حاصل نہیں کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے عقوبات کا فیصلہ فرمایا جو دنیاوی عقوبات سے بڑھ کر تھے تاکہ ان سے وہ خبث اور نجاست نکال دے جو آگ کے بغیر زائل نہیں ہوتی تو پھر جیسے ہی موجب عذاب اور سبب عذاب زائل ہو گا تو مقتضی رحمت (جنت) باقی رہے گی جس کا کوئی معارض نہیں۔ اگر کوئی کہے کہ یہ تو حق ہے لیکن سبب تعذیب تو زائل نہیں ہوتا الا یہ کہ وہ عارضی ہو جیسے موحدین کے گناہ لیکن جو سبب تعذیب لازم ہو جیسے کفر اور شرک تو اس کا اثر زائل نہیں ہوتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بعینہ اس معنی کی طرف کئی مقامات پر اشارہ فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے (ولو ردوا لعادوا لما نھو عنہ) (اور اگر پھر بھیجے جاویں تو پھر بھی وہی کام کریں جس سے منع کئے گئے) اس میں اس بات کی خبر ہے کہ کفار کے نفوس اور طبائع شرک اور کفر کے علاوہ اور کسی چیز کا تقاضا ہی نہیں کرتے

اور ان میں ایمان کی صلاحیت ہی نہیں (۲) اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہے۔

ومن کان فی هذه اعمی فهو فی الاخرة اعمی و اضل سبیلا. (سورۃ الاسراء ۷۲)

اور جو کوئی رہا اس جہان میں اندھا سو وہ پچھلے جہان میں بھی اندھا ہی اور بہت دور پڑا ہوا راہ سے۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتلا دی کہ ان کی ضلالت اور ہدایت سے اعراض دائمی ہے' یہاں تک کہ جن حقائق کی اطلاع پیغمبروں نے دی ہے اس کے مشاہدے سے بھی زائل نہیں ہوتی۔ تو جیسے ان کا اندھا پن اور ضلالت ان سے جدا نہیں ہوتی تو اس کا مقتضای اور اثر بھی ان سے جدا نہیں ہو گا (۳) اللہ تعالیٰ ارشاد ہے۔

ولو علم اللہ فیهم خیراً لا سمعهم ولو اسمعهم لتولوا وهم معرضون. (سورۃ الانفعال ۲۳)

اور اگر اللہ جانتا ان میں کچھ بھلائی تو ان کو سنا دیتا اور اگر ان کو آپ سنا دے تو ضرور بھاگیں منہ پھیر کر

یہ آیت بتا رہی ہے کہ ان میں کوئی خیر ہی نہیں جو مقتضای رحمت ہو اگر ان میں کوئی خیر ہوتی تو اس کا اثر کبھی ضائع نہ جاتا۔ یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ان میں کوئی خیر نہیں (اخرجوا من النار من کان فی قلبہ ادنی مثقال ذرۃ من خیر) (جہنم سے ہر اس شخص کو نکالو جس کے دل میں ذرہ برابر بھی بھلائی ہو) تو اگر ان کے پاس خیر کا ادنیٰ سے ادنیٰ ذرہ بھی ہوتا تو یہ نکلنے والوں کے ساتھ نکل جاتے۔ اس مسئلے میں یہ سب سے قوی دلیل ہے۔ اور معاملہ ایسا ہی ہے جیسا کہ درست لوگ آخرت میں بھی اس اندھے پن اور ضلالت میں ہو گے جس کے اندر وہ دنیا میں مبتلا تھے۔ عذاب ان پر دائمی رہے گا جب تک یہ اسی حالت پر رہیں گے' لیکن کیا یہ کفر و تکذیب اور خبث ان کا امر ذاتی ہے جس کا زوال محال ہے؟ یا فطرت پر چھایا ہوا عارضی امر ہے جو قابل زوال ہو؟ یہی موضوع بحث ہے۔

تمہارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جو اس کے زوال کے محال اور امر ذاتی ہونے پر دلالت کرتی ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات کی خبر دے چکے ہیں کہ اس نے اپنے بندوں کو حنفیت پر پیدا فرمایا تھا۔ شیاطین نے ان کو ورغلایا۔ اللہ تعالیٰ نے کفر و تکذیب پر ان کو پیدا

نہیں فرمایا جیسا کہ چوپاؤں کو اپنی طبیعت پر پیدا کیا جاتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے خالق کے اقرار اور اس کی محبت اور توحید پر پیدا فرمایا تھا۔ جس حق پر اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا تھا اگر اس کا زوال اور شرک باطل سے ممکن ہو تو حق کے ذریعے کفر و شرک کا زوال بطریق اولیٰ ممکن ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر ان کو پہلی حالت پر لوٹایا گیا جس پر یہ تھے تو جن کاموں سے ان کو منع کیا گیا تھا یہ دوبارہ اس کی طرف لوٹ پڑیں گے۔ لیکن اس بات کی دلیل تمہارے پاس کہاں ہے کہ یہ حالت کبھی نہ زائل ہوگی اور نہ دوبارہ پیدا کرنے سے تبدیل ہوگی جس وقت آگ ان کا ٹھکانہ بنے گی اور انکے عذاب سے مطلوب حکمت حاصل ہو جائے گی اسلئے کہ عذاب تو بے فائدہ نہیں ہے بلکہ ایک مطلوب حکمت کے لئے ہوگا تو جب وہ حکمت حاصل ہو جائے گی پھر اللہ تعالیٰ کو ان کی تعذیب میں کوئی غرض و مطلب نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے عذاب سے شفا آرام حاصل نہیں کرتا جیسا کہ ایک مظلوم ظالم سے حاصل کرتا ہے وہ اپنے بندے کو اس غرض کے لئے عذاب نہیں دیتا بلکہ اللہ تعالیٰ تو اس کو بطور پاکی و رحمت کے عذاب دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ کے عذاب میں اسکی مصلحت ہے اگرچہ اس کو بہت ہی تکلیف کیوں نہ پہنچتی ہو جیسے کہ دنیا میں نفاذ حدود کے ذریعہ اس کا عذاب اصحاب حدود کے لئے مصلحت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حد کو عذاب کہا ہے اللہ تعالیٰ کی حکمت اس بات کی متقاضی ہے کہ اس نے ہر بیماری کے لئے اس کی مناسب دوا کا انتظام فرمایا ہے اور سخت بیماری کی دوا بھی سخت ہوتی ہے اور مشفق طبیب کبھی مریض کو آگ سے داغتا ہے تاکہ اس سے وہ ردی مادہ خارج کرے جو اسکی طبیعت مستقیمہ پر چھا گیا ہے چنانچہ اگر طبیب کسی کے عضو کاٹنے میں اس کی مصلحت سمجھتا ہے تو اس کو کاٹ لیتا ہے اور سخت تکلیف اس کو چکا دیتا ہے۔ چنانچہ یہ بندے کے اختیار کے بغیر اللہ کے قضا و قدرت سے اس کی طبیعت مستقیمہ پر چھائی ہوئی فاسد مادے کے ساز الے کا سبب ہوتا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بندے کے اختیار و ارادے اس کی فطرت سلیمہ پر مواد فاسدہ چھا جائے؟

جب ایک عقل مند آدمی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور آخرت میں اسکے ثواب و عقاب میں غور کرے گا تو ان میں نہایت ہی تناسب و توافق اور بعضوں کا بعض سے ربط

ضرور پائے گا اس لئے کہ ان سب کا مصدر و ماخذ اللہ تعالیٰ کا علم تام اور اس کی حکمت بالغہ و رحمت کاملہ ہے اللہ تعالیٰ حق اور واضح بادشاہ ہے اس کی بادشاہی عدل واحسان اور رحمت والی ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ کا بندے کو عذاب دینا اپنے کسی نفع یا ضرر ہٹانے کے لئے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے ایسے ہی برتر اور پاک ہے جیسا کہ دیگر تمام عیوب و نقائص سے پاک ہیں۔ اور نہ یہ عذاب محض عبث و حکمت اور بہترین انجام سے خالی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی پاک ہیں۔ تیسری تقدیر پر تعذیب اور مقصود نعمہ وہ ہے وسیلہ کے درجہ میں ہے مقصد کے درجہ میں نہیں۔ وسیلہ سے مراد یہ ہے کہ جب وہ مقصد مطلوبہ طریقے پر حاصل ہو جائے تو اس کا حکم ختم ہو جاتا ہے اس کے اولیاء کی نعمتیں اصل مقصود نہیں اور نہ ان کے دشمنوں کے عذاب کے دوام اور استمرار کے کمال میں ہیں اور نہ اشتیاء کی مصلحت دوام و استمرار میں ہے۔ اگرچہ اصل تعذیب میں ہی مصلحت ہے۔

(۱۰) اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا و رحمت اس کی دو ذاتی صفات ہیں اس کی رضا کی کوئی انتہا نہیں بلکہ تمام مخلوق سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو جاننے والے رسول ﷺ نے فرمایا

سبحان اللہ و بحمدہ عدد خلقه و رضا نفسه و زنة عرشه و مداد کلماته. ہم اللہ کی پاکی اور تعریف بیان کرتے ہیں اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اس کی ذات کی رضامندی اور اس کے عرش کے وزن اور اس کے کلمات کے برابر

جب اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے تو پھر اس کی ذات کی رضا تو بہت اعلیٰ اور برتر چیز ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضاء جنتوں اور اس کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بتا چکے ہیں کہ وہ اہل جنت سے ایسے راضی ہوں گے جس کے بعد ان پر کبھی ناراض نہیں ہوں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا غضب اور ناراضگی اس کی صفات ذاتیہ میں سے نہیں ہے کہ جس کا اس کی ذات سے جدا ہونا محال ہے یعنی وہ ہمیشہ صفت غضب میں ہی رہیں۔ لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفت غضب میں دو قول ہیں (۱) ایک یہ کہ یہ صفت اس کے صفات فعلیہ میں سے ہے جو اسکے ساتھ دیگر افعال کی طرح قائم ہے۔

(۲) دوسرا یہ کہ اس کی صفت فعل ہے اور اس سے جدا ہے اس کے ساتھ قائم نہیں رہتا یہ اقوال اس کی صفات حیات اور علم اور قدرت کی طرح نہیں جس کا الگ ہونا اللہ تعالیٰ سے محال ہو۔ اور عذاب تو اللہ تعالیٰ کی صفت غضب کی پیداوار ہے اور جہنم کو اس کے غضب ہی سے بھڑکایا جاتا ہے ایک مرفوع اثر میں وارد ہے "کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق کو اپنے غضب سے پیدا فرمایا ہے اور ان کو مشرق میں ٹھہرایا ہے اور انکے ذریعہ نافرمانوں کو عذاب دیتے ہیں"۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جو رحمت سے رحم کرنے کے لئے پیدا ہوتی ہے اور دوسری وہ ہے جو غضب سے غضب کے واسطے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کمال مطلق ثابت ہے ان تمام وجوہ سے جن کے خلاف سے وہ پاک ہے۔ چنانچہ وہی ذات واحد ہیں جو راضی ہوتے ہیں اور غصے ہوتے ہیں ثواب اور عذاب دیتے ہیں۔ عطاء فرماتے ہیں اور روکتے ہیں۔ عزت دیتے ہیں اور ذلیل کرتے ہیں۔ انتقام لیتے ہیں اور معاف فرماتے ہیں۔ وہی حقیقی بادشاہ ہیں جس کی بادشاہی حکمت اور رحمت اور حمد سے مقرون ہے۔ جب اس کا غضب اس کی رضاء میں بدل جاتا ہے تو اس کا عذاب اس کی رحمت سے تبدیل ہو سکتا ہے بلکہ اس کی رحمت تو ہمیشہ ہی رہتی ہے اگرچہ اس کی صفات اور صورتیں مختلف اور بدلتی رہتی ہیں۔ جیسا کہ گناہ گاروں کو عذاب دینا رحمت ہے اور پھر ان کو جہنم سے نکالنا رحمت ہے۔ چنانچہ یہ اللہ کی رحمت ہی میں دنیا میں رہتے ہیں اور اس کی رحمت ہی میں آخرت کی طرف لوٹتے ہیں اسی رحمت کو وہ پسند کرتے ہیں جو ان کے طبائع کے موافق ہوتی ہے اور یہی رحمت ہے جس کو وہ کبھی ناپسند کرتے ہیں اور ان پر گراں گزرتی ہے۔ جیسے کہ اس ڈاکٹر کی رحمت جو مریض کے گوشت میں نشتر لگا کر کاٹتا ہے تاکہ اس سے فاسد اور ردی مادہ خارج کر دے۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ قیاس تو صحیح نہیں اس لئے کہ ڈاکٹر مریض کے ساتھ جو یہ معاملہ کرتا ہے تو مریض کی رضامندی اور خوشنودی سے کرتا ہے اور یہ اس پر ڈاکٹر کے غضب کا نتیجہ نہیں ہوتا اس لئے اس کو تو عذاب نہیں کہا جا سکتا ہے اور یہاں جہنمیوں کو محض اللہ تعالیٰ کے غضب کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے؟

<u>جواب:</u>۔ یہ درست ہے لیکن یہ بھی ان پر رحمت کے منافی نہیں اگرچہ یہ ان کو عذاب دینا ہے

یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ دنیا میں ان پر حدود کا قیام کہ حدود اہل حدود کے لئے پاکی اور عذاب ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو غصہ دلایا اور اسکا مقابلہ کرنا چاہا جس کی ان میں طاقت نہیں تھی۔ اور اللہ کے ساتھ بہت بڑا معاملہ کیا اس کے اور اس کے پیغمبروں کی تکذیب کی۔ اور اس خبیث ترین کو اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا۔ حالانکہ وہی ان کا خالق رازق اور ان کا مولیٰ ہے جس کا عذاب بہت سخت ہے۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے کمال کو واجب کرتی ہے جس کے مقتضای اور آثار کا خلاف محال ہے بلکہ اس کے احکام کی تعطیل ہے جیسے کہ اس کی نفی اس کے حقائق کی تعطیل ہے اور یہ دونوں تعطیلیں اسکے حق میں محال ہیں۔ پھر معطلہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم تو اس کی صفات کو معطل بناتے ہیں اور دوسری قسم اس کے احکام اور موجبات کو معطل بناتے ہیں۔ چنانچہ یہ عذاب ان کے حق میں ایک وجہ سے عقوبت ہے اور ایک وجہ سے یعنی جہت رحمت سے ان کے لئے غضب کا شفا ہے۔

(۱۱) گیارہویں وجہ یہ بات واضح کرتی ہے کہ درگزر کرنا اللہ تعالیٰ کو انتقام سے زیادہ محبوب ہے اور رحمت عذاب سے زیادہ پسندیدہ ہے اور رضاء غضب سے زیادہ محبوب ہے اور احسان عدل سے زیادہ محبوب ہے۔ اگر جہنمی لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی رحمت کمال حمد کا مشاہدہ کریں گے تو اس کی رضا تلاش کرنے لگیں گے اگرچہ جہنم میں ہمیشہ رہنے سے کیوں نہ ہو اور کہیں گے اے اللہ جس حالت میں ہم ہیں اگر آپ کی رضا اس میں ہے تو ہم آپ کی رضا چاہتے ہیں اور ہمیں اس حالت تک اس چیز کی تلاش نے پہنچایا ہے جو آپ کو راضی کرے اگر آپ اس حالت پر ہم سے راضی ہوتے ہیں تو آپ کی رضا ہی ہمارا مقصود ہے۔ آپ کی رضامندی کا کوئی مصیبت مقابلہ نہیں کر سکتی آپ ہماری جانوں سے ہم پر زیادہ رحیم ہیں اور ہماری مصلحتوں کو اچھی طرح جاننے والے ہیں ساری تعریف آپ ہی کے لئے ہے چاہے آپ عذاب دیں یا درگزر فرمائیں۔ چنانچہ آگ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جائے گی۔

مسند احمد ﷺ میں اسود بن سریع ﷺ کی حدیث میں ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن چار آدمی آئیں گے۔ ایک بہرہ ہوگا جو کچھ بھی نہ سنتا ہوگا۔ دوسرا احمق ہوگا اور تیسرا بوڑھا ہوگا اور چوتھا وہ آدمی ہوگا جو زمانہ فطرت میں مرگیا ہوگا۔

بہرا عرض کرے گا اے میرے پروردگار اسلام آیا تھا لیکن میں نے کچھ نہیں سنا احمق عرض کرے گا اے رب اسلام اس حال میں آیا تھا کہ بچے مجھے مینگنیوں سے مارتے تھے۔ بوڑھا عرض کرے گا اے رب اسلام آیا تھا لیکن میں کچھ نہیں سمجھ پاتا تھا اور زمانہ فترت میں مرنے والا عرض کرے گا اے رب آپ کی طرف سے میرے پاس کوئی پیغمبر ہی نہیں آیا چنانچہ اللہ تعالیٰ ان سے اپنی اطاعت کا عہد و پیمان لیکر ان کی طرف حکم بھیجے گا کہ جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر یہ لوگ اس آگ میں داخل ہو جاتے تو ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جاتی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جہنم میں داخل ہونے والوں میں دو آدمی زور زور سے چیخیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حکم کریں گے کہ ان دونوں کو نکال لو جب انکو نکالا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ تم کس وجہ سے زور سے چیخ رہے تھے دونوں عرض کریں گے کہ ہم نے یہ اس لئے کیا تا کہ آپ ہم رحم فرمائیں۔ ارشاد ہو گا کہ تمہارے لئے میری رحمت یہ ہے کہ جہنم میں جہاں تم تھے وہاں جا کر اپنے آپ کو ڈال دو فرمایا کہ دونوں چل پڑیں گے ایک اپنے آپ کو جہنم میں ڈال دے گا تو اللہ تعالیٰ آگ کو ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دیں گے اور دوسرا کھڑا رہے گا اپنے آپ کو نہیں ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ تجھے اپنے آپ کو جہنم میں ڈالنے سے کس چیز نے منع کیا جیسا کہ تیرے ساتھی نے اپنے کو ڈال دیا۔ وہ عرض کرے گا اے رب میں نے آپ سے یہی امید کی کہ جہنم سے نکالنے کے بعد آپ مجھے دوبارہ اس میں داخل نہیں فرمائیں گے ارشاد ہو گا آپ کی امید آپ کو مل گئی چنانچہ اللہ کی رحمت سے دونوں جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اوزاعی نے فرمایا کہ جہنم سے دو آدمیوں کے نکالنے کا حکم کیا جائے گا۔ جب ان کو نکال کر کھڑا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان دونوں سے پوچھیں گے کہ تم دونوں نے اپنا برا ٹھکانا کیسے پایا؟ وہ عرض کریں گے بہت ہی برا ہے ارشاد ہو گا یہ تمہارے ان اعمال کی وجہ سے ہوا جو تم نے آگے بھیجا میں نے اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔ فرمایا کہ پھر ان دونوں کو جہنم کی طرف لوٹ جانے کا حکم دیا جائے گا۔ چنانچہ ان میں سے ایک اپنے طوقوں اور زنجیروں میں چل پڑے گا یہاں تک کہ جہنم میں داخل ہو جائے گا اور دوسرا تاخیر کرے گا تو ان

دونوں کو واپس بلایا جائے گا جو زنجیروں اور طوقوں میں چل کر جہنم میں داخل ہوا تھا اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے اس کام پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا؟ حالانکہ تو جہنم سے نکل چکا تھا؟ عرض کرے گا کہ جب ایک مرتبہ آپ کی نافرمانی کے وبال سے میں آگاہ ہوا تو دوبارہ میں آپ کی ناراضگی کا ارتکاب نہیں کر سکا۔ اور جس نے تاخیر کی تھی اس سے پوچھیں گے تجھے کس چیز نے اس عمل پر آمادہ کیا تھا جو تو نے کیا" پس عرض کرے گا آپ پر یہ حسن ظن رکھتے ہوئے کہ جب آپ نے جہنم سے مجھے نکالا تو دوبارہ مجھے نہیں لوٹائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ دونوں پر رحم فرمائے گا اور دونوں کو جنت میں بھیج دیا جائے گا۔

(۱۲) نعمتیں اور ثواب اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت اور احسان کا مقتضاء ہیں۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی طرف اس کی نسبت کی۔ اور عذاب و عقوبت اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ہیں اس وجہ سے اسکی نسبت عذاب شدید کی طرف کی گئی۔ بلکہ دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ایک اللہ تعالیٰ کے اوصاف میں سے ہے (ثواب و نعمت) اور دوسرا اس کی مخلوقات و مفعولات میں سے ہے (عذاب و عقوبت) جیسا کہ ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے دونوں کو جمع فرمایا۔

نبئی عبادی انی انا الغفور الرحیم و ان عذابی ھو العذاب الالیم. (سورۃ الحجر ۴۹ - ۵۰)	خبر سنا دے میرے بندوں کو کہ میں ہوں اصل بخشنے والا مہربان اور یہ بھی کہ میرا عذاب وہی عذاب دردناک ہے۔

اور اس طرح ارشاد ہے۔

اعلموا ان اللہ شدید العقاب و ان اللہ غفور رحیم. مائدہ ۹۸	جان لو کہ بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے اور بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اسی طرح ارشاد ہے۔

ان ربك لسریع العقاب وانه لغفور الرحیم - اعراف - ۱۷۶	بیشک تیرا رب جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اسی قسم کی دوسری آیتیں سورۃ انعام کے آخر میں ہیں۔ تو جو چیز اللہ تعالیٰ کے اسماء

وصفات کے مقتضٰی کا ثمرہ ہو گا تو اسماء وصفات کے دوام کی طرح وہ بھی دائمی ہوگی خاص طور پر جب کہ وہ چیز اس کی پسندیدہ اور محبوب ومطلوب ہو اور شر یعنی عذاب کا اس کے اسماء وصفات میں ہونا ایک حکمت کی بناء پر ہے جب وہ حکمت حاصل ہو جائے عذاب بھی زائل ہو جاتا ہے۔ بخلاف خیر کے اللہ تعالیٰ کی خیر کا دائمی ہونا معروف ہے جو کبھی مقطع نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ قدیم الاحسان اور ابدی الاحسان ہیں اور اسکے اسماء وصفات میں سے یہ بات نہیں ہے کہ وہ مسلسل غصے ہو یا انتقام کے درپے ہو اس باب میں فقیہانہ انداز سے غور فرمائیں یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا باب ہے اس سے آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی معرفت ومحبت کے دروازے کھل جائیں گے

(۱۳) تیرہویں وجہ جو بات واضح کرتی ہے وہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے جو کہ تمام مخلوق کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کو زیادہ جاننے والے ہیں اور اسکے اسماء وصفات سے زیادہ واقف ہیں فرمایا (والشر لیس الیک) یعنی شر آپ کی طرف منسوب نہیں کیا جائے گا نہ ذات میں نہ صفات میں اس کی ذات کو تمام وجوہ سے کمال مطلق حاصل ہے اس کی ساری صفات قابل تعریف ہیں اور اسکے سارے افعال عدل ورحمت اور بھلائی ہیں اور حکمت ہیں جس میں ذرہ برابر شر نہیں اس کے سارے آسماء حسنٰی ہیں تو اس کی مخلوقات اور مفعولات میں اس کی طرف کیسے شر کی نسبت کی جائے گی جبکہ وہ اس سے منفصل ہیں اور اسکا فعل مفعول سے غیر ہوتا ہے اس کا فعل تو سارا کا سارا خیر ہی ہوتا ہے اور مخلوق یعنی مفعول فیہ اس میں خیر اور شر دونوں ہوتے ہیں۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ اس کی رحمت ہر چیز کو شامل ہے ایسی کوئی چیز نہیں جس میں اس کی رحمت نہ ہو اور یہ بات اس کے منافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ ناگوار چیزوں سے بندے پر رحم فرماتے ہیں اس لئے کہ یہ بھی اس کی رحمت ہے جیسا کہ گزر چکا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ابھی گزر چکی جس میں اللہ تعالیٰ نے ان دو آدمیوں سے فرمایا جو جہنم میں چیخ رہے تھے کہ تمہارے لئے میری رحمت یہ ہے کہ جہنم میں جہاں تم تھے وہاں اپنے آپ کو دوبارہ ڈال دو۔ اور بعض احادیث میں وارد ہے کہ جب کوئی شخص مصیبت زدہ کے لئے دعا مانگتا ہے اور کہتا ہے اے اللہ اس پر رحم فرما تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس پر اور کس چیز سے رحم

کروں جبکہ مصیبت کے ذریعہ میں اس پر رحم کر رہا ہوں۔ چنانچہ خدا کی آزمائش بھی اس کے بندوں کے حق میں رحمت ہے اور حدیث قدسی میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں "کہ مجھے یاد کرنے والے میرے ہم مجلس والے لوگ ہیں۔ اور میری اطاعت کرنے والے میری عزت کے مستحق ہیں اور میرا شکر کرنے والے زیادہ دینے کے مستحق ہیں اور میں اپنی نافرمانی کرنے والوں کو اپنی رحمت سے ناامید نہیں کروں گا اگر وہ توبہ کرلیں تو میں ان کا حبیب ہوں اور اگر توبہ نہ کریں تو میں ان کا طبیب (معالج) ہوں۔ میں ان کو مصائب میں مبتلا کر کے گناہوں سے پاک کرتا ہوں۔" پس مصیبت اور عذاب وہ دوائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ایسی بیماریوں کے ازالے کے لئے مقرر فرمائی ہیں جس کا ازالہ آگ ہی کر سکتی ہے۔ آگ اس کے لئے سب سے بڑا علاج ہے پس جو شخص دنیا میں علاج کرالے تو آخرت میں اس کو علاج کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی ورنہ پھر اس کو اس کی بیماری کے مطابق دوا کی ضرورت پڑے گی۔

(۱۵) پندرہویں وجہ اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال حکمت اور رحمت اور عدل و مصلحت سے خالی نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نہ کوئی عبث کام کرتا ہے اور نہ ظلم کرتا ہے اور نہ اسکا کوئی فعل باطل ہوا کرتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے ایسے ہی منزہ ہیں جیسے کہ تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہیں جب یہ بات ثابت ہوگئی تو ان کو عذاب دینا اس کی رحمت ہے تاکہ ان سے خبث کا ازالہ فرما کر طہارت کی تکمیل کی جائے جب عذاب ایک حکمت کے تحت ہے جب وہ مطلوب حکمت حاصل ہو جاتی ہے تو عذاب بھی ختم ہو جاتا ہے۔

(۱۶) معذبین کے حق میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت میں پیدا فرمایا اور اپنی رحمت میں انکی تربیت کی اور اپنی رحمت ہی کی وجہ سے ان کو روزی دی اور عاقبت بخشی اور اپنی رحمت ہی کی وجہ سے ان کی طرف پیغمبر بھیجے پس عذاب کے اسباب تو رحمت کے اسباب کے بعد ان پر چھاگئی چنانچہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کے حق میں اس کے غضب پر غالب رہی اسی وجہ سے آپ کفار کے بچوں کو قابل رحم سمجھتے ہیں جو کوئی ان کو دیکھتا ہے تو ان پر رحم اور شفقت کرتا ہے اور اسی وجہ سے ان کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وعافیت اور آزمائش ہر حال میں ان کی طرف سبقت کرنے

والی ہے جب رحمت ان کی طرف سبقت کرتی ہے تو اس کا اثر بالکلیہ ختم نہیں ہوتا غضب اور ناراضگی کا اثر تو عارضی اور کسی سبب کی وجہ سے ہوتا ہے تو حاصل یہ نکلا کہ اثر اور اثر رحمت' عذاب اور اثر عذاب پر غالب رہتا ہے۔

(۱۷) اللہ تعالیٰ عذاب کے بارے میں خبر دے چکے ہیں (انہ عذاب یوم عقیم) وعذاب یوم عظیم وعذاب یوم الیم) (آفت ایسے دن کی جس میں راہ نہیں خلاصی کی' عذاب بڑے دن کا' درد ناک دن کا عذاب) جب کہ نعمتوں کے بارے میں یہ نہیں بتلایا کہ وہ ایک دن کی نعمتیں ہیں یا ایک جگہ کی صحیح بخاری میں قیامت کے دن کا اندازہ پچاس ہزار سال سے ثابت ہے ان میں عذاب پانے والوں کی ٹھہرنے کی مدت ان کے جرائم کے اعتبار سے ہوگی۔

(۱۸) اس میں کوئی شک نہیں کہ جنت پاکیزہ مقام ہے اس میں پاکیزہ شخص ہی داخل ہوگا اس وجہ سے ان کو خبث اور جنہم کے درمیانی پل پر رکوا کر دنیائی مظالم کا ایک دوسرے سے قصاص دلوایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب خوب پاک صاف ہو جائیں گے تو ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔

(۱۹) انیسویں وجہ جس بات کی وضاحت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت کے لئے ایک دوسری مخلوق نئی پیدا فرما کر جنت میں ٹھہرائیں گے جبکہ انہوں نے ایک ذرہ بھی نیک عمل نہیں کیا ہوگا اور جنت ان کا بدلہ ہوگا۔ تو جب یہ نفوس عذاب میں مبتلا ہوں گے اور اپنی انتہا کو پہنچے گی تو ان میں ذلت اور انکساری پیدا ہوگی تو یہ اپنے رب اور پیدا کرنے والے کی حمد کا اقرار کریں گے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان سے پورے عدل وانصاف سے پیش آئے ہیں اور اس حالت میں ان پر آسانی تھی ورنہ اگر وہ چاہتے تو اس سے سخت عذاب دیتے اور یہ عذاب ان کے خبائث کے ازالے کے لئے ہوگا تو جب وہ خبائث ذلت اور انکساری میں تبدیل ہو جائیں گے تو اس کی حکمت میں یہ نہیں ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ دائمی عذاب میں رہیں جب ان کا شر خیر سے اور شرک توحید سے اور تکبر ذلت سے تبدیل ہو جائے۔ اور یہ قاعدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد (ولو ردوا لعادوا لما نھوا عنہ) (اگر پھر بھیجے جاویں تو پھر بھی وہی کام کریں جس سے منع کئے گئے تھے) سے نہیں ٹوٹتا اس لئے اس میں عذاب پہلی کی حالت کا بیان ہے۔ وہ عذاب جو انکے خبائث کو زائل

کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ولو تری اذ وقفوا علی النار فقالو یالیتنا نرد ولا نکذب بایات ربنا ونکون من المئومنین. بل بدالھم ما کانوا یخفون من قبل ولوردوا لعادوا لما نھوا عنہ وانھم لکاذبون (انعام ۲۷-۲۸)

اگر تو دیکھے جس وقت کہ کھڑے کئے جائیں گے وہ دوزخ پر پس کہیں گے۔ اے کاش ہم پھر بھیج دیئے جائیں اور ہم نہ جھٹلائیں اپنے رب کی آیتوں کو اور ہو جاویں ہم ایمان والوں میں۔ کوئی نہیں بلکہ ظاہر ہو گیا جو چھپاتے تھے پہلے اور اگر پھر بھیج دیئے جاویں تو پھر بھی وہی کام کریں جس سے منع کئے گئے تھے بیشک وہ جھوٹے ہیں۔

یہ اس وقت کی حالت کا بیان ہے جبکہ عذاب نے ان سے خبائث نہیں نکالے ہوں گے۔ لیکن جب عذاب میں کئی حقب رہیں گے تو پھر یہ ممتنع ہے کہ اتنی طویل مدت عذاب میں رہنے کے بعد بھی ان میں کبر اور شرک اور خبث باقی رہے۔ طبرانی نے اپنے معجم میں ابو امامتہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (الحقب خمسون الف سنتہ) حقب پچاس ہزار سال کا ہوتا ہے۔

(۲۰) صحیحین کی حدیث شفاعت میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "اللہ عزوجل فرماتے ہیں فرشتے انبیاء اور مومن شفاعت کریں گے صرف ارحم الراحمین ہی باقی رہ جائے گا۔ چنانچہ وہ جہنم سے مٹھی بھر کر ایسی قوم کو نکالے گا جنہوں نے کبھی بھی کوئی نیک عمل نہیں کیا ہوگا اور وہ جہنم میں کوئلہ بن چکے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت کے دروازے کے پاس والی نہر میں ڈالیں گے جس کو نہر الحیواۃ کہا جاتا ہے تو یہ اس کے کنارے ایسے اگ پڑیں گے جیسا کہ دانہ اگتا ہے۔"

جنتی کہیں گے یہ اللہ تعالیٰ کے وہ عذاب کردہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر عمل کئے جنت میں داخل فرمایا "ان سب کو آگ نے جلایا ہوگا ان کے بدن میں کوئی جگہ ایسی باقی نہیں رہے گی جہاں آگ نہ پہنچی ہو بالکل کوئلہ بن چکے ہوں گے۔ سیاق کا ظاہر یہ ہے کہ ان کے

دلوں میں خیر کا ایک ذرہ بھی نہیں تھا پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو نکالا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ بہت ساری مخلوق کو نکالیں گے۔ "پھر فرشتے کہیں گے اے ہمارے رب ہم تو ان میں کوئی بھلائی نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ فرشتوں' مومنوں اور انبیاء نے شفاعت کی اب صرف ارحم الراحمون کی ذات ہی باقی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جہنم سے ایک مٹھی بھریں گے جس میں ایسی قوم کو نکالیں گے جنہوں نے کوئی خیر کا کام نہیں کیا ہو گا۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے جہنم سے ہر اس شخص کو نکالو جس نے ایک دن بھی مجھے یاد کیا ہو یا کسی ایک مقام میں مجھ سے ڈرا ہو" اب ایسا کون ہے جو پوری عمر از اول تا آخر ایک دن بھی اللہ کو یاد نہ کرے اور نہ کسی ایک گھڑی میں اس سے ڈرے۔

(۲۱) جب بندہ حقیقی طور پر اپنے گناہوں کا اقرار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائیں گے اور یہی چیز سبب رحم ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ پر رحم کا ارادہ فرماتے ہیں تو گناہوں کے اعتراف کی بات ان کے دل میں ڈال دیتے ہیں۔ معجم طبرانی میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے "فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب کے بعد جنت میں داخل ہونے والا وہ شخص ہو گا جو پل صراط پر الٹا پلٹتا ہوا چلے گا اس لڑکے کی طرح جس کا والد اس کو مارنا چاہتا ہو اور وہ بھاگ کر اس سے بھاگ رہا ہو اور وہ اپنے عمل میں سعی کرنے سے عاجز بن چکا ہو۔ پس یہ آدمی عرض کرے گا اے میرے پروردگار مجھے جنت میں پہنچا دیں اور جہنم سے نجات دلا دے۔ اللہ تعالیٰ اسے کہیں گے میرے بندے اگر میں نے تجھے جہنم سے نجات دیدی اور تجھے جنت میں داخل کر دیا تو آپ میرے سامنے اپنے گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کر لیں گے؟ عرض کرے گا جی ہاں اے میرے رب تیری عزت اور جلال کی قسم اگر تو نے مجھے جہنم سے نجات دیدی تو میں آپ کے سامنے اپنے گناہوں اور خطاؤں کا ضرور اقرار کروں گا اس کے بعد پل پار کر لے گا۔ لیکن یہ اپنے دل میں کہے گا کہ اگر میں اللہ کے سامنے اپنے گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کر لوں گا تو وہ مجھے دوبارہ جہنم میں لوٹا دیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہو گا میرے بندے میرے سامنے اپنے گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کر لے تاکہ میں اس کو بخش دوں اور آپ کو جنت میں داخل کر دوں۔

عرض کرے گا تیری عزت کی قسم نہیں میں نے تو کبھی کوئی گناہ نہیں کیا اور نہ مجھ سے کبھی کوئی خطاء سرزد ہوئی۔ ارشاد ہو گا کہ میرے پاس آپ کے خلاف گواہ موجود ہیں یہ سن کر وہ دائیں بائیں دیکھنے لگے گا تو کوئی اس کو نظر نہیں آئے گا۔ عرض کرے گا اے میرے رب اپنا گواہ پیش فرمائیں۔ چنانچہ اس کا چمڑا اس کے گناہ بیان کرنا شروع کر دے گا جب بندہ یہ منظر دیکھے گا تو عرض کرے گا اے رب تیری عزت کی قسم میرے پاس تو اس سے بڑھ کر بھی بڑے بڑے گناہ ہیں۔ ارشاد ہو گا۔ میرے بندے مجھے اس کا زیادہ علم ہے۔ میرے سامنے اقرار کرتا جاتا کہ میں اس کو معاف کر دوں اور آپ کو جنت میں داخل کر دوں۔ چنانچہ وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر کے جنت میں داخل ہو جائے گا۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ بس اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا اپنے سامنے گناہوں کا اقرار چاہتے ہیں۔ اور خضوع اور تذلل چاہتے ہیں۔ جہنمی جب تک اس حقیقت سے ناواقف ہوں گے تو اللہ کی رحمت سے بھی محروم رہیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ جس پر رحم کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو یہ بات اس کے دل میں ڈال دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اس سے قاصر نہیں ہے اور نہ اس میں اس کے اسماء اور صفات کی تنقیص ہے۔ اور اس نے خبر دی ہے کہ وہ جو کچھ چاہتے ہیں کرتے ہیں۔

(۴۲) اللہ تعالیٰ نے گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر بھی خلود کا اطلاق کر کے اس کو تابید سے بھی مقید فرمایا۔ حالانکہ یہ انقطاع عذاب کے منافی نہیں۔ منجملہ ان میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

ومن یقتل مومنا متعمدا فجزا جھنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعدلہ عذاباً عظیماً۔
(سورۃ نساء ۹۳)

اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان کر تو اس کی سزا دوزخ ہے پڑا رہے گا اسی میں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا عذاب۔

اور یہ حدیث بھی ہے۔

من قتل نفسہ بحدیدۃ فحدیدتہ فی یدہ یتوجاء بھا فی نار جھنم خالدا فیھا ابدا۔

جو شخص اپنے کو دھار دار چیز سے ذبح کرے تو وہ چیز اس کی ہاتھ میں ہوگی جس سے وہ جہنم

کی آگ میں ہمیشہ رہ کر اپنے کو چھیرتا رہے گا۔

اسی طرح خودکشی کرنے والے کے متعلق دوسری حدیث ہے۔

فیقول اللہ تبارك وتعالی بادرنی عبدی بنفسی حرمت علیه الجنة

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بندہ اپنے نفس کے بارے مجھ سے سبقت لے گیا اس لئے میں نے بھی اس پر جنت حرام کر دی۔

اور سب سے بڑھ کر یہ آیت ہے۔

ومن یعص اللہ ورسوله فان له نار جهنم خالدین فیها ابداً.

اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی تو اس کے لئے آگ ہے جہنم کی ہمیشہ رہیں گے اس میں۔

یہ ایسی وعید ہے جو "خلود" اور "تابید" سے مقید ہے جبکہ بندے کی طرف سے کسی سبب سے اس کا انقطاع بھی قطعی ہے۔ وہ سبب توحید ہے تو اس طرح جہنمیوں کی وعید عام کا انقطاع بھی ممتنع نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر دیا ہے رحم کرنا اور یہ کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب رہے گی۔ اگر کافر کو اللہ تعالیٰ کے رحم کا اندازہ ہوتا تو وہ اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوتا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

خلق اللہ الرحمتہ یوم خلقها مائتہ رحمتہ (وقال فی آخرہ) فلو یعلم الکافر بکل الذی عنداللہ من الرحمتہ لم ییاس من الجنتہ. ولو یعلم المسلم بکل الذی عنداللہ من العذاب لم یامن من النار.

(۲۳) اگر اللہ کی جانب سے اس بات کی صریح اطلاع آتی کہ جہنم کے عذاب کی کوئی انتہا نہیں اور وہ ابدی ہے۔ تو یہ اللہ کی طرف سے وعید ہے وعدہ نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ وعید کے بارے میں تمام اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عادت عفو اور درگزر ہے۔ وعید اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس کی مرضی ہے پورا لے لیں یا چھوڑ دے۔ حالانکہ جب ایک شریف اپنا حق پورا نہیں لیتا تو اکرم الاکرمین ذات کیسے اپنا حق پورا لے گا؟ حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر صراحتاً یہ بتلا دیا ہے کہ وہ وعدے کی خلاف

ورزی نہیں کرتے۔ انس بن مالک ﷺ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کسی عمل پر ثواب دینے کا وعدہ فرماتے ہیں تو اس کو ضرور پورا فرماتے ہیں اور جس کو کسی عمل پر عذاب کی دھمکی دیدیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کو اختیار ہوتا ہے (چاہے عذاب چاہے معاف فرمادیں۔)

(۲۴) اس فانی اور باطل دنیا میں بھی اللہ کی رحمت کا پہلو غالب ہے ورنہ دنیا کا وجود ہی باقی نہ رہتا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ولو یو أخذ اللہ الناس بما کسبوا ماترک علی ظھرھا من دابة. اگر پکڑ کرے اللہ لوگوں کی ان کی کمائی پر نہ چھوڑے زمین کی پیٹھ پر ایک بھی چلنے والا۔

اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع نہ ہوتی اور اس کا عفو اور درگزر نہ ہوتا تو نظام عالم قائم نہ ہوتا جب اس دنیا میں اللہ کی رحمت عام ہے اور اس کا پہلو غالب ہے۔ مومن اور کافر نیک اور فاجر باوجود اسباب عذاب کے سب کو شامل ہے۔ تو آخرت میں رحمت کا پہلو کیوں غالب نہیں ہوگا جبکہ اس کی رحمت وہاں دنیا کی بہ نسبت ننانوے گنا زیادہ ہوگی۔

(۲۵) اللہ تعالیٰ کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ قیامت کے دن اپنے اور اپنے پیغمبروں کی صداقت ظاہر فرمائیں گے اور یہ کہ ان کے دشمن جھوٹے تھے اور انکے دشمنوں کے حق میں اپنا عادلانہ فیصلہ ظاہر فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وقضی بینھم با الحق وقیل الحمدللہ رب العالمین. سورہ زمر ۷۵ اور فیصلہ ہوتا ہے ان میں انصاف کا اور یہی بات کہتے ہیں کہ سب خوبی ہے اللہ کو جو رب سارے جہاں کا۔

تعمیم اور اطلاق کیوجہ سے قول کا فاعل حذف فرمایا کہ ہر ناطق کے دل وزبان پر یہ جاری ہو سکتا ہے۔ حسن ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جنہم میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ انکے دل اللہ کی حمد سے بھرے ہوئے ہوں گے یہی چیز ہے جس نے اس ارشا میں بھی حذف فاعل کو اچھا عمدہ بنایا ہے۔

قیل ادخلوا ابواب جهنم خالدین فیها حکم ہوئے کہ داخل ہو جاؤ دروازوں میں
.سورۃ زمر۔۷۲ دوزخ کے سدا رہنے کو اس میں۔

یعنی سب لوگ اس کے قائل ہوں گے کیونکہ ان کے حق میں یہ عادلانہ فیصلہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور رحم کا متقاضی ہوگا جبکہ جنتیوں کے متعلق ارشاد ہے۔

وقال لهم خزنتها سلم علیکم طبتم اور کہنے لگیں ان کو داروغہ اس کے سلام
فادخلوها خلدین سورۃ زمر۔۷۳ پہنچے تم پر تم لوگ پاکیزہ ہو سو داخل ہو جاؤ
اس میں سدا رہنے کو۔

اس لئے کہ جنتی اپنے اعمال کے سبب جنت کے مستحق نہیں بنے ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل اور درگزر نے ان کو مستحق بنایا اور حکمت الٰہی بھی یہ نہیں ہے کہ شرور ہمیشہ باقی رہیں اور کبھی منقطع نہ ہوں ورنہ پھر تو خیر اور شر اس میں برابر ہو جائیں گے اس مسئلہ میں یہ انتہاء ہے جہاں تک فریقین کے قدم پہنچے شاید کے اس کتاب کے علاوہ کہیں اور آپ کو نہ مل سکیں اگر کوئی کہے کہ عظیم الشان مسئلہ میں تمہارے قدم یہاں تک کیسے پہنچے جبکہ یہ مسئلہ دنیا سے کئی گنا بڑا ہے؟

جواب

ان ربک فعال لما یرید (سورۃ هود۔۱۰۷) بیشک تیرا رب کر ڈالتا جو چاہے۔

یہ وہ انتہا ہے جہاں تک امیرالمومنین علی بن ابن طالب ؓ کے قدموں کی رسائی ہوئی کہ انہوں نے اہل جنت کا جنت میں داخل ہونا اور جہنموں کا جہنم میں داخل ہونا اور وہاں جو کچھ ان کو ملنا ہے ذکر کر کے فرمایا اس کے بعد اللہ جو چاہیں گے کریں گے بلکہ یہاں تک تمام مخلوق کے قدم پہنچ کر رک گئے ہیں اس کتاب میں جو کچھ ہے اور خاص کر یہ مسئلہ جو ہم نے ذکر کیا اگر حق اور درست ہے تو اللہ کی جانب سے ہے اور اس کا احسان ہے اور جو کچھ اس میں خطائیں ہیں تو میرے اور شیطان کی طرف سے ہے۔

اللہ و رسول اس سے بری ہیں اللہ تعالیٰ ہر کہنے والے کے دل اور اس کے ارادے سے واقف ہیں واللہ اعلم۔

اڑسٹھواں باب

سب سے آخری جنتی کا جنت میں داخل ہونے کا بیان

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دوزخ سے نکلنے والے آخری آدمی اور آخری جنتی کو جانتا ہوں ایک آدمی دوزخ سے گھٹنوں کے بل چلتا ہوا نکلے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا جا جنت میں داخل ہو جا وہ آئے گا تو اس کو ایسا معلوم ہو گا کہ جنت بھری ہوئی ہے وہ کہے گا اے پروردگار میں نے اس کو بھرا ہوا دیکھا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا جا اور جنت میں داخل ہو جا' تیرے لئے دنیا اور اس کے مثل دس گنا ہے وہ کہے گا کیا تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے تو مجھ سے استہزا کرتا ہے۔

جب کہ تو بادشاہ ہے (راوی کہتا ہے) میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ یہ کہہ کر مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے۔ اور فرمایا کہ یہ مرتبہ کے اعتبار سے ادنیٰ جنتی ہو گا صحیح مسلم میں ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں جہنم سے نکلنے والا آخری آدمی اور جنت میں داخل ہونے والے آخری شخص کو جانتا ہوں۔ چنانچہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا ارشاد ہو گا کہ اس پر اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو اور بڑے گناہ اس سے (چھپا دو) تو اس پر اس کے چھوٹے گناہ پیش کر کے پوچھا جائے گا کہ تو نے فلاں دن فلاں فلاں عمل کیا تھا۔ عرض کرے گا ہاں انکار کرنے کی طاقت نہیں رکھے گا اور وہ بڑے گناہوں کے پیش کرنے سے ڈرتا ہو گا پھر اس سے کہا جائے گا کہ تجھے ایک برائی کے بدلے ایک نیکی ملے گی کہے گا اے رب میں نے تو بہت سارے گناہ کئے جس کو میں یہاں دیکھ پاتا (راوی کہتا ہے) میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوئے۔

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا آخری آدمی جو جنت میں داخل ہو گا تو وہ پل پر پیٹ اور پیٹھ کے بل الٹا پلٹتا رہے گا۔ جیسا کہ لڑکا جس کو اس باپ

مار رہا ہو اور اپنے کام سے عاجز آنے کی وجہ سے اس سے بھاگ رہا ہو۔ فرمایا کہ وہ آدمی کہے گا اے رب مجھے جنت میں پہنچا دے اور جہنم سے نجات عطا فرمادے۔ اللہ تعالیٰ اسے کہیں گے میرے بندے اگر میں آپ کو جہنم سے نجات دیدوں اور جنت میں داخل کر دوں تو آپ میرے سامنے اپنے گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کریں گے؟ بندہ کہے گا ہاں اے رب تیری عزت اور جلال کی قسم اگر آپ نے مجھے جہنم سے نجات دیدی تو میں آپ کے سامنے اپنے گناہوں اور خطاؤں کا ضرور اقرار کروں گا۔ چنانچہ وہ پل پار کرے گا اپنے دل میں کہے گا کہ اگر میں نے اللہ کے سامنے اپنے گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کر لیا تو وہ مجھے دوبارہ جہنم میں لوٹا دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے کہیں گے میرے بندے میرے سامنے اپنے گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کر لے تاکہ میں اس کو بخش دوں اور تجھے جنت میں داخل کر دوں۔ بندہ کہے گا نہیں تیری عزت اور جلال کی قسم میں نے کبھی بھی گناہ نہیں کیا اور نہ مجھ سے کوئی خطا سرزد ہوئی۔ ارشاد ہو گا میرے بندے تیرے خلاف میرے پاس گواہ موجود ہیں۔ (یہ سن کر) وہ دائیں بائیں دیکھے گا تو کوئی اس کو نظر نہیں آئے گا کہے گا اے رب اپنا گواہ پیش کرو۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے چمڑے کو گویا کر کے اس کے گناہ بتائے گا۔ جب بندہ یہ منظر دیکھے گا تو عرض کرے گا اے میرے رب تیری عزت اور جلال کی قسم میرے پاس تو اس سے بڑھ کر بڑے بڑے گناہ ہیں۔ ارشاد ہو گا میرے بندے میں اس کو تجھ سے اچھی طرح جانتا ہوں آپ میرے سامنے اس کا اقرار کرے میں اس کو بخش دوں گا اور تجھے جنت میں داخل کر دوں گا۔ چنانچہ وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر کے جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (راوی کہتے ہیں) پھر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ آخری کے دندان (مبارک) ظاہر ہوئے' فرمایا کہ یہ ادنیٰ درجہ کا جنتی ہو گا اس سے اونچے درجے والے جنتی کے ساتھ کیا معاملہ ہو گا۔ صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"آخری وہ شخص جو جنت میں داخل ہو گا وہ کبھی پل صراط پر چلے گا اور کبھی منہ کے بل گرے گا۔ اور کبھی آگ اسکو جھلسا رہی ہو گی جب وہ پل عبور کرے گا تو مڑ کر جہنم کی طرف دیکھے گا پھر کہے گا برکت والی ہے وہ ذات جس نے مجھے نجات دی یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ چیز

عطا فرمائی جو اولین اور آخرین میں سے کسی کو عطا نہیں فرمائی۔ اس کو ایک درخت نظر آئے گا۔ کہے گا اے رب مجھے اس درخت کے قریب کر دے تاکہ میں اس کا سایہ حاصل کروں اور اس کے چشمے کا پانی پیوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائیں گے "اے آدم کے بیٹے اگر میں نے تجھے یہ دیدیا تو اس کے علاوہ اور مانگے گا کہے گا نہیں اے رب' وہ عہد پیمان کرنے لگے گا کہ اس کے علاوہ نہیں مانگوں گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو معذور سمجھے گا اس لئے کہ یہ وہ چیزیں دیکھے گا جس پر یہ صبر نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو درخت کے قریب کر دے گا تو یہ اس سے سایہ حاصل کرے گا اور اس کا پانی پیئے گا۔ پھر اس کے سامنے دوسرا درخت ظاہر ہو گا جو پہلے والے سے زیادہ خوبصورت ہو گا کہے گا اے رب مجھے اسکے قریب کر دے۔ تاکہ میں اس کے چشمے کا پانی پیوں اور اس کا سایہ حاصل کرلوں اس کے علاوہ آپ سے کچھ نہیں مانگوں گا ارشاد ہو گا اے آدم کے بیٹے کیا تو نے مجھ سے اس کا عہد وپیان نہیں کیا تھا کہ اس کے علاوہ کچھ نہیں مانگوں گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے اگر میں نے تجھے اس کے قریب کیا شاید کہ تو مجھ سے اور مانگے۔ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس بات پر عہد وپیان کرے گا کہ اس کے علاوہ کچھ نہیں مانگوں گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو معذور سمجھے گا اس لئے کہ اس کو وہ چیزیں نظر آئیں گی جس پر وہ صبر نہیں کر سکے گا اس لئے کہ اس کو وہ چیزیں نظر آئیں گی جس پر یہ صبر نہیں کر سکے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے قریب کر دیں گے یہ اس کا سایہ حاصل کرے گا اور اس کے چشمے سے پیئے گا پھر اس کے سامنے جنت کے دروازے کے پاس ایک درخت ظاہر ہو گا جو پہلے والے دونوں درختوں سے زیادہ خوبصورت ہو گا کہے گا اے رب مجھے اس درخت کے قریب کر دے تاکہ میں اس کا سایہ حاصل کروں اور اس کے چشمے کا پانی پیوں اس کے علاوہ کچھ نہیں مانگوں گا ارشاد ہو گا اے ابن آدم کیا تو نے مجھ سے معاصرہ نہیں کیا تھا کہ تو اس کے علاوہ کچھ نہیں مانگے گا؟ کہے گا اے رب کیوں نہیں؟ بس یہ ایک سوال ہے اسکے علاوہ کچھ نہیں مانگوں گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو معذور قرار دے گا اس لئے کہ اس کو وہ چیزیں نظر آئیں گی جس پر یہ صبر نہیں کر سکے گا۔ جب یہ اس کے قریب جائے گا تو جنتیوں کی آوازیں سنے گا۔ کہے گا اے رب مجھے جنت میں داخل فرمادے۔ ارشاد ہو گا اے ابن آدم تجھے کیا چیز مجھ سے راضی کرے گی کیا

یہ بات تجھے راضی کر دے گی کہ میں تجھے دنیا اور اتنا اس کے ساتھ اور دیدوں؟ کہے گا اے رب کیا آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں حالانکہ آپ رب العالمین ہیں؟ (راوی کہتا ہے) رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کس چیز سے آپ ہنسے؟ فرمایا رب العالمین کے مسکرانے کی وجہ سے۔ جس وقت اس شخص نے کہا مجھ سے تو مذاق کرتا ہے اور تو رب العالمین ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے میں تجھ سے استہزاء نہیں کرتا بلکہ میں جو کرنا چاہوں اس پر قادر ہوں۔

صحیح مسلم میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ سب سے ادنیٰ درجے کا جنتی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ایک آدمی ہے جس کو اہل جنت کے جنت میں داخل ہونے کے بعد لایا جائے گا اور اسے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جا۔ عرض کرے گا اے رب کیسے داخل ہو جاؤں جبکہ لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں میں بسنے لگے ہیں اور جو کچھ لینا تھا لے چکے ہیں۔ اسے کہا جائے گا کیا تو اس پر راضی ہے کہ تیرے لئے اتنا ہی جتنا کہ دنیا کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے لئے ہوا کرتا ہے؟ عرض کرے گا میرے رب میں راضی ہوں' پھر اس سے کہا جائے گا تیرے لئے بھی اور اس کے ساتھ پانچ گنا اور پانچویں مرتبہ کہے گا اے میرے رب میں راضی ہوں' اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے تیرے لئے یہ بھی اور اس کے ساتھ دس گنا اور بھی اور جو تیرا دل چاہے اور جو تیری آنکھ کو اچھا لگے۔ پھر کہے گا اے رب میں راضے ہو چکا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ سب سے اونچے درجے کا جنتی کون ہو گا فرمایا کہ وہ جس کے جنت کے درخت میں نے اپنے ہاتھ سے لگائے اور ان پر مہر لگادی نہ کسی آنکھ نے ان کو دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے ان کے متعلق سنا ہے اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے۔

جو کہ کتاب اللہ کے اس آیت کا مصداق ہے۔

فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین۔ سو جی کو معلوم نہیں جو چھپا دھری ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک۔
(سورۃ سجدہ ۱۷)

○○○

انہترھواں باب

یہ ایک جامع باب ہے اور اس میں مختلف فصلیں ہیں جن میں ان باتوں کا بیان ہے جو گذشتہ ابواب میں نہیں گزریں

فصل ۱

جنتیوں کی زبان

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اہل جنت اس حال میں جنت میں داخل ہوں گے کہ ان کا قد لمبائی میں آدم کے قد کی طرح فرشتے کے ہاتھ سے ساٹھ ہاتھ کا ہوگا۔ اور حسن میں یوسف علیہ السلام اور عمر میں عیسیٰ علیہ السلام کی طرح تینتیس سال کے ہوں گے اور زبان محمد (ﷺ) کی ہوگی سرگیں آنکھوں والے اور بدن پر بال نہیں ہوں گے۔

فصل ۲

جنت اور دوزخ کا مقابلہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت اور دوزخ نے آپس میں جھگڑا کیا جنت نے کہا مجھ میں مسکین اور ضعیف داخل ہوں گے' دوزخ نے کہا مجھ میں سرکش اور متکبر داخل ہوں گے' اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے کہا تو میرا عذاب ہے میں تیرے ذریعہ جس سے چاہوں بدلہ لوں گا' اور جنت سے کہا تو میری رحمت ہے' تیرے ذریعہ جس پر چاہوں گا رحم کروں گا۔

فصل ۔۳

جنت میں جگہ باقی بچے گی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نئی مخلوق پیدا فرمادیں گے جبکہ جہنم کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہوگا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روای ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دوزخ برابر کہتی رہے گی "ھل من مزید" (کیا کچھ اور بھی ہے؟)

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھے گا تو وہ کہے گی "قط قط" بس بس تیری عزت کی قسم' اور جنت میں برابر جگہ بچتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نئی مخلوق پیدا فرما کر اس میں ٹھہرا دیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بخاری کے الفاظ یہ ہیں "کہ اللہ تعالیٰ جہنم کے لئے جتنا چاہیں گے لوگ پیدا کر کے اس میں ڈال دیں گے۔ وہ پھر بھی کہے گی "ھل من مزید" یہ صحیح نہیں اس لئے کہ یہ بعض راویوں سے غلطی ہوئی ہے حدیث کے الفاظ ان پر الٹا ہو گئے۔ روایات صحیحہ اور نصوص قرآن اس کی تردید کرتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بتا چکے ہیں کہ وہ جہنم کو شیطان اور اس کے اتباع سے بھریں گے اور جہنم میں اس شخص کو عذاب دیا جائے گا جس پر حجت قائم ہو چکی ہیں اور اس نے رسولوں کی تکذیب کی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

کلما القی فیھا فوج سألھم خزنتھا الم یأتکم نذیر قالوا بلی قد جاء نا نذیر فکذبنا وقلنا مانزل اللہ من شیئ۔ (سورۃ الملک ۸ – ۹)

جس وقت پڑے اس میں ایک گروہ پوچھے ان سے دوزخ کے داروغہ کیا نہ پہنچا تھا تمہارے پاس کوئی ڈر سنانے والا۔ وہ بولیں کیوں نہیں ہمارے پاس پہنچا تھا ڈر سنانے والا پھر ہم نے جھلایا اور کہا نہیں اتاری اللہ نے کوئی چیز۔

فصل ۔ ۴

اہل جنت نہیں سوئیں گے

حضرت جابر ﷜ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نیند موت کا بھائی ہے اور اہل جنت نہیں سوئیں گے" حضرت جابر ﷜ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ جنتی سوئیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نیند موت کا بھائی ہے اور اہل جنت نہیں سوئیں گے

فصل ۔ ۵

بندے کا جنت ہی میں نیچے کے درجے سے اوپر والے درجے کی طرف چڑھنا

ابو ہریرہ ﷜ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ جنت میں بندے کے درجات بلند فرمائیں گے ۔ وہ عرض کریں گے اے رب یہ میرے لئے کہاں سے؟ ارشاد ہوگا۔ یہ تیرے لئے تیرے بیٹے کے استغفار کرنے سے ہوئے۔

فصل ۔ ۶

مومنوں کے اولاد کو ان کے ساتھ درجے میں ملایا جائے گا اگرچہ انہوں نے ان جیسا عمل نہیں کیا ہو گا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنابھم ذریتھم وما التنھم من عملھم من شیئ کل امری بما کسب رھین. (سورۃ الطور ۲۱)

اور جو لوگ یقین لائے اور ان کی راہ پر چلے ان کی اولاد ایمان کے سات پنچا دیا ہم نے ان تک ان کی اولاد کو اور گھٹایا نہیں ہم نے ان سے ان کیا ذرہ بھی۔ ہر آدمی اپنی کمائی میں پھنسا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مومن کے اولاد کو اس کے ساتھ درجے میں اونچا فرمائیں گے اگرچہ وہ عمل میں ان سے کم تھے، تاکہ اس کی وجہ سے ہم اس کی آنکھیں ٹھنڈی کر لیں۔ پھر آپ ﷺ نے مذکورہ آیت تلاوت فرماکر ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے جو کچھ انبیاء علیہم السلام کو دیا اس کی وجہ سے ہم ان کے آباء کے ثواب میں کمی نہیں کریں گے۔

ابن مردویہ ﷺ نے اپنی تفسیر میں حدیث نقل کی ہے شریک کہتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے نقل کی ہے فرمایا کہ جب آدمی جنت میں ہو گا تو اپنے ماں باپ بیوی اور اولاد کے بارے میں پوچھے گا تو اسے کہا جائے گا کہ وہ لوگ تو آپ کے درجے یا آپ کے عمل کو نہیں پہنچ سکے۔ عرض کرے گا کہ میں نے عمل اپنے لئے اور ان کے لئے کیا تھا۔ چنانچہ ان کی اولاد اس کے ساتھ ملانے کا حکم دیا جائے گا۔ اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت آخر تک تلاوت فرمائی۔ پھر مفسرین نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ آیا اس میں اولاد سے کونسی اولاد مراد ہیں بالغ یا نابالغ؟ یا دونوں؟ اس میں تین اقوال ہیں علماء کی۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ جن لوگوں نے ایمان لایا اور ہم نے ان کی اولاد ایمان میں ان کا تابع بنایا تو انہوں نے ان کی ایمان لایا ترو ہم نے درجات میں بھی ان کو ان کے ساتھ ملایا اور ان لوگوں کی قرات اس پر دلالت کرتی ہے جنہوں نے آیت کو اس طرح پڑھا (واتبعتھم ذریتھم) (ان کی اولاد نے ان کی تابعداری کی) یعنی اتباع کیوجہ سے ان کے ساتھ مل جاتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بڑے بالغ اولاد پر بھی "ذریت" کا اطلاق کیا ہے۔

ومن ذریتہ داؤد وسلیمٰن (سورۃ الانعام ۸۴)	اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو۔
ذریۃ من حملنا مع نوح (سورۃ الاسراء ۳)	تم جو اولاد ہو ان لوگوں کی جن کو چڑھایا ہم نے نوح کے ساتھ
وکنا ذریۃ من بعد ہم افتھلکنا بما فعل المبطلون. (سورۃ الاعراف ۱۷۳)	اور ہم ہوئے ان کے اولاد ان کے پیچھے تو کیا تو ہم کو ہلاک کرتا ہے اس گام پر جو کیا گمراہوں نے۔

یہ قول تو بڑوں اور عقلمندوں کا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بھی اس پر دلالت کرتی ہے "کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی اولاد کو ان کے درجے تک پہنچا دیں تاکہ ان کے ذریعہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائے" یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ اپنے اعمال ہی سے جنت میں داخل ہو چکے ہوں گے لیکن ان کے اعمال اس قابل نہیں ہوں گے کہ جس کی وجہ سے یہ لوگ اپنے آباء کے درجوں کو پہنچ سکیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے باوجود ان کو ان کے پاس پہنچا دیں گے اور انہوں نے کہا کہ پھر یہ بات بھی ہے کہ ایمان قول و عمل اور نیت کا نام ہے اور یہ بڑوں کا ہی معتبر ہے۔ اس توجیہ پر معنی یہ ہو گا کہ جب مومنوں کی اولاد بھی ان کی طرح ایمان لائیں گی تو اللہ تعالیٰ کو جمع فرما دیں گے۔ تابع ہونے کی یہی حقیقت ہے۔ اور یہ اسی طرح ہے جیسے کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات بھی تبعاً ان کے درجے میں ہوں گی اگرچہ وہ اس درجے تک اپنے اعمال کی وجہ سے نہیں پہنچ چکی ہوں گی۔ علماء کی دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ یہاں ذریت سے مراد صغار ہیں آیت کے معنی یہ ہے کہ جن لوگوں نے ایمان لایا تو ہم نے ان کی اولاد کو ایمان میں ان کا تابع بنایا اگرچہ یہ ایمان میں چھوٹے ہیں جیسے کہ میراث ریت اور نماز جنازہ اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کے احکامات بھی اسی تابعداری کی وجہ سے ان پر جاری ہوتے ہیں۔ علاوہ ان چیزوں کے جن میں ان پر بالغین کے احکام جاری ہوتے ہیں اور فرمایا اس توجیہ کے صحیح ہونے پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ بالغین کے ثواب و عتاب کے حکم الگ ہیں اور اس بارے میں وہ مستقل ہیں اپنے والدین کے تابع نہیں ہیں اسی استقلائی کی وجہ سے وہ نہ دنیا کے کسی حکم میں اپنے والدین کے تابع ہیں اور نہ ثواب و عقاب کے حکم میں اگر یہاں ذریت سے بالغ اولاد مراد لی جائے تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سب بالغ اولاد اپنے والدین کے درجے میں ہوں گے۔ اور تابعین کی بالغ اولاد بھی اپنے باپ کے درجے میں ہوں گے اور اسی طرح قیامت تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا اور ہر بعد میں آنے والے اپنے سے پہلے والوں کے درجہ میں ہوں گے۔

اس وجہ سے صحیح بات یہ ہے کہ یہ تبعاً ان کے درجے میں ہوں گے جیسے کہ خدام اور حور عین بھی اہل جنت کے درجے میں ہوں گے اگرچہ ان کا کوئی عمل نہیں ہو گا۔

علماء کی تیسری جماعت کہتی ہے کہ جن میں واحدی بھی ہے کہ ذریت کو صغار اور کبار دونوں پر محمول کیا جائے اس لئے کہ بڑا تو اپنے ایمان سے باپ کی تابعداری کرتا ہے اور چھوٹا باپ کے ایمان کے ساتھ اس کی تابعداری کرتا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ ذریت کا اطلاق چھوٹے بڑے واحد اور کثیر باپ بیٹے سب پر ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وایۃ لھم انا حملنا ذریتھم فی الفلک المشحون یٰسین ۴۱ اور ایک نشانی ہے ان کے واسطے کہ ہم نے اٹھالیا ان کی نسل کو اس بھری ہوئی کشتی میں۔

یعنی ان کے آباء کو۔

اور اس طرح ایمان کا اطلاق ایمان تبعی اور ایمان کسی واختیاری دونوں پر ہوتا ہے تبعی کے اطلاق کے مثال اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی) تو اگر کسی نے صغیر کو آزاد کیا تو جائز ہے۔ اس طرح ان کا کہنا ہے کہ سلف کے اقوال بھی اسیر دلالت کرتے ہیں جیسے پیچھے ابن عباس رضی اللہ عنہما لا قول گزر چکا۔ اس آیت کی تفسیر میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس آدمی کی اولاد ہوگی اور وہ جنت میں داخل ہو جائے تو اس کی اولاد کو اس کے ہاں پہنچایا جائیگا تاکہ ان کے ذریعے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں اگرچہ وہ اس مرتبہ تک اعمال کی وجہ سے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کی اولاد کو جمع فرمائینگے جیسا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو ان کا جمع ہونا پسند تھا۔ شعبی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اولاد کو ان کے آباء کے عمل کیوجہ سے جنت میں داخل فرمائینگے۔ کلبی علیہ السلام بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ اگر آباء کا درجہ بیٹوں سے اونچا ہو تو اللہ تعالیٰ بیٹوں کو بھی آباء کے درجے تک پہنچا دینگے۔ ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں ان کو اپنے آباء جیسا اجر دیا جائے گا اور آباء کے اجروں میں اس سے کوئی کمی نہیں آئیگی۔ اور اس بات کے صحیح ہونے پر دو قرآتیں جو کہ دو آیتوں کے ہیں دلالت کرتی ہیں چنانچہ جنہوں نے اس طرح پڑھا۔ یہ ان بالغ اولاد کے حق میں ہے جن کہ طرف فعل کی نسبت صحیح ہے' جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

والسابقون الاوّلون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان۔

اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والی
اور جوان کے پیرو ہونے کی کے ساتھ (توبہ۔۱۰۰)

اور جنہوں نے اس طرح پڑھا (واتبعنا ھم ذریاتھم)

یہ ان صغار کے حق میں ہے جن کو حکماً اللہ تعالیٰ نے ایمان میں اپنے آبای کا لابع بنایا۔ دونوں قرائیں درجات کی دونوں قسموں پر دلالات کرتی ہیں۔ اور صغار کے حق میں اس طرح لازم نہیں آتا۔ کیونکہ ہر آدمی کے بچے اور اس کی اولاد اس کے ساتھ درجے میں ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

فصل ۔ ۷

جنت بات کرے گی

چنانچہ جنت اور دوزخ کے مقابلے کے وقت مکالے کی حدیث گذر چکا اور یہ حدیث بھی گذر چکی ہے آپ ﷺ نے فرمایا جنت کہے گی اے پروردگار میری نہریں چلنے لگی ہیں اور میرے پھل پک چکے ہیں پس میرے اہل (جنتیوں) کو جلدی لاو۔ سعید طائی فرماتے ہیں مجھے اس بات کی خبر دی گی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا تو اسے کہا مزین ہو جا تو وہ مزین ہوگی پھر اسے کہا بول تو بولی خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس سے آپ راضی ہو جائیں قتادہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا تو اسے کہا بول جنت بولی "متقون کے لئے خوشخبری ہے" ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا تو اس میں ایسی نعمتیں پیدا فرمائیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہے اور نہ کسی کان نے سنی ہے اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے پھر اس سے فرمایا بول جنت بولی "مومن کام نکال لے گئے"

فصل ۔ ۸

جنت کا حسن ہمیشہ بڑھتا رہے گا

کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب بھی جنت کی طرف نظر فرمائی تو اسے یہی کہا کہ عمدہ بن جا اپنے اہل کے لئے تو جنت کا حسن دوبالا ہوتا رہے گا یہاں تک کہ جنتی اس میں

داخل ہو جائیں گے۔

فصل ۹

جنتی حوریں بنسبت اپنے شوہروں کے ان کی زیادہ مشتاق ہوں گی

اس بارے میں معاذ ابن جبل ﷜ کی روایت گزر چکی ہے کہ جب دنیا کی کوئی عورت اپنے شوہر کو ایذاء پہنچاتی ہے تو حوریں اس سے کہتی ہیں اس کو تکلیف نہ پہنچا قریب ہے کہ یہ تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آجائے اور عکرمہ ﷜ کی روایت میں حوروں کی دعا گزر چکی ہے (اللہم اعنہ علی دینا واقبل علی طاعتک) (اے اللہ! اپنے دین پر اس کی امداد فرمائی اور اپنی اطاعت پر اس کو متوجہ فرما) ابن ابی الدنیا ابو سلیمان سے نقل کرکے فرماتے ہیں "کہ عراق میں ایک عبادت گزار نوجوان تھا جو اپنے دوست کے ہمراہ مکہ کی طرف نکلا' دوران سفر کہیں آرام کے لئے اترتے تو وہ نماز پڑھنے لگ جاتا اگر کھانا کھانے بیٹھتے تو وہ روزے دار ہوتا چنانچہ اس آنے جانے میں اس کے دوست نے اس پر صبر سے کام لیا لیکن جب وہ جدا ہونے لگا تو اس سے پوچھا اے بھائی مجھے بتا اس چیز پر آپ کو کس نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے خواب میں جنت کا ایک محل دیکھا جس کی ایک اینٹ سونے کی تھی اور ایک چاندی کی اور ایک کنگرہ زبرجد کا تھا اور ایک یاقوت کا تھا انکے درمیان ایک حور تھی زلفیں لٹکائے ہوئی۔ جس پر سونے کا لباس تھا کہنے لگی "میری طلب و جستجو میں کوشش کر اللہ کی قسم میں بھی تیری جستجو میں ہوں" اس جوان نے کہا جو کچھ آپ نے دیکھا یہ اسی کی طلب تھی۔ اس کے بعد ابو سلیمان نے فرمایا۔ یہ تو ایک حور کے طالب کا حال تھا اس شخص کا کیا حال ہو گا جو اس سے زیادہ کا طلب گار ہو۔

فصل ۱۰

جنت اور دوزخ کے درمیان موت کا ذبح ہونا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وانذرهم يوم الحسرة اذ قضى الامر وهم فى غفلة وهم لايؤمنون۔ (مریم ۳۹)	اور ڈراان کوافسوس کے دن سے جب فیصلہ ہو جائے گااور وہ غفلت میں ہیں اور وہ یقین نہیں کرتے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن موت سفید مینڈھے کی شکل لائی جائے گی اور جنت اور دوزخ کے بیچ میں اس کو ٹھہرایا جائے گا۔ پھر اعلان کیا جائے گا اے جنت والو تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ اپنا سر اٹھائیں گے اور اس کو دیکھیں گے اور کہیں گے ہاں ہم پہنچاتے ہیں یہ موت ہے پھر اعلان کیا جائے گا اے دوزخ والو تم اس کو پہنچاتے ہو وہ سر اٹھاکر دیکھیں گے اور کہیں گے ہاں ہم پہنچاتے ہیں یہ موت ہے پھر حکم ہو گا اور وہ مینڈھا ذبح کیا جائے گا پھر اعلان ہو گا۔ اے جنت والو تم کو ہمیشہ رہنا ہے کبھی موت نہیں ہے اور اے دوزخ والو تم کو ہمیشہ رہنا ہے کبھی موت نہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ "اور ڈراان کوافسوس کے دن سے جب فیصلہ ہو جائے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ یقین نہیں کرتے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جب اہل جنت جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو موت کو باندھ کر لایا جائے گا جنت اور جہنم کے درمیانی دیوار پر کھڑا کیا جائے گا پھر اعلان ہو گا اے جنتیو! (اعلان سن کر ڈرتے ہوئے جھانکنے لگیں گے) پھر اعلان ہو گا اے جہنمیو! (اعلان سن کر وہ شفاعت کی امید پر خوش ہو کر جھانکنے لگیں گے) پھر دونوں سے پوچھا جائے گا کیا تم اس کو جانتے ہو جنتی اور جہنمی دونوں جواب دیں گے کہ ہم نے پہچان لیا یہ وہ موت ہے جو ہم پر مقرر کی گئی تھی چنانچہ اس کو دیوار پر لٹاکر ذبح کیا جائے گا پھر اعلان کیا جائے گا اے جنتو! ہمیشہ رہو اس کے بعد موت نہیں۔ اے اے جہنمیو! ہمیشہ رہو اس کے بعد موت نہیں" اور یہ مینڈھا اور اس کا لٹانا اور ذبح کرنا اور دونوں فریقوں کا اس کو دیکھنا کوئی خیال اور تمثیل نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض لوگ اس میں بہت بڑی غلطی کر گئے ہیں کہ موت تو اعراض میں سے ہے اور اعراض کا جسم نہیں ہوتا چہ جائیکہ اس کو ذبح کیا جائے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ اعراض کو اجسام میں تبدیل

کریں۔ جن مشکلات کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ اس کا سبب رسول اللہ ﷺ کی مراد کو نہ سمجھنا ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے روایت ہے۔

تجیئی البقرۃ وال عمران یوم القیمۃ کانھما غمامتان۔ سورۃ بقرہ اور آل عمران آئیں گے گویا کہ وہ بادل ہیں

یعنی اللہ تعالیٰ ان سورتوں کی تلاوت کو بادلوں کی صورت دیں گے۔

اس طرح دوسری حدیث میں ارشاد ہے۔

ان ماتذکرون من جلال اللہ من تسبیحہ وتحمیدہ وتہلیلہ یتعاطفن حول العرش لھن دوی کدوی النحل یذکرن بصاحبھن۔

(ترجمہ) بے شک تم اللہ کی تسبیح وتحمید اور تہلیل سے جو اس کی بڑائی بیان کرتے ہو تو وہ کلمات عرش کے اردگرد چکر لگاتے ہیں اس حال میں کہ ان کے لئے شہد کی مکھیوں کی طرح بھنبھناہٹ ہوتی ہے جس سے اپنے پڑھنے والے کا تذکرہ کرتے ہیں

اس طرح عذاب کے حدیث میں ہے کہ آدمی اعمال کو آدمی کی صورت دی جائے گی جس کو وہ دیکھے گا۔ تو اس سے پوچھے گا تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گا میں تیرا نیک عمل ہوں (اگر بد صورت آدمی ہوگی) تو وہ جواب دے گا "میں تیرا برا عمل ہوں" یہ حقیقت ہے خیال نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ آدمی کے اعمال کو اچھی یا بڑی بڑی صورت عطا فرمائیں گے اور قیامت کے دن مومنوں کے آگے جو نور چلے گا وہ ان کا نفس ایمان ہو گا جس کو نور کی صورت دی گئی ہوگی۔ چنانچہ اگر اس پر نص وارد نہ ہوتی تب بھی یہ بات معقول ہے اور نص کے بعد تو عقل نقل دونوں سے مطابق ہوئی۔ قتادۃ ﷺ فرماتی ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مومن جب قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل اچھی صورت اور اچھی بشارت ہیں اس کے سامنے

وقال سعيد عن قتاده بلغنا ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان المئومن اذا خرج من قبره صورله عمله في صورة حسنة وبشارة حسنة فيقول له من أنت؟ فوالله انى لأراك امرأ الصدق فيقول أنا عملك فيكون له نوراً وقائداً الجنة واما الكافر اذا خرج من قبره صورله عمله في صورة سيئة وبشارة سيئة فيقول من أنت فوالله انى لأراك امراء السوء فيقول له أنا عملك فينطلق به حتى يدخل النار

سامنے آئے گا یہ کہے گا تو کون ہے؟ خدا کی قسم میں تو آپ کو سچا آدمی سمجھتا ہوں وہ کہے گا میں تیرا عمل ہوں۔ تو وہ عمل اس کے لئے نور اور جنت میں پہنچانے والا ہو گا۔

اور کافر جب اپنے قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل بری صورت اور بد خبری میں اس کے سامنے آئے گا وہ کہے گا تو کون ہے؟ خدا کی قسم میں مجھے برا آدمی سمجھتا ہوں۔ وہ کہے گا میں تیرا عمل ہوں۔ اس کو لیکر چلے گا یہاں تک کہ جہنم میں داخل کرا دے گا۔ مجاہد علیہ نے بھی اس طرح نقل کیا ہے ابن جریج علیہ فرماتے ہیں نیک آدمی کے عمل کو خوبصورت اور خوشبودار شکل دی جائے گی جو اس کا دل بہلائے گا اور اس کو ہر خیر کی بشارت دے گا مردہ اس سے پوچھے گا تو کون ہے؟ وہ جواب دے گا میں تیرا نیک عمل ہوں پھر وہ روشنی بنکر اس کے آگے چلے گا یہاں تک کہ اس کو جنت میں داخل کرا دے گا۔ یہی اللہ تعالیٰ کے ارشاد (يهديهم ربهم باء يمانهم) ہدایت کرے گا ان کو رب ان کا ان کے ایمان سے) اور کافر کے عمل کو بد شکل اور بدبودار صورت دی جائے گی وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا یہاں تک کہ اس کو جنہم

میں داخل کرا دے گا۔ عبداللہ بن مبارک
علیہ فرماتے ہیں کہ حسن علیہ نے یہ آیت
ذکر فرمائی۔

وما نحن بمیتین الاموتتنا الأولیٰ وما نحن بمعذبین (صافات ۵۹)	کیااب ہم کو مرنا نہیں۔ مگر جو پہلی بار چکے اور ہم کو تکلیف نہیں پہنچے گی۔

فرمایا کہ وہ جان چکے تھے کہ تمام نعمتوں کے بعد موت آنی ہے جوان سب کو ختم کر دے گی تو انہوں نے کیااب ہم کو مرنا نہیں مگر جو پہلی بار مرچکے اور ہم کو تکلیف نہیں پہنچنے کی کہا گیانہیں تو کہا بیشک ہی بڑی کامیابی ہے یزید رقاشی علیہ نے اس میں یہ بھی اضافہ کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ اہل جنت موت سے بے خوف ہو جائیں گے تو ان کی زندگی خوشگوار ہوگی اور بیماریوں سے محفوظ رہیں گے تو ہم ان کو اللہ کے جوار رحمت میں طول قیام کی مبارک باد دیتے ہیں یہ کہہ رونے لگے حتیٰ کہ ڈاڑھی تر ہوگی۔

فصل ۱۱

جنت میں ذکر کے علاوہ تمام عبادات ختم

جابر بن عبداللہ ﷺ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے لوگ کھائیں گے اور پئیں گے اور نہ ناک سنکیں گے اور نہ پیشاب اور پاخانہ کریں گے اور کھانا (اس طرح ہضم ہو گا) ایک ڈکار ہوگی اور مشک کی طرح خوشبودار پسینہ آئے گا (بس ڈکار اور پسینہ سے کھانا تحلیل ہو جائے گا) اور ان کو تسبیح اور تحمید (یعنی سبحان اللہ اور الحمد للہ) کا ایسا الہام ہو گا جیسے سانس کا الہام ہوتا ہے۔

فصل ۱۲

اہل جنت دنیا میں ہونے والے واقعات کا آپس میں تذکرہ کریں گے

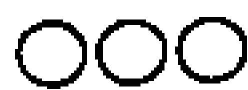
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

فاقبل بعضهم علی بعض یتسباء لون. قال قائلٌ منهم انی کان لي قرینٌ (صافات ۵۰)	پھر منہ کیا ایک نے دوسرے کی طرف پوچھنے والا ایک بولنے والا ان میں میرا تھا ایک ساتھی۔

اس پر بحث گزر چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وأقبل بعضهم علی بعض یتساءلون قالوا ان کنا في اهلنا مشفقین فمن الله علینا ووقنا عذاب السموم (سورۃ الطور ۲۵-۲۷)	اور منہ کیا بعض نے دوسروں کی طرف آپس میں پوچھتے ہوئے بولے ہم بھی تھے اس سے پہلے اپنے گھروں میں ڈر رہتے۔ پھر احسان کیا اگر نے اللہ نے ہم پر اور بچا دیا ہم کو لوکی عذاب سے۔

ابن ابی الدنیا نے ربیع ابن صبیح سے اور انہوں نے حسن اور اس نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو بعض کو بعض دوستوں کی علامات کی خواہش پیدا ہوگی تو دونوں کی مسہریاں ایک دوسرے کے پاس چل کر آئیں گی یہاں تک اکٹھے ہو جائیں گے اور دونوں اپنی اپنی مسہریوں پر تکیہ لگا کر بیٹھ جائیں گے ایک ساتھی دوسرے سے پوچھے گا آپ کو معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے کب ہماری بخشش فرمائی؟ وہ کہے گا ہاں فلاں فلاں ان ہم فلاں جگہ تھے وہاں ہم نے اللہ سے دعا مانگی تو اس نے ہماری مغفرت فرما دی تو جب دنیا کے بارے میں وہ مذاکرہ کر سکتے ہیں تو پھر علماء تو دنیا والے علم کے مشکل مسائل اور فہم قرآن اور احادیث کی صحت پر ضرور بحث کریں گے۔ کیونکہ جب اس میں دنیا میں مذاکرہ اور مباحثہ کرنا کھانے پینے اور جماع سے بڑھ کر لذیذ ہے تو پھر جنت میں تو اس میں سب سے زیادہ لذت ہوگی اور یہ ایسی لذت ہوگی جو اہل علم کے ساتھ مخصوص ہوگی اور اس میں علماء کرام دوسرے جنتیوں سے ممتاز رہیں گے۔



سترواں باب

ان لوگوں کا بیان جو بشارات جنت کے مستحق ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وبشر الذین أمنوا وعملوا الصالحات ان لهم جنت تجری من تحتها الانهر. كلما رزقوا منها الخ (سورة البقرة ۲۵)

اور خوشخبری دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کے واسطے باغ ہیں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔

الأ ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولاهم یحزنون. الذین آمنوا وکانوا یتقون لهم البشری فی الحیوة الدنیا وفی الأخرة لا تبدیل لکلمات الله ذالك هو الفوز العظیم. (سورة یونس ٦٢-٦٤)

یاد رکھو جو اللہ کے دوست ہیں نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے جو لوگ کہ ایمان لائے اور ڈرتے رہیں ان کے لئے خوشخبری دنیا کی زندگانی ہیں اور آخرت میں بدلتی نہیں اللہ کی باتیں نہیں بڑی کامیابی۔

ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائكة الاتخافوا ولا تحزنوا وأبشروا با الجنة التی کنتم توعدون. (سورة حم السجده ۳۰)

تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر قائم ہے ان پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا۔

فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون أحسنه اولئك الذین هداهم الله واولئك هم اولوا الالباب. (سورة الزمر ۱۸)

سو تو خوشی سنا دے میرے بندوں کو تو سنتے ہیں بات پھر چلتے ہیں اس پر جو اس میں نیک ہے وہی ہیں جن کو راستہ دیا اللہ نے اور وہی ہیں عقل والے۔

والذين أمنوا وهاجروا وجاهدوا في سبيل الله بأموالهم وانفسهم اعظم درجة عندالله واولئك هم الفائزون. يبشرهم ربهم برحمة منه ورضوان وجنّٰت لهم فيها نعيم مقيم. خالدين فيها ابدا ان الله عنده اجرٌ عظيم
(سورة التوبه ٢٠ – ٢٢)

جو ایمان لائے اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے ان کے لئے بڑا درجہ ہے اللہ کے ہاں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں خوشخبری دیتا ہے ان کو پروردگار ان کا اپنی طرف سے مہربانی کی اور رضامندی کی اور باغوں کی کہ جن میں ان کو آرام ہے ہمیشہ کا رہا کریں ان میں مدام بیشک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

والذين آمنوا وعملوا الصالحات في روضات الجنت لهم مايشاءون عندربهم ذالك هو الفضل الكبير ذالك الذى يبشروالله عباده الذين آمنوا وعملوا لصالحات (سورة الشورى ٣ : ١)

اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کئے باغوں میں ہیں جنت کے ان کے لئے ہیں جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس یہی ہے بڑی بزرگی یہ ہے جو خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ایمان دار بندوں کو جو کرتے ہیں بھلے کام۔

انما تنذر من اتبع الذكرَ وخشى الرحمن با الغيب فبشره بمغفرة وآجرٍ كريم (سورة يس ١١)

تو تو ڈر سنائے اس کو جو چلے سمجھائے پر اور ڈرے رحمٰن سے بن دیکھے سو اس کو خوشخبری اسے معافی کی اور عزت کے ثواب کی۔

يايها النبي انا ارسلناك شاهدًا ومبشراً ونذيراً وداعياً الي الله باذنه وسراجاً منيراً وبشر المؤمنين بأن لهم من الله فضلاً كبيراً.
(سورة الأحزاب ٤٥ – ٤٧)

اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا بتانے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ اور خوشخبری سنا دے ایمان والوں کو کہ ان کے لئے ہے خدا کی طرف سے بڑی بزرگی۔

ولاتحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون. فرحين بما اتاهم الله من فضله ويستبشرون بنعمة من الله وفضل وان الله لايضيع اجر المئومنين.
(سورة آل عمران ١٦-١٧)

اور تو نے سمجھ ان لوگوں کو مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے خوشی کرتے ہیں اس پر جو دیا ان کو اللہ نے اپنے فضل سے اور خوش وقت ہوتے ہیں ان کی طرف سے جو ابھی تک نہیں پہنچے ان کے پاس ان کے پیچھے سے اس واسطے کہ نہ ڈر ہے ان کو اور نہ غم خوش وقت ہوتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ ضائع نہیں کرتا مزدوری ایمان والوں کی۔

ان الله اشترى من المئومنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة يقاتلون في سبيل الله فيقتلون ويقتلون. وعداً حقاً في التوراة ولانجيل والقرآن ومن أوفى بعهده من الله فاستبشروا ببيعكم الذى بايعتم به وذالك هو الفوز العظيم.
سورة التوبه ١١١)

اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں مرتے ہیں وعدہ ہو چکا اس کے ذمہ پر سچا توریت اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ سو خوشیاں کرو اس معاملے پر جو تم کیا ہے اس سے اور یہی کامیابی۔

ولنبلونكم بشىء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والأنفس والثمرات وبشر الصابرين ○ الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا

اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو اور تھوڑے سے ڈر سے اور بھوک اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میوؤں کے اور خوشخبری ان صبر کرنے والوں کو کہ جب

للہ وانا الیہ راجعون. اولئك علیھم صلوٰۃ من ربھم ورحمۃ اولئك ھم المھتدون (سورۃ البقرۃ ۱۵۵-۱۵۷)

پہنچے ان کو کوئی مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ایسے ہی لوگوں پر عنایتیں ہیں اپنے رب کو اور مہربانی اور وہی ہیں سیدھی راہ پر۔

اخری تحبونھا نصر من اللہ وفتح قریب وبشر المؤمنین (سورۃ الصف ۱۱)

اور ایک اور چیز دے جس کو تم چاہتے ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فتح جلدی۔

جنت کے متعلق ارشاد ہے (اعدت للمتقین) (تیار ہوئی ہے پرہیز گاروں کے واسطے)

(اعدت للذین امنوا با اللہ ورسلہ) (تیار ہوئی ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر)

الذین آمنوا وعملوا الصالحات کانت لھم جنٰت الفردوس نزلاً۔ (سورۃ الکھف ۱۰۷)

جو لوگ ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام ان کے واسطے ہے ٹھنڈی چھاؤں کے باغ مہانی۔

قد افلح المؤمنون. الذین ھم صلواتھم خاشعون والذین ھم عن اللغو معرضون. والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون. والذین ھم لفروجھم حافظون. الی قولہ اولئك ھم الوارثون. الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون (سورۃ المؤمنون ۱۰۷)

کام نکال لے گئے ایمان والے جو اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں اور جو نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال باندیوں پر سو ان پر کچھ الزام نہیں پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوا سو وہی ہیں اپنی امانتوں سے اور اپنے اقرار سے خبردار ہیں جو اپنی نمازوں کی

خبر رکھتے ہیں وہی ہیں میراث لینے والے جو
میراث پائیں گے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے وہ
اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔

مسند وغیرہ میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد مذکور ہے آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر دس آیتیں نازل ہوئیں جو اس کو قائم کرے گا تو جنت میں داخل ہو گا۔ پھر آپ ﷺ نے سورۃ مومنون ابتدائی دس آیتیں اور سورۃ احزاب کی آیت (ان المسلمین والمسلمات) آخر تک اور سورۃ توبہ کی آیت (التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحٰفظون لحدود اللہ و بشر المومنین) اور سورۃ مریم کی آیت (تلک الجنۃ التّی نوُرِث من عبادنا من کان تقیا) تلاوت فرمائی۔

وسارعو الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السموٰت والأرض اعدت للمتقین. الذین ینفقون فی السرآءِ والضرآءِ والکاظمین الغیظ والعافینَ عن الناس واللہ یحب المحسنین. والذین اذا فعلوا فاحشۃ أوظلموا انفسھم ذکرو اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علیٰ ما فعلوا وھم یعلمون. أولئک جزآءھم مغفرۃ من ربھم وجناتٌ تجری من تحتھا الانھر خالدین فیھا ونعم اجر العاملین.

(سورۃ آل عمران ۱۳۳، ۱۳۶)

اور دوڑو بخشش کی طرف اپنے رب کی اور جنت کی طرف جس کا عرض ہے آسمان اور زمین تیار ہوئی ہے واسطے پرہیز گاروں کے خرچ کئے جاتے ہیں خوشی میں اور تکلیف میں اور دبالیتے ہیں غصہ اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو اور اللہ چاہتا ہے نیکی کرنے والوں کو اور وہ لوگ جو کر بیٹھیں کچھ کھلا گناہ یا برا کام کریں اپنے حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنے گناہوں کی اور کون ہے گناہ بخشنے والا سوا اللہ کے اور اڑتے نہیں اپنے کئے پر اور وہ جانتے ہیں انہی کی جزا ہے بخشش ان کے رب کی اور باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ

ان باغوں میں اور کیا خوب مزدوری ہے کام کرنے والوں کی۔

یأیھا الذین آمنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تجیکم من عذاب الیم. تومنون با اللہ ورسولہ وتجاھدون في سبیل اللہ بأموالکم و انفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون. (سورۃ الصف ۱۰ - ۱۱)

اے ایمان والو میں بتلاؤں تم کو ایسی سوداگری جو بچائے تم کو ایک دردناک عذاب سے۔ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور لڑو اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور اپنی جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔

ولمن خاف مقام ربہ جنتان

(اور جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب) کے آگے اس کے لئے وہ دو باغ۔

و اما من خاف مقام ربہ و نھی النفس عن الھوٰی فانِ الجنۃ ھِیَ الماوٰی. (النازعات)

اور جو کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے اور روکا ہو اس نے جی کو خواہش سے سو بہشت ہی اسکا ٹھکانا ہے۔

اس طرح کی آیتیں قرآن کریم میں بہت ساری ہیں۔ لیکن سب کا مدار تین چیزوں پر ہے (۱) ایمان (۲) تقویٰ (۳) سنت کے مطابق خالص عمل' تمام مخلوق میں ان تین صفات کے حامل لوگ مذکورہ بشارتوں کا مستحق ہیں اور تمام بشارات قرآنی انہیں کے گرد گھومتے ہیں اور یہ دو چیزوں میں آکر جمع ہو جاتے ہیں (۱) اللہ کی اطاعت میں اخلاص (۲) اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور اس کے مخالف صفات ان لوگوں میں آتی ہیں جو ریا کار ہیں اور برتنے کی چیز منع کرتے ہیں اور پھر یہ دو ایک خصلت میں آکر جمع ہو جاتے ہیں جو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ اس کے پسندیدہ کاموں میں موافقت ہے اور یہ ظاہرا اور باطنا نبی کریم ؐ کے تابعداری کے بغیر ناممکن ہے اور اس کے بغیر اس کا کوئی راستہ نہیں۔ اعمال تو اس اصل کی تفاصل ہیں جس کے ستر سے کچھ اوپر تک درجے ہیں سب سے اونچا درجہ لا الہ الا اللہ کا کہنا ہے اور سب سے

ادنیٰ درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے اور باقی سب شعبے ان دو شعبوں کے درمیان میں آتے ہیں جن کا مجموعہ ان تمام چیزوں میں رسول اللہ ﷺ کی تصدیق ہے جس کی آپ ﷺ نے خبر دی ہے اور ان تمام چیزوں میں آپ ﷺ کی اطاعت ہے جس کا حکم آپ نے ایجابا دی ہو یا استحبابا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور افعال پر بغیر تحریف اور تعطیل اور کیفیت بیان کرنے اور تمثیل کے ایمان لانا ہے۔ جیسے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس سے اس نے اپنی تعریف فرمائی ہے اور آپ اپنے مخلوق کے تعریف سے بالاتر ہیں شاید امام شافعی ؒ کے اس قول کا ماخذ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہو۔

اَللّٰهُمَّ لکَ الحمدُ کالذی نَقُولُ و خیراً مما نقول.

اے اللہ ساری تعریفیں تیرے لئے ہیں جو ہم کرتے ہیں اور اس سے بہتر جو ہم کرتے ہیں۔

اور ہم کتاب کے ابتداء میں اہل سنت کے تمام مقالات اور مجمع علیہ احادیث ذکر کر چکے ہیں جو امام اشعری ؒ نے ان سے نقل کیا ہے اب ہم بلفظہ امام احمد ؒ کے نقل کے مطابق اہل سنت کا اجماع نقل کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے اپنے مشہور مسائل میں ذکر کیا ہے کہ یہ اہل علم اور اصحاب اثر اور اہل سنت کے مذاہب ہیں جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ سے آج ہم چلے آرہے ہیں اور میں نے شام اور عراق اور حجاز کے علماء کو اسی پر پایا ہیں جو شخص ان مذاہب میں سے کسی چیز کی مخالفت کرے یا اس میں طعن کرے یا اس کے قائل پر عیب لگائے تو وہ شخص مخالف متبدع اور جماعت سے خارج ہے اور سنت اور حق کے راستے سے بھٹک گیا ہے۔

فرمایا کہ احمد اسحاق بن ابراہیم عبداللہ بن مخلداء اور عبداللہ بن زبیر الحمیدی اور سعید بن منصور وغیرہ جن حضرات سے ہم نے بیٹھ کر علم حاصل کیا مذہب یہ ہے کہ ایمان قول اور عمل اور نیت اور تمسک بالسنۃ کا نام ہے' ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے' ایمان سے استثناء کرنا صحیح ہے الا یہ کہ وہ بطور شک کے نہ ہو کیونکہ علماء کے ہاں ایک گذشتہ سنت چلی آرہی تھی کہ جب کسی آدمی سے پوچھا جاتا آپ مومن ہے؟ تو وہ جواب دیتا ان شاء اللہ میں مومن ہوں۔ یا یوں کہتا مجھے ایمان کی امید ہے اور کہتا "آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ"۔

جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ ایمان عمل کو چھوڑ کر صرف قول کا نام ہے تو یہ شخص مرجی ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو کہ ایمان قول ہے اور اعمال شرائع ہیں تو وہ بھی مرجی ہے اور جو یہ ہے کہ اس کا ایمان جبرئیل اور ملائکہ کی ایمان کی طرح ہے تو وہ بھی مرجی ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ ایمان بڑھتا ہے گھٹتا نہیں تو اس نے بھی مرجبہ کی بات کی اور جو ایمان میں استثناء کو تبدیل کردے تو وہ مرجی ہے اور جو یہ کہے کہ معرفت دل میں ہوتی ہے اگرچہ اس کا اظہار نہ کیا جائے مرجی ہے۔ شر اور خیر اس کی کمی اور زیادتی اس کا ظاہر اور باطن کڑوا اور میٹھا' پسندیدہ اور ناپسندیدہ' نیکی اور بدی یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کے فیصلے سے اس کے بندوں پر آتی ہیں کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی مشیت اور فیصلے سے تجاوز نہیں کر سکتا۔

بلکہ سب کے سب کا رحجان اس چیز کی طرف ہوتا ہے جس کے لئے اللہ تاعلیٰ نے ان کو پیدا کیا ہوتا ہے اور یہ اپنی تقدیر میں پڑ جاتے ہیں اور یہ اللہ عزوجل کی جانب سے انصاف ہے چوری اور زنا' شراب' قتل' حرام مال کھانا' شرک۔ یہ سارے گناہ اللہ کی قضا سے ہوتے ہیں بغیر اس کے کہ اس کی مخلوق میں سے کسی ایک کے لئے اس پر حجت بنے بلکہ اللہ ہی کے لئے حجت بالغہ ہے اپنی مخلوق پر "وہ جو کچھ کرتے ہیں اس سے نہیں پوچھا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا" اپنی مخلوق کے بارے میں اللہ کو اپنی مشیت کا پہلے سے علم حاصل ہے ابلیس کی نافرمانی اور اس طرح قیامت تک اللہ کی نافرمانی کرنے والے اور جس کے لئے ان کو پیدا کیا سب اللہ تعالیٰ کو پہلے سے معلوم تھا۔ اور اطاعت گزاروں کی اطاعت اللہ تعالیٰ کو پہلے سے معلوم تھی پس ہر شخص وہی عمل کرتا ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا اور اس کا رحجان اس طرف ہوتا ہے جس کا فیصلہ اس کے لئے ہوتا ہے ان میں سے ایک بھی اللہ تعالیٰ کی قدو مشیت سے تجاوز نہیں کر سکتا اللہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس نے اپنے نافرمان اور متکبر بندوں کے لئے بھلائی اور طاعت متعدد کی تھی لیکن انہوں نے اپنے لئے اپنی اختیار سے شر اور معصیت کا انتخاب کیا اور اپنی مشیت پر عمل پیرا ہوئے تو اس شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ بندوں کی مشیت اللہ تعالیٰ کی مشیت سے زیادہ غالب ہے اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ پر کونسا بہتان باندھا جا سکتا ہے؟ اور جو یہ کہے کہ زنا تقدیر سے نہیں ہوتا ہے تو اس سے پوچھا جائے کہ بتایہ عورت جو زنا سے

حاملہ ہوئی اور بچہ جنا تو کیا اس بچے کی تخلیق اللہ کی مشیت سے ہوئی؟ اور اللہ کو پہلے سے یہ معلوم تھا؟ پھر اگر وہ کہے کہ نہیں تو اس نے یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے خالق کا دعویٰ کیا اور صراحۃً شرک ہے! اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ چوری اور شراب نوشی اور حرام مال کھانا اور اللہ کے قدر و قضاء سے نہیں ہے تو اس نے گویا یہ دعویٰ کیا کہ انسان دوسرے کے رزق کھانے پر قادر ہے اور یہ صراحۃً مجوسیت ہے! بلکہ اس شخص نے تو وہ روزی کھائی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر کی تھی خواہ جس طرح کھایا اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ قتل اللہ کے فیصلے سے نہیں ہوتا تو گویا اس نے یہ دعویٰ کیا کہ مقتول اپنی اجل کے بغیر مرا اور اس سے زیادہ واضح کفر اور کیا ہو سکتا ہے؟ حالانکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے ہوتا ہے اور یہ اس کا اپنی مخلوق میں عدل اور تدبیر ہے اور ان کے بارے میں علم ازلی کے فیصلے ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے علم کا اقرار کرتا ہے تو اس کو قدر و مشیت کا اقرار بھی کرنا پڑے گا۔ اور ہم اہل قبلہ پر یہ حکم نہیں لگا سکتے کہ وہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے جہنم میں ہیں الا یہ کہ اس بارے میں کوئی حدیث ہو اور ہم کسی کے حق میں یہ فیصلہ بھی نہیں کرتے کہ وہ اپنے نیک عمل کی وجہ سے جنت میں ہیں الا یہ کہ اس بارے میں کوئی حدیث ہو۔ خلافت قریش میں رہے گی جب تک لوگوں میں دو آدمی بھی باقی ہوں اور لوگوں میں سے کسی ایک کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اس معاملے میں ان سے لڑے اور ہم ان کی بغاوت نہیں کریں گے اور نہ قیامت تک غیر کے لئے خلافت کا اقرار کریں گے اور جہاد ائمہ کی نمائندگی میں جاری رہے گی خواہ وہ نیک ہو یا فاجر ہو "جہاد کو کسی ظالم کا ظلم اور کسی عادل کا عدل باطل نہیں کر سکتا" جمعہ اور عیدین اور حج سلطان کی معیت میں ہوں گی اگرچہ وہ نیک عادل اور پرہیز گار نہ ہو' صدقات' ٹیکس' اور عشر اور مال غنیمت ان کو دی جائے گی خواہ وہ عدل کرے یا ظلم کرے۔ اور جس کو اللہ پاک نے تمہارا امیر بنایا ہو اس کی تابعداری کرو اور اس کی اطاعت دست بردار مت ہو اور نہ تلوار لیکر اس کی بغاوت کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے لئے کوئی راستہ کھول دے۔ اور امیر کی بغاوت مت کر سمع و اطاعت سے کام لے اور اس کی بیعت کو مت توڑ۔ جو شخص ان کاموں میں سے کسی کا ارتکاب کرے گا تو وہ جماعت سے الگ مخالف اور بدعتی ہے۔ اگر امیر آپ کو ایسی بات کا حکم کرے جس

میں اللہ کی نافرمانی ہو تو آپ کے لئے ہرگز اس کی اطاعت جائز نہیں لیکن آپ کے لئے بغاوت بھی جائز نہیں اور فتنے میں رکنا ایک گذشتہ سنت ہے جس کا احترام واجب ہے اگر آپ فتنے میں مبتلا ہو جائیں تو دین کے بجائے اپنی جان کی قربانی دے اور نہ اپنے ہاتھ اور زبان سے فتنے کے بارے میں کسی پر لعن طعن کرے۔ بلکہ اپنی زبان' ہاتھ اور خواہشات کے روکے رکھے۔ اللہ ہی مددگار ہے۔ اہل قبلہ سے رک جا ان کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر بنائے اور نہ کسی عمل کی وجہ سے ان کو اسلام سے خارج کریں الا یہ کہ اس میں کوئی حدیث وارد ہو۔ مثلاً ترک صلوۃ اور شرب خمر کو حلال سمجھنے والے کا کفر اور یا کوئی ایسی بدعت ہو کہ اس کا کرنے والا کافر اور خارج از السلام ہوتا ہے پس ان باتوں کا اتباع کرے اور اس سے تجاوز نہ کرے' کانے دجال کے خروج میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اور وہ سب سے بڑا جھوٹا ہے' عذاب قبر حق ہے بندے سے اس کے دین اور اس کے رب اور جنت دوزخ کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ منکر نکیر حق ہیں یہ دونوں قبر کی آزمائش ہیں۔ ہم اس میں اللہ سے ثبات قدمی چاہتے ہیں۔ محمد ﷺ کا حوض حق ہے آپ ﷺ کی امت اس پر آکر اس کے برتنوں میں پانی پئیں گے۔ پل صراط حق ہے جہنم پر بچھایا جائے گا۔ اس پر لوگوں کا گذر ہو گا جنت کے اس کے پرے ہے۔ میزان حق ہے جس سے نیکیوں اور برائیوں کو جس طرح اللہ چاہیں گے تولیں گے۔ صور حق ہے حضرت اسرافیل علیہ السلام اس میں پھونکیں گے جس سے تمام مخلوق مرجائیں گے۔ پھر دوسری مرتبہ اس میں پھونکیں گے تو تمام مخلوق رب العالمین کے سامنے حساب اور ثواب و عقاب جنت اور جہنم میں جانے کے فیصلے کے لئے کھڑی ہو جائیں گے اور لوح محفوظ سے بندوں کے اعمال ظاہر کئے جائیں گے جس کی طرف تقدیر اور قضاء نے سبقت کی ہے۔ قلم حق ہے جس سے اللہ تعالیٰ ہر چیز کی مقاء پر نوشتہ تقدیر لاچکے ہیں اور بروز قیامت شفاعت حق ہے۔ ایک قوم دوسری قوم کی شفاعت کرے گی جس سے وہ جہنم سے بچ جائے گی۔ اور ایک قوم کو جہنم میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد نکالا جائے گا اور ایک قوم اس میں ہمیشہ رہے گی وہ اہل شریک اور اللہ تعالیٰ کو جھٹلانے والے اور اس کا انکار کرنے والے ہوں گے۔ بروز قیامت جنت اور دوزخ کے درمیان موت کو ذبح کیا جائے گا۔ جنت اور اس کی اندر کی چیزیں جہنم اور اس کے اندر کی چیزیں پیدا کی گئی ہیں اور دونوں کے

لئے اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی ہے۔ نہ یہ خود فنا ہوں گی اور نہ اس کی اندر والی چیزیں فنا ہوں گی۔ اگر کوئی متبدع یا زندیق ان کے فنائیت پر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے استدلال کرے۔
کل شیء ھالك الا وجھه (سورۃ القصص ۸۸) ہر چیز فنا ہے مگر اس کی ذات' اسی کا حکم ہے 'اور اسی کی طرف پھیر جاؤ گے۔

یا اس کے علاوہ دیگر قرآنی متشابہات سے استدلال کرے؟ تو اس کو جواب میں کہا جائے گا کہ جن چیزوں کی ہلاکت اور فنائیت اللہ تعالیٰ نے لکھدی وہ فنا ہوں گی جنت اور جہنم کو تو اللہ تعالیٰ نے بقاء کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ فناء کے لئے پیدا نہیں فرمایا' اور یہ دونوں آخرت کی چیزیں ہیں دنیا کی نہیں اور حورعین نہ قیامت قائم ہوتے وقت مریں گی اور نہ صور پھونکتے وقت' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بقاء کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ فناء کے لئے نہیں اور نہ ان کے لئے موت لکھی ہے۔ جو اس کے خلاف کہے تو وہ متبدع اور سیدھے راستے سے بھٹک گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کے اوپر سات آسمان اور ایک دوسرے سے نیچے سات زمینیں پیدا فرمائی ہیں اوپر والی زمین اور آسمان دنیا کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے پھر ہر دو آسمان کے درمیان اتنی ہی مسافت ہے۔ پانی اوپر والے سب سے اونچے ساتویں آسمان پر ہے اور رحمان کا عرش پانی پر ہے اور اللہ تعالیٰ عرش پر ہیں اور کرسی اس کے قدموں کے پاسے اور وہ ان تمام چیزوں کو جانتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمینوں میں ہیں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو ثریٰ کے نیچے ہے جو سمندر کی گہرائی میں ہے اور ہر درخت اور ہر بال اور ہر کھیتی اور تمام نباتات کے اگنے کی جگہ اور ہر پتے کے گرنے کی جگہ اور پہاڑوں اور چٹانوں اور مٹی کنکریوں اور ریت اور کلموں کی تعداد تک جو جانتے ہیں۔ بندوں کے اعمال اور ان کے اثرات اور ان کی باتوں اور سانسوں تک کو جانتے ہیں کوئی چیز اس پر مخفی نہیں وہ ساتویں آسمان کے اوپر عرش ہیں اور اس کے آگے آگ اور نور اور ظلمت اور ان چیزوں کے پردے ہوں گے جن کو وہ ہی جانتے ہیں اگر کوئی متبدع یا مخالف اللہ تعالیٰ کو ذیل ارشادات سے استدلال کرے
ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ (سورۃ ق ۱۶) اور اس سے نزدیک ہیں ڈھڑکتی رگ سے زیادہ۔

مایکون من نجوی ثلثة الا ھو رابعھم ولا خمسة الا ھو سادسھم ولا ادنی من ذالك ولا اکثر الا ھو معھم أین ماکانوا. (سورۃ المجادلۃ ۷)

کہیں نہیں ہوتا مشورہ تین کا جہاں وہ نہیں ہوتا ان میں سے چوتھا اور نہ پانچ کا جہاں وہ نہیں ہوتا ان میں چھٹا اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ جہاں وہ نہیں ہوتا ان کے ساتھ جہاں کہیں ہو۔

اور اس جیسی دوسری متشابہات سے استدلال کر بیٹھے۔ تو آپ جواب میں کہہ دے اس سے اللہ تعالیٰ کا علم مراد ہے کہ وہ ساتویں آسمان میں عرش کے اوپر ہیں اور پھر بھی یہ سب کچھ جانتے ہیں۔ وہ اپنے مخلوق سے الگ ہیں۔ اس کے علم سے کوئی جگہ خالی نہیں اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور اس کے اٹھانے والے فرشتے ہیں جو اس کو اٹھائے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عرش پر قائم ہیں اور اس کی کوئی حد نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے سننے والے ہیں جس کو کبھی شک نہیں ہوتا اور ایسے دیکھنے والے ہیں جس میں کوئی شک وشبہ نہیں کیا جا سکتا۔ علم والے ہیں اس پر جہل نہیں آتا۔ سخی ہیں جس کے ہاں بخل نہیں ہوتے۔ حلیم ہیں جلدی نہیں فرماتے۔ حفیظ ہیں نہ بھولتا ہے اور نہ ان پر سہو ہوتا ہے۔ قریب ہیں غافل نہیں ہوتا۔ بات کرتے ہیں' دیکھتے ہیں' اور پھیلاتے ہیں' ہنستے ہیں' اور خوش ہوتے ہیں' پسند کرتے ہیں' اور ناپسند کرتے ہیں' بغض رکھتے ہیں' راضی ہوتے ہیں' غصے ہوتے ہیں' اور ناراض ہوتے ہیں رحم فرماتے ہیں اور درگزر کرتے ہیں' بخشش فرماتے ہیں' عطا فرماتے ہیں اور منع کرتے ہیں۔

وہ جیسے چاہتے ہیں ہر رات آسمان دنیا میں نزول فرماتے ہیں۔ اس کے مثل کوئی چیز نہیں وہ سمیع اور بصیر ہیں۔ بندوں کے قلوب رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں جیسے چاہے ان کو پلٹ دے اور چاہے ان میں القاء فرما دے۔ آدم علیہ السلام کو اس کی صورت اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا۔ آسمان اور زمینیں قیامت کے دن اس کے ہتھیلی میں ہوں گے اور جہنم میں اپنی پنڈلی رکھیں گے اور ایک قوم کو اس سے اپنے ہاتھ سے نکالیں گے۔ اہل جنت اس کے روئے انور کا دیدار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عزت افزائی فرمائیں گے۔ قیامت کے دن تمام لوگ اس کے سامنے پیش ہوں گے اور بذات خود ان سے حساب لیں گے۔ اس معاملے میں کوئی غیر اس کے

قریب نہیں ہو گا قرآن اللہ کا کلام وہ ہے اس کے ذریعہ بات کرتے ہیں مخلوق نہیں ہیں۔ جو شخص قرآن کو مخلوق کہے تو وہ جہمی ہے کافر ہے' اور جو شخص قرآن کو کلام اللہ قرار دیکر اس میں توقف کرے اور یہ نہ کہے کہ قرآن مخلوق نہیں تو اس میں قول اول سے زیادہ خبث ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو کہ ہمارے الفاظ اور ہماری تلاوت مخلوق ہے اور قرآن اللہ کا کلام ہے۔ تو یہ شخص جہمی ہے' اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے ہمکلام ہوئے اور تورات اس کے ہاتھ پکڑا دی۔ اللہ عزوجل ہمیشہ متکلم ہیں خواب اللہ کی طرف سے اور حق ہوتا ہے۔ جب خواب دیکھنے والا اپنے خواب میں فاسد خیالات کے علاوہ صحیح چیزیں دیکھتا ہے اور پھر کسی عالم (تعبیر کا جاننے والے) کے سامنے بیان کرتا ہے تو وہ اس کی صحیح تعبیر نکالتا ہے اور اس میں تحریف نہیں کرتا۔ تو اس وقت اس کی تعبیر حق ہوتی ہے اور وہ انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے ایسا کونسا جاہل ہو گا جو خواب میں طعن کرے اور یہ کہے کہ خواب کچھ نہیں؟

اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو لوگ خواب کو کچھ نہیں سمجھتے تو وہ احتلام سے غسل کے بھی قائل نہیں۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مومن کا خواب ایک کلام ہے جس کے ذریعہ رب اپنے بندے بات کرتے ہیں اور مزید فرمایا کہ خواب اللہ کی جانب سے ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تمام اصحاب کے محاسن بیان کرنا اور انکے آپس کے مشاجرات کے بیان رکنا' (ضروری ہے) جو نبی کریم ﷺ کے اصحاب برا بھلا کہے یا ان میں سے کسی ایک کو یا ان کی تنقیص کرے یا ان پر لعن طعن یا عیب جوئی کرے تو ایسا شخص متبدع' رافضی' خبیث' اور مخالف ہے۔

بلکہ ان کی محبت سنت اور انکے لئے دعا قرب اور انکی اقتداء وسیلہ ہے اور ان آثار پر عمل کرنا فضیلت ہے۔ نبی کریم ﷺ کے بعد تمام امت سب بہتر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا درجہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا درجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد ہے۔ یہ حضرات ہدایت یافتہ خلفاء راشدین ہیں۔ پھر ان چاروں کے بعد نبی کریم ﷺ کے تمام اصحاب تمام لوگوں سے بہتر ہیں۔ کسی کو ان کی برائیاں ذکر کرنے اور ان پر لعن طعن کرنے اور ان کی تنقیص اور عیب جوئی کا

حق حاصل نہیں۔ جو شخص اس طرح کرے تو بادشاہ پر اس شخص کو سبق سکھانا اور سزا دینا واجب ہے۔ اور بادشاہ کے لئے اس کو معاف کرنا مناسب نہیں بلکہ اس کو سزا دے اور توبہ کا مطالبہ کرے پھر اگر وہ توبہ کرے تو قبول کیا جائے توبہ نہ کرے تو اس کو دوبارہ سزا دیکر ہمیشہ کے لئے قید میں رکھے یہاں تک کہ مرجائے اور یا واپس لوٹ کر آئے اور ہم عربوں کے حق اور فضیلت اور سبقت اسلامی کا اقرار کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث بناء پر کہ ان کی محبت ایمان اور ان سے بغض نفاق ہے ہم شعوبیہ اور ان رذیلوں کی طرح نہیں کہتے جو عربوں سے محبت نہیں رکھتے اور نہ ان کی فضیلت کو مانتے ہیں کیونکہ ان کا قول بدعت ہے۔ حرام ذرائع اور تجارتوں کے ذریعہ مال کمال کمانا جہل اور مخالفت اور خطاء ہے۔ بلکہ اللہ اور رسول کے بتائے ہوئے حلال طریقوں سے کمایا ہوا مال حلال ہے۔ آدمی کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنے آپ اور اپنے اہل وعیال کے لئے اپنے رب کے فضل (مال) کمانے میں کوشش کرے۔ جو شخص مال کمانا جائز نہ سمجھے وہ مخالف ہے۔ دین، کتاب اللہ اور آثار وسنن اور ثقات کی صحیح روایات کا نام ہے جن کا سلسلہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ اور تبع تابعین اور ان کے بعد ان ائمہ کرام تک پہنچتا ہے جو نہ بدعتی تھے اور نہ مطعون بالکذب' فرمایا کہ یہ وہ اقوال تھے جو اہل سنت والجماعت اور اصحاب روایات اور حاملین علم کا مذہب بیان کرتے ہیں جن سے ہم نے علم حاصل کیا اور سنت سیکھا یہ مشہور ومعروف معتمد اور اہل صدق اور اہل امانت ائمہ تھے۔ جن کی اقتداء کی گئی اور ان سے علم حاصل کیا گیا۔ یہ ان لوگوں کا مذہب ہے جو قولاً عملاً اور اعتقاداً ان بشارات کے مستحق ہیں۔

فصل

ہم اس کتاب کو اس چیز پر ختم کرتے ہیں جس سے ہم نے ابتداء کی تھی وہ اہل جنت کی دعا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے

ان الذين أمنوا وعملوا لصالحات يهديهم ربهم بايمانهم تجري من تحتهم الأنهار في جنت النعيم. دعواهم فيها سبحانك اللهم وتحيتهم فيها سلامٌ واٰخر دعواهم ان الحمدلله رب العالمين. (سورة يونس ۹ – ۱۰)

ہدایت کرے گا ان کو رب ان کا ان کے ایمان سے بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں باغوں میں آرام کے ان کی دعا اس جگہ یہ کہ پاک ذات ہے تیری یا اللہ اور ملاقات ان کی سلام اور خاتمہ ان کی دعا کا اس پر سب خوبی اللہ کو جو پروردگار سارے جہاں کا۔

جریج ﷺ (دعواہم فیہا سبحانک اللہم) کے تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اہل جنت کے سامنے ایک پرندہ گزرے گا تو ان کے دلوں میں اس کی چاہت پیدا ہوگی۔ تو یہ کہیں گے (سبحانک اللہم) یہی ان کی دعا ہوگی۔ چنانچہ فرشتہ ان کی چاہت کی چیز کے ساتھ سلام کر کے حاضر ہوگا اور وہ چیز ان کے حوالے کر دے گا اور اسی طرح (تحتیهم فیہا سلام) کے بارے میں کہ جب یہ کھانا کھائیں گے تو اپنے رب کا شکر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد (واٰخر دعوٰہم ان الحمد للہ رب العالمین) سے یہی مراد ہے۔ حضرت قتادہ ﷺ (دعواہم فیہا سبحانک اللہم) کے بارے میں فرماتے ہیں یہ ان کی دعا ہوگی اور ان کی ملاقات سلام سے ہوگی۔ سفیان ثوری ﷺ فرماتے ہیں کہ جنتی جب کسی چیز کے منگوانے کا ارادہ کریں گے تو کہیں گے (سبحانک اللہم) تو وہ چیز ان کو دی جائے گی اور اس جملے کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کے جلال اور تعظیم اور پاکی بیان کرنا ہے۔ موسیٰ بن طلحہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے (سبحان اللہ) کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کو ہر عیب سے پاک سمجھنا ہے۔

ابن الکواء نے اس کے بارے میں حضرت علی ﷺ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ ایسا کلمہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے لئے پسند فرماتے ہیں۔

طلحہ بن عبید اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (سبحان اللہ) کی تفسیر دریافت کی۔ آپ نے فرمایا کہ "سبحان اللہ" کا معنیٰ ہر عیب سے اللہ تعالیٰ کو پاک اور منزہ بتانا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کی پہلی دعا بتا دی کہ جب وہ کوئی چیز طلب کریں گے تو "سبحان اللہ" کہیں گے اور ان کی آخری دعا بھی بتا دی کہ جب ان کا مقصود حاصل ہوگا تو

(الحمد للہ رب العالمین) کہیں گے یہ آیات کا معنی اس سے عام ہے "دعویٰ" دعاء کے مثل ہے دعا سے کبھی ثناء مقصود ہوتا ہے اور کبھی سوال۔ حدیث میں ہے کہ "افضل دعا الحمد للہ رب العالمین ہے۔" اہل جنت کی دعا بطور ثناء ہوگی جس کا الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی پہلی اور آخری دعا بتلا دی۔ پہلی دعا تسبیح ہوگی اور دوسری تحمید ہے۔ تسبیح وتحمید کا ان کو ایسا الہام ہو گا جیسا کہ سانس کا الہام ہوتا ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جنت میں ان سے تکلیف ساقط ہوگی اور ان الہامی دعاؤں کے علاوہ کوئی عبادت باقی نہیں رہے گی۔ اور لفظ (اَللّٰھُمَّ) میں دعا کی طرف صراحتاً اشارہ ہے۔ تو جس طرح یہ (یا اللہ) کے معنی کو متضمن ہے ایسے ہی سوال و ثناء کو متضمن ہے۔ یہ ان لوگوں لے کہا جنہوں نے یہ سمجھا کہ جنتی جب کسی چیز کی خواہش کریں گے تو سبحان اللہ کہیں گے تو انہوں نے حدیث کا بعض معنی ذکر کر کے کوتاہی کی اس لئے کہ ان کو یہ وہم ہوا کہ جنتی یہ کلمہ کسی چیز کی طلب کے وقت کہیں گے' حالانکہ آیت میں اس پر دلالت کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ آیت تو اس پر دلالت کرتی ہے کہ ان کی پہلی دعا تسبیح (سبحان اللہ) ہوگی اور آخری دعا تحمید (الحمد للہ) ہوگی اور حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان کو تسبیح وتحمید کا ایسا الہام ہو گا جیسا کہ سانس کا الہام ہوتا ہے چنانچہ مذکورہ دعا کے طلب چیز کے وقت کے ساتھ خاص نہیں ہوگی اور یہ توجیہ جس طرح معنی آیت کے مناسب نہیں ایسے ہی اہل جنت کے احوال کے بھی مناسب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

اختتام ۱۹/ ذیقعدہ ۱۴۱۵ھ

بمطابق

۲۰/اپریل بروز جمعرات ۱۹۹۵ھ)

تمت بالخیر

○○○

محافلِ جنّت

ترجمہ

حادی الارواح الیٰ بلاد الافراح

(نظرثانی شدہ صحیح ایڈیشن)

تألیف

علامہ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ

(متوفی ۷۲۸ھ)



ترجمہ

مولانا محمد فاروق حسن زئی



الکشّاف پبلیکیشنز

دوکان نمبر ۳- حاجی ادریس مینشن رتن تلاؤ کراتشي

الهاتف: ۳۲۹۳